ملفوظات

از: اعلیٰحضرت امام اہلسنت مولانا محمد احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

مرتبہ: مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم

فرید بک سٹال ۴۰۔ اردو بازار لاہور

کتب خانہ حاجی نیاز احمد
اندرون بوہڑ گیٹ ملتان ۲

٥٠/

فہرست مطبوعات

فرید بک سٹال ۴۰ اردو بازار لاہور

قرآنی پارے اول تا دہم اور تیسواں پارہ. ہر پارہ ۸۰ صفحات. سائز $\frac{۲۳×۱۶}{۸}$ جلی قلم
بخاری شریف مکمل ۳ جلد مترجم اختر شاہجہانپوری
سنن ابن ماجہ شریف مکمل دو جلد 〃 〃 〃 〃
سنن ابو داؤد شریف زیر طبع 〃 〃 〃 〃 〃 〃
موطا امام مالک 〃 〃 〃 〃 〃 〃
ترمذی شریف مکمل دو جلد مترجم مولانا محمد صدیق ہزاروی
اشعۃ اللمعات (اردو) جلد اول دوم مترجم مولانا محمد سعید نقشبندی
سنن نسائی شریف (۳ جلد) مترجم: دوست محمد شاکر، حافظ عبدالستار
مرآۃ التصانیف حافظ عبدالستار قادری
مسند امام اعظم مترجم: دوست محمد شاکر سیالوی
الوفا و سیرت سید الانبیاء امام ابن جوزی
سیرت رسول عربی از علامہ نور بخش توکلی
منتخب حدیثیں از مولانا عبدالمصطفےٰ اعظمی
سیرت مصطفےٰ 〃 〃 〃 〃
فتاویٰ عالمگیری (فقہ اسلامی کا مستند ترین ذخیرہ) مکمل ۸ جلد
کوثر الخیرات شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی
نسیم رحمت علامہ مشتاق احمد نظامی
تجلی الیقین از اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی
ملفوظات اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی
مردوں کی دنیا (حیات الموات فی بیان الاموات) از اعلیٰحضرت بریلوی
انگوٹھے چومنے اعلیٰ حضرت بریلوی
الخصائص الکبریٰ دو جلد مترجم راجا رشید محمود ایم اے
فتوح الغیب مترجم راجا رشید محمود ایم اے
حدیث شوق از 〃 〃 〃 〃

خطبات اول دوم مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی
خطیب 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
واعظ اول تا چہارم 〃 〃 〃 〃 〃
مفید الواعظین 〃 〃 〃 〃 〃 〃
آنا جانا نور کا 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
عورتوں کی حکایات 〃 〃 〃 〃 〃 〃
سچی حکایات اول تا پنجم 〃 〃 〃 〃 〃
مثنوی کی حکایات 〃 〃 〃 〃 〃 〃
شیطان کی حکایات 〃 〃 〃 〃 〃 〃
عجائب الحیوانات (جانوروں کی دنیا) 〃
سنی علماء کی حکایات از مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی
نماز حنفی مدلل از فقیہ اعظم کوٹلوی، مجلد پارچہ
دلائل المسائل فقیہ اعظم کوٹلوی
فقہ الفقیہ از فقیہ اعظم کوٹلوی
توضیح البیان لخزائن العرفان از علامہ غلام رسول سعیدی
تذکرۃ المحدثین 〃 〃 〃 〃 〃
ذکر بالجہر علامہ غلام رسول سعیدی
مقالات سعیدی 〃 〃 〃 〃
مقیاس نور مولانا محمد عمر اچھروی
روشنی کی طرف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
ارشادات مجددؒ مرتبہ میاں جمیل احمد شرقپوری
الامن والعلےٰ از اعلیٰحضرت بریلوی
حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
زلف و زنجیر اول دوم علامہ ارشد القادری
الفاروق علامہ شبلی نعمانی مجلد ڈسٹ کور
مرقع کلیمی شاہ کلیم اللہ جہان آبادی

ہمارا اسلام (مکمل نو حصے دو جلدوں میں) از مفتی محمد خلیل خاں
سنی بہشتی زیور (مفتی محمد خلیل خاں برکاتی)
حکایات رضویہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی
سبع سنابل اردو مترجم: مفتی محمد خلیل خاں قادری
تفسیر سورہ نور (چادر اور چار دیواری) مفتی محمد خلیل خاں برکاتی
عقائد الاسلام شاہ ولی اللہ دہلوی مترجم 〃 〃
الصلوٰۃ تصنیف 〃 〃
نورٌ علیٰ نور ترجمہ سراج العوارف 〃 〃
اسلام اور عصری ایجادات مترجم: احمد میاں برکاتی
تذکرہ اولیائے پاک و ہند از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
معین الہند از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
دہلی کے بائیس خواجہ از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
دیوان حافظ مترجم: قاضی سجاد حسین
مثنوی مولانا روم مترجم: قاضی سجاد حسین مکمل ۶ جلد
قائد اللغات مؤلف: ابو نعیم عبدالحکیم خاں نشتر جالندھری
اخبار التنزیل تالیف: مولانا محمد اسماعیل
۱۲ تقریریں از علامہ محمد شریف نوری قصوری
تذکرہ غوثیہ سید غوث علیشاہ قلندر قادری کے ملفوظات
شمع شبستان رضا (مکمل ۴ حصے)
روح تصوف از سید خورشید احمد گیلانی
نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی از مولانا غلام قادر بھیروی
زبدۃ الالفاظ فی مناقب شیخ عبدالقادر از مولانا احمد علی بٹالوی
طب روحانی مع خواص القرآن از مولانا محمد ابراہیم دہلوی
عظیم نبی کی عظیم دعائیں مرتب سید حامد لطیف چشتی
ذکر حسنین رضی اللہ عنہما مؤلف محمد ناصر علی

بعونہٖ تعالیٰ

ملفوظات

مجدّدِ مائتہ حاضرہ مؤیّد ملتِ طاہرہ

حصّہ اول

از: اعلیحضرت امام اہلسنّت مولینا محمّد احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز

مُرتّبہ

مُفتئ اعظم ہند حضرت مولانا محمّد مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری برکاتی، نوری،
دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل اردو بازار لاہور

ناشر ـــــــــ حامد اینڈ کمپنی
۳۸- اردو بازار لاہور

مطبع ـــــــــ جنرل پرنٹرز ۱۰/۲۲ رتیگین روڈ
ہجویری پارک - لاہور

قیمت ـــــــــ ۳۶ روپے

حیات فاضل بریلوی

(۱)

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ نسباً پٹھان مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری تھے والد ماجد مولانا نقی احمد خان علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) اور جدِ امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء) عالم اور صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ فاضل بریلوی کی ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (یو۔ پی بھارت) میں ہوئی۔ محمد نام رکھا گیا اور تاریخی نام المختار (۱۲۷۲ھ) تجویز کیا گیا، جدِ امجد نے احمد رضا نام رکھا بعد میں خود فاضل بریلوی نے عبد المصطفیٰ کا اضافہ کیا۔

سنہ ولادت اس آیتِ کریمہ سے نکالا:

اولٰئك کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منه (۱۲۷۲ھ)

آپ بلند پایہ شاعر بھی تھے اور رضا تخلص کرتے تھے، آپکے متبعین "اعلیٰ حضرت" اور "فاضل بریلوی" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ اکثر علوم و فنون مروجہ میں دسترس رکھتے تھے بعض علوم و فنون معاصرین علماء سے حاصل کئے اور بعض میں ذاتی مطالعہ اور غور و فکر سے کمال حاصل کیا۔

مندرجہ ذیل ۲۱ علوم و فنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ سے حاصل کئے:

علمِ قرآن، علمِ حدیث، اصول حدیث، فقہ (جملہ مذاہب)، اصولِ فقہ، جدل، تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، مناظرہ، فلسفہ، تکسیر، ہیأۃ، حساب، ہندسہ۔

حضرت شاہ آل رسول (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء)، شیخ احمد بن زینی دحلان مکی (م ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء)، شیخ عبد الرحمٰن مکی (م ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء)، شیخ حسین بن صالح مکی (م ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء) شیخ ابو الحسین احمد النوری (م ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء) علیہم الرحمہ سے بھی استفادہ کیا اور مندرجہ ذیل ۱۰ علوم و فنون حاصل کئے:

قرأت، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، نعت، ادب منذرجہ ذیل ۱۴ علوم وفنون ذاتی مطالعے اور بصیرت سے حاصل کیے:

ارثما طیقی، جبر ومقابلہ، حساب سینی، لوگارثمات، توقیت، مناظر ومرایا، اکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیأۃ جدیدہ، مربعات، جفر، زائرچہ۔

اس کے علاوہ نظم ونثر فارسی، نظم ونثر ہندی، خط نسخ، خط نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔

علوم وفنون سے فراغت کے بعد تصنیف وتالیف، درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ تقریباً ۵۰ علوم وفنون میں ہزار سے زیادہ کتب ورسائل آپ سے یادگار ہیں بے شمار تلامذہ آپ سے مستفید ہوئے بعض کا شمار علماء متبحرین میں کیا جاسکتا ہے، مثلاً مولانا حامد رضا خاں (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) مولانا ظفر الدین بہاری (م ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) (والد محترم پروفیسر مختار الدین آرزو، صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) مولانا سید احمد اشرف گیلانی (م ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء) مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم میرٹھی (م ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء) والد محترم مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا برہان الحق جبل پوری وغیرہ وغیرہ۔

(۲)

فاضل بریلوی ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء) کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہوئے اور مختلف سلاسل طریقت میں خلافت واجازت حاصل کی مثلاً قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، بدیعیہ، علویہ وغیرہ وغیرہ۔

۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء میں پہلی بار حج بیت اللہ کے لیے والد ماجد کے ہمراہ عازم حرمین ہوئے، قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل آپ سے بے حد متاثر ہوئے اور فرط مسرت میں فرمایا:

انی لاجد نور اللہ من ھٰذا الجبین

ترجمہ:- "بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں"

امام موصوف نے اپنی تالیف "الجوھرۃ المضیۃ" کی اردو شرح لکھنے کی فرمائش کی۔ چنانچہ مولانا شاہ احمد رضا خاں نے صرف دو روز میں اس کی شرح تحریر فرمائی اور یہ تاریخی نام رکھا: النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوھرۃ المضیۃ (۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء) پھر بعد میں تعلیقات وحواشی کا اضافہ فرما کے یہ تاریخی نام تجویز فرمایا: الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء) ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۵ء میں آپ دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کے لئے حاضر ہوئے۔ اس سفر میں حرمین شریفین کے علمائے کبار نے بڑی قدر ومنزلت فرمائی۔ علمائے مکہ نے نوٹ کے متعلق ایک استفتاء پیش کیا جو علمائے حرمین کے لئے عقدۂ لاینحل بنا ہوا تھا۔ فاضل بریلوی نے محض حافظہ کی بناء پر قلم برداشتہ عربی میں اس کا جواب تحریر فرمایا اور تاریخی نام رکھا: کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۷ء) اس جواب کو پڑھ کر علمائے حرمین بے حد متاثر ہوئے۔ ہندوستان واپسی کے بعد مندرجہ بالا جواب کا ضمیمہ تحریر فرمایا اور اس کا تاریخی نام رکھا کاسر السفیہ الواھم فی ابدال قرطاس الدراھم (۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء) پھر اس کا اردو ترجمہ کیا اور اس کا یہ تاریخی نام رکھا: الذیل المنوط لرسالۃ النوط (۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء) کفل الفقیہ کے علاوہ ایک اہم کتاب علمائے مکہ کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی اور اس کا یہ تاریخی نام تجویز کیا: الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۱۲ھ/ ۱۹۰۵ء) پھر الفیوضات الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ کے عنوان سے اس کے تعلیقات وحواشی لکھے۔ اس رسالے میں مسئلہ علم غیب پر محققانہ بحث کی ہے۔ علمائے حرمین نے جو اس پر تقاریظ تحریر کی ہیں، ان سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ تعجب خیز بات یہ ہے کہ فاضل بریلوی نے یہ دونوں کتابیں دورانِ سفر بغیر کوئی کتاب مطالعہ کئے محض یادداشت کی بناء پر تالیف فرمائیں۔ سرعتِ تحریر، قوتِ حافظہ اور جزئیاتِ فقہ پر ماہرانہ واقفیت کو دیکھ کر علمائے حرمین حیران تھے۔ (نزھۃ الخواطر ج ۸، ص ۳۹) مکہ معظمہ کے ایک عالم علامہ محمد علی بن حسین نے اس شعر میں اسطرف اشارہ کیا ہے ؎

املی العلوم فھل سمعت بمثلہ

املی ذوا آیۃ قد شوھدت

(حسام الحرمین ص ۱۶۷)

فاضل بریلوی کو علمائے حرمین بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے بعض علماء نے مجدد امت تک لکھا ہے چنانچہ شیخ اسمٰعیل خلیل اللہ حافظ کتب الحرم تحریر فرماتے ہیں: لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقاً و صدقاً۔ حسام الحرمین ص ۱۰۴، ۱۴۲)
اسی طرح شیخ علی شامی ازہری، احمدی دروسری مدنی تحریر فرماتے ہیں۔

امام الائمۃ المجدد لھذہ الامۃ،

(حسام الحرمین۔ ص ۲۴۴)

اسی لئے فاضل بریلوی کے متبعین ان کو "مجدد مائۃ حاضرہ" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔
حرمین شریف اور دیگر بلادِ عرب کے تقریباً ایک سو سے زائد علماء و فضلاء نے مولانا احمد رضا خاں کی علمیت اور فقاہت کا اعتراف کیا ہے اور خوب خوب تعریف کی ہے۔ اسی طرح علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا:

"ہندوستان کے اس دورِ متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ بمشکل ملے گا"
(مقالات یوم رضا، ج ۳، ص ۱۰)

فاضل بریلوی کی طبیعت کی شدت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال نے مزید فرمایا:
"اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی، تو اس دور کے ابو حنیفہ کہلا سکتے تھے"۔
اس میں شک نہیں کہ فنِ فتویٰ نویسی میں فاضل بریلوی اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔ انہوں نے تقریباً ۵۴ سال تک یہ فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔ اپنے ایک مکتوب میں مولانا ظفر الدین بہاری کو تحریر فرماتے ہیں:

"بحمد اللہ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء کو ۱۳ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا اگر دن اور زندگی بالخیر ہے، تو اس شعبان ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء کو اس فقیر کو فتویٰ لکھتے ہوئے پچاس سال ہونگے۔ اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے"۔

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۸، مکتوب محررہ شعبان ۱۳۳۶ھ)

فقہ میں جد الممتار، حاشیہ شامی اور فتاویٰ رضویہ کے علاوہ ایک اور علمی شاہکار ترجمہ قرآن کریم ہے جو ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے منظرِ عام پر آیا اور جس کے تفسیری حواشی خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے نام سے مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے تحریر فرمائے جو ایجاز و اختصار اور جامعیت کے لحاظ سے بے نظیر ہیں۔ اردو میں قرآن کریم کے مکمّل اور جزوی تراجم کی تعداد کچھ کم نہیں۔ ہمارے اندازے کے مطابق مکمّل اور جزوی تراجم کی تعداد تقریباً ۱۲۳ ہے۔ ان کثیر تراجم کی موجودگی میں فاضل بریلوی کا ترجمہ اردو بعض لوگوں کی نظر میں خاص اہمیت نہیں رکھتا، خصوصاً جبکہ اس سے قبل کئی ترجمے ہو چکے ہوں، مثلاً:

ترجمہ قرآن، حکیم محمد شریف خان ۱۲۱۶ھ/۱۸۰۱ء
ترجمہ قرآن، مولوی امانت اللہ ۱۲۱۹ھ/۱۸۰۴ء
ترجمہ قرآن، نواب صدیق حسین خاں ۱۳۰۶ھ/۱۸۹۰ء
ترجمہ قرآن، مولوی نذیر احمد ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء
ترجمہ قرآن، سید احمد حسن دہلوی ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء
ترجمہ قرآن، مولوی اشرف علی تھانوی ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء

لیکن جہاں تک ہماری معلومات اور مطالعہ کا تعلق ہے یہ ترجمہ اس حیثیت سے جملہ تراجم میں ممتاز نظر آتا ہے کہ جن آیاتِ قرآنی کے ترجمے میں ذرا سی بے احتیاطی سے حق جل مجدہٗ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بے ادبی کا شائبہ نظر آتا ہے، فاضل بریلوی نے ایسی آیات کا ترجمہ ایسی احتیاط اور کامیابی کے ساتھ کیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل تقابلی مطالعے سے اس حقیقت کا اندازہ ہو سکے گا۔ خط کشیدہ الفاظ قابلِ توجہ ہیں:

۱۔ اللہ ان سے ٹھٹھہ کرتا ہے۔ (سر سید احمد خان، تفسیر القرآن، بقرہ/خطوط ۱۵)
اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے (کنزالایمان)

۲۔ اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا۔ (ترجمہ مولوی نذیر احمد دہلوی، انفال: ۳۰)
اور اللہ اپنا خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ (کنزالایمان)

۳۔ دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا (مولوی محمود حسن، نساء: ۱۴۲)
اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا۔ (کنز الایمان)
۴۔ اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا، تو غلطی میں پڑ گئے (مولوی اشرف علی، بیان القرآن، طٰہٰ۔ ۱۲۲)
اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا اس کی راہ نہ پائی۔ (کنز الایمان)
۵۔ اور پایا تجھ کو بھٹکتا، پھر راہ سجھائی (مولوی محمود حسن، ترجمہ قرآن، ضحیٰ)
اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا، تو اپنی طرف راہ دی۔ (کنز الایمان)
فاضل بریلوی نے قرآن کریم کا جس نظر سے مطالعہ کیا، اس کا اندازہ ان کے اس مصرعے سے ہوتا ہے ع

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

(حدائقِ بخشش حصہ دوم، ص ۹۹)

وہ فنِ شعر میں کمال رکھتے تھے، نعت گوئی کو اپنا مسلکِ شعری بنایا، ہر صنفِ شاعری پر طبع آزمائی کی، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ہر جگہ نعت ہی کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان کے دیوان "حدائقِ بخشش" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اردو، فارسی، عربی اور ہندی وغیرہ میں شعر گوئی پر پورا پورا عبور حاصل تھا، ان کا مشہور سلام جس کا مطلع ہے ؎

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

پاک و ہند کے طول و عرض میں پڑھا جاتا ہے، ان کے مخالفین بھی ان کی عظمتِ شاعری کے دل سے قائل تھے، چنانچہ افتخار اعظمی باوجود اختلافِ مسلک فاضل بریلوی کی نعت گوئی پر اس طرح تبصرہ کرتے ہیں:

"ان کا نعتیہ کلام اس پایہ کا ہے کہ انہیں طبقہ اولیٰ کے نعت گو شعراء میں جگہ دی جانی چاہیے۔" (ارمغانِ حرم، ص ۱۴)

افسوس ہے کہ تاریخ ادب اردو میں فاضل بریلوی کا نام یا تو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے یا کہیں ضمناً اور اشارتاً آگیا ہے، وہ مقام نہیں دیا گیا جس کے وہ مستحق تھے۔

(۴)

تحریک آزادی کے سلسلے میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے تلامذہ، خلفاء کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔ انہوں نے انیسویں صدی کے آخر سے مسلمانوں کے سیاسی حالات بنظرِ غائر مطالعہ کئے اور تحریر و تقریر کے ذریعے اپنی اصلاحات اور تجاویز پیش کیں جو ۱۹۱۲ء میں کلکتہ سے شائع ہوئیں۔ اس سے قبل ۱۸۹۷ء میں پٹنہ کے اجلاس میں اسی موضوع پر تقریر فرمائی۔ فاضل بریلوی کے آخری دور میں سیاست نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا تھا۔ تقریباً ۱۹۱۹ء/۱۳۳۸ھ میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا اور دوسرے ہی سال (۱۹۲۰ء/۱۳۳۹ھ) میں گاندھی کے ایماء پر تحریک ترکِ موالات کا آغاز ہوا۔ انجام سے بے نیاز ہو کر ہندو مسلم شیر و شکر ہو رہے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں نے اس اختلاط کے خطرناک نتائج سے آگاہ فرمایا اور ایک معرکۃ الآراء رسالہ المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنۃ (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) تحریر کیا۔

راقم نے اس رسالے کے مضامین کو سامنے رکھ کر ایک کتاب "فاضل بریلوی اور ترکِ موالات" کے عنوان سے لکھی تھی، جس کا پہلا اڈیشن صفر ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں اور دوسرا جمادی الآخر ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں لاہور سے شائع ہوا، اس کے بعد تیسرے، چوتھے اور پانچویں اور چھٹے اڈیشن بھی شائع ہو چکے ہیں۔

فاضل بریلوی نے المحجۃ المؤتمنۃ میں کفار و مشرکین سے اختلاط اور ان کے ساتھ سیاسی اتحاد کے خطرناک نتائج سے متنبہ کیا ہے اور اس مسئلے پر مذہبی، تہذیبی، سیاسی معاشی نقطۂ نظر سے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ فاضل بریلوی کے انہیں افکار کو سامنے رکھ کر ان کے فرزندان گرامی خلفا اور متبعین نے سیاست میں قدم رکھا اور اس کے لئے صالح لٹریچر فراہم کیا، اپنے مقاصد کے حصول کے لئے انہوں نے انصار الاسلام اور جـ[عـ]

رضائے مصطفےٰ کے نام سے دو تنظیمیں قائم کیں۔ اس کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے تیسری تنظیم قائم کی جس کا دوسرا نام الجمعیۃ العالیۃ المرکزیۃ رکھا گیا۔ انصار الاسلام اور جماعت رضائے مصطفےٰ کے اراکین نے ہندو مسلم اتحاد و اختلاط کے خلاف کام کیا۔ اس تنظیم کے ایک اہم رکن اور بانی صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء) جو فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے۔ ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء میں مطالبۂ پاکستان کے اعلان کے ساتھ ساتھ علماء اہل سنّت نے اپنی مساعی تیز تر کر دیں ان کے خلوص اور جوش اور جذبے کا اندازہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کے اس عزم سے ہوتا ہے:

"پاکستان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیہ کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں، خود قائداعظم محمد علی جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں"

(حیات صدر الافاضل، ص ۱۸۶، مکتوب ۲)

اسی طرح محدث اعظم ہند مولانا سیّد محمد محدّث کچھوچھوی (تلمیذ مولانا احمد رضا خاں) نے آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ اجمیر شریف (۵ تا ۶ رجب ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء) میں خطبۂ صدارت میں یہ پُر جوش کلمات کہے۔

"اٹھ پڑو، کھڑے ہو جاؤ، چلے چلو، ایک منٹ نہ رُکو، پاکستان بنا لو، تو جا کر دم لو"

(الخطبۃ الاشرفیہ، ص ۳۸)

مطالبۂ پاکستان کی تائید اور حمایت کے سلسلے میں ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا چار روزہ اجلاس (۲۷ تا ۳۰ اپریل) بنارس میں ہوا جس میں پاک و ہند کے ۲ ہزار سے زیادہ علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں یہ متفقہ قرارداد پاس کی گئی:

"یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پُر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنّت، اسلامی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں" (کتاب مذکور، ص ۱۹۰)

اس کے ساتھ ساتھ حکومت اسلامیہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ۱۴ علماء و مشائخ کی ایک کمیٹی مقرر کر دی گئی جو مولانا احمد رضا خاں کے تلامذہ و خلفاء اور مریدین پر

مشتمل تھی۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد بھی ان کے متبعین نے پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے سلسلے میں بہت کوشش کی اور کر رہے ہیں۔

بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ فاضل بریلوی حکومتِ برطانیہ اور انگریزوں کے مخلصین میں سے تھے اور انہیں کے ایماء پر ایسی تحریکوں کی مخالفت کیا کرتے تھے جن سے حکومت برطانیہ کو خدشات ہوں۔

لیکن فاضل بریلوی اور ان کے تلامذہ، خلفاء اور متبعین کا جو سیاسی کردار اوپر پیش کیا گیا ہے، اس سے اس الزام کی نہ صرف تردید ہوتی ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات انگریزوں کے مخالف اور نظریۂ پاکستان کے زبردست حامی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی سیاست کے اس نازک دور میں جوش و خروش سے زیادہ سلامت روی کو مسلمانوں کے لئے مفید سمجھتے تھے، اسی سلامت روی کو قائدِ اعظمؒ نے اپنے سامنے رکھا اور شاندار کامیابی حاصل کی۔ مولانا احمد رضا خاں انگریزوں کے حامی نہ تھے، لیکن بے جا مخالفت کو سلامت روی اور اعتدال کے خلاف سمجھتے تھے۔ ترکوں کی جان و مال کی حفاظت کو ضروری سمجھتے تھے، لیکن اس دورِ سیاست میں مالی امداد کو ترجیح دیتے تھے، وہ مسلمانوں کی معاشی اور سیاسی خوشحالی کے لئے ایک منصوبہ رکھتے تھے جس کے اہم نکات کا اظہار انہوں نے ۱۹۱۲ء میں حاجی لعل خاں (کلکتہ) کے نام ایک مفصّل مکتوب میں کیا ہے جو بعد میں رام پور اور کلکتہ سے شائع ہوا جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ مسلمان اپنے تمام معاملات میں خصوصاً عدالتی مقدمات جن پر بے دریغ روپیہ ضائع ہوتا ہے، اپنے ہاتھ میں لیں۔

۲۔ مسلمان، مسلمان بھائیوں کے علاوہ کسی سے خرید و فروخت نہ کریں۔

۳۔ ہندوستان کے دولت مند مسلمان، مسلمانوں کے لئے غیر سودی بنکاری قائم کریں اور ایسے بنک کھول کر نفع کے لئے حلال ذرائع مہیّا کریں۔

۴۔ مسلمان دینِ اسلام پر سختی کے ساتھ کاربند رہیں اور کسی دینی امر کے حصول کے لئے غیر دینی ذرائع استعمال نہ کریں۔

(دبدبۂ سکندری رام پور، شمارہ ۱۷، جلد ۴۹، ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء)

یہ خیال بھی درست نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں نے دین اسلام میں ایک نئے فرقے کی بنیاد ڈالی جس کو "بریلوی" کہا جاتا ہے، حالانکہ ان کی تصانیف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت محتاط ہیں اور کوئی نئی چیز پیش نہیں کرتے، بلکہ وہی کہتے ہیں جو پہلے کہا جا چکا ہے چونکہ مذہبی امور اور سیاسی تحریکوں کے زیر اثر وہ باتیں کچھ فراموش ہو گئی تھیں، اس لئے جب فاضل بریلوی نے از سر نو تحقیق کر کے پیش کیں، تو نئی معلوم ہونے لگیں، پاک و ہند کے علماء اور عوام کی ایک کثیر جماعت جو سلف صالحین کی پیرو ہے، دل سے ان کی تائید اور حمایت کرتی ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے اقوال و اعمال سے استناد و استشہاد کرتے ہیں اور دلائل و براہین کا ایک سیلاب بہاتے ہیں، اس لئے ان کی سیف قلم کے شہید بھی ان کی علمیت و فقاہت کے قائل نظر آتے ہیں (نزہۃ الخواطر ص ۳۹، ۴۱)

یہ بات فاضل بریلوی کی قابلیت اور علمیت پر شاہد ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ بعض مسائل میں ان کی تحقیقات سے علماء نے اختلاف کیا ہے۔

فاضل بریلوی نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو بوقت نماز جمعہ ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر وصال فرمایا۔ چند ماہ قبل قرآن کریم کی اس آیت سے الہامی طور پر اپنا سنہ وفات نکالا تھا:

ویطاف علیہم بآنیۃ من فضۃ و اکواب (وصایا شریف ص ۱۲)

آپ کے دو فرزند تھے، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں مدظلہ العالی۔ مولانا حامد رضا خاں ربیع الاول ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ کتب معقول و منقول والد ماجد سے پڑھیں۔ عربی ادب پر بڑا عبور رکھتے تھے۔ ۷۰ برس کی عمر پائی، ۲۳ سال والد ماجد کے جانشین رہے اور برسوں دار العلوم منظر اسلام (بریلی) میں درس حدیث دیا اور ۱۷ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء کو وفات پائی، صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ الاجازات المتینۃ ترجمہ اردو الدولۃ المکیۃ، الصارم الربانی علی اسراف القادیانی، سدّ الفرار، حاشیہ رسالہ ملا جلال، نعتیہ دیوان اور فتاوے آپ کے

یادگار ہیں۔

مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں اوائل ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے، برادرِ بزرگ مولانا حامد رضا خاں سے تعلیم حاصل کی اور والد ماجد سے علومِ دینیہ کی تکمیل کی۔ دارالافتاء الرضویہ (بریلی) میں ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء سے فتوٰی نویسی کے فرائض انجام دے رہے ہیں، تصانیف میں الفتاوٰی المصطفویہ آپ سے یادگار ہیں۔ اس وقت ۸۶ سال کی عمر شریف ہے۔ ہندوستان میں آپ کا روحانی اور علمی فیض جاری ہے۔

فاضل بریلوی کے خلفاء نہ صرف پاک و ہند بلکہ حرمین شریفین میں بھی پھیلے ہوئے تھے، حرمین کے بعض خلفاء کے اسماء گرامی یہ ہیں:

سید عبدالحیٔ مکیؒ، شیخ حسین جلال مکیؒ، شیخ صالح کمال مکیؒ (م ۱۳۲۵ھ / ۱۹۱۹ء) سید اسمٰعیل خلیل مکیؒ (م ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۹ء) سید مصطفےٰ خلیل مکیؒ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) شیخ احمد خضراوی مکیؒ (م ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۶ء) شیخ عبدالقادر کردی مکیؒ (م ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء) شیخ فرید مکیؒ (۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء) سید مامون البری، شیخ اسعد الدھان، شیخ عبدالرحمٰن۔ شیخ عابد بن حسین (مفتیٔ مالکیہ) شیخ علی بن حسین، شیخ جمال بن محمد الامیر، شیخ عبداللہ بن احمد ابی الغیر میرداد، شیخ عبداللہ دحلان، شیخ بکر رفیع، سید ابی حسین مرزوقی، شیخ حسن العجمی شیخ الدلائل شیخ محمد سعید، شیخ عمر المحرسی، شیخ عمر بن حمدان، شیخ سالم بن عبدرول، سید علوی بن حسین، سید ابوبکر بن سالم، شیخ محمد بن عثمان دحلان۔ شیخ محمد یوسف، مولانا ضیاء الدین احمد مدنی۔

پاک و ہند کے خلفاء میں قابلِ ذکر یہ ہیں:

مولانا حامد رضا خاں	(م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)
مولانا سید عبدالسلام	(م ۱۳۹۳ھ / ۱۹۴۴ء)
مولانا ظفر الدین بہاری	(م ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء)

مولانا محمد امجد علی اعظمی	(م ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء)
مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی	(م ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء)
حکیم غلام احمد فریدی	(م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)
شاہ سید احمد اشرف گیلانی	(م ۱۳۴۴ھ / ۱۹۵۵ء)
مولانا سید محمد دیدار علی الوری	(م ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء)
مولانا عبد العلیم میرٹھی	(م ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء)
مولانا عبد الاحد	(م ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء)

(خلف الرشید مولانا محمد وصی احمد محدث سورتی) مولانا احمد مختار، مولانا محمد عبد الباقی برہان الحق جبل پوری، مولانا حسنین رضا خاں، مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں، پروفیسر سید سلیمان اشرف (مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) مولانا محمد ابراہیم رضا خاں، مولانا سید غلام جان ہجودھپوری وغیرہ وغیرہ۔

جناب محمد صادق قصوری نے "خلفائے اعلیٰ حضرت" کے نام سے کتاب لکھی ہے جو عنقریب لاہور سے شائع ہونے والی ہے۔

(۶)

فاضل بریلوی کثیر التصانیف بزرگ تھے، ان کی تصانیف کی تعداد ہزار سے متجاوز ہے۔ تصانیف کی کثرتِ تعداد کے لحاظ سے برّ صغیر پاک و ہند کے علماء میں وہ خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ تذکرۂ علمائے ہند میں ان کی ۵۰ تصانیف کا تفصیلی ذکر کیا ہے (تذکرہ علمائے ہند، ص ۱۶، ۱۷) اور آخر میں لکھا ہے کہ اس وقت تک ان کی تصانیف ۷۵ مجلدات تک پہنچ چکی ہے۔

"تذکرہ علمائے ہند" کی تدوین کا آغاز ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء میں ہوا، جب مولانا احمد رضا خاں کی عمر ۳۱ سال تھی۔ اس کے بعد ۳۵ سال حیات رہے، اس طویل عرصے میں کیا کچھ نہ لکھا گیا ہوگا، مولانا حامد رضا خاں (ابن مولانا احمد رضا خاں) نے "الدولۃ المکیہ"

(۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) کے حاشیہ میں لکھا ہے:

"بحمدہ تعالیٰ چار سو سے زاید کتب ہیں جن میں فتاویٰ مبارکہ بڑی تقطیع کے بارہ ضخیم مجلدوں میں ہے۔"

(حاشیہ الدولۃ المکیہ، ص ۱۶۹)

یعنی ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء تک تعداد تصنیف ۴۰۰ سے زائد ہو گئی تھی۔ فاضل بریلوی نے ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء میں وصال فرمایا، یعنی اس کے بعد پندرہ برس حیات رہے۔ بہر حال آخر میں یہ تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہو گئی۔ مولانا ظفر الدین بہاری نے فاضل بریلوی کے حیات میں ان کی ۴۰۰ سے زیادہ تصانیف کی مفصل فہرست بعنوان المجمل المعدد لتالیفات المجدد در ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء کے نام سے پیش کی۔ پھر موصوف ہی نے حیات اعلیٰ حضرت (ج ۲ قلمی) میں چھ سو سے زیادہ کتابوں کی تفصیلات فراہم کیں۔ مدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۲ء (بریلی) نے قلمی اور نادر مطبوعات کی ایک فہرست پیش کی تھی جو ڈھائی سو تصانیف پر مشتمل ہے۔ اس فہرست کو مولانا بدر الدین احمد نے سوانح اعلیٰ حضرت میں نقل کر دیا ہے۔ انجمن ترقی اردو (کراچی) کی قاموس الکتب اردو میں تقریباً ۴۲ مطبوعات کا ذکر ملتا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں المیزان (بمبئی) کا امام احمد رضا نمبر شائع ہوا، اس میں بکثرت تصانیف کا ذکر ملتا ہے۔

الغرض فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب چودھویں صدی ہجری کے جلیل القدر عالم، عظیم المرتبت، مفتی، بلند پایہ مصنف، صاحب بصیرت، سیاستدان اور باکمال ادیب و شاعر تھے۔ پاک و ہند کے محققین نے ہنوز ان کی طرف توجہ نہیں کی۔ وہ دنیا کے ہر محقق کی توجہ کے لائق ہیں۔ اگر ان کی فقہی اور علمی تصانیف، سیاسی بصیرت اور ان کے ادب و شاعری پر تحقیق کی جائے، تو بہت سے رازہائے سربستہ معلوم ہوں گے اور ہم بجا طور پر فخر کر سکیں گے کہ برصغیر سے ایک ایسا یگانہ روزگار عالم پیدا ہوا جس کی نظیر نہ اس کے زمانے میں تھی اور نہ اب ہے، اور حکیم

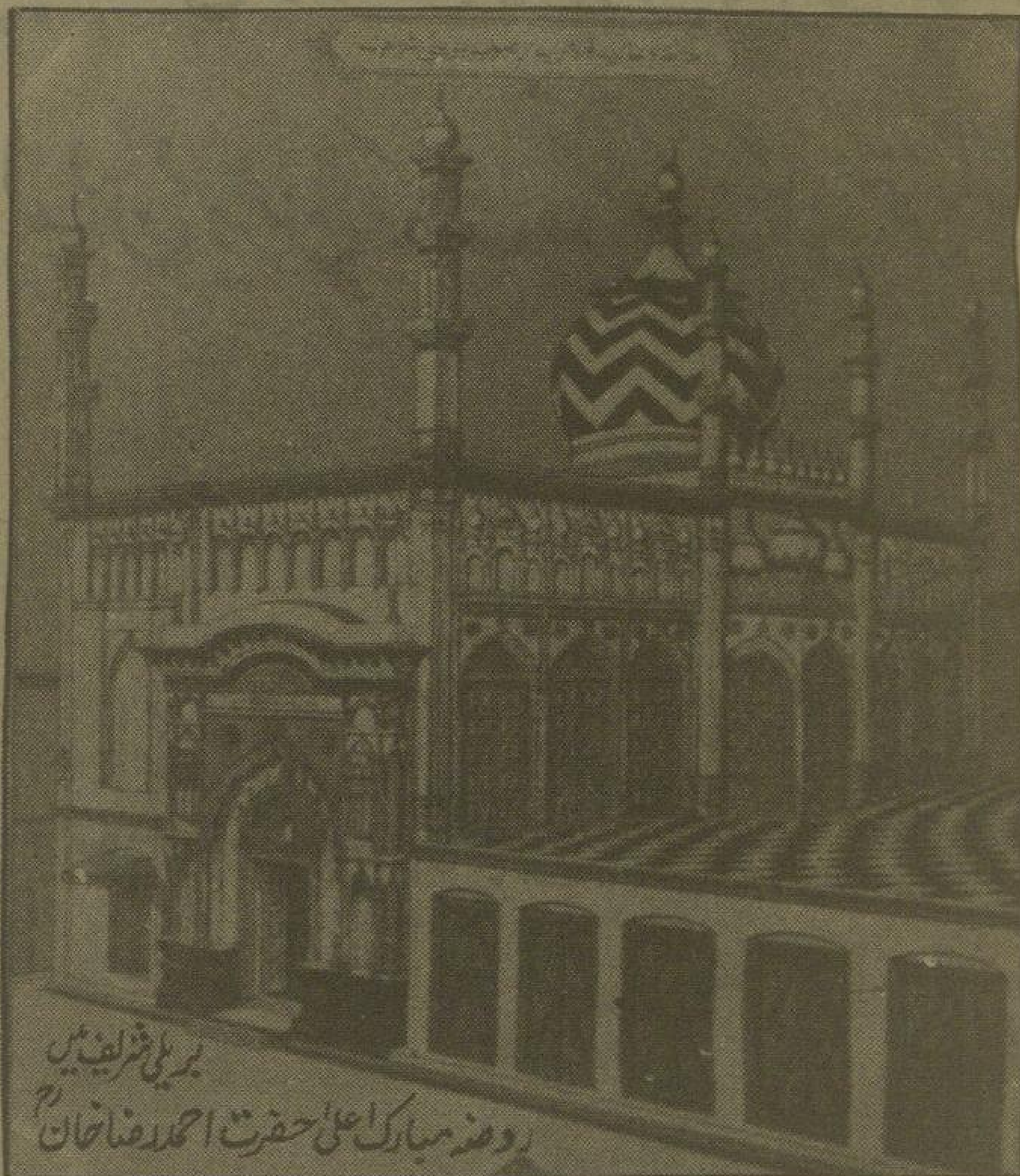
عبدالحئ لکھنوی کا یہ اعتراف، حقیقت بن کر سامنے آ جائے۔

یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع

علی الفقہ الحنفی وجزیاتہ یشھد بذالک مجموع فتاواہ

(عبدالحئ لکھنوی، نزہتہ الخواطر، جلد ہشتم، ص ۴۱)

ترجمہ: فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خاں کو جو عبور حاصل تھا، اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے۔



بریلی شریف میں
روضہ مبارک اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رح

ہم بمسرت اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے میسرز فرید بک سٹال اُردُو بازار لاہور کو اپنی جملہ مطبوعات کے لیے اندرون و بیرونِ ملک واحد تقسیم کنندگان مقرر کیا ہے

پیر محمد لطیف

حامد اینڈ کمپنی اُردُو بازار لاہور

واحد تقسیم کار

فرید بک سٹال ۴۰ اردو بازار، لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

أَحْسَنُ الْمَكْتُوبَاتِ ۞ وَعُمْدَةُ الْمَلْفُوظَاتِ ۞ حَمْدُ
مُبْدِعٍ أَنْطَقَ الْمَوْجُودَاتِ ۞ بِأَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا
مَوْجُودَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَخْرَجَ الْمَعْدُومَاتِ ۞ مِنَ الْعَدَمِ
إِلَى الْوُجُودِ فَشَهِدْنَ أَنْ لَّا مَشْهُودَ إِلَّا اللّٰهُ فَالْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۞ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۞ وَأَنْطَقَهُ
بِفَصِيْحِ اللِّسَانِ ۞ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْأَتَمَّانِ الْأَكْمَلَانِ
عَلٰى سَيِّدِ الْإِنْسِ وَالْجَانِّ ۞ عَمِيْمِ الْجُوْدِ وَالْإِحْسَانِ ۞
شَفِيْعِنَا يَوْمَ الْجَزَعِ وَالْفَزَعِ عِنْدَ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ الَّذِىْ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَحْضِ كَرَمِهٖ حَنَّانٌ مَنَّانٌ ۞ وَقَهَّارٌ
عَلٰى أَجْيَالِ الْبَغْيِ وَالْعِنَادِ وَالْفَسَادِ وَالْكُفْرَانِ ۞ جَبَّارٌ
عَلَى الْمُرْتَدِّيْنَ وَعَلٰى مَنْ كَفَرَ بِهٖ وَبِرَسُوْلِهٖ دَيَّانٌ ۞

نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ ذِی الْکَرَمِ وَالْغُفْرَانِ ۞ حَامِی الْاِیْمَانِ ۞ مَاحِی الطُّغْیَانِ ۞ غَافِرِ الذَّنْبِ وَالْفُسُوْقِ وَالْعِصْیَانِ ۞ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا نَاصِرِنَا وَمَاوٰنَا ۞ حَامِیْنَا وَمَلْجَانَا ۞ اَلسُّلْطَانِ ۞ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّنَا الرَّحْمٰنِ ۞ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ صَدَّقُوْہُ بِالْاِذْعَانِ ۞ وَاٰمَنُوْا بِمَوْلَاھُمْ بِالتَّصْدِیْقِ وَالْاِیْقَانِ ۞ وَسَعَدُوْا فِیْ مَنَاھِجِ الصِّدْقِ وَصَعَدُوْا مَعَارِجَ الْحَقِّ بِالثَّبَاتِ وَالْاِتْقَانِ ۞ ھُمْ لِلدِّیْنِ اَسَاسٌ وَّبُنْیَانٌ وَّاَرْکَانٌ ۞ اَللّٰھُمَّ احْشُرْنَا مَعَھُمْ بِکَرَمِکَ ۞ وَاَدْخِلْنَا دَارَ الْجِنَانِ ۞ بِرَحْمَتِکَ وَمَغْفِرَتِکَ یَا کَرِیْمُ یَا رَحِیْمُ یَا غَفَّارُ یَا سُبْحَانُ ۞ اٰمِیْن اٰمِیْن ۞ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۞

اللہ اللہ اہل اللہ کی زندگی اللہ تعالیٰ و تبارک کی ایک اعلےٰ نعمت ہے۔ ان کی ذات پاک سے ہر مصیبت ٹلتی ہے اور ہر اڑی مشکل بآسانی بدلتی ہے۔ سبحان اللہ انہی نفوس قدسیہ طاہرہ کے قدم کی برکت سے وہ وہ عقدۂ لا ینحل چٹکی بجاتے ہوئے حل ہوتے ہیں جنھیں قیامت تک کبھی بھی ناخن تدبیر نہ کھول سکے جس سے کیسا ہی کوئی عقیل و مدبر ہو، حیران رہ جائے۔ کچھ نہ بول سکے۔ جسے میزانِ عقل میں کوئی نہ تول سکے۔ اللہ اکبر! ان کی صورت ان کی سیرت، ان کی رفتار ان کی گفتار ان کی ہر روش ان کی ہر ادا، اُن کا ہر ہر کردار اسرار پرور دگار عز مجدہٗ کا ایک بہترین مرقع اور بولتی تصویر ہے کہ یہ انفاس نفیسہ مظہر ذات علیا و

صفاتِ قدسیہ ہوتے ہیں مگر بفحوائے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اور کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ دوام کسی کے لئے نہیں ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے نہ رہے۔ ہمیشگی رب عزوجل کو ہے باقی جو موجود ہے معدوم اور ایک دن سب کو فنا ہے۔ اسی لئے اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ایسے پاک انفاس قدسیہ کے حالات مبارکہ و مکاتیب طیبہ و ملفوظات طاہرہ جمع فرمائے یا اس کا اذن دیا کہ ان کا نفع قیامت تک عام ہوجائے اور ہم ہی مستفید ومحظوظ نہ ہوں بلکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی فائدہ اٹھائیں اور پھر وہ بھی یوں ہی اپنے اخلاف کیلئے پند و نصائح و وصایا تنبیہات و اخلاص کے ذخیرے اذکار عشق و محبت مسائل شریعت و طریقت کے مجموعہ معرفت و حقیقت کے گنجینہ کو اپنے پچھلوں کے لئے چھوڑ جائیں اور یہ سلسلہ یونہی قیامت تک جاری رہے سچ ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بساکیں دولت از گفتار خیزد

فقیر جب تک سن شعور کو نہ پہنچا تھا اور اچھے برے کی تمیز نہ تھی، بھلائی برائی کا ہوش نہ تھا۔ اُس وقت میں ایسے خیال ہونا کیا معنی پھر جب سن شعور کو پہنچا تو اور زیادہ بے شعور ہوا، جوانی دیوانی مشہور ہے مگر اَلصُّحْبَةُ مُؤَثِّرَةٌ صحبت بغیر رنگ لائے نہیں رہتی اور پھر اچھوں کی صحبت اور وہ بھی کون جنھیں سیّد العلماء کہیں تو حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا جنہیں تاج العرفاء کہیں بجا، جنھیں مجدد وقت اور امام الاولیاء سے تعبیر کریں تو صحیح، جنھیں حرمین طیبین کے علمائے کرام نے مدائح جلیلہ سے سراہا۔ اِنَّهُ السَّيِّدُ الْفَرْدُ الْإِمَامُ کہا، ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے انھیں اپنا شیخ طریقت بنایا، ان سے سندیں لیں اجازتیں لیں اُنھیں اپنا اُستاد مانا۔ پھر ایسے اچھے کی صحبت کیسی بابرکت ہوگی۔ سچ تو یہ ہے کہ اس صحبت کی برکت نے انسان کر دیا۔ اس زمانہ میں کہ آزادی کی تند و تیز ہوا چل رہی تھی، کیا عجب تھا کہ میں غریب بھی اس باد صرصر کے تیز جھونکوں سے جہاں صدہا بئس المصیر پہنچے وہیں جا رہتا مگر اپنے مولا کے قربان جس کی نظر عنایت نے پکا مسلمان بنا دیا والحمد للہ علی

ذٰلِك۔ اب نہ وہ خودی ہے جو بے خود بنائے تھی۔ نہ وہ مدہوشی جو بیہوش کئے تھی۔ نہ وہ جوانی کی اُمنگ نہ کسی قسم کی کوئی اور ترنگ مولینا معنوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ع

صحبت صالح ترا صالح کند

مولنا کے اس فرمان کی مجھے آنکھوں تصدیق ہوئی۔ اس معنی میں حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اور کتنا اچھا فرمایا۔ میں بار بار ان کے اشعار پڑھتا ہوں اور حظ اٹھاتا ہوں۔ جب پڑھتا ہوں ایک نیا لطف پاتا ہوں وہ فرماتے ہیں:

قطعہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

غرض میری جان ان پاک قدموں پر قربان جب سے یہ قدم پکڑے آنکھیں کھلیں اچھے بُرے کی تمیز ہوئی اپنا نفع و زیان سوجھا۔ منہیات سے تا بمقدور احتراز کیا اور اوامر کی بجا آوری میں مشغول ہوا، اور اب اعلحضرت مد ظلہ الاقدس کی بافیض صحبت میں زیادہ رہنا اختیار کیا۔ یہاں جو یہ دیکھا کہ شریعت وطریقت کے وہ باریک مسائل جن میں مدتوں غور وخوض کامل کے بعد بھی ہماری کیا بساط، بڑے بڑے سر ٹیک کر رہ جائیں۔ فکر کرتے کرتے تھکیں اور ہرگز نہ سمجھیں اور صاف اَنَا لَا اَدْرِیْ کا دم بھریں، وہ یہاں ایک فقرے میں ایسے صاف فرما دیئے جائیں کہ ہر شخص سمجھ لے گویا اشکال ہی نہ تھا اور وہ دقائق و نکات مذہب و ملت جو ایک چیستاں اور ایک معمہ ہوں جن کا حل دشوار سے زیادہ دشوار ہو۔ یہاں منٹوں میں حل فرما دیئے جائیں۔ تو خیال ہوا کہ یہ جواہر عالیہ و زواہر غالیہ یونہی

بکھرے رہے تو اس قدر مفید نہیں جتنا انھیں سلکِ تحریر میں نظم کر لینے کے بعد ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پھر یہ کہ خود ہی منتفع ہونا یا زیادہ سے زیادہ ان کا نفع حاضر باشان دربار عالی ہی کو پہنچنا باقی اور مسلمانوں کو محروم رکھنا ٹھیک نہیں! ان کا نفع جسقدر عام ہو اتنا ہی بھلا۔ لہٰذا جس طرح ہو یہ تفریق جمع ہو، مگر یہ کام مجھ سے بے بضاعت اور عدیم الفرصت کی بساط سے کہیں سوا تھا اور گویا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا تھا، اِس لئے بار بار ہمت کرتا اور بیٹھ جاتا۔ میری حالت اس وقت اس شخص کی سی تھی جو کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہو مگر مذبذب ہو ایک قدم آگے ڈالتا، اور دوسرا پیچھے ہٹا لیتا ہو مگر دل بے چین تھا کسی طرح قرار نہ لیتا تھا آخر اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللہِ کہتا، کمر ہمت چست کرتا ـــ اور حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھتا اٹھا اور ان جواہر نفیسہ کا ایک خوشنما ہار تیار کرنا شروع کیا اور مَیں اپنے رب عزوجل کے کرم سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس ہار ہی کو میری جیت کا باعث بنائے ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

وَاللہُ تَعَالٰی وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَخَیْرُ رَفِیْقٍ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

مَیں نے چاہا تو یہ تھا کہ روزانہ کے ملفوظات جمع کروں مگر میری بے فرصتی آڑے آئی اور میں اپنے اس عالی مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ غرض جتنا اور جو کچھ مجھ سے ہو سکا میں نے کیا۔ آگے قبول و اجر کا اپنے مولےٰ تعالےٰ سے سائل ہوں وھو حسبی وربی۔ وہ اگر قبول فرمائے تو یہی میری بگڑی بنانے کو بس ہے۔ مَیں اپنے سُنی بھائیوں سے امیدوار کہ وہ مجھ بے بضاعت و مسافر بے توشۂ آخرت کیلئے دعا فرمائیں کہ رب العزۃ تبارک و تقدس اسے میری فلاح و نجات کا ذریعہ بنائے آمین آمین۔ بحرمۃ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ الْمَکِیْنِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ ھُوَ مَحْبُوْبٌ وَّمَرْضِیٌّ لَدَیْہِ۔

مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی حاضر خدمت تھے مولانا نے عرض کی حضور سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی گئی۔

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا: یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ۔ اے جابر بے شک اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

عرض: حضور میری مراد دنیا کی ہر چیز سے پہلے سے ہے

ارشاد: رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے چار روز میں آسمان اور دو۲ دن میں زمین، یک شنبہ تا چہار شنبہ آسمان و پنجشنبہ تا جمعہ زمین نیز اس جمعہ میں بین العصر والمغرب آدم علی نبینا علیہم الصلاۃ والسلام کو پیدا فرمایا۔

عرض: ادنیٰ درجہ علم باطن کا کیا ہے؟

ارشاد: حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص وعام عوام سب نے قبول کیا۔ دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا۔ عوام نے نہ مانا، سہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص وعوام کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے مراد سیر اقدام نہیں بلکہ سیر قلب ہے۔ ان کے علوم کی حالت تو یہ ہے اور ادنیٰ درجہ ان سے اعتقاد ان پر اعتماد وتسلیم ارشاد جو سمجھ میں آیا فبہا ورنہ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُو الْاَلْبَابِ حضرت شیخ اکبر و اکابر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا۔ نیز حدیث میں فرمایا ہے: اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن الخامس فتھلك۔ صبح کر اس عالم میں کہ تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا

عرض: کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے؟

ارشاد۔ غیر عالم کو وعظ کرنا حرام ہے۔

عرض۔ عالم کی کیا تعریف ہے۔

ارشاد: عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔

عرض۔ کتب بینی ہی سے علم ہوتا ہے۔

ارشاد۔ یہی کافی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

عرض۔ حضور مجاہدے میں عمر کی قید ہے۔

ارشاد۔ مجاہدے کے لئے کم از کم اسی برس درکار ہوتے ہیں باقی طلب ضرور کیجائے۔

عرض۔ ایک شخص اسی برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اسی برس مجاہدہ کرے۔

ارشاد۔ مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب وعنایت ربانی بعید کو قریب نہ کردے تو اس راہ کی قطع کو اسی برس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی سے ابدال کر دیا جاتا ہے اور صدق نیت کیساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی ضرور کار فرما ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا: وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

عرض۔ یہ تو حضور اسی کا ہو رہے تو ہو سکتا ہے دنیوی ذرائع معاش اگر چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بھی نہایت دقت طلب ہے اور یہ دینی خدمت[1] جو اپنے ذمہ لی ہے اسے بھی چھوڑنا پڑے گا۔

ارشاد۔ اس کے لئے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیت صالحہ ہو تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ امام ابو اسحٰق اسفرائنی جب انھیں مبتدعین کی بدعات کی اطلاع ہوئی — پہاڑوں پر ان اکابر علماء کے پاس تشریف لے گئے جو ترک دنیا و مافیہا کرکے مجاہدات میں مصروف تھے ان سے فرمایا: یَا أَکَلَةَ الْحَشِیْشِ أَنْتُمْ ھٰھُنَا وَ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ

---

[1] حمایت مذہب اہل سنت ورد وہابیہ وغیرہم مرتدین

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتَنِ: اے سوکھی گھاس کھانے والو تم یہاں ہو اور امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتنوں میں ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے نہیں ہو سکتا۔ وہاں سے واپس آئے اور مبتدعین کے رد میں نہریں بہائیں۔

عرض۔ کیا دنیوی تفکرات کا قلب[۱] جاری پر اثر ہوتا ہے؟

ارشاد۔ ہاں دنیا کی فکریں جاری قلب کی حالت میں ضرور فرق ڈالتی ہیں۔

عرض۔ سفر کے لئے کون کون سے دن مخصوص ہیں!

ارشاد۔ پنجشنبہ شنبہ دوشنبہ۔ حدیث شریف میں ہے بروز شنبہ قبل طلوع آفتاب جو کسی حاجت کی طلب میں نکلے اس کا ضامن میں ہوں (اسی سلسلۂ تقریر میں فرمایا) بحمد اللہ دوسرے بار کی حاضری حرمین طیبین میں یہاں سے جانے اور وہاں سے واپس آنے میں انھیں تین دن میں سے ایک دن میں روانگی ہوئی تھی اور بفضلہٖ تعالیٰ فقیر کا یوم ولادت بھی شنبہ ہے۔

عرض۔ عمر شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولِ اسلام کے وقت کیا تھی؟

ارشاد۔ ۳۸ سال اور سوائے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کہ حضور کی عمر شریف ۸۳ سال ہوئی ہر سہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عمر مبارک نیز عمر شریف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے برابر ہوئیں یعنی ۶۳ سال۔ ہاں اسمیں کچھ روز و ماہ کم و بیش ضرور تھی لیکن سالِ وفات یہی تھا۔

عرض۔ حضور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل قبول اسلام کیا مذہب رکھتے تھے۔

ارشاد۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا۔ ۴ برس کی

---

[۱] قلب جاری وہ قلب ہے جو خدا، اور رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذکر شریف میں جاگتا رہے ۱۲

عمر میں آپ کے باپ بُت خانہ میں لے گئے اور کہا : ھٰؤلاء الھتك الشم العلی فاسجد لھم یہ ہیں تمھارے بلند و بالا خدا انہیں سجدہ کرو، جب آپ بُت کے سامنے تشریف لے گئے فرمایا۔ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، مَیں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے ۔ میں پتھر مارتا ہوں اگر خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا وہ بت بھلا کیا جواب دیتا آپ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا، اور قوت خداداد کی تاب نہ لا سکا، باپ نے یہ حالت دیکھی انھیں غصہ آیا۔ انہوں نے ایک تھپڑ رخسار مبارک پر مارا، اور وہاں سے آپ کی ماں کے پاس لائے۔ سارا واقعہ بیان کیا۔ ماں نے کہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ یَا اَمَةَ اللّٰهِ بِالتَّحْقِیْقِ اَبْشِرِیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِیْقِ اِسْمُهٗ فِی السَّمَاءِ الصِّدِّیْقُ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَّرَفِیْقٌ ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) "اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے مژدہ ہو اس آزاد بچے کا آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا یار و رفیق ہے" میں نہیں جانتی کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کون ہیں اور یہ کیا معاملہ ہے۔ اس وقت سے صدیق اکبر کو کسی نے شرک کی طرف نہ بلایا۔ یہ روایت صدیق اکبر نے خود مجلس اقدس میں بیان کی جب یہ بیان کر چکے، جبریل امین حاضر بارگاہ ہوئے (علیہ الصلاۃ والسلام) اور عرض کی صدق ابو بکر و ھو الصدیق ابو بکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں — یہ حدیث عوالی الفرش الی معالی العرش میں ہے اور اس سے امام احمد قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کی۔

جب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کسی وقت جدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ بعد وفات بھی پہلوئے اقدس میں آرام فرما ہیں۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنے دستِ اقدس میں حضرت صدیق کا ہاتھ لیا اور بائیں دستِ اقدس میں حضرت عمر کا ہاتھ لیا اور فرمایا: ھٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ : ہم قیامت کے روز یوں ہی اٹھائے جائیں گے۔

امام اہلسنت سیدنا امام ابو الحسن اشعری قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں :—

لَمۡ یَزَلۡ اَبُوۡبَکۡرٍ بِعَیۡنِ الرِّضَا مِنَ اللہِ تَعَالٰی ۔ ابوبکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر رضا سے منظور رہے۔ ابن عساکر امام زہری تلمیذ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی مِنۡ فَضۡلِ اَبُوۡبَکۡرٍ اَنَّہٗ لَمۡ یَشُکَّ فِی اللہِ سَاعَۃً صدیق کے فضائل سے ایک یہ ہے کہ انھیں کبھی اللہ میں شک نہ ہوا۔ امام عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اتذکر یوم یوم کیا تمھیں اس دن والا دن یاد ہے۔ عرض کی: ہاں یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ اس دن سب سے پہلے حضور نے بلیٰ فرمایا تھا بالجملہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز الست سے روز ولادت اور روز ولادت سے روزِ وفات اور روز وفات سے ابدالآباد تک سردار مسلمین ہیں۔ یوں ہی سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اس بارے میں میرا ایک خاص رسالہ ہے: تَنۡزِیۡہُ الۡمَکَانَۃِ الۡحَیۡدَرِیَّۃِ عَنۡ وَصۡمَۃِ عَھۡدِ الۡجَاھِلِیَّۃِ۔

استفتاء ۔ دھوبی کے یہاں کھانے میں گیارھویں شریف کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور فاحشہ کے یہاں کھانے اور اس سے قرآن عظیم تلاوت کرنے کی تنخواہ لینے کا کیا حکم ہے۔

الجواب ۔ دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کھانا ناپاک ہے محض باطل ہے۔ ہاں فاحشہ کے یہاں کھانا جائز نہیں۔ وہ تنخواہ اگر اس ناپاک آمدنی سے دے تو وہ بھی حرام قطعی، اور اگر اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچی ہو اور وہ اپنے اسی مال سے دے اسکا لینا قطعی حرام البتہ اگر قرض لے کر قیمت دے تو جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عرض ۔ اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا ہو تو کیا حکم ہے؟

ارشاد ۔ منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا، حرمت رضاعت لائیگا۔ یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب سے پہلے اس فقیر نے لکھا اور اسی ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو منصب افتا عطا ہوا۔ اور اسی

تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت ۱۰ رشوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء، ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت کو ہوئی تو منصب افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ برس دس مہینہ چار دن کی تھی جب سے اب تک برابر یہی خدمت دین لی جارہی ہے والحمد للہ۔

عرض۔ رکوع و سجود میں بقدر سبحان اللہ کہہ لینے کے ٹھہرنا کافی ہے۔

ارشاد۔ ہاں رکوع و سجود میں اتنا ٹھہرنا فرض ہے کہ ایک بار سبحان اللہ کہہ سکے جو رکوع و سجود میں تعدیل نہ کرے ساٹھ برس تک اسی طرح نماز پڑھے اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ حدیث میں ہے : اِنَّا نَخَافُ لَوْمُتَّ عَلٰی ذٰلِكَ لَمُتَّ عَلٰی غَیْرِ الْفِطْرَۃِ اَیْ غَیْرِ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ مرے گا۔

عرض۔ کیا جس قدر ممکنات ہیں وہ تحت قدرت بایں معنی داخل ہیں کہ ان کو پیدا فرما چکا ہے۔

ارشاد۔ نہیں بلکہ بہت سی چیزیں وہ ہیں جو ممکن ہیں اور پیدا نہ فرمائیں مثلاً کوئی شخص ایسا پیدا کر سکتا ہے کہ سر آسمان سے لگ جائے مگر پیدا نہ فرمایا۔

عرض۔ حضور کیا جن پری بھی مسلمان ہوتے ہیں۔

ارشاد۔ ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف باسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں رہا کرتی تھی ــــ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی سبب دریافت فرمایا۔ عرض کی حضور میرے عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا میں وہاں گئی تھی۔ راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا کام تو نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے اس نے کہا کہ شاید رب العزت تعالےٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

عرض۔ زید محمد شیر میاں صاحب پیلی بھیتی سے بیعت ہوا۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا وصال ہو گیا اب کسی اور کا مرید ہو سکتا ہے۔

تبدیل بیعت بلاوجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے یسلسلۂ عالیہ قادریہ میں نہ ہوا ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کئے اس سلسلۂ عالیہ میں بیعت کرے۔ یہ تبدیل بیعت نہیں، بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اس سلسلۂ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد ہوا) تین قلندر نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا مانگا۔ خدام کو لانے کا حکم فرمایا۔ خادم نے جو کچھ اس وقت موجود تھا، ان کے سامنے رکھا۔ ان میں سے ایک نے وہ کھانا اٹھا کر پھینک دیا اور کہا: اچھا کھانا لاؤ۔ حضرت نے اس ناشائستہ حرکت کا کچھ خیال نہ فرمایا۔ خدام کو اس سے اچھا کھانا لانے کا حکم فرمایا۔ خادم پہلے سے اچھا کھانا لایا، انھوں نے پھر پھینک دیا اور اس سے اچھا مانگا۔ حضرت نے اور اچھے کا حکم دیا۔ غرض انہوں نے اس بار بھی پھینک دیا، اور اس سے بھی اچھا مانگا۔ اس پر اس قلندر کو اپنے پاس بلایا اور کان میں ارشاد فرمایا: کہ یہ کھانا اس مردار بیل سے تو اچھا تھا جو تم نے راستہ میں کھایا۔ یہ سنتے ہی قلندر کا رنگ متغیر ہوا۔ راہ میں تین فاقوں کے بعد ایک مرا ہوا بیل جس میں کیڑے پڑ گئے تھے ملا اسکا گوشت کھا کر آئے تھے۔ قلندر حضور کے قدموں پر گرا۔ حضور نے اس کا سر اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور جو کچھ عطا فرمانا تھا عطا فرمادیا۔ اس وقت وہ وجد میں رقص کرتا اور یہ کہتا تھا کہ میرے مرشد نے مجھے نعمت عطا فرمائی ہے۔ حاضرین نے کہا: بیوقوف جو کچھ تجھے ملا وہ حضرت کا عطا کیا ہوا ہے۔ یہاں تک تو تو بالکل خالی آیا تھا کہا: بے وقوف تم ہو اگر میرے مرشد نے مجھ پر نظر نہ کی ہوتی تو حضور کیوں نظر فرماتے، یہ اسی نظر کا ذریعہ ہے۔ اس پر حضرت نے کہا: یہ سچ کہتا ہے اور فرمایا بھائیو! مرید ہونا اس سے سیکھو۔

ایک روز بعد نماز عصر مسجد سے تشریف لائے۔ اس وقت حاضرین میں مولانا امجد علی اعظمی بھی تھے رسالہ انفس الفکر فی قربان البقر اُن

دنوں طبع ہو رہا تھا۔ اس میں مولوی عبد الحی کے دو فتوے کہ قربانی گاؤ سے متعلق تھے، اس رسالہ میں نقل کئے گئے تھے اسی رسالہ کی نسبت تذکرہ ہو رہا تھا۔ ان فتووں کا بھی ذکر آیا۔ اس پر مولانا سے فرمایا:

ارشاد۔ مولوی صاحب ہنود کے دھوکے میں آگئے، مسلمانوں کے خلاف فتویٰ لکھ دیا۔ تنبیہ پر متنبہ ہوئے۔ یہی سوال میرے پاس بھی آیا تھا بفضلہ تعالےٰ بنگاہِ اولیں مکر مکاران پہچان گیا اور گربہ کشتن روز اول باید پر عمل کیا۔

عرض۔ حضور ان کے فتاوے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کے اکثر اقوال متعارض ہیں اور یہ اس لئے کہ یہ اپنے فہم پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔

ارشاد۔ ہاں اپنے فہم پر اعتماد اور وہ بھی ائمہ کرام کے مقابلہ پر کہیں لکھتے: وَاسْتَدَلُّوْا لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ بِوُجُوْہٍ وَالْکُلُّ بَاطِلٌ ابوحنیفہ کے لئے کئی طرح دلیلیں لائی گئیں اور سب باطل ہیں کہیں قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ کَذَا وَالْحَقُّ کَذَا ابوحنیفہ نے یوں کہا اور حق یوں ہے۔ امام محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہتے ہیں ھٰھُنَا وَھْمٌ اٰخَرُ لِصَاحِبِ الْکِتَابِ یہاں کتاب والے کا ایک اور وہم ہے۔ آدمی کو اپنی حالت کا لحاظ ضرور ہے نہ کہ اپنے کو بھولے یا ستایش مردم پر پھولے اپنے نفس کا علم تو حضوری ہے۔ علماء نے ابن تیمیہ کو لکھا ہے: عِلْمُہٗ اَکْبَرُ مِنْ عَقْلِہٖ: اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ علم نافع وہ جسکے ساتھ فقاہت ہو۔ مولوی صاحب نے اپنی کتاب نفع المفتی والسائل میں جس میں خود ہی سائل اور خود ہی مجیب ہیں، سوال و جواب کو استفسار و استبشار لکھا ہے۔ ایک سوال قائم کیا کہ جس مکان میں جانور ہو، کوئی آدمی نہ ہو وہاں جماع جائز ہے یا نہیں۔ اسکا جواب لکھا ناجائز ہے۔ اس جواب سے لازم کہ مکان سے تمام مکھیوں کو نکالے اور چارپائیاں کھٹملوں سے صاف کرلے اور یہ تکلیف مالا یطاق ہے حالانکہ فقہا تصریح فرماتے ہیں جو بچہ سمجھتا اور دوسرے کے سامنے بیان کر سکتا ہو، اس کے سامنے جماع مکروہ ہے ورنہ حرج نہیں تو جب ناسمجھ بچے کے سامنے جائز ہے حالانکہ آدمی ہے۔ جانور کے سامنے

کیا ممانعت۔

مولف۔ فقہاء کرام نے یہ شرط کیوں زائد کی کہ غیر سے بیان کر سکتا ہو۔ محض سمجھنا کافی تھا، اور اس پر یہ بھی الزام آتا ہے کہ گونگے اپاہج کے سامنے جائز ہو اور اسے کسی طرح عقل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

ارشاد۔ سمجھنے کے دو معنی ہیں ایک نفس حرکات کو سمجھنا، یہ بچے میں قوت بیان آنے سے پہلے ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ یہ حرکات شرم وحیا ہیں۔ ان کا اخفا ضرور ہے۔ یہ قوت بیان آنے کے بہت بعد ہوتا ہے۔ بیان کے لئے پہلا سمجھنا لازم ہے اور اسی قدر ممانعت کے لئے کافی کہ خود اگرچہ اسے کوئی امر شرم وحیا نہ سمجھا مگر دوسروں سے کہہ تو سکے گا بخلاف دوسرے معنی فہم کے کہ وہ مانع مستقل ہے اس میں دوسرے سے بیان کی حاجت نہیں تو جس میں دوسرے معنی کا سمجھنا ہو، اس کے سامنے بدرجہ اولیٰ مطلقاً ممانعت ہے اگرچہ بیان نہ کر سکے۔

عرض۔ حضور آج کیا پہلی تاریخ ہے۔

ارشاد۔ پہلی تاریخ تھی کل چاند ہوا، آج دوسری شب ہے۔ تاریخ کی ابتدا وانتہا میں چار طریقے ہیں: ایک طریقہ نصاریٰ کا کہ ان کے یہاں نصف شب سے نصف شب تک تاریخ کا شمار ہے۔ دوسرا ہنود کا کہ طلوع آفتاب سے طلوع آفتاب تک، تیسرا طریقہ فلاسفہ یونان کا ہے کہ نصف النہار سے نصف النہار تک علم ہیئات میں یہی ماخوذ ہے۔ چوتھا طریقہ مسلمانوں کا کہ غروب آفتاب سے غروب آفتاب تک اور یہی عقل سلیم پسند کرتی ہے کہ ظلمت نور سے پہلے ہے۔

مؤلف۔ حاضرین میں گائے کا گوشت کھانے کا اور اس کے مضر ہونے کا ذکر آیا۔ اس پر فرمایا:

ارشاد۔ وہ قطعاً حلال اور نہایت عزیب پرور گوشت اور بعض امزجہ میں گوشت بز سے نافع تر ہے۔ بہتیرے گوشت کے شوقین اسے پسند کرتے اور بکری کے گوشت کو بیمار کی خوراک کہتے ہیں اور اسکی قربانی کا نو خاص قرآن عظیم میں

ارشاد ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکی قربانی ازواج مطہرات کیطرف سے فرمائی۔ ہندوستان میں بالخصوص شعائرِ اسلام سے ہے۔ اور اسکا باقی رکھنا واجب، بعض لیڈر بننے والے کہ ہنود سے اتحاد منانے کے لئے اس کا انسداد چاہتے ہیں، بدخواہ مسلمانان ہیں۔ مگر عجب ہے کہ کوئی ہندو اتنے بگھارنے کو قریب مساجد سے بھی گھنٹا یا سنکھ بند کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یہ اتحاد کی یک طرفہ نالی ان لیڈروں ہی کو نصیب ہے۔ ہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا گوشت تناول فرمانا ثابت نہیں اور مجھے تو سخت مضر کرتا ہے ایک صاحب نے میری دعوت کی باصرار لے گئے۔ ان دنوں سید حبیب اللہ[1] صاحب دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے، ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے۔ وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنائے تھے اور حلوائی پوریاں اور یہی کھانا تھا۔ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا (آپ) گائے کے گوشت کھانے کے عادی نہیں اور یہاں کوئی اور چیز موجود نہیں بہتر کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے۔ میں نے کہا کہ یہ میری عادت نہیں۔ وہی پوریاں کباب کھائے۔ اسی دن مسوڑھوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہو گیا — مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا، اور اسی پر اکتفا کرتا۔ بات بالکل نہ کر سکتا تھا یہاں تک کہ قرأت پر بھی قدرت نہ تھی۔ سنتیں بھی کسی کی اقتدا کر کے ادا کرتا۔ اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا۔ جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا، بخار بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے گلٹیں۔ میرے منجھلے بھائی[1] مرحوم ایک طبیب کو لائے۔ ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا، ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا: یہ وہی ہے وہی ہے۔ وہی ہے یعنی طاعون۔ میں بالکل کلام نہ کر سکتا تھا اس لئے انہیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں نہ مجھے طاعون ہے، نہ

---

[1] مولانا حسن رضا خانصاحب

انشاءاللہ العزیز کبھی ہوگا، اس لئے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہیگا۔ وہ دعا یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ط

جن جن امراض کے مریضوں، جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا بحمدہٖ تعالیٰ آجتک ان سب سے محفوظ ہوں اور بعونہٖ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا البتہ ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے افسوس ہے۔ مجھے نو عمری میں آشوب چشم اکثر ہوجاتا اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا۔ ۱۹ سال کی عمر ہوگی کہ رامپور جاتے ہوئے ایک شخص کو رمد چشم میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھی۔ جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہ ہوا، اسی زمانہ میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ آنکھ کچھ دبتی ہوئی معلوم ہوئی دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی، دوسری دبی۔ پھر وہ بھی صاف ہوگئی مگر درد، کھٹک، سرخی کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں۔ افسوس اس لئے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہے کہ تین بیماریوں کو مکروہ نہ رکھو

زکام[1]: کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

کھجلی[2]: کہ اس سے امراض جلدیہ جذام وغیرہ کا انسداد ہوجاتا ہے۔

آشوب چشم[3]: نابینائی کو دفع کرتا ہے۔

اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا کہ ایک اور مرض پیش آیا جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا۔ گرمی کا موسم تھا، دن کو اندر کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا، اٹھائیسواں سال تھا، آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا۔ ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے دہنی آنکھ میں اتر آئی۔ بائیں آنکھ بند کرکے دہنی سے دیکھا تو وسط شے مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا۔ اس کے نیچے شے کا جتنا حصہ

ہوتا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا۔ یہاں اس زمانہ میں ایک ڈاکٹر علاج چشم میں بہت سربرآوردہ تھا۔ سینڈرسن یا اینڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا۔ میرے استاذ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے۔ علاج کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا: کثرت کتاب بینی سے کچھ یبوست آگئی ہے۔ پندرہ دن کتاب نہ دیکھو۔ مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی۔ مولوی سید اشفاق حسین صاحب مرحوم سہسوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے، فرمایا: مقدمہ نزول آب ہے۔ بیس برس بعد (خدا ناکردہ) پانی اتر آئے گا۔ میں نے التفات نہ کیا اور نزول آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک پر مطمئن ہوگیا۔

۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا، بغور دیکھ کر کہا چار برس بعد (خدانخواستہ) پانی اتر آئیگا۔ ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا۔ انہوں نے بیس برس کہے تھے، انھوں نے سولہ برس بعد چار کہے مجھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے ... معاذ اللہ متزلزل ہوتا۔ الحمد للہ کہ بیس درکنار تیس برس سے زائد گزر چکے ہیں۔ اور وہ حلقہ ذرہ بھر نہیں بڑھا۔ نہ بعونہ تعالیٰ بڑھے، نہ میں نے کتاب بینی میں کمی کی، نہ انشاء اللہ تعالےٰ کمی کروں۔ یہ میں نے اس لئے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم و باقی معجزات ہیں جو آج تک آنکھوں دیکھے جارہے ہیں۔ اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے، میں اگر انھی واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کئے تو ایک دفتر ہو مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا۔ آخر شب میں کرب بڑھا، میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی: اَللّٰھُمَّ صَدَقَ

الْحَبِیْبُ وَکَذِبَ الطَّبِیْبُ ۔ کسی نے میرے داہنے کان پر مُونھ رکھ کر کہا کہ مسواک اور سیاہ مرچیں ۔ لوگ باری باری سے میرے لئے جاگتے ۔ اُسوقت جو شخص جاگ رہا تھا میں نے اشارے سے اسے بلایا اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا ۔ وہ مسواک تو سمجھ گئے ، گول مرچ کس طرح سمجھیں غرض بمشکل سمجھے ۔ جب یہ دونوں چیزیں آئیں بدقّت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا مُنہ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھ کر چھوڑ دی کہ دانتوں نے بند ہو کر دبا لی ۔ پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے ڈاڑھوں تک پہنچائیں تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف یا اذیت محسوس نہ ہوئی ۔ اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی بحمداللہ تعالیٰ وہ گلٹیں جاتی رہیں مُونھ کھُل گیا ۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہٖ تعالیٰ دفع ہو گیا ، دو تین روز میں بعونہٖ تعالیٰ بخار بھی جاتا رہا ۔

مؤلف ۔ چونکہ اثنائے گفتگو میں طاعون کا ذکر تھا لہذا مولٰنا مولوی حکیم امجد علی صاحب نے یوں عرض کیا ۔

عرض ۔ غالباً یہ بلائیں کفار جن ہوں ۔

ارشاد ۔ ہاں کفار ہیں ۔ حدیث میں ہے : اَلطَّاعُوْنُ وَخْزُ اَعْدَائِکُمْ مِنَ الْجِنِّ یعنی طاعون : تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے ولہذا طاعون زدہ خاص شہداء میں شامل کیا جائے گا ۔ (اسی سلسلہ میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ :)

شیخ محقق مولٰنی مدنی مجھ سے کہتے تھے کہ حضرت سید محمد یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لائے ، دیکھا کہ منبر پر ایک بچہ بیٹھا ہوا ہے سوا حضرت کے کسی نے نہ دیکھا ، آپ نے کچھ تعرض نہ فرمایا ۔ نماز پڑھ کر تشریف لے آئے پھر ظہر کے لئے آئے تو دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہے ، نماز پڑھ کر چلے آئے ، اور اس سے کچھ نہ کہا ۔ پھر عصر کے لئے گئے تو وہیں منبر پر ایک بوڑھے کو پایا اب

بھی کچھ نہ پوچھا اور نماز سے فارغ ہو کر واپس آئے۔ پھر مغرب کے لئے گئے تو ایک بیل کو وہاں دیکھا۔ اب فرمایا: تو کیا ہے کہ اتنی حالتوں میں مَیں نے تجھے دیکھا ہے۔ اس نے کہا: مَیں وبا ہوں، اگر آپ اس وقت مجھ سے کلام کرتے جب میں بچہ تھا تو یمن میں کوئی بچہ باقی نہ رہتا، اور اگر اس وقت دریافت فرماتے جب جوان تھا تو یہاں کوئی جوان نہ رہتا۔ یونہی اگر اس وقت بات کرتے جب میں بڈھا تھا تو اس شہر میں کوئی بوڑھا نہ رہتا۔ اب آپ نے اس حال میں کہ مجھے بیل دیکھا، کلام فرمایا یمن میں کوئی بیل نہ رہیگا۔ یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت تھی کہ آپ نے پہلی تین حالتوں میں اس سے سوال نہ فرمایا۔ بیلوں میں مرگ عام ہو گئی اگر اس وقت کوئی بیل اچھا بھی ذبح کیا جاتا تو اسکا گوشت ایسا خراب ہوتا کہ کوئی کھا نہ سکتا اس میں گندھک کی بو آتی انھیں سید محمد یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاجزادے مادر زاد ولی تھے، ایک مرتبہ جب عمر شریف چند سال کی تھی باہر تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی جگہ تشریف رکھی ایک شخص سے کہا لکھ: فُلَانٌ فِی الْجَنَّةِ یعنی فلاں شخص جنت میں ہے۔ یونہی نام بنام بہت سے اشخاص کو لکھوایا۔ پھر فرمایا لکھ: فُلَانٌ فِی النَّارِ یعنی فلاں شخص دوزخ میں ہے انہوں نے لکھنے سے ہاتھ روک لیا، آپ نے پھر فرمایا، انہوں نے نہ لکھا آپ نے سہ بارہ ارشاد کیا۔ انھوں نے لکھنے سے انکار کر دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: انت فی النار: تو آگ میں ہے۔ وہ گھبرائے ہوئے ان کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا: اَنْتَ فِی النَّارِ کہا یا انت فی جهنم عرض کی اَنْتَ فِی النَّارِ فرمایا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: میں اُس کے کہے کو نہیں بدل سکتا اب تجھے اختیار ہے دنیا کی آگ پسند کر یا آخرت کی۔ عرض کی دنیا کی آگ پسند ہے — انکا جل کر انتقال ہوا، حدیث میں آگ کے جلے ہوئے کو بھی شہید فرمایا ہے۔

عرض۔ حضور میرے بھتیجا پیدا ہوا ہے اسکا کوئی تاریخی نام تجویز فرمادیں۔

ارشاد۔ تاریخی نام سے کیا فائدہ، نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں۔

میرے اور بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام محمد رکھا، یہ اور بات ہے کہ یہی تاریخی نام بھی ہو جائے۔ حامد رضا خاں کا نام محمد ہے اور ان کی ولادت ۱۲۹۲ھ میں ہوئی اور اس نام مبارک کے عدد بھی بانوے ہیں، ایک دقت تاریخی نام میں یہ ہے کہ اسماء حسنیٰ سے ایک یا دو جن کے اعداد موافق نام عدد قاری ہوں عدد نام دوچند کر کے پڑھے جاتے ہیں۔ وہ قاری کو اسم اعظم کا فائدہ دیتے ہیں تاریخی نام سے مقدار بہت زیادہ ہو جائے گی مثلاً اگر کسی کی ولادت اس ۱۳۲۹ھ میں ہوئی تو اس کے مطابق عدد کے اسماء حسنیٰ ۲۶۵۸ بار پڑھے جائیں گے اور محمد نام ہوتا تو ایک سو چوراسی بار، دونوں میں کس قدر فرق ہوا پھر اس نام اقدس کے فضائل میں یہ چند حدیثیں ذکر فرمائیں) ایک حدیث میں ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔ ایک روایت میں ہے قیامت کے دن ملائکہ کہیں گے کہ جنکا نام محمد یا احمد ہے جنت میں چلے جاؤ، ایک روایت میں ہے ملائکہ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں جس میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے۔ ایک روایت میں ہے تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھروں میں دو یا تین محمد ہوں۔

عرض۔ جوتا پہن کر نماز پڑھنی چاہیئے یا نہیں؟

ارشاد۔ نہیں۔ عالمگیری میں تصریح ہے کہ مسجد میں جوتا پہن کر جانا، بے ادبی ہے۔

عرض۔ غیر مقلدین پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے پڑھی ہے۔

ارشاد۔ بعض احکام میں عرف و مصالح کے سبب تغیر و تبدّل ہوتا ہے۔ میں نے خاص اس بارے ایک رسالہ مسمیٰ بنام تاریخی جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلوٰۃ بالنعال لکھا ہے اور اس کی شرح کمال الاکمال کی ہے (پھر فرمایا) تعظیم و توہین

عرف پر مبنی ہے ایک چیز سے ایک زمانہ میں تعظیم یا توہین ہوتی ہے، دوسرے زمانہ میں نہیں، یا ایک قوم میں ہوتی ہے دوسری میں نہیں مثلاً عرب میں بڑے چھوٹے سب کو صیغہ مفرد سے خطاب ہے انت قلت: تو نے کہا۔ یہ وہاں کوئی توہین نہیں یا یورپ کا ادب یہ ہے کہ ملاقات معظم کے وقت سر ننگا کرے اور جوتا پہنے ہو، اور ہمارے یہاں یہ توہین ہے۔ ادب اس میں ہے کہ پاؤں ننگے ہوں اور سر پر عمامہ ہو جب ہمارے یہاں یہ دربار بادشاہان مجازی کی توہین ہے تو دربار الٰہی کہ ملک الملوک اور حقیقی شاہنشاہ سچے بادشاہ کا دربار ہے احق بالتعظیم ہے۔

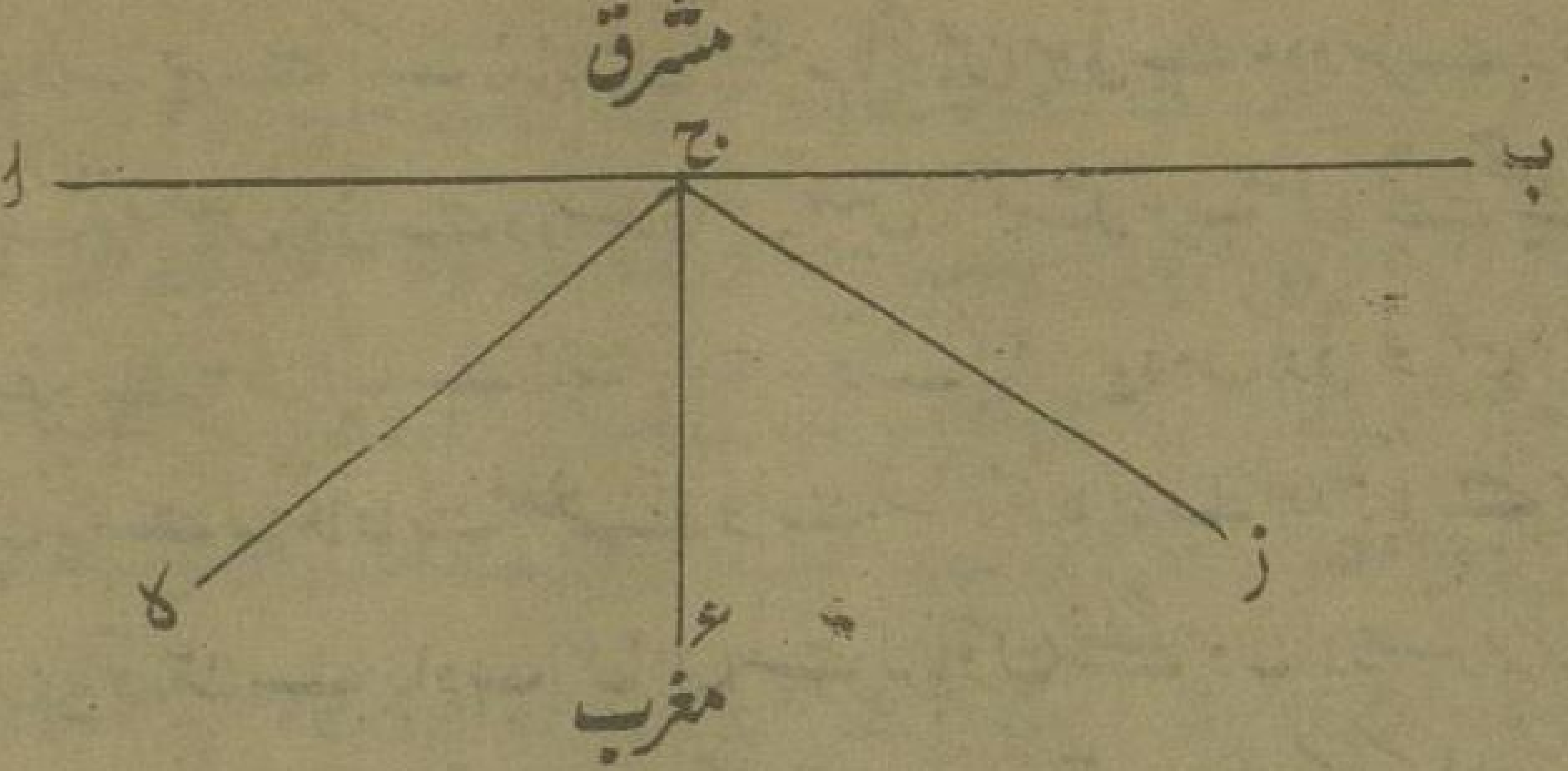
عرض: ریل گاڑی میں بنچ پر بیٹھ کر پاؤں لٹکا کر فرض یا وتر پڑھے نماز ہوئی یا نہیں بعض ایسا کرتے ہیں۔

ارشاد: نہیں کہ قیام فرض ہے اور جب تک عجز نہ ہو ساقط نہیں ہو سکتا، فرض اور وتر اور صبح کی سنتیں یوں نہ ہو سکیں گے۔

عرض: ریل میں ایسا موقع کم ملتا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کی جائے۔

ارشاد: مجھے بڑے بڑے سفر کرنے پڑے اور بفضلہ تعالےٰ پنج وقتہ جماعت سے نماز پڑھی۔ قیام اور رکوع تو ریل میں بھی بخوبی ہو سکتا ہے۔ ہاں بعض وقت سجدے میں وقت ہوتی ہے جب کہ قبلہ بنچ کی طرف ہو، وہ یوں ہو سکتا ہے کہ سر کو خم کر کے بنچ کے نیچے کرے صرف تھوڑا سا تکلف کرنا ہوگا مگر اس قدر خم نہ کرے کہ ۴۵ درجے کسی جانب مائل ہو جائے ۴۵ درجے کے قریب تک اجازت ہے۔ ایک خط کے نصف پر دوسرا خط عمود قائم کرو کہ دو زاویہ قائمے بنائے گا، ان دونوں قائموں کی دو خطوں سے تنصیف کرو، یہ ۴۵ × ۴۵ درجے کے زاویے ہوں گے، فرض کرو خط ج ء سمت قبلہ تو شمال کو ہ ء یا جنوب کو ء ز تک جھکنا مفسد نماز نہیں کہ سمت قبلہ نہ بدلے گی زیادہ میں فساد ہے

(شکل دیکھئے صـ۲۶ پر)



عرض - جتنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں، ان کے اعادہ کی ضرورت نہ ہوگی اس لئے کہ وہ نادانستگی میں پڑھی ہیں - ہاں آئندہ یونہی پڑھنا فرض ہے -

ارشاد - جہل عدم اعادہ کا سبب نہیں ہو سکتا - جہل خود گناہ ہے - ہمارے علماءؒ نے احکام شرعیہ شرق سے غرب تک روشن کر دیئے اور قرآن عظیم میں فرمایا :- فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (تمہیں نہ معلوم ہو تو جاننے والوں سے پوچھو، اب نہ جاننے والے کی غلطی ہے کہ اس نے کیوں نہ پوچھا ان نمازوں کا اعادہ ضروری ہے -

عرض - پھر کس قدر کا اعادہ کیا جائے !

ارشاد - اتنی کہ ظن غالب ہو جائے کہ اب باقی نہ رہی ہوں گی -

عرض - ایک شخص نے نماز پڑھائی مصلے کج تھا نہ انہوں نے استقبال قبلہ کیا - نہ مصلے ہی کو ٹھیک کیا نماز ہوئی یا نہیں -

ارشاد - اگر مصلے کا میلان قبلہ سے ۴۵ درجے کے اندر تھا تو نماز ہوگئی ، اور اگر زیادہ تھا تو باطل (پھر فرمایا) بریلی میں اکثر مساجد قبلہ سے دو درجے جانب شمال کو ہٹی ہوئی ہیں اور بمبئی کی مساجد دس درجے جانب جنوب اگر شرع مطہر اس کی اجازت نہ دیتی تو لاکھوں نمازیں باطل ہوتیں ، (پھر فرمایا) انسان کی پیشانی کے قوسی شکل ہونے میں یہ بھی مصلحت ہے تاکہ یہ آسانی رہے کہ اگر قبلہ سے ۴۵ درجے تک انحراف بھی ہوگا تو بھی پیشانی کے کسی جزء سے محاذات ہو جائے گی اگر پیشانی مستوی ہوتی تو یہ بات حاصل نہ ہوتی (انحراف مساجد کی وجہ بیان فرمائی) لوگوں نے یہ سمجھا

کہ مغرب کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑے ہوں کہ قطب داہنے شانے پر ہو توجو جہت محاذی دجہ ہو وہی سمت قبلہ ہے۔ حالانکہ یہ تحقیق نہیں ہے البتہ ہندوستان میں تقریب کے لئے کافی ہے۔

عرض۔ عورتوں کی نماز باریک کپڑے سے ہوتی ہے یا نہیں؟

ارشاد۔ آزاد عورتوں کو سر سے پاؤں تک تمام بدن کا چھپانا فرض ہے مگر چہرہ یعنی پیشانی سے ٹھوڑی تک اور ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک (جس میں سر کے بالوں کا کوئی حصہ داخل نہیں نہ ٹھوڑی کے نیچے کا) یہ تو بالاتفاق نماز میں چھپانا فرض نہیں اور گٹوں تک دونوں ہاتھ ٹخنوں تک دونوں پاؤں۔ ان میں اختلاف روایات ہے۔ ان کے سوا اگر کسی عضو کا چوتھائی حصہ نماز میں قصداً کھولے اگرچہ ایک آن کو یا بلا قصد بقدر ادائے رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی دیر تک کھلا رہے تو نماز نہ ہوگی اور باریک کپڑے جن سے بدن نظر آئے یا رنگت دکھائی دے یا سر کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی!

مؤلف۔ ایک صاحب جن کا میلان قدرے وہابیت کی طرف تھا انھوں نے علم غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت سوال فرمایا تو فرمایا:

ارشاد۔ کیا آپ مطلق علم غیب کو پوچھتے ہیں یا علم ما یکون، جیسا سوال ہو اس کے مطابق جواب دیا جائے۔

عرض۔ میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے افضل و اعلیٰ جانتا ہوں اور حضور کو روشن ضمیر مانتا ہوں مگر یہ کہ وہ دلوں کی بات جانتے ہیں یہ نہیں مانتا۔

ارشاد۔ روشن ضمیر ہونے کے تو یہی معنے ہیں کہ دلوں کی حالتیں جانیں (پھر اس کے ثبوت کی طرف توجہ فرمائی) قرآن عظیم فرماتا ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ: اے عام لوگو اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرما دے۔ ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے اور

فرماتا ہے: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ اللہ تعالیٰ عالم غیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علم غیب پر مسلط فرمادیا۔ (اس کے بعد ارشاد فرمایا) کہ علمائے اہل سنت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عنایت فرمائے گئے وہ سب باکمل وجوہ اوروں سے بدرجہا زائد حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوئے اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیاء صلوات اللہ تعالےٰ وسلامہ علیٰ سیدہم وعلیہم کو ملے وہ سب حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں۔ اصحاب صحیح بخاری ومسلم نے روایت کی: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَاۤ اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ یُعْطِیْ: میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالےٰ عطا فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: یعنی ایسا ہی ہم ابراہیمؑ کو آسمان وزمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں اور لفظ نُرِیْ استمرار وتجدد پر دال ہے جسکا یہ مطلب کہ وہ دکھانا ایک بار کے لئے نہ تھا بلکہ مستمر ہے تو یہ صفت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں اکمل طور پر ثابت ۔ حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں حضور کے جد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی ابیہ وبارک وسلم کو یہ فضیلت ملی اس کا انکار نہ کرے گا مگر کور باطن اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ هٰذِهِ الْعَقِیْدَةِ الْبَاطِلَةِ۔ اور لفظ كَذٰلِكَ تشبیہ کے واسطے ہے جسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے اور تشبیہ کے لئے مشبہ اور مشبہ بہ ضرور ہے۔ مشبہ تو خود قرآن کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام — باقی رہا مشبہ بہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب لبیب جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں یونہی آپ کے طفیل میں آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو

بھی ان کا معائنہ کرا رہے ہیں اور قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: وماھو علے الغیب بضنین یعنی میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں جس میں استعداد پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں اور ظاہر کہ بخیل وہ جسکے پاس مال ہو، اور صرف نہ کرے وہ کہ جسکے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہلائے گا اور یہاں بخیل کی نفی کی گئی ہے۔ تو جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو نفی کا کیا مفاد ہوا، لہذا معلوم ہوا کہ حضور غیب پر مطلع ہیں، اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں اور فرماتا ہے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ: ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان کر دینے کے لئے اتاری۔ تبیانا ارشاد فرمایا بیانا نہ فرمایا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں بیان اشیا اس طرح پر ہے کہ اصلاً خفا نہیں اور حدیث میں ہے جیسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ رضی سے روایت کیا کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے، اور حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی۔ حَتّٰى كِدْنَا اَنْ نَّتَرَاءَى الشَّمْسَ، یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع ہو کر آئے۔ اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے، اور نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی سب نے عرض کی اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اللہ و رسول خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اَتَانِيْ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ، میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا۔ یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا۔ اس نماز میں عبد درگاہِ معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی۔ قال يَا مُحَمَّدُ فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى؛ اس نے فرمایا اے محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم یہ فرشتے کس باتیں مخاصمہ اور مباہات کرتے ہیں: فقلت لَا اَدْرِيْ: میں نے عرض کی میں بے تیرے بتائے کیا جانوں، فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ تو رب العزت نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی

ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی ۔ اور میں نے پہچان لی صرف اسی پر اکتفا نہ فرمایا کہ کسی وہابی صاحب کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ کل شے سے مراد ہر شے متعلق بشرائع ہے بلکہ ایک روایت میں فرمایا مَا فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ : میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور دوسری روایت میں فرمایا فَعَلِمْتُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اور میں نے جان لیا جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے ۔ یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشاد اقدس سے ثابت ہیں ۔ یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے ۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی ، اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا اس لئے فرمایا کہ کبھی شے معروف ہوتی ہے ۔ پیش نظر نہیں اور کبھی شے پیش نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں جیسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو ، وہ سب تمہارے پیش نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہو گے اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیائے عالم ہمارے پیش نظر بھی ہوگئیں ، اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج والحمد للہ رب العلمین ۔ مسلمان دیکھیں نصوص میں بلاضرورت تاویل و تخصیص باطل و نامسموع ہے ۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے سے یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری ۔ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نے فرمایا : ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی تو بلاشبہ یہ رویت و معرفت ، جمیع مکتوبات قلم و مکتوبات لوح کو شامل ہے جس میں سب ما کان و ما یکون من الیوم الاول الی یوم الآخر وجملہ ضمائر و خواطر سب کچھ داخل و لہذا طبرانی و نعیم بن حماد استاذ امام بخاری وغیرہما نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں : اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْہَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ ۔ بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے

اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو اور حضور کے صدقہ میں اللہ تعالےٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے۔ انھوں نے سچ فرمایا: اپنے مرتبہ کا اظہار کیا۔ ان کے بعد حضرت شیخ بہاء الملتہ والدین نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا: میں کہتا ہوں مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار ہیں یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں

نظرت الی بلاد اللہ جمعًا کخردلۃ علی حکم اتصال

یعنی میں نے اللہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا

اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا بلکہ علے الاتصال یہی حکم ہے۔ اور فرماتے ہیں: ان بؤبؤۃ عینی فی اللوح المحفوظ۔ میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے لوح محفوظ کیا ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: کُلُّ صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ۔ ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ اور فرماتا ہے مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہ رکھی اور فرماتا ہے: لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔ تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روز اول سے روز آخر تک محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو، بے شک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔

عرض۔ ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے۔

ارشاد۔ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں دو مثل تک رہتا ہے اور یہی قول اصح ہے۔

عرض۔ اگر ایک مثل کے اندر ظہر پڑھی جائے اور بعد دو مثل عصر تو بہتر ہوگا

کہ سب اقوال جمع ہو جائیں گے

ارشاد۔ ہاں اچھا ہے امام و صاحبین کے قول جمع ہو جائیں گے، تمام اقوال علماء کا جمع کرنا ممکن ہے کہ اصطخری شافعیہ سے اس امر کے قائل ہیں کہ بعد مثلین کسی نماز کا وقت ہی نہیں۔

مولوی امجد علی صاحب۔ ظہر میں تاخیر، گرمی کے زمانہ میں مستحب ہے اس قدر کہ شدت حر جاتی رہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا: اَبْرِدُوْا[1] بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

ارشاد۔ ہاں ایک مثل تک تو ہرگز حر میں کمی نہیں ہوتی، یہ اعلیٰ درجہ کی حدیث امام کی اعلیٰ دلیل ہے اور اسے واضح تر کر دیا۔ بخاری کی حدیث ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہ ایک منزل میں تشریف فرما تھے۔ مؤذن اذان کہہ کر حاضر بارگاہ ہوئے، فرمایا: ابرد: وقت ٹھنڈا کرو، پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا ابرد: وقت ٹھنڈا کرو حَتّٰی سَاوَی الظِّلَالُ التُّلُوْلَ یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہو گئے اس وقت نماز ادا فرمائی۔ خود ائمہ شافعیہ تصریح فرماتے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ شروع اس وقت ہوتا ہے جب اکثر ظہر کا وقت نکل جاتا ہے تو ان کے برابر کس وقت ہوگا یقیناً جبکہ مثل اول دیر کا نکل چکا ہو قائلان مثل اول کے پاس اس حدیث کا صحیح اصلاً کوئی جواب نہیں۔ غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین دہلوی نے معیار الحق میں جو حرکت مذبوحی اور حدیث سے مسخرگی کی ہے اسکا رد میری کتاب حاجز البحرین میں دیکھئے۔

عرض۔ اگر قبل دو مثل کے عصر کی نماز پڑھ لی جائے تو ہو جائے گی۔

ارشاد۔ ہاں صاحبین کے نزدیک ہو جائے گی

عرض۔ کیا اعادہ واجب نہ ہوگا۔

---

[1] ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کہ گرمی کی سختی جہنم کی سانس ہے!

ارشاد۔ فرض نہ ہوگا کہ اس قول پر بھی فتوے دیا گیا ہے اگرچہ صحیح و معتمد قول امام ہے۔

عرض۔ تو کیا تمام مسائل اختلافیہ کا یہ ہی حکم ہے۔

ارشاد۔ نہیں بلکہ جس میں اختلاف فتویٰ ہے اس کا یہ ہی حکم ہے کہ جس قول پر عمل کیا جائے گا ہو جائے گا اور چونکہ اس میں علماء دونوں طرف گئے ہیں اور دونوں قولوں پر فتوے دیا ہے لہذا جس پر عمل کیا جائے گا ہو جائیگا مگر جو معتقد ترجیح قول امام ہے اسے احتراز چاہیئے حرمین طیبین میں اب کچھ برسوں سے حنفی مصلے پر نماز عصر مثل ثانی میں ہونے لگی ہے۔ صبح کے سوا سب نمازیں پہلے مصلائے حنفی پر ہوتیں، شافعیہ نے شکایت کی کہ ہمارے لیے وقت عصر ہمارے مذہب کی روح سے تنگ ہو جاتا ہے۔ اس پر تو یہ ہوا نہیں کہ نماز عصر مثل صبح مؤخر کردی جائے، رکھی مقدم اور مثل دوم میں کردی۔ اس بار کی حاضری میں یہ نئی بات دیکھی میں اور مکہ معظمہ کے جلیل علماء حنفیہ مثل مولانا شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ و مولانا سید اسمٰعیل محافظ کتب حرام اس جماعت میں شریک ہوتے تو نفل کی نیت سے پھر حنفی وقت پر اپنی جماعت کرتے جس میں وہ اکابر اس فقیر کو امامت پر مجبور فرماتے۔

عرض۔ جمعہ اگر عین زوال کے وقت پڑھا جائے تو ہوگا یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں کتب فقہ بحر وغیرہ میں تصریح فرمائی کہ جمعہ مثل ظہر ہے۔

عرض۔ زوال کے وقت نماز کی کراہت اس بنا پر ہے کہ جہنم روشن کیا جاتا ہے اور یہ حدیث میں ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن جہنم بھڑکایا نہیں جاتا لہذا چاہیئے کہ زوال کے وقت مکروہ نہ ہو کہ مانع موجود نہیں۔

ارشاد۔ یہ اس وقت نوافل کی کراہت میں جاری ہو سکتا ہے فرائض کے تو اول و آخر وقت مقرر ہیں، اول سے پہلے باطل اور آخر کے بعد قضا مثلاً نماز صبح کا اول وقت طلوع فجر ہے اس سے پہلے شروع کی تو نماز قطعاً نہیں ہوگی نہ یہ کہ اسے جائز کہہ دیں کہ وہ وقت کراہت نماز کا نہیں، یوں ہی جمعہ کے دن جہنم نہ سلگائے جانے سے

اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ وہ اوقات کراہت سے نہ رہا نہ یہ کہ جمعہ جس کا آغاز وقت بعد زوال ہے پیش از وقت جائز ہوجائے، ہاں دربارہ نوافل اسی حدیث کی بنا پر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے روز جمعہ وقت زوال کراہت نہ مانی اشباہ میں اسے صحیح ومعتمد رکھا۔ مگر یہ حاوی قدسی سے ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ صاحب حاوی و یوسفی المذہب ہیں ہر جگہ قول امام ابو یوسف کو یہ ناخن کہتے ہیں ہمارے امام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا مذہب جس پر تمام متون وشروح ہیں اطلاق منع ہے اور یہ ہی صحیح معتمد ہے!

مؤلف ۔ آج حضرت مولنا مولوی وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ (جنکو اعلیحضرت مدظلہ الاقدس نے الاسد الاسد الاشد سے مخاطب فرمایا تھا) اور جناب مولانا مولوی حمد اللہ صاحب پیشاوری بھی دولت کدۂ اقدس پر مہمان ہیں۔ دوپہر کا وقت ہے، یہ حضرات اور حضرت قبلہ دامت برکاتہم کھانا ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ مولنا مولوی حکیم امجد علی صاحب بھی حاضر اور شریک طعام ہیں۔ بریلی کے پانی کی نفاست کا ذکر ہوا، اس پر :

ارشاد ہوا کہ پانی اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس سے قرآن عظیم میں جابجا بندوں پر منت رکھی اور ایک جگہ خاص اس پر شکر کی ہدایت فرمائی :

اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۝

کیا تم نے دیکھا یہ پانی تم جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے (بلکہ تو اے رب ہمارے) ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے (تیرے وجہ کریم کے لئے ہمیشہ حمد ہے اے رب ہمارے)

حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پینے پہننے کی کوئی چیز کسی سے طلب نہ فرمائی مگر ٹھنڈا پانی دوبار طلب فرمایا، ایک بار فرمائش کی :

رات کا باسی لاؤ۔ میں نے مدینہ طیبہ سے بہتر پانی کہیں نہ پایا۔ خدام کرام حاضرین بارگاہ کے لئے زورقوں میں پانی بھر کر رکھتے ہیں گرمی کے موسم میں اس شہر کریم کی ٹھنڈی نسیمیں اتنا سرد کر دیتی ہیں کہ بالکل برف معلوم ہوتا ہے۔ عمدہ پانی کی تین صفتیں ہیں اور وہ تینوں اس میں اعلٰے درجہ پر ہیں: ایک صفت یہ کہ ہلکا ہو اور وہ پانی اس قدر ہلکا ہے کہ پیتے وقت حلق میں اس کی ٹھنڈک تو محسوس ہوتی ہے اور کچھ نہیں اگر خنکی نہ ہو تو اس کا اترنا بالکل معلوم نہ ہو، دوسری صفت شیرینی وہ پانی اعلٰی درجہ کا شیریں ہے۔ ایسا شیریں میں نے کہیں نہ پایا تیسری خنکی۔ یہ بھی اس میں اعلٰے درجہ پر ہے۔ میری عادت ہے کہ کھانا کھاتے میں پانی پیتا ہوں۔ کھانا مکان پر کھایا جائے اور وہ جانفزا پانی مسجد کریم میں، لہذا کھانا کھاتے میں پانی نہ پیتا۔ کھانے کے بعد مسجد کریم میں بہ نیت اعتکاف حاضر ہوتا اور اسی عطیہ سرکاری سے دل وجان سیراب کرتا، اعتکاف تو ہر مسجد کی حاضری میں ہمیشہ ہوتا ہی ہے۔ پانی کے لئے اس کی منفعت یہ ہے کہ غیر معتکف کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں۔

عرض: کھانے پینے کے لئے اعتکاف جائز ہے۔

ارشاد: اعتکاف صرف ذکر الٰہی کے لئے کیا جائے۔ بالتبع اس کے منافع اور ہو سکتے ہیں مثلاً روزے کے بارے میں حدیث ہے: صوموا تصحوا؛ روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔ تو یہ نہیں ہو سکتا کہ روزہ تندرستی کی نیت سے رکھا جائے، بلکہ روزہ اللہ تعالٰے کے لئے ہوگا اور تندرستی کی منفعت بھی اس سے تبعاً حاصل ہوگی۔ پھر اسی حدیث میں فرمایا: حجوا تستغنوا؛ حج کرو غنی ہو جاؤ گے، تو یہ نہیں کہ حج مال کی نیت سے کیا جائے بلکہ حج اللہ تعالٰی کے لئے ہوگا، اور یہ نفع بھی ضمناً ملے گا تو جس طرح یہ دونوں اللہ ہی کے لئے اور صحت و غنا ان کے ضمنی منافع اسی طرح اعتکاف اللہ تعالٰے کے لئے ہوگا اور کھانے پینے کا جواز نفع بالتبع ۔۔۔ فتاوٰی عالمگیری وغیرہا میں ہے اگر مسجد میں سونا چاہے اعتکاف کی نیت کرلے کچھ

دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر جو چاہے کرے۔

کھانے کے بعد ڈاک نکالنے کا حکم فرمایا، ڈاک نکالی گئی، مولانا مولوی امجد علی صاحب نے خطوط سنانا شروع کئے۔ جواب فرماتے جاتے مولانا لکھتے جاتے۔ ان میں ایک خط حضور سید شاہ نور عالم میاں صاحب صاحبزادہ سرکار خورد مارہرہ مطہرہ کا تھا۔ انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک مسئلہ حل طلب ہے۔ شرم اس بات کی ہے کہ کوئی دینی مسئلہ جس میں مجھے ثواب ملتا اور آپ کا قیمتی وقت ضائع نہ ہوتا۔ میں دریافت کرتا، سو یہ دینی مسئلہ نہیں دوسرے کوئی سوال آپ کے شایانِ شان ہوتا تو بھی مجھ کو پس وپیش نہ تھا۔ جو بات دریافت کرتا ہوں وہ بھی آپ کے مرتبہ علیا سے بہت دون در دون ہے، بہرحال آپ ہی ایسے ہیں کہ فن کے اکمل ومکمل آپ سے فیضیاب ہوسکتے ہیں لہٰذا بوجود اعتقاد وامید وثوق سودا کا مطلع کہ اس وقت زیر بحث اعزا ہے اور مجھ سے دریافت کیا گیا ہے پیش کرتا ہوں ؎

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ ہر چند اس ناچیز سوال میں آپ کے ہمایوں ساعات کو تلف کرنا بہت گستاخی ہے مگر کیا کریں آپ ہی ایسے ہیں جو ان مشکلات کو بھی حل فرمائیں۔ میں تو آپ کو ہر فن میں امام اور اعلم الاعلام خیال کرتا ہوں۔ خداوند کریم آپ کے وجود مسعود باجود کو زندہ سلامت و باخیریت رکھے۔ انہ علیٰ کل شئی قدیرہ وبالاجابۃ جدیرہ[1] اس شعر کی شرح مختصر اور تھوڑی ترکیب عبارت سے خلاصہ اور نتیجہ مطلب خیز بذریعہ کسی طالب علم صاحب کے افادہ فرمایا جائے۔ ہم سب لوگ آپ ہی کے ارشاد وحل مطلب پر نظر کئے ہیں۔ ایک علی حزیں کا مطلع توحید جسکو بڑے بڑے ذہین وسخن سنج نہ حل کرسکیں گے۔۔

---

[1] وہ ہر شے پر قادر اور قبول فرمانا اسی کی شان ہے۔

پہلے آپ نے اُن کی اُن میں حل فرمایا تھا، یہ تو اس کے سامنے ہیچ معلوم ہوتا ہے بہرحال متوقع ہوں کہ جواب سے مسرور و مفخر فرمایئے فقط۔

مولٰنا امجد علی صاحب: حضور اس کا کیا مطلب ہے۔

ارشاد - بہت آسان اور ظاہر ہے، اچھا اس کا جواب لکھیئے اور اسی ڈاک سے روانہ فرما دیجئے۔

مؤلف - پھر حضرت قبلہ مدظلہ الاقدس نے یہ جواب لکھوا کر روانہ فرمایا:

بشرف ملاحظہ حضرت والا دامت برکاتہم

ظاہر مطلب شعر جہاں تک شاعر نے مراد لیا ہوگا صرف اتنی مناسبت دیکھ لینا ہے کہ دانہ سلیمانی میں جس کی تسبیح عباد و زہاد رکھتے ہیں، شکل زنار موجود ہے اور اس کا رکھنا تمغائے فقر قرار پایا ہے، شاعر کہ مذہباً سُنی نہ تھا اور بدگمانی تمغائے شعراء ہے غالباً اس سے زائد کچھ نہ سمجھا ہوگا اور ایک بے ہودہ معنی تھے مگر اتفاقاً اسکے قلم سے ایک ایسا لفظ نکل گیا جس نے اس شعر کو بامعنی و پرمغز کردیا وہ کیا یعنی لفظ ثابت زنار کہ کفار باندھتے ہیں زنار زائل ہے کہ ایک جھٹکے میں ٹوٹ سکتا ہے اور دانہ سلیمانی میں اسکی تصویر ثابت ہے کہ جب تک دانہ رہے گا، قائم رہیگی۔ یوں ہی کفر دو قسم ہے ایک کفر زائل جو کفر کفار ہے اور جس کی سزا خلود فی النار ہے۔ ہر کافر موت کے بعد اس سے باز آتا ہے۔ قال تعالےٰ[1]:

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۙ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

---

[1] اُنہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرائے کہ ان سے ان کی عزت ہو، ہرگز نہیں عنقریب ان کی عبادت سے کفر کریں گے، اور ان کے مخالف ہوں۔

دوسرا کفر ثابت جو ابدالاباد تک قائم رہے گا جسے علمائے دین نے جزِ ایمان فرمایا ہے جسے قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے: فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ[1] ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی قوم سے فرمایا: اِنَّا بُرَآؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ۔ ہم بیزار ہیں تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے ہم تم سے کفر و انکار رکھتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے: جب مینھ برستا ہے اور مسلمان کہتا ہے ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے مینھ ملا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: مومن بی وکافر بالکوکب مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور تجھ سے کفر و انکار۔ الحمد للہ طاغوت و شیطان و بت و جملہ معبودان باطل کے ساتھ مسلمانوں کا یہ کفر و انکار ابدالآباد تک قائم رہے گا بخلاف کفر کفار کے کہ اللہ و رسول سے ان کا کفر قیامت بلکہ برزخ بلکہ سینے پر دم آتے ہی جس وقت ملائکہ عذاب کو دیکھیں گے زائل ہو جائے گا مگر کیا فائدہ۔ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ[2] اب معنی واضح ہو گئے کہ جو کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمان بلکہ جزوِ ایمان ہے بخلاف کفر زائل والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اسی وقت صحیفہ شریفہ ملا۔ فوری جواب حاضر ہے۔

مؤلف: اس وقت وہ حافظ صاحب حاضر ہیں جنھوں نے اس وہابی خیال شخص کو پیش کیا تھا جس نے مسئلہ علم غیب دریافت کیا تھا۔

---

[1] جو شیطان کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بیشک بڑی مضبوط گرہ تھام لی جو کبھی نہ کھلے گی اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ [2] کیا اب حالانکہ پہلے تو نافرمان رہا۔

عرض: حضور وہ شخص جب یہاں سے گیا تو راستہ ہی میں کہنے لگا کہ اعلیٰحضرت مدظلہم کی باتیں میرے دل نے قبول کرلیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ اب میں ان کا مرید ہوں گا۔

ارشاد: دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے، اگر
۲۰ اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی۔ جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں، یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداءً بہت نرمی کی گئی۔ مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہوگئی تھی اور مصداق ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ: حق نہ مانا اس وقت سختی برتی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے: یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ: اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور سختی کرو ان پر، اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے: وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً۔ لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں۔ ایک شخص خدمت اقدس حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! میرے لئے زنا حلال فرما دیجئے۔ صحابہ کرام نے اسے قتل کرنا چاہا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ گستاخی کے الفاظ کہے۔ حضور نے منع فرمایا اور اس سے فرمایا: قریب آؤ، وہ قریب حاضر ہوا، اور قریب فرمایا یہاں تک کہ اسکے زانو زانوئے اقدس سے مل گئے۔ اس وقت ارشاد فرمایا: کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے عرض کی نہ، فرمایا: تیری پھوپھی سے، عرض کی نہ۔ فرمایا: تیری خالہ سے عرض کی نہ۔ فرمایا: تیری بیٹی سے عرض کی نہ۔ فرمایا: تیری بہن سے عرض کی نہ۔ فرمایا کہ جس سے تو زنا کرے گا آخر وہ بھی کسی کی ماں یا بیٹی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ ہوگی۔ یعنی جو بات اپنے لئے نہیں پسند کرتا دوسرے کے لئے کیوں پسند کرتا ہے۔ دستِ اقدس اس کے سینہ پر مار کر دعا فرمائی کہ الٰہی زنا کی محبت اس کے دل سے نکال دے۔ وہ صاحب کہتے ہیں کہ جب میں حاضر ہوا تھا تو زنا سے

زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی اور اب اس سے زیادہ کوئی چیز مجھے مبغوض نہیں ۔۔ اس کے بعد حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ میری تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی کا اونٹ بھاگ گیا لوگ اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں، جتنا دوڑتے ہیں وہ زیادہ بھاگتا ہے۔ اس کے مالک نے کہا تم لوگ ٹھہر جاؤ، اس کی راہ میں جانتا ہوں۔ سبز گھاس کا ایک مٹھا لے کر چمکارتا ہوا اونٹ کے قریب گیا اور اُسے پکڑ لیا۔ اور بٹھا کر اس پر سوار ہو لیا۔ فرمایا اس وقت تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا۔

عرض۔ حضور میرے کچھ روپے ایک شخص پر ہیں وہ نہیں دیتے۔

ارشاد۔ اس زمانہ میں قرض دینا اور یہ خیال کرنا کہ وصول ہو جائے گا، ایک مشکل خیال ہے۔ میرے پندرہ سو روپے لوگوں پر قرض ہیں۔ جب قرض دیا، یہ خیال کر لیا کہ دے دیئے تو خیر ورنہ طلب نہ کروں گا۔ جن صاحبوں نے قرض لیا دینے کا نام نہ لیا (پھر خود ہی فرمایا) جب یوں قرض دیتا ہوں تو ہبہ کیوں نہیں کر دیتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا: جب کسی کا دوسرے پر دین ہو اور اس کی میعاد گزر جائے تو ہر روز اسی قدر روپیہ کی خیرات کا ثواب ملتا ہے جتنا دین ہے۔ اس ثواب عظیم کے لئے میں نے قرض دیئے ہبہ نہ کیئے کہ پندرہ سو روپے روز میں کہاں سے خیرات کرتا۔

عرض۔ حضور حافظ کتنوں کی شفاعت کرے گا سنا گیا ہے کہ اپنے اعزا سے دس شخصوں کی۔

ارشاد۔ ہاں اور اسکے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس سے مشرق سے مغرب تک روشن ہو جائے اور شہید پچاس شخصوں کی، حاجی ستر کی، اور علماء بے گنتی لوگوں کی شفاعت کریں گے۔ حتےٰ کہ عالم کے ساتھ جن لوگوں کو کچھ بھی تعلق ہوگا، اس کی شفاعت کریں گے۔ کوئی کہے گا میں نے وضو کے لئے پانی دیا تھا، کوئی کہے گا: میں نے فلاں کام کر دیا تھا۔ لوگوں کا حساب ہوتا

جائیگا اور وہ جنت کو بھیجے جائیں گے، علماء کا حساب کب کا ہو چکا ہوگا اور وہ روکے جائیں گے۔ عرض کریں گے: الٰہی لوگ جا رہے ہیں ہم کیوں روکے گئے ہیں۔ فرمایا جائے گا تم آج میرے نزدیک فرشتوں کی مانند ہو، شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت سے لوگ بخشے جائیں۔ ہر سُنی عالم سے فرمایا جائیگا اپنے شاگردوں کی شفاعت کرو اگرچہ آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں۔

عرض۔ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نام اقدس کیا ہے!

ارشاد۔ حضور کے اسم ذات دو ہیں: کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن کریم میں محمد ہے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور حضور کے اسماء صفات بے گنتی ہیں۔ علامہ احمد خطیب قسطلانی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے پانچسو جمع فرمائے۔ سیرت شامی میں تین سو اور اضافہ کیے اور میں نے چھ سو اور ملائے۔ کل چودہ سو ہوئے اور حضور کے اسماء ہر طبقہ میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جداگانہ ہیں دریا میں اور نام ہیں پہاڑوں میں اور۔

عرض۔ یہ کثرت اسماء کثرت صفات پر دلالت کرتی ہے۔

ارشاد۔ ہاں

عرض۔ ہر طبقہ اور ہر جنس میں جدا جدا نام ہونا اس لئے کہ ہر جگہ حضور کی ایک خاص تجلی ہے۔ جس جگہ جس صفت کا ظہور ہے اسی کے مناسب نام بھی ہے۔

ارشاد۔ یہ بھی ہے (اسکے بعد بیان فرمایا) انجیل شریف کی بہت سی آیات ہیں، جو حضور کے اوصاف بیان کر رہی ہیں، اگرچہ نصارےٰ نے بہت تحریف کی ہے، اور اپنی چلتی وہ کل آیتیں جو حضور کے اوصاف میں تھیں، نکال ڈالیں مگر جس امر کو اللہ پورا کرنا چاہے اس کو کون ناقص کر سکتا ہے۔ بہت سی آیتیں اب بھی رہ گئیں مگر انہیں سوجھتی نہیں علےٰ ہذا القیاس توراۃ و زبور میں۔

مؤلف۔ ایک صاحب شاہجہانپور سے حاضر خدمت ہوئے انہوں نے عرض کی میں نے سنا ہے اور بعض دیوبندیوں کی کتابوں میں بھی دیکھا ہے کہ حضور

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو جناب اللہ تعالیٰ کے علم کریم کے برابر فرماتے ہیں مگر چونکہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے میں نے چاہا کہ حضور کا شرف ملاقات حاصل کر کے اُسے عرض کروں اور جو کچھ حضرت کا اس بارے میں خیال ہو دریافت کروں۔

ارشاد۔ اس کا فیصلہ قرآن عظیم نے فرما دیا: فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں۔ وہ کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں کہیں اس کا کچھ نام نشان ہو تو کوئی دکھائے۔ ہم اہل سنت کا مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب[۱] عنایت فرمایا۔ رب عزوجل فرماتا ہے: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔ تفسیر معالم و تفسیر خازن میں ہے یعنی حضور کو علم غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں اور وہابیہ دیوبندیوں کا یہ خیال ہے کہ کسی غیب کا علم حضور کو نہیں، اپنے خاتمہ[۲] کا بھی علم نہیں، دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں بلکہ حضور کے لئے علم غیب کا ماننا شرک ہے اور شیطان کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے اور اللہ کے دیئے سے بھی حضور کو علم غیب حاصل نہیں ہو

---

[۱] قرآن کریم کی بکثرت آیات کریمہ مثل و علمك ما لم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيما اور بہت احادیث شریفہ مثلاً فتجلى لى كل شئ و عرفت نیز کثیر اقوال ائمہ سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ حضور کو علم غیب عنایت ہوا تفصیل کے لئے خالص الاعتقاد انباء المصطفٰی الدولۃ المکیۃ مالئ الجیب وغیرہ رسائل شریفہ امام اہلسنت مجدد المائۃ الحاضرۃ دامت برکاتہم ملاحظہ ہوں۔ [۲] حضور کو معاذ اللہ اپنے خاتمہ کا بھی علم نہیں اور دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں اور حضور کے لئے علم غیب کا ماننا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے اور شیطان کا علم وسیع ہے اپنے خاتمہ کا علم نہ ہونا دہلی کے ایک وہابی نے کہا تھا۔ باقی سب کفریات براہین قاطعہ میں ہیں۔ مؤلف غفرلہ۔

سکتا - برابری تو درکنار، میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کر دی ہے کہ اگر تمام اولین و آخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہو سکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کیساتھ ہے اور وہ غیر متناہی، متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہے۔

عرض۔ صدقہ کا جانور بلا ذبح کے کسی مصرف صدقہ کو دے دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر صدقہ واجبہ ہے اور وجوب خاص ذبح کا ہے تو بے ذبح ادا نہ ہوگا۔ مگر اس حالت میں کہ ذبح کے لئے وقت معین تھا جیسے قربانی کے لئے ذی الحجہ کی دسویں گیارہویں بارہویں اور وقت نکل گیا تو اب زندہ تصدق کیا جائے گا۔

عرض عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ، نانا نانی، دادا دادی، ماموں چچا وغیرہ کھائیں یا نہیں۔

ارشاد سب کھا سکتے ہیں کُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَائْتَجِرُوا عقود الدریہ میں ہے "احکامھا احکام الاضحیۃ"۔

عرض۔ کیا محرم و صفر میں نکاح کرنا منع ہے۔

ارشاد۔ نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔

عرض۔ زید کی ربیبہ لڑکی کا نکاح زید کے حقیقی بھائی سے ہو سکتا ہے۔

ارشاد۔ ہاں جائز ہے۔

عرض۔ کیا عدت کے اندر بھی نکاح ہو سکتا ہے

ارشاد۔ عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا بھی حرام ہے۔

عرض۔ اگر کوئی پیش امام یا قاضی عدت میں نکاح پڑھائے گا تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ اس پڑھانے والے کے نکاح میں تو کچھ فرق نہ آئیگا اور ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے اور اس پر کچھ کفارہ بھی لازم ہوگا یا نہیں اور اس نکاح میں جو لوگ شریک ہوئے ان کی نسبت بھی ارشاد ہو۔ پیش امام نے اقرار کیا کہ کچھ

سے غلطی ہوگئی ہے، اب مجھے مسلمان معاف فرمائیں۔ مگر ایک مولوی صاحب نے اس سے کہہ دیا کہ تم کہہ دو "مجھے اطلاع نہ تھی میں نے بے خبری میں نکاح پڑھا دیا"، ان صاحب کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

ارشاد: جس نے دانستہ عدت میں نکاح پڑھایا۔ اگر حرام جان کر پڑھایا، سخت فاسق اور زنا کا دلال ہوا مگر اس سے اپنا نکاح نہ گیا اور اگر عدت میں نکاح حلال جانا تو خود اس کا نکاح جاتا رہا اور اسلام سے خارج ہوگیا۔ بہرحال اس کی امامت جائز نہیں جب تک کہ توبہ نہ کرلے۔ یہی حکم شریک ہونے والوں کا ہے، جو نہ جانتا تھا کہ نکاح پیش از عدت ہو رہا ہے اس پر الزام نہیں اور جو دانستہ شریک ہوا، اگر حرام جان کر تو سخت گناہگار ہوا، اور حلال جانا تو اسلام بھی گیا۔ اور وہ شخص جس نے امام کو جھوٹ بولنے کی تعلیم دی سخت گناہگار ہوا، اس پر توبہ فرض ہے۔

عرض: ہندہ کے نکاح و رخصت کو دو سال ہوئے۔ رخصت کے بعد صرف چودہ پندرہ روز شوہر کے گھر رہی پھر اپنے میکے چلی آئی، جسے نہ شوہر بلاتا ہے نہ روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہندہ کا مہر نصف معجّل اور نصف مؤجل ہے، اب شرعاً وہ نصف معجّل اور نان و نفقہ مل سکتا ہے۔

ارشاد: ہاں نصف معجل کا ابھی یا جب چاہے دعوٰی کر سکتی ہے اور اگر وہ شوہر کے ہاں جانے سے انکاری ہو کر نہ بیٹھی بلکہ وہاں جانا چاہتی ہے اور شوہر نہیں آنے دیتا تو نان و نفقہ کی بھی مستحق ہے، مگر جتنا زمانہ گزر لیا اس کا دعوٰی نہیں کر سکتی جب تک کچھ ماہوار مقرر نہ ہوگیا (پھر ایک استفتاء پیش ہوا) کہ زید نے اپنی عورت کو طلاق دی، دو تین روز کے بعد دوسرے شخص نے نکاح کر لیا — ابھی عدت نہ گزری تھی، آیا اس کا نکاح ہوا یا نہیں، اور اگر نہیں ہوا تو تیس برس تک اس نے حرام کیا اور وہ حرام کا مرتکب ہوا۔ اب ہم برادری والے اس پر جرمانہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ شریعت کیا حکم دیتی ہے ہم اسے سزا بھی دینا چاہتے

ہیں جو شرع فرمائے وہ سزا ہم اسے دیں یا اسے برادری سے جدا کر دیں، یا کچھ لوگوں کو کھانا کھلا دیں۔

ارشاد - وہ نکاح نہیں ہوا، حرام محض ہوا، اور مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں، نہ مانیں تو برادری والے انھیں قطعاً برادری سے خارج کر دیں، ان سے میل جول، بول چال، نشست برخاست یک لخت ترک کر دیں۔ اسکے سوا یہاں اور کیا سزا ہو سکتی ہے اور جبراً کھانا ڈالنا یا جرمانہ لینا جائز نہیں۔

عرض - ہمارے یہاں اب یہ رواج ہو چلا ہے کہ نکاح کے وقت شاہدین بھمراہی وکیل نہیں جاتے اور قاضی بوکالت وکیل اور حاضرین کی شہادت سے نکاح پڑھا دیتا ہے۔ یہ امر عند الشرع محمود ہے یا مردود، نیز مذہب حنفی میں اس طور پر نکاح صحیح بھی ہوگا یا نہیں۔ کیا وکیل کو اپنے ساتھ دو شاہد رکھنا اور ان گواہوں کا عورت کی اجازت سننا ضروری نہیں، اگر بطریق اول نکاح ہوا تو سب گنہگار ہوتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد - وکیل کے ساتھ شاہدوں کی کچھ حاجت نہیں اگر واقع میں عورت نے وکیل کو اذن دیا، اور اس نے نکاح پڑھا دیا۔ نکاح ہو گیا، ہاں اگر عورت انکار کرے گی کہ میں نے اذن نہ دیا تھا تو حاکم کے یہاں گواہی کی ضرورت ہوگی۔

یہ تو کوئی غلطی نہیں ہاں یہ ضرور غلطی ہے کہ وکیل ہوتا ہے کوئی اور، نکاح پڑھاتا ہے دوسرا مذہب صحیح وظاہر الروایۃ میں وکیل بالنکاح دوسرے کو وکیل نہیں کر سکتا۔ اس میں بہت دقتیں ہیں۔ جن کی تفصیل میرے فتاوے میں ہے لہٰذا یہ چاہیئے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہو اسی کے نام کی اجازت لی جائے۔ یا اذن مطلق لے لیا جائے۔

عرض حضور نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔

ارشاد خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے، اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں

سب ناجائز و حرام ہیں۔

عرض۔ حضور ولیمہ کا کھانا شریعت کے کس حکم میں داخل ہے اور اس کا تارک کیسا ہے۔

ارشاد۔ ولیمہ بعد زفاف سنت ہے اور اس میں صیغہ امر بھی وارد ہے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ: ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی دُنبہ یا اگرچہ[1] ایک دنبہ دونوں معنی متحمل ہیں اور اول اظہر۔

عرض۔ جس شہر کے لوگوں میں سے ایک بھی ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ نکاح سے پہلے اول روز جیسا رواج ہے کھلا دینا ہو تو ان سب کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ تارکان سنت ہیں مگر یہ سنت مستحبہ ہے تارک گنہگار نہ ہوگا، اگر اسے حق جانے۔

عرض۔ حضور اگر ہندہ بوقت شیر خوارگی عمرو پسر خود، بکر کو مدت رضاعت کے اندر اپنا دودھ پلائے، اس کے بعد ہندہ کے تین لڑکے سعید، فاضل، سلیم پیدا ہوئے تو اب بکر کی لڑکی سے سلیم کا نکاح جو عمرو کا برادرِ حقیقی ہے جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ بکر کی لڑکی ہندہ کی اگلی پچھلی سب اولاد کی حقیقی[2] بھتیجی ہے اور باہم مناکحت حرام قطعی۔

عرض۔ زید و بکر آپس میں چچا زاد بھائی بھی ہیں اور رضاعی بھی، زید کے حقیقی چھوٹے بھائی کا بکر کی حقیقی چھوٹی ہمشیرہ سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ جائز ہے۔

مؤلف۔ تحفہ حنفیہ کی جلد پیش نظر تھی، اس میں یہ مکالمہ ملا۔ خیال ہوا کہ اسے بھی ملفوظات میں شامل کر لیا جائے کہ نہایت مفید اور ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہے۔

---

[1] پہلے معنے ایک دنبہ کی قلت پر دلالت کرتے ہیں یعنی زیادہ نہ ہو تو ایک ہی دنبہ سہی دوسرے معنے اسکی کثرت پر یعنی اگرچہ پورا دنبہ صرف کرنا پڑے۔ ۱۲

[2] تمام نسخوں میں عبارت یوں ہی ہے لیکن بجائے حقیقی کے رضاعی کا لفظ ہونا چاہیئے۔ عبدالستار نظامی۔

۲۵ جمادی الاولیٰ روز پنجشنبہ ۱۳۱۶ھ کو وقت چاشت جناب سیّد محمد شاہ صاحب صدر دوم ندوہ ابن مولوی سیّد حسن شاہ محدّث رامپوری مع گرامی جناب سیّد نوشہ میاں صاحب و جناب مولوی سیّد محمد نبی صاحب مختار و جناب تصدق علی صاحب وکیل۔ صاحب حجت قاہرہ مجدد مأتہ حاضرہ حامی اہلسنت اعلیحضرت قبلہ دامت برکاتہم کے یہاں آئے اور دیر تک ایک نفیس جلسہ دلکش مذاکرہ علمی کا رہا۔

میاں صاحب سے مراد جناب صدر دوم ندوہ ہیں۔

جو الفاظ دو ۲ خط ہلالی کے اندر ہوں وہ فقیر محرر سطور کے ہیں۔

میاں صاحب (بعد سلام و مصافحہ و باہمی گفتگوئے مزاج پرسی) میں حسن شاہ محدّث کا بیٹا ہوں۔

ارشاد ۔ جناب میں ان کے فضائل سے واقف ہوں اور آپ سے بھی ایک بار نیاز حاصل ہوا تھا۔

میاں صاحب میں بالقصد ایک بات آپ سے گذارش کرنے کو آیا ہوں اگرچہ آپ کی طبیعت علیل ہے (مسہلات ہو رہے ہیں) آپ کو تکلیف ضرور ہوگی۔

ارشاد میں حاضر ہوں جو فہم قاصر میں آئے گا گذارش بھی کروں گا، اگرچہ رای العلیل علیل۔

میاں صاحب میری رائے یہ ہے کہ کسی کو بُرا کہنا نہ چاہیئے اس لئے کہ صائبؔ نے کہا ہے ؎

دہن خویش بدشنام میالا صائبؔ — کیں زر قلب بہرکس کہ دہی باز دہد

(رسالہ سلّ السیوف الهندیہ علیٰ کفریات بابا النجدیہ میاں صاحب کے پاس پہنچ چکا تھا، یہ نصیحت اس بنا پر تھی۔

ارشاد ۔ بہت بجا فرمایا جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ و شافعیہ وغیرہما فرق اہلسنت میں وہاں ہرگز ایک دوسرے کو بُرا کہنا جائز نہیں اور فحش

دشنام جس سے دہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہیئے۔

میاں صاحب کچھ اختلافات فروعی کی قید نہیں زمانۂ رسالت میں دیکھئے۔ منافق لوگ کیسے مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے۔ نمازیں ساتھ پڑھتے، مجالس میں ساتھ بیٹھتے شریک رہتے۔

ارشاد۔ ہاں صدر اسلام میں ایسا تھا مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرما دیا تھا کہ (ندوے کا سا) یہ گھال میل جو ہو رہا ہے اللہ تعالٰے تمہیں یوں رہنے نہ دیگا ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کر دے گا۔ قال اللہ تعالٰے: وَمَا كَانَ اللّٰہُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔ اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کیا ہوا بھری مسجد میں خاص جمعے کے دن علیٰ رؤس الاشہاد حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا: اخرج یافلان فانک منافق: اے فلاں تو منافق ہے نکل جا اخرج یافلان فانک منافق اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا۔ (یہ حدیث طبرانی وابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت کی) مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ ان کا ہے جنہیں رب العزۃ عزجلالہٗ رحمۃ للعالمین فرماتا ہے۔ جن کی رحمت رحمت الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے

میاں صاحب۔ دیکھئے فرعون کے پاس جب موسٰی (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) کو بھیجا تو اللہ تعالٰے نے فرمایا تھا: قولا لہٗ قولاً لینا: اس سے نرم بات کہنا۔

ارشاد۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا: يٰاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ: اے نبی جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت وسختی کر۔ یہ انہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ: بے شک تو بڑے خلق پر ہے تو معلوم ہوا کہ مخالفان دین پر شدت وغلظت منافیٔ اخلاق نہیں بلکہ یہی خلق حسن ہے۔

میاں صاحب۔ میری مراد کافروں سے نہیں (منافقین اور فرعون شاید مسلمان ہوں گے)

ارشاد۔ جی آپ کی بہر کس توسب کو عام تھی۔ خیر اب کوئی دائرہ محدود کیجئے۔

میاں صاحب۔ جو کلمۂ کفر کہے اسے ان لفظوں سے بیان کیجئے کہ میرے فلاں بھائی نے جو یہ بات کہی ہے میرے نزدیک یہ کلمۂ کفر معلوم ہوتی ہے۔

ارشاد۔ کفریات بکنے والا بحمد اللہ میرا بھائی نہیں اور جب اس کا کلمۂ کفر ہونا ثابت ہو تو ان گرے لفظوں کی کیا حاجت کہ میرے نزدیک ایسا معلوم ہوتا ہے جس سے عوام سمجھیں کہ احتمالی بات ہے شک ہے۔

میاں صاحب۔ میرے نزدیک ضرور کہنا چاہیئے۔

ارشاد۔ جب دلیل شرعی قائم ہو تو ضرور کہنا چاہیئے۔

میاں صاحب۔ خیر یہ کہو کہ کلمۂ کفر کہا مگر گمراہ نہ کہو۔

ارشاد۔ کیا خوب گمراہی کفریات بکنے سے بھی کسی بدتر چیز کا نام ہے۔

میاں صاحب۔ یوں تو داڑھی منڈا فاسق بھی ہے مگر عرف میں گمراہ بہت برا لقب ہے۔

ارشاد۔ داڑھی منڈانے والا کہ اسے فعل حرام جانے فاسق ہے گمراہ نہیں، (کہ راہِ سنت جانتا اور اس پر اعتقاد رکھتا ہے اگرچہ شامت نفس سے اختیار نہ کی)، مگر قائل کفریات ضرور گمراہ ہے۔

میاں صاحب۔ کوئی قائل کفریات ہو بھی اب آپ نے اتنے بڑے عالم محدث (اسماعیل دہلوی) جس کی عمر خدمت حدیث میں کٹی، قائل کفریات بنا دیا۔

ارشاد۔ سل السیوف آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔

میاں صاحب۔ ہاں!

ارشاد۔ میں نے اس میں کافر لکھا ہے۔

میاں صاحب۔ نہیں کافر نہیں لکھا (الحمد للہ یہ بھی غنیمت ہے ورنہ

بہت وہابیہ تو یہی رو رہے ہیں کہ تکفیر کر دی۔

ارشاد۔ تو جس قدر میں نے لکھا ہے وہ ضرور ثابت اور خدمت حدیث مسلم بھی ہو تو اس سے انتفائے ضلالت لازم نہیں قال اللہ تعالےٰ اَضَلَّهُ اللهُ عَلٰی عِلْمٍ۔

میاں صاحب۔ اب آپ نے لکھ دیا کہ انھوں نے کہا ہے خدا کے سوا کسی کو نہ مانو۔

ارشاد۔ جی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے یہی لفظ جابجا دیکھ لیجئے۔

میاں صاحب۔ یہ کون کہیگا کہ نبی کا اعتقاد نہ رکھو۔

ارشاد۔ حضرت اردو زبان ہے، آپ ہی فرمایئے کہ ماننے کے کیا معنی ہیں۔

میاں صاحب۔ بھلا ہم نبی کو نہ مانتے تو مڈل نہ پڑھتے کہ نوکری ملتی حدیث کیوں پڑھتے۔

ارشاد۔ یہ آپ اپنی نسبت کہیئے اس وقت میں نہ مڈل تھا نہ مڈل کی نوکری

مولٰنا حسن رضا خان صاحب۔ حضرت پچیس برس کی عمر کے بعد نوکری ملتی بھی تو نہیں۔

میاں صاحب۔ بھلا کوئی نبی کی شان میں گستاخیاں کرے گا۔

ارشاد۔ کیا معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل جانا بتانا گستاخی نہیں۔

میاں صاحب۔ (انکاری لہجے میں) ہوں۔ کس نے کہا ہے!

ارشاد۔ اسمٰعیل نے۔

میاں صاحب۔ کوئی نہیں بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے ہے۔

ارشاد۔ تقویۃ الایمان چھپی ہوئی موجود ہے، دیکھ لیجئے۔

میاں صاحب۔ بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے ہے۔

ارشاد۔ جی رسول ہی کی شان میں کہا ہے دیکھ لیجئے نا۔

سید مختار صاحب۔ جناب میاں صاحب اس کے کلمات ضرور یہاں ایسے ہیں

جن سے دل دُکھتا ہے یہ (اعلیٰحضرت قبلہ) ان کے سبب جوش میں ہیں۔
میاں صاحب۔ مولوی روم نے مثنوی میں لکھا ہے کہ اے اللہ تو ظالم ہے جتنا چاہے مجھ پر ظلم کئے جا، تیرا ظلم مجھے اوروں کے انصاف سے اچھا لگتا ہے۔
ارشاد۔ مولانا قدس سرہٗ نے اللہ عزوجل سے یوں عرض کی ہے!
میاں صاحب۔ جی مولانا نے۔
ارشاد۔ مثنوی شریف لاؤ۔

مولوی محمد رضا خاں صاحب مثنوی شریف لائے، جناب میاں صاحب کے سامنے رکھ دی۔ میاں صاحب نے ہاتھ سے ہٹادی

ارشاد۔ حضرت بتائیے کہاں لکھا ہے۔
میاں صاحب۔ (مثنوی شریف اورہٹاکر) اب اسی میں لکھا ہے: ع
گہہ شہیدے دیدہ از...... خر۔ خر کے ساتھ شہید کا لفظ دیکھئے۔
ارشاد۔ یہ فسق پر استہزا ہے (قرآن مجید میں) فرمایا: ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ۔ اسی حکایت کی سرخی میں ہے: جان من ..... را دیدی وکدورا ندیدی، جناب نے یہ نہ دیکھا کہ مولانا کا یہ ارشاد تو ہماری دلیل ہے۔ جب ایک فاسق کی نسبت اکابر دین ایسے کلمات فرماتے ہیں تو گمراہان بد دین زیادہ مستحق تشنیع وتوہین ہیں۔
میاں صاحب۔ اب آپ ہی جو اپنے آپ کو عبد المصطفےٰ لکھتے ہیں۔
ارشاد۔ یہ مسلمان کے ساتھ حسن ظن کی خوبی ہے۔ رب العزۃ جل جلالہ نے قرآن عظیم میں جو فرمایا: وَاَنْكِحُوا الْاَیَامٰی مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اسے بھی شرک کہہ دیجئے (حضرت عالم اہل سنت نے اپنے قصیدہ اکسیر اعظم کی شرح مجیر معظم میں تحریر فرمایا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں حدیث نقل کی ہے۔ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا کنت عبدہ و

خادمہ میں حضور کا بندہ اور حضور کا خادم تھا۔ اس مسئلے کی بحث کافی اسی کتاب مستطاب میں ہے۔

میاں صاحب۔ خیر بھائی تمہیں اختیار ہے بُرا کہو بُرا سنو۔

ارشاد۔ کافر کو کافر، رافضی کو رافضی، خارجی کو خارجی، وہابی کو وہابی ضرور کہا جائے گا اور وہ ہمیں بُرا کہیں تو اس کی کیا پرواہ۔ ہمارے پیشواؤں صدیق و فاروق کو انتقال فرماتے ہوئے تیرہ سو برس گزرے آج تک اُن کا بُرا کہنا نہیں چھوٹتا۔

میاں صاحب۔ ایسے ہی وہ بھی کہتے ہیں پھر اس سے کیا حاصل۔

ارشاد۔ ضرور حاصل ہے حدیث میں فرمایا: اَتَرْعَوُنَ عَنْ ذِکْرِ الْفَاجِرِ مَتیٰ یَعْرِفُہُ النَّاسُ اُذْکُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِیْہِ یَحْذَرُہُ النَّاسُ: کیا فاجر کو بُرا کہنے سے پرہیز کرتے ہو، لوگ اسے کب پہچانیں گے۔ فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں (یہ حدیث امام ابوبکر ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبہ اور امام ترمذی محمد بن علی نے نوادر الاصول اور حاکم نے کتاب الکنی اور شیرازی نے کتاب الالقاب اور ابنِ عدی نے کامل اور طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے سنن کبریٰ اور خطیب نے تاریخ میں حضرت معویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ اور خطیب نے رواۃ مالک میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی)

میاں صاحب۔ تو یہ تو فاسق کو کہا ہے۔

ارشاد۔ فسق عقیدہ فسق عمل سے بدرجہا بدتر ہے۔

میاں صاحب بے شک

ارشاد۔ خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے سب بد مذہبوں کو جہنمی بتایا کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً اب کیا نہ کہا جائے گا کہ رافضی گمراہ جہنمی ہیں۔

میاں صاحب۔ رافضی جہنمی نہیں۔

ارشاد۔ حدیث کا کیا جواب۔

میاں صاحب۔ (سکوت فرمایا)
ارشاد۔ کیا آپ کے نزدیک ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کافر کہنے والا جہنمی نہیں!
میاں صاحب۔ کون کہتا ہے کوئی نہیں
ارشاد۔ رافضی کہتے ہیں۔
میاں صاحب۔ کوئی رافضی ایسا نہیں کہتا۔
مولوی سیّد تصدق علی صاحب۔ چھپی ہوئی کتابیں تو موجود ہیں اور کوئی کہتا ہی نہیں۔
میاں صاحب۔ میرے دس بارہ ہزار ملاقاتی اور عزیز رافضی ہیں، کسی نے اس کا اقرار نہیں کیا، کوئی ایسا نہیں کہتا۔
سید مختار صاحب۔ حضور وہ ضرور ایسا کہتے ہیں۔ آپ کے سامنے تقیۃً کچھ اور کہہ دیا ہوگا۔
ارشاد۔ حضرت اب وجہ حمایت معلوم ہوئی۔
میاں صاحب۔ پھر بھائی تم انھیں بُرا کہو، وہ تمھیں بُرا کہیں۔
ارشاد۔ اس کی پرواہ نہیں، ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو اب تک بُرا کہا جاتا ہے۔
میاں صاحب۔ ایسے ہی وہ بھی کہتے ہیں۔
ارشاد۔ آپ کے نزدیک یہود ونصاریٰ گمراہ ہیں کہ نہیں۔
میاں صاحب۔ ہوں گے۔
ارشاد۔ ہیں یا نہیں
میاں صاحب۔ ہوں گے۔ (اللہ اللہ ضروریاتِ دین میں بھی تامل)
سیّد مختار صاحب۔ اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی وہ بھی آپ کو کہتے ہیں (تو اہلِ باطل اگر اہلِ حق کو اہلِ باطل کہیں، اس سے اہلِ حق انہیں اہلِ

باطل کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔
میاں صاحب۔ تشدد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں رافضیوں نے سنیوں کو قتل کیا، سنیوں نے رافضیوں کو مارا۔ ہمارے نزدیک دونوں مردود (اللہ اللہ کفریات بکنے والوں کو گمراہ نہ کہئے، رافضیوں کو جہنمی نہ بتائیے مگر سنی ضرور مردود۔ انا للہ وانا الیہ راجعون)
ارشاد۔ آپ ایسا فرمائیے مگر اہل سنت ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتے۔
میاں صاحب۔ جب دونوں مسلمان ہیں اور باہم لڑے۔ دونوں مردود ہوئے (سبحٰن اللہ اسی دلیل سے خارجیوں نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اور اہل جمل و اہل صفین سب پر معاذ اللہ وہ حکم ناپاک لگایا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون)
ارشاد۔ بھلا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جو ایک دن میں پانچہزار کلمہ گو قتل فرمائے جو نہ صرف مسلمان بلکہ قرار و علماء کہلاتے اس کی نسبت کیا ارشاد ہے۔
سید مختار صاحب۔ میاں صاحب یہ بحث ختم نہ ہوگی۔ اب تشریف لے چلئے اور اس جلسے کو خوشی و خوش اسلوبی پر ختم کیجئے۔
میاں صاحب۔ (کھڑے ہو کر تشریف لے جاتے وقت) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کسی نے اُن کے سامنے بُرا کہا۔ لوگوں نے اسے قتل کرنا چاہا۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بُرا کہنے والے کے لئے نہیں ہے (آگے تتمہ، حدیث یوں ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے، میاں صاحب یہیں تک پہنچے کہ: اس کے لئے ہے کہ اعلیحضرت قبلہ نے سبقت کر کے فرمایا) جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہے معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

حاضرین سوائے میاں صاحب، سب ہنسنے لگے۔

ارشاد۔ الحمدللہ ہم امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تابع ہیں جنھوں نے خوارج کو نہ گلے لگایا نہ بھائی بنایا۔ بدمذہبی کے ہوتے ہوئے کچھ

پاس نہ فرمایا۔

میاں صاحب۔ السلام علیکم

(جلسہ بالخیر ختم و تمام والحمد للہ)

مؤلف۔ حدیث میں ارشاد فرمایا: اتقوا مواضع التھم: بچو تہمت کی جگہوں سے، یہ امر کسی کے ساتھ خاص نہیں سب مسلمانوں کو عام ہے۔ وہ عام ہوں یا خاص اور ظاہر کہ اولیاء کرام مکلف ہیں تو وہ بھی مامور ہوئے پھر انھیں اس امر کا خلاف کیونکر جائز ہوگا اور پھر اس صورت میں صرف تہمت کے موقع سے نہ بچنا ہی نہیں بلکہ لوگوں کو بلاوجہ بدگمانی کا مرتکب کرنا بھی ہے، جو حرام ہے۔

ارشاد۔ شریعت میں احکام اضطرار احکام اختیار سے جدا ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ خمر و خنزیر حرام قطعی ہیں، مگر ساتھ ہی ارشاد ہوا: الا من اضطر فی مخمصۃ: بھوک یا پیاس سے جان نکل جاتی ہے اور کھانے یا پینے کو حرام کے سوا کچھ نہیں، اب اگر ترک کرے تو گناہگار ہوگا اور حرام موت مرے گا۔ بلکہ فرض ہے کہ جان بچانے کی قدر استعمال کرے۔ یوں ہی اگر نوالہ اٹکا دم نکلا جاتا ہے اور اتارنے کو سوائے خمر کچھ نہیں۔ شریعت کا کلیہ قاعدہ ہے: الضرورات تبیح المحظورات۔ اللہ عزوجل کے ساتھ قلب کی محافظت اہم و اعظم فرائض سے ہے۔ جب بحالت تنگی و ضعف ظرف اس کا حفظ بے ایسے کسی اظہار کے نہ بن پڑے تو یہ واجب ہوگا۔ حقیقت فعل سے جاہل اسے مرتکب حرام جانے گا حالانکہ وہ ایک مباح کر رہا ہے اور فعل سے واقف حال فاعل سے غافل اسے موضوع تہمت میں پڑتا، لوگوں کو بدگمانی میں ڈالتا یوں خلاف امر کرتا گمان کرے گا۔ حالانکہ وہ ادائے واجب اعظم کر رہا ہے کیا اپنے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا حرام نہیں لیکن معاذ اللہ آکلہ ہو جائے تو کاٹا جائے گا کہ

اعدبدن محفوظ رہے۔ سیدنا ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو اشرفیاں

ملیں - کنارہ دجلہ پر ایک صاحب خط بنوا رہے تھے، ان کو دیں قبول نہ کیں حجام کو دیں کہا میں نے ان کا خط اللہ عزوجل کے لئے بنانا چاہا ہے اس پر عوض نہ لوں گا - شبلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس مال سے فرمایا تو ایسی ہی چیز ہے جسے کوئی قبول نہیں کرتا اور دریا میں پھینک دیا - جاہل گمان کرے گا کہ تضیع مال ہوئی حاشا بلکہ حفظ قلب کہ اس وقت یہی اس کا ذریعہ تھا - دو صاحب سامنے تھے کسی نے قبول نہ کیں اب ان کو پاس رکھتے اور ایسے فقیر کی تلاش میں نکلتے جو قبول کر لیتا اور معصیت میں نہ اٹھاتا اتنی دیر تک کی زندگی پر تم لوگوں کو اطمینان ہوتا ہے - وہاں ہر آن موت پیش نظر ہے اور ڈرتے ہیں کہ اس وقت آجائے اور اس غیر خدا کا خطرہ قلب میں ہو جنگل میں پھینک دیتے تو نفس کا تعلق قطع نہ ہوتا کہ ابھی دسترس رہتی، اب بتائیے سوا اس کے ان کے پاس کیا چارہ تھا کہ اس سے فوراً فوراً اس طرح ہاتھ خالی کر لیں کہ نفس کو یاس ہو جائے، اور اس کے خیال سے باز آجائے - یہ صفائے قلب و دفع خطرہ غیر کی دولت کروڑوں درجہ اعلیٰ و افضل ہے - کیا اگر سو اشرفیاں خرچ کر کے سلطنت ملی کوئی اسے تضییع مال کہہ سکتا ہے بلکہ بڑی دولت کا بہت ارزاں حاصل کرنا ہی یہاں ہے -

عرض - وحدت الوجود کے کیا معنی ہیں -

ارشاد - وجود ہستی بالذات واجب تعالےٰ کے لئے ہے، اس کے سوا جتنی موجودات ہیں اس کی ظل پرتو ہیں تو حقیقتاً وجود ایک ہی ٹھہرا -

عرض - اس کا سمجھنا تو کچھ دشوار نہیں پھر یہ مسئلہ اس قدر کیوں مشکل مشہور ہے -

ارشاد - اس میں غور و تامل یا موجب حیرت یا باعث ضلالت اگر اس کی تھوڑی بھی تفصیل کروں تو کچھ سمجھ میں نہ آئے گا - بلکہ اوہام کثیرہ پیدا ہو جائیں گے - اسکے بعد کچھ مثالیں بیان فرمائیں، ان میں سے ایک یاد رہی مثلاً روشنی بالذات آفتاب و چراغ میں ہے - زمین و مکاں اپنی ذات میں بے نور ہیں مگر بالعرض آفتاب کیوجہ سے تمام دنیا منور اور چراغ سے سارا گھر روشن ہوتا ہے - ان کی روشنی انہیں کی

روشنی ہے۔ ان کی روشنی ان سے اٹھالی جائے تو وہ ابھی تاریک محض رہ جائیں۔

عرض ۔ یہ کیوں کر ہوتا ہے کہ ہر جگہ صاحب مرتبہ کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے۔

ارشاد:۔ اس کی مثال یوں سمجھیئے کہ جو شخص آئینہ خانے میں جائے وہ ہر طرف اپنے آپ ہی کو دیکھے گا اس لئے یہی اصل ہے اور جتنی صورتیں ہیں سب اسی کے ظل ہیں مگر یہ صورتیں اس کی صفاتِ ذات کے ساتھ متصف نہ ہوں گی مثلاً سننے والی دیکھنے والی وغیرہ وغیرہ نہ ہوں گی، اسلئے کہ یہ صورتیں صرف اس کی سطح ظاہری کی ظل ہیں، ذات کی نہیں اور سمع وبصر ذات کی صفتیں ہیں سطح ظاہر کی نہیں لہذا جو اثر ذات کا ہے وہ ان ظلال میں پیدا نہ ہوگا بخلاف حضرت انسان کہ یہ ظل ذات باری تعالےٰ ہے لہذا ظلال صفات سے بھی حسب استعداد بہرہ ور ہے۔

مؤلف۔ حضور یہ اب بھی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ ہر جگہ خدا کیوں کر دیکھتے ہیں، اگر ان ظلال وعکوس کو کہا جاوے تو یہ اتحاد ہے وحدت نہیں اور اتحاد کھلا الحاد و زندقہ ہے اور اگر یہ ظلال وعکوس کو نہیں دیکھتے بلکہ انھیں عدم محض میں سلاتے ہیں ایک اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ تو یہ خود بھی ایک ظل ہیں یہ بھی معدوم ہوئے تو نہ ناظر رہا نہ نظر پھر یہ کہ اللہ تعالےٰ کو دیکھنے کے کیا معنی وہ اس سے پاک ہے کہ کسی کی نظر اسے احاطہ کرے وہ سب کو محیط ہے نہ کہ محاط یہ میرا ایمان ہے کہ قیامت میں انشاء اللہ تعالےٰ دیدار الہٰی سے ہم مسلمان فیضیاب ہوں گے، مگر یہ نہیں سمجھ سکتا کہ رویت کیونکر ممکن ہے جبکہ احاطہ ناممکن۔ اگر یہ کہا جائے کہ منظور کو نظر کا محیط ہوجانا کچھ ضرور نہیں مثلاً فلک ہے کہ اسکا ایک حصہ انسان کی نظر میں سما سکتا ہے جہانتک اس کی نظر پہنچتی ہے تو یہ تقریر وہاں جاری نہیں کہ وہ تجزی سے پاک ہے۔ میں اپنا مافی الضمیر اچھی طرح پر ظاہر نہ کرسکا مگر یہ جانتا ہوں کہ حضور میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے میرا مطلب خیال فرمالیں گے!

ارشاد۔ ظلال وعکوس مرأت وملاحظہ میں مرأت کا مرئی سے متخذ ہونا کیا ضرور علم بالوجہ میں وجہ مرأت ملاحظہ ہوتی ہے، حالانکہ ذوالوجہ سے متخذ نہیں بلاشبہ

آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھتے ہو کیا اس میں کوئی صورت ہے نہیں بلکہ شعاع بصری آئینہ پر پڑ کر واپس آتی ہے اور اس رجوع میں اپنے آپ کو دیکھتی ہے۔ لہذا دہنی جانب بائیں اور بائیں دہنی معلوم ہوتی ہے تو آئینہ تمہارا عین نہیں مگر دکھایا اس نے تمہیں کو ظلال اپنی ذات میں معدوم ہیں کہ کسی کی ذات مقتضی وجود نہیں کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ مگر وجود عطائی سے ضرور موجود ہیں۔ اسلام کا پہلا عقیدہ ہے کہ حقائقُ الاشیاء ثابتۃٌ نظر سے ساقط ہونا واقع سے عدم نہیں کہ نہ ناظر رہے نہ نظر فی الواقع اس مشاہدہ میں خود اپنی ذات بھی ان کی نگاہ میں نہیں ہوتی۔ اہلسنت کا ایمان ہے کہ قیامت وجنت میں مسلمانوں کو دیدار الہٰی بے کیف و بے جہت و بے محاذات ہوگا۔ قال اللہ تعالےٰ: وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿ کچھ منہ تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوئے۔ کفار کے حق میں فرماتا ہے: كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿ بے شک وہ اس دن اپنے رب سے حجاب میں رہیں گے۔ یہ کافروں پر عذاب بیان فرمایا گیا ہے تو ضرور مسلمان اس سے محفوظ ہیں، بصر احاطہ مرئی نہیں چاہتی۔ آیہ کریمہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ کا یہی مفاد ہے کہ وہ ابصار و جملہ اشیاء کا محیط ہے اسے بصر اور کوئی شے محیط نہیں فلک وغیرہ کی مثالیں اسکے بیان کو ہیں کہ بصر کو احاطہ لازم نہیں، نہ یہ کہ وہاں بھی عدم احاطہ معاذ اللہ اسی طرح کا ہے وہاں بمعنی ادراک حقیقت و کنہ ہی رہا۔ یہ کہ "رویت کیونکر" یہ کیف سے سوال ہے اور وہ اس کی رویت کیف سے پاک ہے پھر کیونکر کو کیا دخل۔

عرض۔ ذات باری کے پَرتو تو صرف حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد ثانی کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مظہر صفات الٰہیہ ہیں اور عام مخلوق مظہر اسمائے الٰہیہ ہے وسید کل مظہر ذات حق ست وظہور حق در وے بالذات ست تو

تمام مخلوق ظلال ذات کس طرح ہوگی۔
ارشاد۔ اسماء مظہر صفات ہیں اور صفات مظہر ذات اور مظہر کا مظہر مظہر ہے تو سب خلق مظہر ذات ہے اگرچہ بواسطہ یا بوسائط شیخ کا کلام مظہر ذات بلاواسطہ میں ہے وہ نہیں مگر حضور مظہر اول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لفظ دیکھئے کہ ظہور حق دروے بالذات است۔
عرض۔ دو شخصوں میں کچھ روپیہ کا جھگڑا تھا، چودھری نے صلح کرادی اور مدعی کو مدعا علیہ سے روپے مل گئے اور برادری میں یہ دستور ہے کہ جب چودھری تصفیہ کراتا ہے تو اپنا کچھ حق مقرر کر رکھا ہے وہ لے لیتا ہے چنانچہ اس صلح میں بھی چودھری اپنے حق کا طالب ہوا، اس نے دینے سے انکار کیا۔ جب اس نے اصرار کیا تو اس نے سب روپے چودھری کو دے دیئے۔ چودھری نے کہا کہ میں صرف اپنا حق لوں گا سب نہ لوں گا۔ اس نے کہا: میں خوشی سے دیتا ہوں، چوہدری نے وہ سب روپے لے لئے۔ بعد اس واقعہ کے مدعی نے کچہری میں نالش دائر کی کہ مجھے روپے نہیں ملے اور دو شخصوں نے جو اس واقعہ میں موجود تھے اور جن کے سامنے روپے دیئے گئے تھے قسم کھا کر شہادت دی کہ اسکو روپے نہیں ملے۔ ان سب کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے۔
ارشاد۔ مدعی سے چودھری کو روپیہ لینا حرام ہے ہاں اپنی خوشی سے دیدے تو مضائقہ نہیں اور مدعی اور گواہوں پر توبہ فرض ہے کہ جھوٹا دعوٰی کیا اور جھوٹی گواہی دی اور جھوٹی قسم کھائی۔
عرض۔ رشوت بھی اپنی خوشی سے دی جاتی ہے بلکہ چودھری نے تو مانگا ...ر مدعی نے انکار کیا، پھر جب چوہدری کا بہت اصرار ہوا تھا تو اس نے سب ...ے دیئے جس سے معلوم ہوا کہ وہ ناخوش تھا اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں ...سب جھوٹ تھا اور رشوت تو بغیر طلب خود دی جاتی ہے پھر یہ کیوں جائز ہوا اور وہ حرام ہے ہی اور چودھری کو جو پہلے لینا حرام تھا اس کی وجہ بھی نیت

رشوت ہوگی۔

ارشاد۔ انسانی خواہش وہاں تک معتبر ہے جہاں تک نہی شرعی نہ ہو، رشوت شرع نے حرام فرمائی ہے وہ کسی کی خوشی سے حلال نہیں ہو سکتی صحیح حدیث میں فرمایا اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ۔ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ چودھری جو صلح ہو جانے پر صلح کرانے کا معاوضہ لیتے ہیں وہ رشوت نہیں ہے، بلکہ ایک ناجائز اُجرت ہے جاہلان بے خرد ایسی جگہ حق کا لفظ بولتے ہیں یہاں تک کہ رشوت خوار بھی یہی کہتا ہے کہ ہمارا حق دلوائیے۔ یہ کفر ہے کہ حرام کو حق کہا۔ ورع کا مرتبہ وہی ہے جو تم نے کہا کہ ظاہر انداز سے مظنون ہوتا ہے کہ اس کا یہ دینا حقیقۃً خوشی سے نہ ہوا۔ اگرچہ بظاہر صاف کہہ رہا ہے کہ میں خوشی سے دیتا ہوں مگر شریعت مطہرہ میں زبان مظہر ما فی الضمیر مانی گئی ہے، وہ جو کچھ ہے قیاسی دلالت ہے اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں صریح تصریح ہے اور فتاوی قاضی خاں میں مصرح ہے اَلصَّرِیْحُ یَفُوْقُ الدَّلَالَۃَ۔ صریح کے آگے دلالت نہ لی جائے گی۔ فقہ میں بہت مسائل اس پر مبنی ہیں کہ خانیہ وہندیہ و درمختار میں ہیں اور تمام کتاب حیل کی بنا ہی اس پر ہے ورنہ اصل غرض قلبی اس عقد ملفوظ کے مطابق نہیں ہوتی۔ درزی سے کپڑا سلوایا اور اجرت دینے کا کچھ ذکر نہ آیا اجرت واجب ہو گئی کہ اس کا پیشہ ہی دلیل اُجرت ہے لیکن اگر اس نے کہہ دیا تھا کہ میں تم سے اُجرت نہیں چاہتا اب نہیں لے سکتا، اگرچہ دوستانہ میں کہا ہو اگرچہ ایسی صورت میں غالباً یہ کہنا دل سے نہیں ہوتا بلکہ محض مروّت ولحاظ سے حتی الامکان مسلمان کا حال صلاح پر محمول کرنا واجب ہے۔ قیاس سے ٹھہرا لینا کہ اس نے خوشی سے دینا جھوٹ کہا اس کی طرف تین کبیروں کی نسبت ہے ایک تو جھوٹ دوسرے دھوکا دینا کہ دیا ناراضی سے اور اس پر رضا ظاہر کی تیسرے حرام مال دینا جس کا لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے لہذا اس کا قول واقعیت پر محمول کرینگے۔

عرض۔ حضور قسم کا کفارہ کچھ نہیں۔

ارشاد۔ اس صورت میں کفارہ کچھ نہیں۔ توبہ ہے۔ کفارہ اس قسم کا ہوتا ہے جو آئندہ کے لئے کسی کام کے کرنے نہ کرنے پر کھائی اور اسکے خلاف کیا گزشتہ پر قسم کھانے سے کفارہ نہیں۔

مولف شب جمعہ میں اعلیحضرت مدظلہ کے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضا خاں صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ آج ایک اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ سلطنت بخارا شریف روسیوں سے منتقل ہوکر سلطان المعظم کے زیر اثر آگئی اس پر ارشاد ہوا کہ یہ ایک قدیمی اسلامی سلطنت ہے جہاں بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین گزرے ہیں اور جن کے برکات اسوقت تک یہ موجود ہیں کہ ایک وقت میں سب جگہ اذان ہوتی ہے اور ایک ہی وقت میں نماز دوکاندار اور کاروباری لوگ اپنا اپنا کام فوراً چھوڑ کر شامل جماعت ہوجاتے ہیں۔ پھر اسی تذکرہ سلطنت میں فرمایا کہ میں ایک روز حکیم وزیر علی صاحب کے یہاں قریب دس بجے دن کے جا رہا تھا میری عمر اس وقت جیلانی (اعلیحضرت مدظلہ کے پوتے یعنی ابراہیم رضا خاں) کے برابر تھی (دس سال) کہ سامنے سے ایک بزرگ سفید ریش نہایت شکیل وجیہہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: سنتا ہے بچے آجکل عبدالعزیز ہے اس کے بعد عبدالحمید اور اس کے بعد عبدالرشید ہوگا اور فوراً نظر سے غائب ہوگئے۔ چنانچہ اس وقت تک ان بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا۔ ایسے ہی ایک صاحب مسجد کے قریب ملے میرے بچپن کا زمانہ تھا، مجھے بہت دیر تک غور سے دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا کہ تو رضا علی خاں کا کون ہے۔ میں نے کہا پوتا، فرمایا: جبھی اور فوراً تشریف لے گئے

عرض۔ نماز فرض سے قبل کی سنتیں نہ ملنے سے کیا وہ قضا ہوجاتی ہیں۔

ارشاد۔ اپنے وقت سے قضا سمجھی جائینگی نہ وقت نماز سے۔

عرض۔ کیا ائمہ مجتہدین میں اختلاف ہے جو ہاتھوں کے باندھنے میں اختلاف ہے کہ بعض سینہ پر اور بعض ناف پر باندھتے ہیں۔

ارشاد۔ خربوزہ کھایئے فالیز سے کیا غرض۔ اس میں نہ پڑیئے جو کچھ ائمہ نے

فرمایا مطابق شرع ہے اور جو خلاف کریں تو امام ہی کس بات کے۔ ہر ایک کو امام کی تقلید چاہیئے۔

عرض۔ حبیب اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت شریف حاصل ہونے کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد۔ درود شریف کی کثرت شب میں اور سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت تکثیر رکھے بالخصوص اس درود شریف کو بعد عشاء سو بار یا جتنی بار پڑھ سکے پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّےْ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ ط

حصول زیارت اقدس کے لئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شانِ اقدس کے لئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم بے حد بے انتہا ہے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب — کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائی

پھر ایک مسئلہ معمولی پیش ہوا جسکے اخیر میں لکھا تھا کہ جواب بحوالہ کتب ارقام فرمایا جائے۔

ارشاد۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں بھی استفتا پیش ہوتے تھے جنکے جواب فرما دیتے تھے حوالہ کتب وہاں کہاں تھا اور آجکل مدلل مفصل صفحہ سطر دریافت کرتے ہیں حالانکہ سمجھتے کچھ بھی نہ ہوں۔

عرض۔ حضور ایک استغاثہ پیش کرنا ہے۔ اس کے واسطے کونسا دن مناسب ہے!

ارشاد۔ اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں البتہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی حاجت کو ہفتہ کے دن صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب اپنے گھر سے نکلے تو اس کی حاجت روائی کا میں ضامن ہوں۔

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہر حاجت کے لئے ارشاد فرمایا ہے؟

ارشاد۔ ہاں جائز حاجت ہونا چاہیئے۔

عرض۔ الم کے پارے میں ایک جگہ عَذَابٌ عَظِیْمٌ آیا ہے اگر نماز میں الیم پڑھا ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد۔ ہاں ہو جائے گی، نماز اس غلطی سے جاتی ہے جس سے معنی فاسد ہو جائیں۔

عرض۔ نماز میں اگر بسم اللہ شریف بالجہر نکل جائے تو کیا حکم ہے!

ارشاد۔ بلا قصد نکل جائے تو خیر ورنہ قصداً مکروہ۔

عرض۔ دو مسجدیں قریب قریب ہیں ایام بارش میں ایک شہید ہو گئی اب اسکا سامان دوسری مسجد میں کہ وہ بھی شکستہ حالت میں ہے لگا سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد۔ ناجائز ہے حتے کہ ایک مسجد کا لوٹا بھی دوسری مسجد میں لے جانے کی ممانعت ہے مسلمانوں پر دونوں کا بنانا فرض ہے اور اس قدر قریب بنانے کی ضرورت ہی کیا۔

عرض۔ حضور مسجد کے نام سے چندہ وصول کر کے خود کھا جائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ جہنم کا مستحق ہے۔

عرض۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں پختہ قبر بنوا کر تیار رکھے یہ جائز ہے یا ناجائز۔

ارشاد۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ: کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا، قبر تیار رکھنے کا شرعاً حکم نہیں البتہ کفن سلوا کر رکھ سکتا ہے کہ جہاں کہیں جائے اپنے ساتھ لے جائے اور قبر ہمراہ نہیں رہ سکتی۔

عرض۔ جمعہ و عیدین کا خطبہ مع بسم اللہ جائز ہے۔

ارشاد۔ اَعُوْذُ بِاللہِ آہستہ پڑھے اسکے بعد خطبہ پڑھے۔

عرض: اگر نماز کے وقت عمامہ باندھ لے اور سنتوں کے وقت اُتار لے کہ دردِ سر کا گمان ہے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: خیر، مگر اولیٰ یہ ہے کہ نہ اتارے۔ ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بغیر عمامہ کے برابر ہے (اسی بیان میں ارشاد ہوا کہ) دردِ سر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ہوتے تھے، ایک ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دردِ سر ہوا، آپ نے اس شکریہ میں تمام رات نوافل میں گزار دی، کہ رب العزت تبارک و تعالےٰ نے مجھے وہ مرض دیا جو انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہوتا تھا۔ اللہ اکبر! یہاں یہ حالت کہ اگر برائے نام درد معلوم ہوا تو یہ خیال ہوتا ہے کہ جلد نماز پڑھ لیں، پھر فرمایا: ہر ایک مرض یا تکلیف جسم کے جس موضع پر ہوتی ہے وہ زیادہ کفارہ اسی موقع کا ہے کہ جسکا تعلق خاص اس سے ہے لیکن بخار وہ مرض ہے کہ تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے جس سے باذنہٖ تعالےٰ تمام رگ رگ کے گناہ نکال لیتا ہے۔ الحمد للہ کہ مجھے اکثر حرارت دردِ سر رہتا ہے۔

عرض: حضور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی فرقہ وہابیہ تھا۔

ارشاد: ہاں یہی وہ فرقہ ہے جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا: کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی! انھوں نے کہا واقعہ صفین میں ابو موسیٰ اشعری کو حکم بنایا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰہِ : حکم نہیں مگر اللہ کے لئے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا۔ اسی قرآن کریم میں یہ آیت بھی تو ہے فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔ زن و شوہر میں خصومت ہو ایک حکم اسکی طرف سے بھیجو ایک حکم اس کی طرف سے، اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔ دیکھو وہی طریقہ استدلال ہے جو وہابیہ کا ہوتا

ہے کہ علمِ غیب و امداد وغیرہما میں ذاتی و عطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں پر دعوٰے ایمان اور اثبات کی آیتوں سے کفر۔ اس جواب کو سنکر ان میں سے پانچہزار تائب ہو گئے اور پانچ ہزار کے سر پر موت سوار تھی، وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے۔ امیر المومنین نے ان کے قتل کا حکم فرمایا۔ امام حسن و امام حسین اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالٰے عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن رات تلاوت میں بسر کرتی ہے ہم کیونکر ان پر تلوار اٹھائیں مگر امیر المومنین کو تو حضور عالم ما کان و ما یکون صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بشدت پابند ہوں گے، بایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے۔ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترے گا۔ امیر المومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر مجبور ہوا، عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اس پار اتر گئے۔ امیر المومنین نے فرمایا: واللہ ان میں سے دس پار نہ جانے پائینگے، سب اسی طرف قتل ہوں گے۔ جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقوٰے وطہارت وتہجد و تلاوت کا وہ خدشہ رفع کرنے کے لئے فرمایا تلاش کرو، اگر ان میں ذوالثدیہ پایا جائے تو تم نے بدترین اہل زمین کو قتل کیا، اور اگر وہ نہ ہو تو تم نے بہترین اہلِ زمین کو قتل کیا۔ تلاش کیا گیا، لاشوں کے نیچے نکلا جسکا ایک ہاتھ پستانِ زن کے مشابہ تھا۔ امیر المومنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجالائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا۔ کسی نے کہا حمد ہے اُسے جس نے اسکی نجاست سے زمین کو پاک کیا، امیر المومنین نے فرمایا کہ کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے ہرگز نہیں، ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کی پیٹھ میں۔ جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہو جائے گا دوسرا سر اٹھائیگا حَتّٰی یَخْرُجَ آخِرُھُمْ مَعَ الدَّجَّالِ: یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانہ میں نئے رنگ نئے نام سے ظاہر

ہوتا رہا اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا، ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں: تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَکُمْ عِنْدَ صَلَاتِہِمْ وَصِیَامَکُمْ عِنْدَ صِیَامِہِمْ وَاَعْمَالَکُمْ عِنْدَ اَعْمَالِہِمْ: تم ان کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور ان کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو۔ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَہُمْ: قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترے گا: یَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ: بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو یا من قول خیر البریہ بات بات پر حدیث کا نام لیں گے اور حال یہ ہوگا کہ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّہْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ ان کی یہ علامت ہے کہ ان میں سے اکثر سر منڈے مُشَمِّرِی الْاُزُرِ گھٹنی ازار والے ان کے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ عورت اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اس کا بھی سر منڈا دیتا کہ یہ زمانہ کفر کے بال ہیں انہیں دور کر، یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمہارے دین میں آتے ہیں ان کی داڑھیاں منڈوایا کرو کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں، اس وقت سے باز آیا، اور اب وہابیہ کو دیکھئے ان میں اکثر وہی سر منڈائے اور گھٹنے پائچے والے ہیں۔

(اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) کہ غزوۂ حنین میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیونکہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا۔ اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں — فرمایا کہ اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس سے فرمایا: افسوس اگر میں تجھ پر عدل

نہ کروں تو کون عدل کرے گا، اور فرمایا اللہ رحم فرمائے میرے بھائی موسےٰ پر کہ اس سے زائد ایذا دیئے گئے۔ علماء فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد ودہش سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرمارہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہو لئے ایک اعرابی نے ردائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ وپشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔ حق ہے اے مالک عرش کے نائب اکبر قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں۔ دونوں جہان حضور کی عطا سے ایک حصہ ہیں ؎

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بے شک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علوم ماکان ومایکون حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَعَلٰى آلِكَ وَصَحْبِكَ وَبَارَكَ وَكَرَّمَ۔

ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں، ایک شخص آیا، اور کنارۂ مجلس اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے اور جاکر دیکھا وہ نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔ صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین حالت نماز میں قتل کریں، واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اٹھے اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا۔ حضور نے پھر ارشاد فرمایا: کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ مولیٰ علی اٹھے اور

عرض کی کہ یا رسول اللہ میں۔ فرمایا ہاں تم، اگر تمھیں ملے مگر تم اسے نہ پاؤ گے۔ یہی ہوا۔ مولائے علی رضی اللہ تعالٰی عنہ جب تک جائیں وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا۔ ارشاد فرمایا: اگر تم اسے قتل کر دیتے تو اُمت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا۔ یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری و معنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے۔ اس نے مجلسِ اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں، یہ غرور تھا اس خبیث کو اپنی نماز و تقدس پر اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عملِ صالح وہ سب اس سرکار کی غلامی و بندگی کی فرع ہے جب تک ان کا غلام نہ ہولے کوئی بندگی کام نہیں دے سکتی، و لہذا قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا: لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا: تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ و رسول پر اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو، اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اسکے تعظیم رسول مقبول نہیں اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اسکے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں، یوں تو عبداللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبد مصطفٰے ہے ورنہ عبد شیطان ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مؤلف: ایک روز مولوی سعید احمد ابن مولوی فتح محمد صاحب تائب لکھنوی اعلیٰحضرت مدظلہ، سے آکر دست بوس ہوئے اور قربانی کی کھال کے بارے میں دریافت کیا کہ مدارس میں دی جا سکتی ہیں یا نہیں۔ ارشاد ہوا بلاشبہ ان کا صرف مدرسہ میں جائز ہے۔ مولوی صاحب نے صاحب ہدایہ کا قول نقل کیا کہ ان کے نزدیک قربانی کی کھال بیچنے سے اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہو جاتا ہے اور صدقات واجبہ کا مصرف مصرف زکوٰۃ ہے اور مصرف زکوٰۃ میں تملیک فقرا شرط ہے اس پر ارشاد فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ تمول کے لئے بیچے کر وہ بوجہ تقرب صالح تمول نہ رہی، بخلاف اس صورت کے کہ فی سبیل اللہ مصارف

خیر میں صرف کے لئے ۔ بیچے کر یہ بھی قربت ہے اور یہاں قربت ہی مقصود ہے علاوہ بریں مدارس میں دینا بیچ کر ہی نہیں ضرور ہے اکثر کھالیں مدارس میں بیچ دیتے ہیں اور کھال تو غنی کو بھی دے سکتا ہے ، پھر مدرسہ وغیرہ نے کیا قصور کیا ہے اسوقت مولوی حسنین رضا خاں بھی حاضر خدمت تھے انھوں نے عرض کی کہ جب صدقات واجبہ میں تملیک شرط ہے تو زکوٰۃ اور ایسے صدقات مدارس میں کیونکر صرف کئے جا سکیں گے ۔

ارشاد ۔ مہتمم کو چاہیئے کہ زکوٰۃ و صدقات واجبہ کی رقوم سے ضرورت پر طلبہ کو کتابیں خرید دے اور انھیں مالک بنا دے یا یہ کہ جو کھانا طلبہ کو مدرسہ سے بطریق اباحت دیا جاتا ہے طلبا کو پہلے روپیہ دے کر مالک بنا دے پھر وہ روپیہ مہتمم کو واپس کریں اور کھلانے میں شریک ہو جائیں البتہ مدرسین کی تنخواہ میں یہ روپیہ صرف کرنا جائز نہیں ۔

عرض ۔ حضور اگر قرآن عظیم صندوق میں بند ہو اور ریل کا سفر یا کسی دوسری سواری میں سفر کر رہا ہے اور تنگیٔ جگہ کے باعث مجبور ہے تو ایسی صورت میں صندوق نیچے رکھ سکتا ہے یا نہیں ۔

ارشاد ۔ ہرگز نہ رکھے انسان خود مجبوریاں پیدا کر لیتا ہے ، ورنہ کچھ دشوار نہیں ، جس کے دل میں قرآن عظیم کی عظمت ہے وہ ہر طرح سے اس کی تعظیم کا خیال رکھے گا ۔

عرض وقت عصر میں کراہت کس وقت آتی ہے ۔

ارشاد ۔ غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل تک کراہت نہیں یعنی سلام کے بعد بیس منٹ غروب میں باقی رہیں ۔ اس کے بعد کراہت ہے کہ اس وقت تخمینی میں آفتاب پر نگاہ جمنے لگتی ہے ۔

عرض ۔ ایک شخص نے نماز میں سورۃ زلزال و عادیات پڑھیں اور اثقال اور تحدث کی ث کو س کے مخرج سے ادا کیا اور اوحیٰ کی ح کو ہ اور ضبحا

کے ض کو د مفخم بھی نہیں پڑھا بلکہ صرح د بھًا پڑھا اور حصّلؔ کے ص کو مشابہ س تو اس صورت میں اعادہ نماز ہوگا یا نہیں۔

ارشاد۔ نماز نہ ہوئی پھر پڑھے!

عرض۔ بعض حاضرین نے عرض کیا کہ حضور دنیوی مکروہات نے ایسا گھیرا ہے کہ روز ارادہ کرتا ہوں آج قضا نمازیں ادا کرنا شروع کر دوں گا مگر نہیں ہوتا کیا یوں ادا کروں کہ پہلے تمام نمازیں فجر کی ادا کروں پھر ظہر کی پھر اور اوقات کی، تو کوئی حرج ہے مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں۔ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے۔

ارشاد۔ قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں، نہ معلوم کس وقت موت آ جائے، کیا مشکل ہے کہ ایک دن کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت اور ظہر کی چار اور عصر کی چار اور مغرب کی تین اور عشاء کی سات رکعت یعنی چار فرض تین وتر) ان نمازوں کو سوائے طلوع و غروب و زوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کر سکتا ہے اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرلے، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب، پھر عشاء کی یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرے، کاہلی نہ کرے۔ جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلے جو فجر مجھ سے قضا ہوئی۔ ہر دفعہ یہی کہے، یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کے لئے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف کے تین بار سبحٰن اللہ کہے، اگر ایک بار بھی کہہ لے گا، تو فرض ادا ہو جائے گا نیز تسبیحات رکوع و سجود میں صرف ایک ایک بار سُبحانَ

رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سبحان رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ لینا کافی ہے۔ تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وتروں میں بجائے دعائے قنوت کے رَبِّ اغْفِرْلِیْ کہنا کافی ہے۔ طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے یا اس سے بعد ناجائز ہے۔ ہر ایسا شخص جسکے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔

(اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) اگر کسی شخص کے ذمہ تیس۳۰ یا چالیس۴۰ سال کی نمازیں ہیں واجب الادا، اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ جنکے بغیر گزر نہیں کاروبار ترک کرکے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کر لیا کہ کل نمازیں ادا کر کے آرام لوں گا اور فرض کیجئے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک دن ہی کے بعد اسکا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالٰے اپنی رحمت کاملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کر دے گا۔ قال اللہ تعالٰے: وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اسے راستہ میں موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا۔ یہاں مطلق فرمایا: گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آلیا تو پورا کام اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل ثواب پائے گا وہاں نیت دیکھتے ہیں، سارا دارومدار حُسنِ نیت پر ہے۔

عرض حضور جب رسل و ملائکہ معصوم ہیں تو ان کو علیہ الصلوٰۃ والسلام کہہ کر ایصال ثواب کرنے کی کیا ضرورت ہے!

ارشاد۔ اول تو علیہ الصلوٰۃ والسلام ایصال ثواب نہیں بلکہ اظہارِ تعظیم ہے، اور ان پر نزول درود وسلام کی دعا اور ہو بھی تو ملائکہ زیادتِ ثواب سے مستغنی نہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام ــــ غسل فرما رہے تھے، رب العزت تبارک تعالٰے نے سونے کا مینھ ان پر برسایا۔ آپ چادر مبارک پھیلا کر سونا اٹھانے

گئے۔ ندا آئی: اے ایوب کیا ہم نے تمھیں اس سے غنی نہ کیا۔ عرض کرتے ہیں بیشک تو نے غنی کیا ہے لیکن تیری برکت سے مجھے کسی وقت غنا نہیں (اسی تذکرے میں فرمایا) کہ ایک صاحب سادات کرام سے اکثر میرے پاس تشریف لاتے اور غربت وافلاس کے شاکی رہتے ایک مرتبہ بہت پریشان آئے، میں نے ان سے دریافت کیا کہ جس عورت کو باپ نے طلاق دے دی ہو کیا وہ بیٹے کو حلال ہو سکتی ہے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا حضرت امیرالمومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جن کی آپ اولاد میں ہیں تنہائی میں اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا: اے دنیا کسی اور کو دھوکا دے میں نے تجھے طلاق دی جس میں کبھی رجعت نہیں، پھر سادات کرام کا افلاس کیا تعجب کی بات ہے۔ سید صاحب نے فرمایا واللہ میری تسکین ہو گئی وہ اب زندہ موجود ہیں اس روز سے کبھی شاکی نہ ہوئے۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب جے پوری۔ حضور حاجی عبدالجبار صاحب کو اکثر اوقات پریشانی رہتی ہے۔

ارشاد۔ لاحول شریف کی کثرت کریں یہ ۹۹ بلاؤں کو دفع کرتی ہے۔ ان میں سب سے آسان تر پریشانی ہے اور ۶۰ بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے روز پی لیا کریں۔

عرض۔ برکتِ رزق کی کوئی دعا حضور ارشاد فرمائیں میں آجکل بہت پریشان ہوں۔

ارشاد۔ ایک صحابی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی۔ فرمایا کیا وہ تسبیح تمھیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے۔ خلق دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل وخوار ہو کر طلوعِ فجر کے ساتھ سو بار کہا کر سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه۔ ان صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی،

میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں، اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں، حتے الامکان طلوع صبح صادق کے ساتھ ہو ورنہ صبح سے پہلے جماعت قائم ہو جائے تو اس میں شریک ہو کر بعد کو عدد پورا کیجئے اور جس دن قبل نماز بھی نہ ہو سکے تو خیر طلوع شمس سے پہلے۔

مؤلف۔ مصر کے میناروں کا تذکرہ ہوا، اس پر فرمایا:

ارشاد۔ ان کی تعمیر حضرت آدم علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چودہ ہزار برس پہلے ہوئی، نوح علیہ السلام کی اُمت پر جس روز عذاب طوفان نازل ہوا ہے، پہلی رجب تھی بارش بھی ہو رہی تھی اور زمین سے بھی پانی اُبل رہا تھا بحکم رب العٰلمین نوح علیہ السلام نے ایک کشتی تیار فرمائی جو ۱۰ رجب کو تیرنے لگی۔ اس کشتی پر ۸۰ آدمی سوار تھے جس میں دو نبی تھے (حضرت آدم وحضرت نوح علیہم السلام) حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تابوت رکھ لیا تھا اور اسکے ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتوں کو بٹھایا تھا۔ پانی اس پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا ۳۰ ہاتھ اونچا ہو گیا تھا دسویں محرم کو چھ ماہ کے بعد سفینہ مبارکہ جودی پہاڑ پر ٹھہرا۔ سب لوگ پہاڑ سے اترے اور پہلا شہر جو بسایا اس کا سوق الثمانین نام رکھا۔ یہ بستی جبل نہاوند کے قریب متصل موصل واقع ہے، اس طوفان میں دو عمارتیں مثل گنبد و منارہ باقی رہ گئی تھیں جنہیں کچھ نقصان نہ پہنچا۔ اس وقت روئے زمین پر سوائے ان کے اور عمارت نہ تھی، امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم سے انہیں عمارتوں کی نسبت منقول ہے بُنِیَ الْھَرَمَانِ وَالنَّسْرُ فِیْ سَرَطَانَ یعنی دونوں عمارتیں اس وقت بنائی گئیں جب ستارہ نسر نے برج سرطان میں تحویل کی تھی، نسر دو ستارے ہیں: نسر واقع و نسر طائر اور جب مطلق بولتے ہیں تو اس سے نسر واقع مراد ہوتا ہے۔ ان کے دروازہ پر ایک گدھ کی تصویر ہے اور اسکے پنجہ میں گنگچھ ہے جس سے تاریخ تعمیر کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ کہ جب نسر واقع برج سرطان میں آیا اس وقت یہ عمارت بنی جسکے حساب سے

بارہ ہزار چھ سو چالیس سال ساڑھے آٹھ مہینے ہوتے ہیں کہ ستارہ چونسٹھ برس قمری ساتھ مہینے ستائیس دن میں ایک درجہ طے کرتا ہے اور اب برج جدی کے سولھویں درجہ میں ہے تو جب سے چھ برج ساڑھے پندرہ درجے سے زائد طے کر گیا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں کہ ان کی آفرینش کو سات ہزار برس سے کچھ زائد ہوئے لا جرم یہ قوم جن کی تعمیر ہے کہ پیدائش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ساٹھ ہزار برس زمین پر رہ چکی ہے۔

عرض۔ حضور انہیں ۸۰ انسانوں کی اولاد ہو کر دنیا بڑھی۔

ارشاد۔ پسماندگان طوفان سے کسی کی نسل نہ بڑھی۔ صرف نوح علیہ السلام کی نسل تمام دنیا میں ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے: وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِيْنَ اسی لئے انہیں آدم ثانی کہتے ہیں۔

عرض۔ کیا حضرت نوح علیہ السلام نے دنیا میں ایک ہزار برس قیام فرمایا۔

ارشاد۔ نہیں بلکہ تقریباً سولہ سو برس تک تشریف فرما رہے۔

عرض۔ حضور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی حج فرض ہوا تھا۔

ارشاد۔ ان پر فرضیت کا حال خدا جانے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حج کرتے رہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اڑتا جا رہا تھا جب کعبہ معظمہ سے گزرا تو کعبہ رویا اور بارگاہ احدیت میں عرض کی کہ ایک نبی تیرے انبیائے سے اور ایک لشکر تیرے لشکروں سے گزرا نہ مجھ میں اترا نہ نماز پڑھی۔ اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا: نہ رو! میں تیرا حج اپنے بندوں پر فرض کروں گا جو تیری طرف ایسے ٹوٹیں گے جیسے پرندہ اپنے گھونسلے کی طرف اور ایسے روتے ہوئے دوڑیں گے جس طرح اونٹنی اپنے بچہ کے شوق میں اور تجھ میں نبی آخر الزماں کو پیدا کروں گا جو مجھے سب انبیاء سے زیادہ پیارا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرض۔ غرور بالفتح اور غرور بالضم میں کیا فرق ہے۔

ارشاد۔ غرور بالفتح فریبی اور بالضم فریب

عرض۔ زید اپنے عیال و اطفال کو اپنے بھانجے یا بھتیجے کی نگرانی میں چھوڑ کر خود باہر چلا گیا، اس کے چلے جانے کے بعد عورت کے بچہ پیدا ہوا، اس کی اطلاع خاوند کو دی گئی۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ جب واپس آیا تب بھی محض خاموش رہا، نہ کچھ کہا نہ سنا اور پھر باہر چلا گیا۔ پھر ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کی خبر اطلاع دینے پر اس نے جواب لکھا کہ تم میری عورت پر تہمت لگاتے ہو، اس صورت میں اولاد حرامی ہوگی یا نہیں۔

ارشاد۔ تاوقتیکہ چار مرد مسلمان آزاد عادل گواہان ثبوت اس طرح دیکھنے کی گواہی نہ دیں جیسے سرمہ دانی میں سلائی۔ ان کی شہادت شریعت مطہرہ میں قابل سماعت نہ ہوگی

عرض۔ حضور عہدِ رسالت میں کوئی ایسا واقعہ گزرا ہے یا نہیں!

ارشاد۔ عہدِ رسالت اقدس میں زنا کا ثبوت گواہوں سے کبھی نہیں ہوا، البتہ دوبار یہ ہوا کہ مجرموں نے خود اقرار کر لیا۔ پہلا واقعہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالٰی عنہ کا دوسرا ایک صحابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا۔ دونوں مجرم بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور شرعی سزا کے خواستگار ہوئے کہ ہم پاک ہو جائیں، دونوں کو سنگسار کیا گیا، جس وقت حضرت ماعز رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سنگسار کیا آپ بھاگے لیکن سنگساریوں نے پکڑ کر قتل کر دیا، اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کل واقعہ بیان کیا۔ فرمایا: تم نے چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ جب وہ بھاگا تھا، اور فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام شہر پر تقسیم کی جائے سب کو کافی ہو۔ صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت برے الفاظ فرمائے، اس پر ارشاد ہوا: برا نہ کہو میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے۔ اسی طرح صحابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اپنے جرم کا خدمت اقدس صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اقرار کیا، اور سزا کی خواستگار ہوئیں۔ ارشاد فرمایا: تیرے پیٹ میں حمل ہے بعد وضع حمل آنا۔ بعد فراغ حمل بچہ کو لیکر حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اس بچہ کو اب کیا کروں، فرمایا اسکو دودھ

پلاؤ۔ یہ ارشاد عالی سُنکر وہ بی بی واپس گئیں اور دو برس بعد بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں، بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ عرض کی حضور اب یہ روٹی کھاتا ہے، بچہ لے کر رحم فرمایا۔

عرض۔ کیا حضور حد شرعی سے پاک ہو جاتا ہے۔

ارشاد۔ حد سے پاک ہو جاتا ہے اور قصاص سے نہیں ہوتا۔ خونِ ناحق کرنیوالے پر تین حق ہیں: ایک مقتول کے اعزا کا، دوسرا مقتول کا، تیسرا رب العزت تبارک وتعالےٰ کا، جن میں سے اعزاء کا حق قصاص لینے سے ادا ہو جاتا ہے، اور دو حق باقی رہتے ہیں۔

عرض۔ اس شخص پر جو قصاص میں قتل کیا گیا، نماز پڑھی جائے۔

ارشاد۔ ہاں۔ خودکشی کرنے والے اور اپنے ماں باپ کو قتل کرنے والے اور باغی ڈاکو، کہ ڈاکہ میں مارا گیا، ان کے جنازہ کی نماز نہیں

عرض۔ ایک صاحب نے وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھی، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔

عرض۔ اگر امام منبر چھوڑ کر خطبہ پڑھے اور جب کہا جائے تو کہے کوئی حرج نہیں اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد۔ خلاف سنت ہے امام کو سمجھانا چاہیئے نماز ہو گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانے میں برسوں کے بعد منبر شریف بنا، اکثر ستون کے سہارے حضور نے خطبہ فرمایا ہے۔

عرض۔ حضور نمازی کے سامنے سے نکلنے کے لئے کتنا فاصلہ درکار ہے!

ارشاد۔ خاشعین کی سی نماز پڑھے کہ قیام میں نظر موضع سجود پر جمائے تو نظر کا قاعدہ ہے جہاں جمائی جائے اس سے آگے کچھ بڑھتی ہے۔ میرے تجربہ میں یہ جگہ تین گز ہے

یہاں تک نکلنا مطلقاً جائز نہیں، اس سے باہر یا صحرا، اور بڑی مسجد میں نکل سکتا ہے۔ مکان اور چھوٹی مسجد میں دیوار قبلہ تک سامنے نہیں جا سکتا۔ فقہائے کرام نے جسکو بڑی مسجد فرمایا ہے، یہاں کوئی نہیں سوائے مسجد خوارزم کے جس کا ایک رُبع چار ہزار ستون پر ہے۔ بڑی مسجد ہے یا مسجد حرم شریف میں نمازی کے سامنے طواف جائز ہے کہ وہ بھی مثل نماز عبادت ہے۔

(اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) اگر کوئی شخص تنہا اپنے گھر یا مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص دستک دے یا مسجد میں نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہتا ہو تو نمازی اس کو آگاہ کرنے کی غرض سے بالجہر لا الٰہ الا اللہ کہہ دے اور اگر نماز میں بچہ سامنے آکر بیٹھ جائے تو اس کو ہٹا دے اور اگر تخت پر پڑھ رہا ہو اور بچہ کے گر جانے کا احتمال ہو تو اس کو گود میں اٹھا لے۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو گود میں لیکر نماز پڑھی ہے۔ اگر بچے کے کپڑے یا بدن میں نجاست لگی ہے اور وہ اس قابل ہے کہ گود میں خود رُک سکتا ہے تو نماز جائز ہے کہ بچہ حامل نجاست ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی کہ اب یہ خود حامل نجاست ہوا۔

عرض۔ جھوٹے مدعی نبوت سے معجزہ طلب کیا جا سکتا ہے۔

ارشاد۔ اگر مدعی نبوت سے اس خیال سے کہ اس کا عجز ظاہر ہو معجزہ طلب کرے تو حرج نہیں اور اگر تحقیق کے لئے معجزہ طلب کیا کہ یہ معجزہ بھی دکھا سکتا ہے یا نہیں تو فوراً کافر ہو گیا۔ (اسی تذکرہ میں فرمایا کہ) مباحثہ میں لوگ یہ شرط کر لیتے ہیں کہ جو ساکت ہو جائے گا وہ دوسرے کا مذہب اختیار کرے گا، یہ سخت حرام ہے اور اشد حماقت ہے ہم اگر کسی سے لاجواب بھی ہو جائیں تو مذہب پر کوئی الزام نہیں کہ ہمارے مقدس مذہب کا مدار ہم پر نہیں، ہم انسان ہیں اس وقت جواب خیال میں نہ آیا۔

مؤلف۔ اس وقت مولٰنا مولوی نعیم الدین صاحب اور مولانا مولوی ظفر الدین صاحب اور مولٰنا مولوی احمد افتخار صاحب صدیقی میرٹھی اور مولٰنا مولوی احمد علی صاحب

میرٹھی و مولٰنا مولوی رحم الٰہی صاحب ناظم انجمن اہل سنت و مدرس مدرسہ اہل سنت و مولٰنا مولوی امجد علی صاحب مدرس مدرسہ اہلسنت و مہتمم مطبع اہل سنت وغیرہ حضرات علمائے کرام حاضر خدمت تھے۔ انجمن کے آریہ ناریہ کے مقابل جلسے ہو رہے تھے۔ یہ سب حضرات جلسہ مناظرہ سے مظفر و منصور واپس آئے تھے رامچندر مناظر آریہ کی چرب زبانی اور بے حیائی کا ذکر ہو رہا تھا کہ بات سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا، بے حیائی سے کچھ نہ کچھ کہے ضرور جاتا ہے۔ اس پر ارشاد فرمایا: سخت غلطی ہے کہ ایسوں سے زبانی بات چیت ہو، اسکا حاصل یہی ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ بکے جائیگا جس سے لوگ جانیں کہ بڑا مقرر ہے، برابر جواب دے رہا ہے۔ انسان میں یہ قوت نہیں کہ زبان بند کر دے، بے حیا کفار اللہ عزوجل کے حضور نہ چوکیں گے وہاں بھی زبان چلی ہی جائے گی، یہاں تک کہ منہ پر مہر فرمائی جائے گی، اور اعضاء کو حکم ہوگا بول چلو اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ تو ایسوں سے ہمیشہ تحریری گفتگو ہونا چاہیئے، کہ مکرنے بدلنے بچلنے کی گلی نہ رہے۔ بہت دھوکا ہوتا ہے کہ وہابیہ وغیرہ سے فرعی مسائل پر گفتگو کر بیٹھتے ہیں۔ وہابی غیر مقلد قادیانی وغیرہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ اصول چھوڑ کر فرعی مسائل میں گفتگو ہو، انھیں ہرگز موقع نہ دیا جائے، ان سے یہی کہا جائے کہ تم اسلام کے دائرہ میں آؤ اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کرلو پھر فرعی مسائل میں گفتگو کا حق ہوگا۔

عرض۔ مصافحہ واپسی کے وقت کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے!

ارشاد۔ نہیں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آپس میں ملتے تھے مصافحہ فرماتے اور جب رخصت ہوتے معانقہ کرتے۔

عرض۔ معانقہ ایک جانب یا دونوں سے کرے

ارشاد۔ ایک طرف سے بھی ہو جائیگا لیکن عرب شریف میں دونوں طرف سے کرتے ہیں۔

عرض۔ نماز جمعہ یا عیدین یا بعد صلاۃ پنجگانہ مصافحہ کرنا کیسا ہے
ارشاد۔ جائز ہے نسیم الریاض میں ہے اَلْاَصَحُّ اِنَّھَا بِدْعَۃٌ مُبَاحَۃٌ۔
عرض۔ اذان میں نام اقدس لیتے وقت روضۂ منورہ کی طرف موبنھ کر سکتا ہے۔
ارشاد۔ خلاف سنت ہے سوائے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے اور کسی کلمہ پر کسی طرف موبنھ نہیں پھیر سکتا یا خطبہ میں عزجلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہے یہ قلبی محبت نہیں۔ قلبی محبت وہی ہے کہ شریعت کے دائرہ میں رہے اس میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے البتہ خطبہ میں اگر کلمہ شریف خطیب پڑھے تو رفع سبابہ میں کوئی حرج نہیں
عرض۔ گناہ کبیرہ وصغیرہ میں کیا فرق ہے۔
ارشاد۔ گناہ کبیرہ سات سو ہیں، ان کی تفصیل بہت طویل اللہ کی معصیت جس قدر ہے سب کبیرہ ہے۔ اگر صغیرہ وکبیرہ کو علیٰحدہ شمار کرایا جائے تو لوگ صغائر کو ہلکا سمجھیں گے، وہ کبیرہ سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ جس گناہ کو ہلکا جان کر کریگا وہی کبیرہ ہے۔ ان کے امتیاز کے لئے صرف اسقدر کافی ہے کہ فرض کا ترک کبیرہ ہے اور واجب کا صغیرہ جو گناہ بے باکی اور اصرار سے کیا جائے کبیرہ ہے۔
عرض۔ کون کون عورتیں غیر محرم کے یہاں جا سکتی ہیں۔
ارشاد۔ مریضہ، غاسلہ، قابلہ کا غیر محرم کے یہاں جانا جائز ہے۔
عرض۔ لامذہب کو مسلمان بنانیکا کیا طریقہ ہے۔
ارشاد۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ اللہ ایک ہے۔ آسمان سے پانی اتارنے والا ایک اللہ ہے۔ زمین سے کھیتی اگانے والا۔ ایک اللہ ہے جلانے والا۔ ایک اللہ ہے مارنے والا۔ ایک اللہ ہے روزی دینے والا۔ ایک اللہ ہے۔ ایک اللہ کی پوجا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں۔ لوگ اللہ کے سوا جن جن کو پوجتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں۔ اللہ

نے اپنے بندوں کو سچا راستہ دکھانے کے لئے اپنے نیک بندے بھیجے جنہیں نبی اور رسول کہتے ہیں، وہ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے وہ سب حق ہے۔ میں ان نبیوں اور کتابوں پر ایمان لایا، ان میں سب سے بڑے اور سب کے سردار محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں، وہ جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے سب سچ ہے میرا دین مسلمانوں کا دین ہے، مسلمانوں کا دین سچا ہے۔ مسلمانوں کے دین کے سوا اور دین جتنے ہیں سب جھوٹے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

عرض، وسوسہ کے دفع کے لئے کیا پڑھے۔

ارشاد اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُوْلِہٖ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ پڑھنے سے فوراً وسوسے رفع ہوجاتے ہیں بلکہ صرف اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ہی کہنے سے دُور ہوجاتے ہیں۔

عرض اگر ریا کے لئے نماز روزہ رکھا تو فرض ادا ہوگا یا نہیں۔

ارشاد (معاذاللہ) فقہی نماز روزہ ہوجائے گا کہ مفسد نہ پایا گیا، ثواب نہ ملے گا، بلکہ عذاب نار کا مستحق ہوگا، روزِ قیامت اس سے کہا جائے گا: او فاجر او غادر او خاسر او کافر تیرا عمل حبط ہوا، اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لئے کرتا تھا، یہی ایک برائی ریا کی مذمت کو کافی ہے۔

عرض تبارک بعد مرنے ہی کے ہوسکتا ہے یا زندگی میں بھی کرسکتا ہے، اور مقدار سوا من صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد، ہر سال کیا کریں یا ایک ہی سال تبارک شریف سے مقصود ایصال ثواب ہے اور شریعت میں اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں جتنا ہو اور جب ہو پاک مال اور خالص نیت سے اللہ کے لئے ہو مرنے کے بعد ہو یا زندگی میں ہر سال کریں کوئی حرج نہیں بلکہ مقرر کرکے موقوف کرنا نہ چاہیئے۔ اس کے فوائد بے شمار ہیں، اس میں سورہ تبارک شریف پڑھی جاتی ہے۔ اس سورہ کریمہ کے

برابر عذاب قبر سے بچانے والی اور راحت پہنچانیوالی کوئی چیز نہیں، اگر اس کے پڑھنے والے کے پاس ملائکہ عذاب آنا چاہتے ہیں تو ان کو روکتی ہے وہ دوسری طرف سے آنا چاہتے ہیں تو ادھر حائل ہو جاتی ہے اور فرماتی ہے کہ اس کے پاس نہ آؤ، یہ مجھے پڑھتا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں ہم اسکے حکم سے آئے ہیں جس کا تو کلام ہے تو فرماتی ہے کہ ٹھہر جاؤ جب تک میں واپس نہ آؤں اسکے پاس نہ آنا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لئے ایسا جھگڑا کرتی ہے کہ مخلوق کو ایسا جھگڑنے کی طاقت نہیں، انتہا یہ کہ اگر مغفرت میں تاخیر ہوتی ہے عرض کرتی ہے وہ مجھے پڑھتا تھا اور تو نے اُسے نہ بخشا۔ اگر میں تیرا کلام نہیں تو مجھے اپنی کتاب میں سے چھیل دے۔ اس پر ارشاد باری ہوتا ہے: جا ہم نے اسے بخشا تو وہ فوراً جنت میں جاتی ہے اور وہاں سے ریشمی کپڑے اور آرام تکیے اور پھول اور خوشبوئیں لیکر قبر میں آتی ہے اور فرماتی ہے: مجھے آنے میں دیر ہوئی تو گھبرایا تو نہ تھا۔ پھر بچھونے بچھاتی اور تکیہ لگاتی ہے۔ فرشتے بحکم رب العٰلمین واپس جاتے ہیں۔

عرض، حضور ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا کہ وہ علیل اور برہنہ ہے۔ یہ خواب چند بار دیکھ چکا ہے۔

ارشاد، کلمہ طیبہ ستّر ہزار مرتبہ مع درود شریف پڑھ کر بخش دیا جائے انشاء اللہ پڑھنے والے اور جس کو بخشا ہے، دونوں کے لئے ذریعہ نجات ہوگا — اور پڑھنے والے کو دونا ثواب ہوگا اور اگر دو کو بخشے گا تو تگنا اسی طرح کروڑوں بلکہ جمیع مومنین و مومنات کو ایصال ثواب کر سکتا ہے۔ اسی نسبت سے اس پڑھنے والے کو بڑا ثواب ہوگا۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے، کھانا کھاتے ہوئے دفعتاً رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی

رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کے پاس یہی کلمۂ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا فوراً وہ لڑکا ہنسا، آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا، لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کیطرف لئے جا رہے ہیں۔ شیخ ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیث کی تصدیق مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اسکے کشف کی تصدیق اس حدیث سے!

عرض۔ عذاب فقط روح پر ہوتا ہے یا جسم پر بھی

ارشاد۔ روح وجسم دونوں پر، یوں ہی ثواب بھی، حدیث میں ہے: ایک لنجھا کسی باغ کے سامنے پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا، مگر اس تک جا نہ سکتا تھا۔ اتفاقاً ایک اندھے کا اسطرف گزر ہوا کہ باغ میں جا سکتا تھا مگر میوے اسے نظر نہ آتے، لنجھے نے اندھے سے کہا تو مجھے باغ میں لے چل وہاں جا کر ہم اور تم دونوں میوے کھائیں، اندھا اس کو اپنی گردن پر سوار کر کے باغ میں لے گیا، لنجھے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھائے۔ اس صورت میں کون مجرم ہوگا۔ دونوں ہی مجرم ہیں اندھا جسم ہے اور لنجھا روح۔

عرض۔ ہر ایک کے ساتھ کتنی روحیں ہیں۔

ارشاد۔ صرف ایک روح ہے اگر مسلمان ہے تو علیین میں اور کافر ہے تو سجین میں جو شخص قبر پر جاتا ہے اسکو بخوبی دیکھتی ہے، اس کی بات سنتی سمجھتی ہے۔ مرنے کے بعد روح کا ادراک بیشمار بڑھ جاتا ہے۔ خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں: روح کو قرب و بعد مکانی یکساں ہے۔ روح بصر کو دیکھو کنوئیں کے اندر سے ستاروں کو دیکھتی ہے یعنی نگاہ اٹھتی ہے زمین سے فلک ثوابت تک پہنچتی ہے جو یہاں سے آٹھ ہزار برس کی راہ پر ہے۔ حدیث میں روح زندہ و مردہ کی مثال پرند کی فرمائی، کہ جب تک پنجرے میں بند ہے اسی کے لائق پر کھول سکتا ہے جب قفس سے نکال دو پھر اس کی اڑان دیکھو۔

عرض۔ قبر کھودی وہاں مردے کی ہڈیاں نکلیں تو کیا کیا جائے۔

ارشاد۔ اگر اور جگہ مل سکتی ہے تو ہرگز اس میں دفن نہ کریں اور اس قبر کو بدستور درست کر دیں ورنہ ان ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر حائل کا فصل دے کر اس کو دفن کر یں، اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے یہاں قبر تھی اگرچہ اب یہاں نشان باقی نہ رہا تو اس صورت میں وہاں قبر کھودنا جائز نہیں، ہاں اگر کوئی اور جگہ نہ مل سکے اور یہ قبر پرانی ہو چکی ہو تو مجبوراً جائز ہے۔

عرض۔ داڑھی منڈانا اور کترانا گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ۔

ارشاد۔ کتروانا یا منڈوانا ایک دفعہ کا صغیرہ گناہ ہے اور عادت سے کبیرہ جس سے فاسق معلن ہو جائے گا، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، اگر اعادہ نہ کیا گیا گناہ گار ہوگا۔ ایک روز حضرت مولٰنا شاہ سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی تشریف لائے ہوئے تھے۔ رُخصت کے وقت اُنہوں نے عرض کیا کہ مولوی سید محمد صاحب اشرفی اپنے بھانجے کو، مَیں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کر دوں، حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں، ارشاد ہوا ضرور تشریف لائیں یہاں فتوے لکھیں اور مدرسے میں درس دیں ردوہابیہ اور افتا یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں بھی ایک طبیب حاذق کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت وہ دن وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آتے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ مَیں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم کو بڑی جانفشانی سے نکالا اور اسکی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انھوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رَد ہو گئے، وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے خود ستائی جائز نہیں مگر وقت حاجت اظہار حقیقت تحدیث نعمت ہے۔ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا: اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ

زمین کے خزانے میرے ہاتھ میں دیئے بیشک میں حفظ والا ہوں اور علم والا ہوں بفضل ورحمت الٰہی بعون وعنایت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم افتا اور رد وہابیہ کے دونوں کامل فن دونوں نہایت عالی فن انہیں یہاں سے اچھا انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان میں کہیں نہ پائیے گا۔ غیر ممالک کی بابت نہیں کہتا میں تو ہر شخص کو بطیب خاطر سکھلانے کو تیار ہوں۔ سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جدِّ امجد یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ ہے عطیہ ہے۔ آپ کے یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پائیے گا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتا سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں، طبیعت اخاذ ہے، طرز سے واقفیت ہو چلی ہے اسی طرح علم توقیت بھی ایک ایسا فن ہے کہ اسکے جاننے والے بھی معدوم ہیں۔ حالانکہ ائمہ دین نے اسے فرض کفایہ بتایا ہے۔ علمائے موجودین میں تو کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ فلاں دن آفتاب کب طلوع ہوگا اور کب غروب۔ بہت سی عمر گذر گئی تھوڑی باقی ہے۔ جن صاحب کو جو کچھ لینا ہو وہ حاصل کرلیں ... سَلُوْنِی قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِی حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا قول بالکل صحیح ہے "قدر نعمت پس از زوال بود" پھر لینے والے کو چاہیئے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہو، اپنے تمام کمالات کو دروازہ پر ہی چھوڑ دے اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائے گا، اور جو اپنے آپ کو بھرا سمجھے گا تو۔ ع

اناء کہ پر شد دگر چوں برد

بھرے برتن میں اور کوئی چیز نہیں ڈالی جاسکتی اور آجکل تو حاصل کرنے والے ایسے ہیں کہ جب میں حسن میاں مرحوم کے مکان میں رہتا تھا، اس میں ایک زینہ ہے جو باہر سے چھت پر گیا ہے۔ اس زمانے میں ایک مدرس صاحب کے ہدایہ اخرین سپرد ہوا یہ کوئی آسان کتاب نہیں جب انھوں نے کام چلتا نہ دیکھا تو مجھ سے پڑھنا چاہا۔ مگر

شرط یہ کی کہ اس باہر کے زینہ سے چھت پر مجھے بلالیا کیجئے اور وہاں تنہائی میں پڑھا دیا
کیجئے کسی کو معلوم نہ ہو۔ میں نے کہا: مولٰنا ہدایہ اخرین کا سبق کوئی سرقہ نہیں جو
لوگوں سے چھپ کر ہو مجھ سے یہ نہ ہوگا۔ ایک صاحب یہیں کے فتوے نویسی کرتے
تھے وہ اسطرح لکھتے تھے کہ باہر سے جواب لکھ کر بھیجدیا، میں نے اصلاح دے کر بھیجدیا
ایک روز ان سے کہا گیا: مولٰنا یوں جواب تو ٹھیک ہو جائے گا مگر آپ کو یہ معلوم
نہ ہوگا کہ آپ کی لکھی ہوئی عبارت کیوں کاٹی گئی اور دوسری عبارتیں کس مصلحت سے
بڑھائی گئیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بعد نماز عصر اپنے لکھے ہوئے فتووں پر اصلاح
لے لیا کریں۔ انھوں نے کہا کہ اس وقت آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں
اس مجمع میں آپ فرمائیں گے کہ تم نے یہ غلط لکھا وہ غلط لکھا اور مجھے اس میں ندامت
ہوگی اس بندۂ خدا کے نام افریقہ اور امریکہ سے استفتے آتے تھے اس کی وجہ یہ ہے
کہ یہاں سے ان کے نام سے جواب جاتا تو لوگ انھیں کے نام استفتے بھیجتے۔ اسی
زمانے میں مکہ معظمہ کے ایک عالم جلیل حضرت مولٰنا سید اسمٰعیل حافظ کتب
حرم رحمۃ اللہ تعالٰے فقیر کے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ مکہ معظمہ
سے مفت ملاقات فقیر کے لئے کرم فرمایا تھا، ان کے سامنے اسکا تذکرہ ہوا
فرمایا: ایسا شخص برکت علم سے محروم رہتا ہے۔ یہی ہوا کہ وہ صاحب چھوڑ
کر بیٹھ رہے۔ اب بی۔ اے پاس کی تلاش میں ہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس
رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت
رضی اللہ تعالٰے عنہ کے درِ دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو
براہ ادب ان کو آواز نہ دیتا، ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا۔ ہوا خاک اڑ
دیتا اڑا کر مجھ پر ڈالتی، پھر جب حضرت زید کاشانۂ اقدس سے تشریف لاتے
فرماتے: ابن عم رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ
کرادی۔ میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا۔ یہ وہ ادب
ہے جسکی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی: اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ

الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ وہ جو حجروں کے باہر سے تمہیں آواز دیتے ہیں، ان میں بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم باہر تشریف لاؤ تو ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی نے رکاب تھامی حضرت زید رضی نے فرمایا کہ یہ کیا ہے اے ابن عم رسول اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، انھوں نے کہا ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علماء کے ساتھ ادب کریں، اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ گھوڑے سے اترے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا: ہمیں یہی حکم ہے کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔ ہارون رشید جیسے جبار بادشاہ نے مامون رشید کی تعلیم کے لئے حضرت امام کسائی سے (جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی اور اجلہ علماء قراسبعہ میں سے ہیں)، عرض کیا فرمایا میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا شہزادہ میرے ہی مکان پر آجایا کرے۔ ہارون رشید نے عرض کی وہ وہیں آجایا کرے گا مگر اس کا سبق پہلے ہو۔ فرمایا یہ بھی نہ ہوگا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا۔ غرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا۔ اتفاقاً ایک روز ہارون رشید کا گزر ہوا، دیکھا کہ امام کسائی اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور مامون رشید پانی ڈالتا ہے۔ بادشاہ غضب ناک ہوکر اُترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا۔ اور کہا: ادب ادب! خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیئے ہیں ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے ان کا پاؤں دھو۔ ایک مرتبہ ہارون رشید نے ابو معاویہ عزیز کی دعوت کی وہ آنکھوں سے معذور تھے، جب آفتابہ اور چلمچی ہاتھ دھونے کے لئے لائی گئی تو چلمچی خدمت گار کو دی اور آفتابہ خود لے کر ان کے ہاتھ دھلائے اور کہا: آپ نے جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے کہا نہیں کہا ہارون جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی ہی اللہ آپ کی عزت کرے۔ ہارون رشید نے کہا اسی

دُعا کے حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔ ہارون رشید کے دربار میں جب کوئی عالم تشریف لاتے، بادشاہ ان کی تعظیم کے لئے سروقد کھڑا ہوتا۔ ایک بار درباریوں نے عرض کیا: یا امیر المومنین رُعب سلطنت جاتا ہے، جواب دیا اگر علمائے دین کی تعظیم سے رعب سلطنت جاتا ہے تو جانے ہی کے قابل ہے، یہی وجہ تھی کہ ان کا رعب روئے زمین کے بادشاہوں پر بدرجۂ اتم تھا۔ سلاطین نصاریٰ ان کا نام لئے تھراتے تھے۔ تخت قسطنطنیہ پر ایک عیسائیہ عورت حکمران تھی اور وہ ہرسال خراج ادا کرتی جب وہ مرگئی تو اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور خراج حاضر نہ کیا، ادھر سے خراج کا مطالبہ ہوا تو اس نے حضرت ہارون رشید کی خدمت میں ایک ایلچی کے ہاتھ اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ:

"وہ مرگئی جو خود پیادہ بنی تھی اور آپ کو رُخ بنایا تھا۔"

یہ تحریر لیکر ایلچی جب حاضر دربار ہوا، وزیر کو حکم ہوا سناؤ! وزیر نے اسے دیکھ کر عرض کی: حضور مجھ میں تاب نہیں جو اسے سنا سکوں۔ فرمایا: لا مجھے دے، اور اس تحریر کو پڑھا۔ بادشاہ کو دیکھتے ہی ایسا جلال آیا جسے دیکھ کر تمام دربار بھاگ گیا۔ صرف وزیر اور ایلچی رہ گئے۔ وزیر کو حکم ہوا کہ جواب لکھ! اس نے ارادہ لکھنے کا کیا مگر رُعب شاہی اس قدر غالب تھا کہ ہاتھ تھرتھرانے لگا اور قلم نہ چلا پھر فرمایا: لا مجھے دے اور یوں لکھا:

"یہ خط ہے خدا کے بندے امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے روم کے کتے فلاں کو کہ او کافرہ کے جنے جواب وہ نہیں جو تو سُنے جواب وہ ہے جو تو دیکھے گا"

یہ فرمان ایلچی کو دیا اور فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ ایلچی کو ساتھ لشکر لے کر پہنچے، اور جاتے ہی قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس بادشاہ عیسائی کو گرفتار کر لیا۔ اس نے بہت گریہ وزاری کی، ہاتھ پاؤں جوڑے، خراج دینے کا وعدہ کیا، چھوڑ دیا اور تاج بخشی کر کے واپس آئے۔ ابھی ایک منزل آئے تھے کہ خبر پائی: اُس نے پھر

سرتابی کی۔ فوراً واپس گئے اور پھر فتح کیا اور پھر اسے گرفتار کیا۔ پھر اس نے ہاتھ جوڑے اور خوشامد کی پھر چھوڑ دیا — ایسے جبار بادشاہ کی علماء کے ساتھ یہ طرزِ تعظیم تھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

عرض۔ ہندوں کو قرب الی اللہ کا مرتبہ علاوہ نماز بھی ہوتا ہے۔

ارشاد۔ ہاں ہر سجدہ میں رب کے قریب ہوتا ہے اور سجدہ چار قسم ہیں: (۱) سجدۂ نماز (۲) سجدۂ تلاوت (۳) سجدۂ سہو (۴) سجدۂ شکر

عرض۔ سجدۂ شکر مسنون ہے یا مستحب۔

ارشاد۔ سنتِ مستحبہ ہے جس وقت ابوجہل لعین کا سر کٹ کر سرکار میں آیا تو سجدۂ شکر فرمایا۔

عرض، اس لعین سے بھی قلب اقدس کو بہت تکلیف پہنچی۔

ارشاد۔ یہ ان بارہ لعینوں سے تھا جو سب کے سب تباہ و برباد ہو گئے — کسی کے سر پر بجلی گری، کسی پر پتھر برسے غرض طرح طرح کے عذاب الٰہی ان خبثا پر نازل ہوئے۔ ایک مرتبہ عاص سفر کو گیا۔ تھکان کے باعث ایک درخت سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا۔ جبریل امین بحکم رب العالمین تشریف لائے اور اس کا سر پکڑ کر درخت سے ٹکرانا شروع کر دیا۔ وہ چلاتا تھا کہ ارے کون میرے سر کو درخت سے ٹکرا رہا ہے اس کے ساتھی کہتے تھے کہ ہمیں کوئی نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔ قیامت کے دن اس جہنمی کی سب سے جدا حالت ہوگی: یہ اپنے آپ کو معاذ اللہ عزیز و کریم کہا کرتا یعنی عزت والا و کرم والا، داروغہ دوزخ کو حکم ہوگا کہ اس کے سر پر گرز مارو جس کے لگتے ہی ایک بڑا خلا سر میں ہو جائے گا اور جس کی وسعت اتنی نہ ہوگی جتنی تم خیال کرتے ہو بلکہ جس کی ایک داڑھ کوہ احد کے برابر ہوگی اس کے سر پھٹنے سے جو خلا ہوگا وہ کس قدر وسیع ہوگا غرض اس خلا میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی بھرا جائے گا اور اس سے کہا جائیگا ذُقْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْم ؕ چکھ تو تو عزت و کرم والا ہے اور کافر کو

یہی پانی پلایا جائے گا کہ جب منہ کے قریب آئیگا منھ اس میں گل کر گر پڑے گا۔ اور جب پیٹ میں اترے گا، آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا، اور اس پانی کو ایسا پئیں گے جیسے تونس کے مارے اونٹ بھوک سے بیتاب ہوں گے تو خاردار تھوہر کھولتا ہوا چرخ دیئے ہوئے تانبے کیطرح ابلتا ہوا کھلائیں گے جو پیٹ میں جاکر پانی کی طرح جوش مارے گا اور بھوک کو کچھ فائدہ نہ دے گا۔ انواع انواع کے عذاب ہوں گے۔ ہر طرف سے موت آئے گی اور مریں گے کبھی نہیں نہ کبھی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی، یہی حال تمام رافضیوں وہابیوں اور قادیانیوں نیچریوں تمام مرتدین کا ہے۔ جس نے کسی دوسرے کے بہکانے سے کفر کیا ہوگا وہ بارگاہِ رب العزت میں عرض کریگا اس نے مجھے بہکایا ہے اس پر دونا عذاب کر۔ رب العزۃ فرمائے گا: سب پر دونا ہے مگر تم جانتے نہیں اور ناریوں کے جسم ایسے ایسے بڑے ہوں گے جن کی ایک ایک داڑھ مثل کوہ احد کے۔

عرض۔ مسجد میں کپڑا سینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر اجرت پر سیتا ہے تو ناجائز ورنہ کوئی حرج نہیں۔

عرض۔ کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے۔

ارشاد۔ داہنا پاؤں کھڑا ہو اور بایاں بچھا ہو اور روٹی بائیں ہاتھ میں لے کر داہنے سے توڑنا چاہیئے۔ ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا عادت متکبرین ہے۔

عرض۔ فاتحہ میں الحمد شریف پڑھنے کو وہابیہ منع کرتے ہیں۔ آیا کچھ زیادہ ثواب ہے۔

ارشاد۔ جو کچھ تیس ۳۰ پاروں میں ہے وہ صرف الحمد شریف میں ہے اس کی بابت حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رب عزوجل فرماتا ہے: اِنِّیْ قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ: میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم فرمایا۔ نصف اول میرے لئے اور نصف آخر

میرے بندے کے لئے ہے۔ جب بندہ پہلے تین آیتوں کو پڑھتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تمجید کی، اور جب بیچ کی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتا ہے۔ ارشاد فرماتا ہے: یہ آدھی میرے لئے اور آدھی میرے بندے کے لئے۔ جب اخیر کی تین آیات پڑھتا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ھٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ: یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ جو اس نے مانگا یہ اس لئے ارشاد ہوا کہ پہلی تین آیتوں میں: مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ہ تک مولیٰ عزوجل کی خالص حمد وثنا ہے اور پچھلی میں اھدنا سے آخر سورہ تک اپنے لئے دعا ہے اور بیچ کی آیت میں ذکر عبادت اور استعانت ہے۔ عبادت مولیٰ تعالےٰ کے لئے ہے اور استعانت بندے کا نفع۔ وہابیہ کی بدعقلی کو کیا کہیئے کہ ایسی متبرک سورۃ کے پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔

عرض۔ حضور زمانۂ صحابہ میں بھی قرآن عظیم کے پارے ہو گئے تھے۔

ارشاد۔ امام جلال الدین سیوطی نے کتاب الاتقان میں جسقدر احادیث وروایات واقوال قرآن عظیم کے ایسے امور کے متعلق ہیں جمع فرما دیئے ہیں۔ اس میں پاروں کا کہیں ذکر نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے وقت تک یہ تقسیم نہ تھی ہاں رکوع جاری ہوئے آٹھ سو برس ہوئے۔ مشائخ کرام نے الحمد شریف کے بعد پانچسو چالیس رکھے کہ تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھے تو ستائیسویں شب میں کہ شب قدر ہے ختم ہو۔

عرض۔ یہ احزاب وغیرہ کیسے شروع ہوئے۔

ارشاد۔ احزاب واعشار زمانہ مبارک سے ہیں۔ اعشار دس دس آیتوں کے مجموعہ کا نام تھا یعنی صحابۂ کرام ایک عشر حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پڑھتے اور اس کے متعلق علوم ومعارف جو ان کے لائق ہوتے ان سب کو حاصل کرنے کے بعد دوسرا عشر شروع کرتے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آٹھ برس میں سورۂ بقر شریف ختم فرمائی اور بعد اختتام ایک اونٹ قربانی فرمایا

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سورۂ بقر شریف بارہ ۱۲ برس میں پڑھی۔

عرض کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر شریف میں ننگے سر کھڑے ہو کر گانے والوں پر لعنت فرما رہے تھے۔

ارشاد یہ واقعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہو رہی تھی ایسے لوگوں نے بہت اختراع کر لئے ہیں، ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں حالانکہ اس وقت بارگاہوں میں مزامیر بھی نہ تھے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں ہیں باہر مجلس سماع کے تشریف فرما تھے۔ ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلئے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تم جاننے والے ہو خواجہ اقدس میں حاضر ہو، اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں۔ انہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا، دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ ایں بدبختاں وقت مارا پریشان کردہ اندہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں، فرمایا آپ نے دیکھا۔

عرض حضور کاکی کے کیا معنی ہیں اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

ارشاد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چند مسافر حاضر ہوئے، حضور کے یہاں اس وقت کچھ سامان خورد و نوش موجود نہ تھا غیب سے کاک (روٹیاں)، آئیں جو سب کو کافی ووافی ہو گئیں جب سے آپ کاکی مشہور ہو گئے (اسی تذکرہ میں فرمایا) کہ ایک مرتبہ مولانا فضل رسول صاحب جو میرے پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (جو مولانا بحر العلوم ملک العلماء کے شاگرد تھے) پڑھتے تھے۔ دہلی میں تھے، جلسۂ وہابیہ میں تشریف لے گئے، وہاں حاضرین پر کاک اور چھوہارے برسا کرتے تھے چنانچہ حسب دستور آپ کے سامنے بھی بوچھاڑ ہوئی ایک کاک

اور ایک چھوہارا آپ کو بھی ملا۔ آپ نے چھوہارا توڑا، تو اس میں سے کیڑا نکلا اور کاک کا کنارا جلا ہوا۔ یہ دیکھ کر تبسم کیا اور باآواز کہا: صاحبو آج تک تو سنا کرتے کرتے تھے کہ فرشتے بھولتے نہیں یہ کیسا بھول گئے کہ روٹی بھی جلا دی اور سنتے تھے کہ جنت کا میوہ سڑتا گلتا نہیں، تعجب ہے کہ چھوہاروں میں کیڑے پڑ گئے۔ اس پر بہت شور وغل ہوا، آپ کو غصہ آیا، پردہ کو ہٹا دیا جس کے پیچھے سے یہ بارش ہو رہی تھی، دیکھا تو اسماعیل دہلوی کا ایک غلام جس کا نام عبد اللطیف تھا ایک جھولی میں کاک اور ایک میں چھوہارے لئے بیٹھا ہے۔ پردہ ہٹتے ہی پردہ فاش ہو گیا اس کے بعد حضرت مولٰنا فضل رسول صاحب دہلی سے لکھنو حضرت مولٰنا نور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اندر سے خبر آئی کہ آنے کی ممانعت ہے، آپ چوکھٹ پر بیٹھ گئے اور رونے لگے اور عرض کی کہ میری کیا خطا ہے معلوم ہو کہ وہ قابل معافی بھی ہے یا نہیں جب بہت دیر گزر گئی تو مولٰنا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا: تمہیں میں نے اسی لئے پڑھایا تھا کہ وہابیوں کے جلسوں میں جاؤ۔ آپ نے عرض کی کہ اتنا تو معلوم ہو گیا کہ میری خطا قابل معافی ہے اور پھر آپ نے سارا واقعہ اسماعیل دہلوی کے مکر وفریب والا عرض کیا اور کہا میں اس کا صرف پردہ فاش کرنے کو گیا تھا کہ نہ معلوم کتنے بندگان خدا اس کی عیاری سے گمراہ ہو رہے تھے۔ آپ سنکر خوش ہوئے، اور راضی ہو گئے۔

یہی مولٰنا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ ایک روز راستے میں تشریف لئے جا رہے تھے، سامنے سے علی بخش وزیر بادشاہ اودھ جو اس کی ناک کا بال ہو رہا تھا، ہاتھی پر چلا آرہا تھا۔ اس نے حضرت کو دیکھ کر اتنا ادب کیا کہ ہاتھی کو بٹھا دیا اور اُتر کر قریب حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے اس کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور سلام نہ لیا وہ رافضی تھا اور داڑھی منڈھی ہوئی تھی۔ سمجھا شاید مجھے دیکھا نہیں، دوسری طرف جا کر سلام عرض کیا۔ آپ نے اُدھر سے مُنہ پھیر لیا۔

اور سلام قبول نہ فرمایا۔ تیسری دفعہ پھر سلام کیا۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ اس خبیث کو غصہ آیا اور ہاتھی پر چڑھ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ فرنگی محل کے مردودوں کی داڑھی اور عورتوں کا سر نہ منڈوایا تو علی بخش نام نہیں۔ آپ جب مکان میں تشریف لے گئے تو ایک طالب علم نے علی بخش کا وہ فقرہ عرض کیا۔ آپ فوراً باہر تشریف لائے آستانے پر اس وقت میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور مولٰنا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر تھے۔ عرض کیا: حضور کہاں کا قصد فرماتے ہیں: فرمایا بچو نورا کی حماقت تو ہے (آپ کی زبان پوربی تھی) رافضی آیا تھا، سلام کیا تھا؛ جواب دے دیا ہوتا۔ اب کسی کی داڑھی مونڈھے ہے کسی کا مونڈ مونڑے ہے۔ نورا کی حماقت تو ہے اور آپ سیدھے بادشاہ کے محل کو تشریف لے چلے کہ اس سے پیشتر کبھی نہ گئے تھے، پیچھے پیچھے یہ دونوں حضرات بھی ہو لیے۔ اس دن نوروز کا دن تھا اسکے محل میں جشن ہو رہا تھا۔ شراب وکباب اور گانے بجانے کے سامان موجود تھے۔ جب دربان نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا، گھبرا کر دوڑتا ہوا گیا، اور بادشاہ کو خبر دی۔ بادشاہ سنکر گھبرا گیا اور حکم دیا کہ فوراً تمام منہیات شرع اٹھا دیئے جائیں اور خود دروازہ تک استقبال کر کے حضرت کو اندر لے گیا اور باعزاز تمام بٹھایا۔ علی بخش کھڑا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا تھا، کاٹو تو بدن میں خون نہیں، سمجھ رہا ہے کہ اب یہ شکایت فرمائیں گے اور خدا جانے بادشاہ کیا کچھ کرے گا، مگر یہ وسیع ظرف اس ہلکے قیاس سے وراہیں۔ یہ شکایت فرمانے تشریف نہ لے گئے بلکہ اسے اپنی عظمت دکھانے کہ وہ ایذا رسانی کے خیال سے باز رہے۔ بادشاہ نے عرض کی حضرت نے کیسی تکلیف فرمائی۔ ارشاد فرمایا: تیری زمین میں رہت ہیں ہم نے کہا ہو آئیں، بادشاہ نے وہ شیرینی جو نوروز کے لئے آئی تھی پیش کی، فرمایا ہمارے دو بچے بھی باہر ہیں۔ چنانچہ ان حضرات کو بھی بلا لیا گیا۔ تھوڑی دیر تشریف رکھ کر واپس تشریف لائے۔

۵

یہ دونوں حکایتیں مجھ سے حضرت مولٰنا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھنؤ میں بیان فرمائیں جب میں اور وہ ۱۳۰۰ھ میں کچھ کتابیں

دیکھنے لکھنؤ گئے تھے ایک روز نواب وزیر احمد خاں صاحب ایک کتاب جسمیں انھوں نے تعریفات اشیاء لکھی تھیں۔ اعلیٰحضرت مدظلہ کو بغرض اصلاح بعد ظہر سنا رہے تھے۔ علم جفر کی تعریف سناتے وقت حضور نے ارشاد فرمایا: آپ نے علم زائرجہ کی تعریف نہ لکھی۔ یہ علم جفر ہی کا ایک شعبہ ہے: اس میں جواب منظوم عربی زبان بحر طویل اور حرف ل کی روی سے آتا ہے اور جبتک جواب پورا نہیں ہوتا منقطع نہیں آتا جسکو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ پڑھا جاتا ہے۔ جس میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لاتے ہیں۔ اگر اجازت عطا ہوئی حکم مل گیا ورنہ نہیں میں نے تین روز پڑھا، تیسرے روز خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے اور اس میں ایک بڑا پختہ کنواں ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور کچھ صحابہ کرام بھی حاضر ہیں جن میں سے میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو پہچانا۔ اس کنوئیں میں سے خود حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام پانی بھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکلا کہ عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دو گز ہوگا اور اس پر سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جسکے وسط میں سفید روشن بہت جلی قلم سے ا ھ ذ اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے یہ مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کرنا ہذیان فرمایا جاتا ہے۔ اس سے بقاعدۂ جفر اذن نکل سکتا تھا۔ ھ کو بطور صدر موخر آخر میں رکھا۔ اسکے عدد پانچ ہیں اب وہ اپنی پہلی جگہ سے ترقی کرکے دوسرے مرتبہ میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے یعنی پچاس جسکا حرف نون ہے یوں اذن سمجھا مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا اور لفظ کو ظاہر پر رکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ اھذ کے معنی ہیں فضول بکنا۔

عرض۔ مرید کو بعد وفات شیخ قبر پر کس طرح ادب کرنا چاہیئے۔

ارشاد۔ چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو کر فاتحہ پڑھے اور اسکی حیات میں جیسا

ادب کرتا تھا سامنے سے حاضر ہو کہ بالیں سے حاضر ہونے میں مڑکر دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں تکلیف ہوتی ہے۔ (اسی سلسلہ میں یہ حکایت بیان فرمائی) ایک بزرگ کا انتقال ہوا۔ ان کی صاحبزادی روزانہ قبر پر حاضر ہوتیں اور تلاوت قرآنِ عظیم کیا کرتیں۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ جوش جاتا رہا، ایک روز حاضر ہوئیں، شب کو خواب میں تشریف لائے، فرمایا: ایسا نہ کرو "آؤ اور میرے مواجہ میں کھڑے ہو۔ یہاں تک کہ تمہیں جی بھر کے دیکھ لوں، پھر میرے لئے دعائے رحمت کر واؤ پھر چلی جاؤ رحمت آکر مجھ میں اور تم میں حجاب ہو جائے گی۔ ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا: میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے، اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا صبح کو صاحبزادہ نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں تیسرے روز خبر ملی اسکا انتقال ہو گیا ہے۔ لڑکے نے فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا: یہ میری ماں کو پہنچا دینا، رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا: خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا اہبان بن صیفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابی ہیں، ان کے کفن میں ایک تہ بند زائد چلا گیا، شب کو اپنے صاحبزادے کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: یہ تہ بند لو اور الگنی پر ڈال دیا۔ صبح ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔ ایک شخص قبرستان میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر میں غافل ہو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک بی بی اس قبر میں فرماتی ہیں: اے خدا کے بندے! اس بلا کو میرے پاس سے دُور کر جو تھوڑی دیر میں آنے والی ہے۔ اس کی فوراً آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ ایک قبر وہیں کھُد رہی ہے اور سامنے ایک جنازہ جو کسی رئیس کا تھا چلا آرہا ہے، اس نے سب کو منع کیا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے خراب ہے ایسی ہے ویسی ہے، غرض وہ لوگ باز رہے اور دوسری جگہ اس میت کو لے گئے، شب کو اس شخص نے خواب میں دیکھا

کہ وہ بی بی فرماتی ہیں کہ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے آگ کو میرے پاس سے دُور کیا۔

مؤلف۔ ایک روز مولوی امجد علی صاحب بعد عصر بہار شریعت حصّہ سوم بغرض اصلاح سنا رہے تھے۔ اس میں ایک مسئلہ اس بارہ میں تھا کہ رب العزۃ جل جلالہٗ کیطرف مؤنث کا صیغہ زبان سے نماز میں نکل جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

ارشاد۔ فرمایا صیغہ ہو یا ضمیر۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالٰے عنہ دفعتًا سوتے سوتے اٹھ بیٹھے اور بہت روئے، لوگوں نے سبب دریافت کیا، فرمایا: میں نے دیکھا رب العزّت کو کہ فرماتا ہے تو اشعار لیلی وسلمہ کو مجھ پر محمول کرتا ہے، اگر میں نہ جانتا کہ تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو وہ عذاب کرتا جو کسی پر نہ کیا ہوتا۔

عرض۔ حضور دعا کے وقت اگر کسی شخص کے ہاتھ سردی کی وجہ سے ڈھکے رہیں تو کیسا ہے۔

ارشاد۔ ایک بزرگ شاید حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ نے دعا میں سردی کے سبب صرف ایک ہاتھ نکالا تھا، الہام ہوا: ایک ہاتھ اٹھایا ہم نے اس میں رکھ دیا جو رکھنا تھا۔ دوسرا اٹھاتا تو اسے بھی بھر دیتے۔

عرض۔ دعا ہر وقت مقبول ہوتی ہے

ارشاد۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالٰے حیا والا کرم والا ہے اس سے شرم فرماتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور انہیں خالی پھیر دے اور فرمایا جو دعا نہ مانگے اللہ تعالٰے اس پر غضب فرماتا ہے۔

عرض۔ کیا صف اول میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے۔

ارشاد۔ حدیث میں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ صف اول میں نماز پڑھنے کا اسقدر ثواب ہے تو ضرور اس پر قرعہ اندازی کرتے یعنی ہر ایک صف اوّل میں

کھڑا ہونا چاہتا اور جگہ کی تنگی کے سبب قرعہ برداری پر فیصلہ ہوتا۔ سب سے پہلے امام پر رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے پھر صفِ اول میں جو اس کے محاذی کھڑا ہو، اس محاذی کے داہنے جانب پھر بائیں اسی طرح دوسری صف میں پہلے محاذی امام پھر داہنے پھر بائیں پر یوں ہی۔ آخر صفوف تک۔

مؤلف۔ برکات اولیائے کرام کے ذکر میں فرمایا: سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بیمار ہوئے۔ آپ کا قارورہ ایک طبیب نصرانی کے پاس گیا۔ بغور دیکھتا رہا پھر دفعتًا کہا: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ لوگوں نے سبب پوچھا کہا میں دیکھتا ہوں: یہ قارورہ ایسے شخص کا ہے جس کا جگر عشقِ الٰہی نے کباب کر دیا۔ اَللہُ اَکْبَر ان بزرگوں کا بول وہ ہدایت کرتا ہے جو دوسروں کا قول نہیں کرتا۔ یمن کے ایک نصرانی نے یہ حدیث صحیح سنی کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں: اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہِ: "مسلمان کی فراست سے ڈرو، کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"۔ اس نصرانی نے چاہا کہ امتحان کرے، ادھر کے نصارٰے زنار باندھتے ہیں، اس نے زنار نیچے چھپایا اور اوپر مسلمانی لباس پہنا، عمامہ باندھا اور مسلمان بن کر مشائخ کرام کی مجلسوں پر دورہ شروع کیا، ہر ایک کے پاس جاتا اور حدیث کے معنی پوچھتا۔ وہ کچھ فرما دیتے یہ دوسرے کے پاس حاضر ہوتا۔ یوں ہی بغداد شریف آیا اور حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا سیدی! اس حدیث کے کیا معنی ہیں: اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر من نور اللہ۔ فرمایا: اسکے یہ معنی ہیں کہ زنار توڑ، اور نصرانیت چھوڑ، اسلام لا"۔ وہ یہ سنتے ہی بے تاب ہوا، اور کلمۂ شہادت پڑھا۔ اور کہا یا سیدی میں اتنے مشائخ کرام کے پاس گیا اور کسی نے مجھے نہ پہچانا۔ فرمایا سب نے پہچانا، مگر تجھ سے تعرض نہ کیا کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر لکھا ہے!

عرض - مجاہدے کے کیا معنی ہیں -

ارشاد - سارا مجاہدہ اس آیۂ کریمہ میں جمع فرمادیا ہے : وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشوں سے روکے بے شک تو جنت ہی ٹھکانہ ہے - یہی جہادِ اکبر ہے - حدیث میں ہے : جہادِ کفار سے واپس آتے ہوئے فرمایا : رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ - ہم اب اپنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھرے - ایک صاحب کو انار کی خواہش میں تیس برس گزر گئے اور نہ کھایا، اسکے بعد خواب میں زیارت حضرت اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ فرماتے ہیں : اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا : تیرے نفس کا بھی کچھ تجھ پر حق ہے - صبح اٹھے انار کھایا - اب نفس نے دودھ کی خواہش کی، فرمایا تیس برس خواہش کر پھر شاید حضور تشریف لائیں اور فرمائیں اس سے یہی بہتر ہے کہ صبر کر - فوراً خواہش دور ہوگئی - اس قسم کی خواہش یا تو نفسانی ہوا کرتی ہے یا شیطانی - جسکے دو امتیاز سہل ہیں : ایک یہ کہ شیطانی خواہش میں بہت جلد کا تقاضا ہوتا ہے کہ ابھی کرلو اَلْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ اور نفس کو ایسی جلدی نہیں ہوتی - دوسرے یہ کہ نفس اپنی خواہش پر جما رہتا ہے جب تک پوری نہ ہو اسے بدلتا نہیں - اسے واقعی اسی شے کی خواہش ہے - اگر شیطانی ہے تو ایک چیز کی خواہش ہوتی - وہ نہ ملی - دوسری چیز کی ہوگئی، وہ نہ ملی تیسری کی ہوگئی اس واسطے کہ اس کا مقصد گمراہ کرنا ہے خواہ کسی طور پر ہو — ایک صاحب ایک بزرگ کے یہاں آئے دیکھا کہ پانی پینے کا گھڑا دھوپ میں رکھا ہے - انھوں نے کہا پانی دھوپ میں رکھا رہ گیا، گرم ہوگیا - فرمایا : صبح تو سایہ ہی تھا پھر دھوپ آگئی - میں نے اللہ سے شرم کی کہ نفس کی خاطر قدم اٹھاؤں — حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا روزہ تھا - طاق میں پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے آب خورہ میں رکھ دیا تھا - عصر کے مراقبہ میں تھے - حوران بہشتی نے یکے بعد دیگرے

سامنے سے گزرنا شروع کر دیا۔ جو سامنے آتی اس سے دریافت فرماتے تو کس کے لئے ہے؟ وہ ایک بندۂ خدا کا نام لیتی، ایک آئی اُس سے پوچھا۔ اُس نے کہا: میں اس کے لئے ہوں جو روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے نہ رکھے۔ فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزہ کو گرا دے، اس نے گرا دیا۔ اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو آب خورہ ٹوٹا پڑا ہے ــــ دو فرشتے آپس میں ملے۔ ایک نے پوچھا: کہاں جاتے ہو، دوسرے نے کہا: فلاں عابد کے ہاتھ میں دُودھ کا پیالہ ہے اور وہ پیا چاہتا ہے مجھے حکم ہے کہ جا کر پَر ماروں اور گرا دوں اور تم کہاں جاتے ہو، کہا ایک فاسق دیر سے دریا میں بنچھی ڈالے بیٹھا ہے اور مچھلیاں نہیں پھنستیں مجھے حکم ہے جاؤں اور پھانس دوں۔

(اسی تذکرہ میں ارشاد فرمایا) اگر چالیس دن گزر جائیں کہ کوئی علّت یا قلّت یا ذلّت نہ ہو تو خوف کرے کہ کہیں چھوڑ نہ دیا گیا، حدیث میں ہے جب کوئی مقبول بندہ رب عزّ وجل کیطرف اپنی کسی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے ــــ اور گڑگڑاتا ہے، جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم کو ارشاد ہوتا ہے۔ اے جبریل اس کی حاجت رہنے دے کہ مجھے اسکا گڑگڑانا اور میری طرف منہ اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور جب کوئی فاسق اپنی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: اے جبریل! اس کی حاجت جلد روا کر دے کہ مجھے اپنی طرف اس کا مُنہ اٹھانا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس حدیث میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاجت روا ہیں، پھر حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو حاجت روا، مشکلکشا و دافع البلاء ماننے میں کس کو تامل ہو سکتا ہے! وہ تو جبریل کے بھی حاجت روا ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم۔

ایک روز مولوی مختار احمد صاحب میرٹھ سے تشریف لائے اور بعد نماز عشاء اعلیٰحضرت مدظلہ، سے دست بوس ہوئے اور یہ مسئلہ پوچھا کہ آیا شرعی امامت کبریٰ کے لئے قرشی ہونا شرعاً ضروری ہے کہ بے اس کے شرعی امامت

کبریٰ نہ پائی جائے گی اگرچہ عرفی ہو یا یہ کوئی استحسانی شرط ہے۔

ارشاد۔ مولٰنا یہ مذہبی مسئلہ ہے اس میں ہمارا اور روافض وخوارج کا خلاف ہے۔ خوارج کچھ تخصیص نہیں کرتے اور روافض نے اس قدر تنگی کی کہ صرف ہاشمیوں سے خاص کردی اور یہ بھی مولیٰ علی کی خاطر ورنہ بنی فاطمہ کی تخصیص کرتے اہل سنت صراطِ مستقیم وطریق وسط پر ہیں۔ ہمارے تمام کتب عقائد میں تصریح ہے کہ اہلِ سنت کے نزدیک امامت کبریٰ کے لئے ذکورت وحریت و قرشیت لازم ہے اور تصریح فرماتے ہیں کہ اس کا اشتراط قطعی یقینی اجماعی ہے۔

عرض خلافت راشدہ کسے کہتے ہیں اور اس کے مصداق کون کون ہوئے، اور اب کون کون ہوں گے!

ارشاد۔ خلافت راشدہ وہ خلافت کہ منہاج نبوت پر ہو جیسے حضرات خلفائے اربعہ وامام حسن مجتبےٰ وامیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے کی، اور اب میرے خیال میں ایسی خلافت راشدہ امام مہدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہی قائم کرینگے والغیب عنداللہ۔

عرض۔ قیامت کب ہوگی اور ظہورِ امام مہدی کب۔

ارشاد۔ قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اسکے بتائے سے اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت ہی کا ذکر کرکے ارشاد فرماتا ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ : اللہ غیب کا جاننے والا ہے، وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر متصل آیت میں ذکر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ احادیث حساب نکالا کہ یہ اُمت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی۔ امام سیوطی نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا الکشف عن تجاوز ھذہ الامۃ الالف : اس میں ثابت کیا کہ یہ اُمت ۱۰۰۰ھ

سے ضرور آگے بڑھے گی۔ امام جلال الدین کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے، اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ سن ۱۳۰۱ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بحمداللہ تعالےٰ اِسے بھی چھبیس ۲۶ برس گذر گئے اور ہنوز قیامت تو قیامت، اشراط کبریٰ میں سے کچھ نہ آیا امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گذرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور سن ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

مؤلف۔ جب مَیں مکہ معظمہ حضرت مولٰنا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قاضی رحمت اللہ وہابی کو حاضر خدمت پایا اور یہ وہ وقت تھا کہ مولٰنا اس کو سندِ حدیث دے چکے تھے۔ مجھے یہ نہایت ہی گراں گزرا۔ مَیں نے مولٰنا عبدالحق صاحب سے عرض کیا کہ میں بھی آپ کی غلامی میں حاضر ہوا ہوں، اور یہ بھی آپ سے سند حاصل کر چکے ہیں تو یہاں وہ اختلاف جو ہم میں ان میں دربارہ مسئلہ غیب رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہے بآسانی طے ہو سکتا ہے، اس پر مولٰنا نے تین دن میں ایک رسالہ بفرائد السنیہ فی الفوائد البھیہ تحریر فرما کر قاضی رحمت اللہ کو دیا اس رسالہ میں مولٰنا نے آثارِ قیامت کے متعلق بہت سی احادیث جمع فرمائیں لیکن ان میں بھی تعیینِ وقت نہیں!

ارشاد۔ حدیث میں ہے: دنیا کی عمر سات دن ہے۔ مَیں اس کے پچھلے دن میں مبعوث ہوا۔ دُوسری حدیث میں ہے: میں امید کرتا ہوں کہ میری اُمت کو خدائے تعالےٰ نصف دن اور عنایت فرمائے، ان حدیثوں سے اُمت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی: اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّكَ كَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ۔ تیرے رب کے یہاں ایک دن تمھاری گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے ــــ ان حدیثوں سے جو مستفاد ہوا وہ اس توقیت کے منافی نہیں جو اس علم سے میرے خیال میں آئی ہے کیوں کہ یہاں حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے رب عزّ جلالہٗ سے استدعا ہے آئندہ انعامِ الٰہی وہ جس قدر زیادہ عمر عطا فرمائے جیسے جنگِ بدر میں حضور

نے صحابہ کرام کو تین ہزار فرشتے مدد کے لئے آنے کی امید دلائی :

اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُنْزَلِیْنَ ۔ کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد فرمائے"

اس پر سبحانہٗ تعالےٰ نے فرشتوں کا اضافہ فرمایا کہ :

بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ ۔ کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور تقویت پر رہو اور کافر ابھی کے ابھی تم پر آئیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا"

عرض ۔ حضور نے جفر سے معلوم فرمایا ۔

ارشاد ۔ ہاں (اور پھر کسی قدر زبان دبا کر فرمایا) آم کھایئے پیڑ نہ گنئے ، (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) کہ میں نے یہ دونوں وقت (۱۸۳۷ھ میں سلطنت اسلامی کا بڑھنا اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمانا ، سید المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کلام سے اخذ کئے ہیں ، اللہ اکبر! کیسا زبردست واضح کشف تھا کہ سلطنت ترکی کا بانی اوّل عثمان پاشا حضرتؒ کے مدتوں بعد پیدا ہوا مگر حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اتنے زمانے پہلے عثمان پاشا سے لیکر قریب زمانہ آخر تک جتنے بادشاہ اسلامی اور ان کے وزراء ہوں گے ۔ رموز میں سب کا مختصر ذکر فرمایا ۔ ان کے زمانے کے عظیم وقائع کی طرف بھی اشارے فرما دیئے ، کسی بادشاہ سے اپنی اس تحریر میں بہ نرمی خطاب فرماتے ہیں اور کسی پر حالت غضب کا اظہار ہوتا ہے ، اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ ایقظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ لا اقول ایقظ الھجریۃ بل یقظ الجفریۃ ۔ میں نے اس ایقظ جفری کا جو حساب کیا تو ۱۸۳۷ھ آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ ظہور امام مہدی کے اخذ کئے ہیں وہ فرماتے ہیں ۔ رباعی

اذا دار الزمان علی حروف بسم اللہ فالمھدی قاما
ویخرج فی الحطیم عقیب صوم الا فاقرأہ من عندی سلاما

خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرما دیا کہ اتنی مدت تک میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر اِذَا دَخَلَ السِّیْنُ فِی الشِّیْنِ ظَهَرَ قَبْرُ مُحْیِ الدِّیْن - جب شین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی - سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوئے تو ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے۔ سلطان نے وہاں ایک قبہ بنوا دیا جو زیارت گاہِ عام ہے (پھر فرمایا) چند جداول ۲۸ - ۲۹ خانوں کی آپ نے تحریر فرما دی ہیں جن میں ایک ایک خانہ لکھا اور باقی خالی چھوڑ دیئے اب اس کا حساب لگاتے رہیئے کہ اس سے کیا مطلب ہے۔

عرض۔ کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں، مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثا کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔

عرض۔ اگر نماز میں بلغم آجائے تو کیا کرے۔

ارشاد۔ دامن یا آنچل میں لیکر مل دے۔

عرض۔ حضور ہر سائل پر رحم کھانا چاہیئے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کہ قرآن عظیم میں وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ فرمایا ہے۔

ارشاد۔ پھر سائل بھی تو ہو، بحر الرائق وغیرہ میں تصریح ہے کہ کافر حربی پر کچھ تصدیق کرنا اصلاً جائز نہیں، فرمایا یہ بھی ارشاد ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز پڑھو تو کیا اس سے مطلب ہے خواہ وضو ہو یا نہ ہو شرط بھی تو موجود ہونا چاہیئے نہ کہ مطلق فقہائے کرام فرماتے ہیں اگر آدمی کے پاس ایک پیاس کا پانی ہو اور جنگل میں ایک کتا اور ایک کافر شدت تشنگی سے جان بلب ہو تو کتے کو پلا دے اور کافر کو نہ دے۔ حدیث شریف میں ہے: قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہِ رب العزت میں لایا جائے

گا۔ اس سے سوال ہوگا کیا لایا۔ وہ کہے گا: میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے اتنے روزے رکھے علاوہ رمضان کے اس قدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے اور اسقدر حج کئے علاوہ حج فرض کے وغیرہ ذلک۔ ارشاد باری ہوگا: هَلْ وَالَيْتَ لِيْ وَلِيًّا وَعَادَيْتَ لِيْ عَدُوًّا: کبھی میرے محبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی تو عمر بھر کی عبادت ایک طرف اور خدا اور رسول کی محبت ایک طرف اگر محبت نہیں سب عبادات و ریاضات بیکار۔ بر کے کاٹنے سے ایک ذرا سی آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پر بیکار ہوگیا ہے اور اس میں طاقت پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پیر سے مسل دیتے ہیں تو خدا و رسول عز جلالہ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان سے دشمنی و عداوت رکھیں وہ قابلِ رحم ہیں خواہ خدا و رسول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت کافر کی کرنا حتےٰ کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتادے اتنی بات اللہ تعالےٰ سے اس کا علاقہ مقبولیت قطع کر دیتی ہے۔ ہاں ذمی مستامن کافروں کے لئے شرع میں رعایت کے خاص احکام ہیں، یہ اس لئے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہد کا سچا۔

عرض: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے یا اللہ فرمایا، اور دریا میں اتر گئے۔ پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے، بعد کو ایک شخص آیا، اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی — کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کی: میں کس طرح آؤں، فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا،

کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا: حضرت میں چلا: فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں۔ فرمایا: ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے، اللہ اکبر!

دو صاحب اولیائے کرام سے ایک دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے، ان میں سے ایک صاحب نے اپنے یہاں کھیر پکائی اور خادم سے کہا: تھوڑی ہمارے دوست کو بھی دے آؤ۔ خادم نے عرض کی: حضور راستے میں تو دریا پڑتا ہے کیوں کر پار اتروں گا، کشتی وغیرہ کا کوئی سامان نہیں، فرمایا: دریا کے کنارے جا اور کہہ کہ میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو آج تک اپنی عورت کے پاس نہیں گیا۔ خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمہ ہے اس واسطے کہ حضرت صاحب اولاد تھے۔ بہرحال تعمیل حکم ضرور تھی، دریا پر گیا اور وہ پیغام جو ارشاد فرمایا تھا کہا۔ دریا نے فوراً راستہ دے دیا، اس نے پار پہنچکر ان بزرگ کی خدمت میں کھیر پیش کی۔ انہوں نے نوش جان فرمائی اور فرمایا: ہمارا سلام اپنے آقا سے کہہ دینا۔ خادم نے عرض کی کہ سلام تو جبھی کہوں گا جب دریا سے پار اتر جاؤں۔ فرمایا: دریا پر جاکر کہہ دینا میں اس کے پاس سے آتا ہوں جس نے تیس برس سے آج تک کچھ نہیں کھایا۔ خادم ششدر و پنج میں تھا۔ یہ عجیب بات ہے ابھی تو میرے سامنے کھیر تناول فرمائی اور فرماتے ہیں اتنی مدت سے کچھ نہیں کھایا مگر بلحاظ ادب خاموش رہا دریا پر آکر جیسا فرمایا تھا کہہ دیا۔ دریا نے پھر راستہ دے دیا، جب اپنے آقا کی خدمت میں پہنچا تو اس سے نہ رہا گیا اور عرض کی: حضور یہ کیا معاملہ تھا، فرمایا ہمارا کوئی فعل اپنے نفس کے لئے نہیں ہوتا۔

عرض۔ وہابیہ کی جماعت چھوڑ کر الگ نماز پڑھ سکتا ہے۔

ارشاد۔ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت۔

عرض۔ وہابیوں کی مسجد بنوائی ہوئی مسجد ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔
عرض۔ وہابی موذن کی اذان کا اعادہ کیا جائے یا نہیں۔
ارشاد۔ جسطرح ان کی نماز باطل اسی طرح اذان بھی، ہاں تعظیماً اللہ کے نام پر جل شانہ اور نام اقدس پر درود شریف پڑھے۔
عرض۔ حضور یہ روایت صحیح ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کاشانۂ اقدس میں ایک کافر مہمان ہوا، اور اس خیال سے کہ اہل بیت اطہار بھوکے رہیں سب کھانا کھا گیا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حجرہ میں ٹھہرایا پچھلی رات کے وقت پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی اور تھوڑی دیر بعد اجابت کی ضرورت ہوئی، شرمندگی کی وجہ سے کہیں کوئی دیکھ نہ لے حجرہ شریف میں غلاظت پھیلائی اور تمام بستر وغیرہ خراب کر دیا اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چل دیا۔ جب حضور حجرہ شریف میں مہمان کی خیریت معلوم کرنے کی غرض سے تشریف لائے تو یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی۔ آپ نے خود نجاست کو صاف کیا، صحابہ کرام کو اس کی اس ناشائستہ حرکت پر سخت غصہ آیا۔ اتفاقاً عجلت میں وہ اپنی تلوار بھول گیا، اور تلوار بہت اچھی تھی جس کے لئے اسے مجبوراً پھر لوٹنا پڑا۔ یہاں آکر دیکھا، حضور اپنے دستِ اقدس سے بستر دھو رہے ہیں۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سزا دینے کا ارادہ کیا۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ یہ میرا مہمان ہے اور اس سے فرمایا، تم اپنی تلوار بھول گئے تھے جہاں رکھی تھی وہاں سے اٹھالو۔ وہ حضور کے اس خلق عظیم کو دیکھ کر فوراً مشرف باسلام ہوگیا تو حضور اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفار پر بھی نظر عنایت کرنا چاہیئے۔
ارشاد۔ اس کے قریب روایت مثنوی شریف میں مذکور ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اُن ہی سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ

اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے۔ ان کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں ہاتھ کاٹے پاؤں کاٹے۔ پانی مانگا تو پانی تک نہ دیا۔ یہ سلوک کس کے ساتھ تھے؟ وہ جو رجوع لانے والے نہ تھے۔"

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا زمانۂ خلافت ہے آپ مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر تشریف لئے جاتے ہیں ایک مسافر نے کھانا مانگا" امیر المومنین اسے ہمراہ لے آئے۔ خادم بحکم امیر المومنین کھانا حاضر کرتا ہے۔ اتفاقاً کھاتے کھاتے اس کی زبان سے ایک بد مذہبی کا فقرہ نکل جاتا ہے جس پر حضور فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھوا لیتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے ہیں کہ اسے نکال دے۔ رب العزت کی شان ہے کہ بدمذہب کیسا ہی جامۂ عیاری پہن کر میرے سامنے آئے، خود بخود دل نفرت کرنے لگتا ہے۔ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے زمانۂ حیات میں دہلی کا ایک واعظ حاضر ہوا، اور اس وقت مولانا عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے۔ اسماعیل دہلوی اور وہابیہ پر بڑے شد و مد سے دیر تک لعن طعن کی اور اس نے اپنے سُنی ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا۔ میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنا خیال حضرت کی خدمت میں ظاہر کیا کہ مجھے تو یہ پکا وہابی معلوم ہوتا ہے۔ مولانا بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابھی تو وہ تمہارے سامنے وہابیوں اور اسمٰعیل پر تبرا کہہ گیا ہے میں نے عرض کی کہ میرا قلب گواہی دیتا ہے کہ یہ سب تقیہ تھا، اسے جامع مسجد میں وعظ کہنے کی اجازت ہمارے حضرت سے لینی ہے کہ بے حضرت کی اجازت کے یہاں وعظ نہیں کہہ سکتا، اس لئے اس نے تمہید ڈالی، دوسرے دن شام کو پھر حاضر ہوا میں نے اسے مسائل وہابیت میں چھیڑا، ثابت ہوا کہ پکا وہابی ہے دفع کر دیا گیا۔ اپنا سا منہ لے کر چلا گیا۔ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ العزیز کے وصال شریف کے کچھ دنوں بعد جب کہ اپنے منجھلے بھائی مرحوم کے مکان میں رہتا تھا۔ باہر تنہا بیٹھا تھا گلی میں سے ایک عربی صاحب نظر آئے جب قریب آئے میں

نے چاہا ان کے لئے قیام کرنا کہ اہلِ عرب کے لئے قیام میری عادت تھی مگر اس بار دل کراہت کرتا ہے۔ میں اٹھنا چاہتا ہوں اور دل اندر سے دامن کھینچتا ہے، آخر مَیں نے کہا کہ یہ تیرا تکبّر ہے۔ جبراً قہراً قیام کیا وہ آکر بیٹھے، میں نے نام پوچھا کہا: نجد، اب تو مَیں کھٹکا اور میں نے اس سے مسائل متعلقہ وہابیت پوچھے اتنا اشد وہابی نکلا کہ یہاں کے وہابیہ اس کی شاگردی کریں۔ بار بار حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لیتا نہ اول میں کلمہ تعظیم نہ آخر میں درود، مَیں ہر بار روکتا اور کلمات تعظیم اور درود شریف کی ہدایت کرتا اور وہ نہ مانتا آخر مَیں نے سختی کے ساتھ اس سے کہا تو مجبور ہو کر بولا: اَقُوْلُ بِقَوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، میں تمہارے کہنے سے کہتا ہوں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ مَیں نے اسے دفع کیا۔ اخیر فقرہ یہ تھا کہ ہمارا رخصتانہ دو۔ میں نے شہر کے دو ایک وہابیوں کا پتہ بتا دیا کہ ان کے پاس جا یہاں تیرے لئے کچھ نہیں۔ بالآخر وہ خائب وخاسر دفع ہوا۔ میں نے اپنے دل کو شاباش دی کہ تو نے ہی ٹھیک کہا تھا، بے شک اس شیطان کیلئے قیام ناجائز تھا۔

ایک دفعہ علی گڑھ سے ایک شخص اپنا بیگ وغیرہ لئے آیا۔ اس کی صورت دیکھ کر میرے قلب نے کہا، یہ رافضی ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعی رافضی ہے کہا: مَیں اپنے مکان کو لکھنؤ جاتا تھا۔ راستے میں صرف آپ کی زیارت کے لئے اُتر پڑا ہوں، کیا آپ اہلِ سنت میں ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے یہاں مجتہدین۔ میں نے التفات نہ کیا۔ غرض وہ رافضی اپنی طرف مجھے مخاطب کرتا تھا اور میں دوسری طرف منہ پھیر لیتا تھا۔ آخر اٹھ کر چلا گیا، اسکے جانے کے بعد ایک صاحب شاکی بھی ہوئے کہ وہ اتنی مسافت طے کر کے آیا اور آپ نے قطعی التفات نہ فرمایا مَیں نے یہی روایت (امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ جس وقت آپکو معلوم ہوا کہ یہ بدمذہب ہے فوراً کھانا سامنے سے اٹھوا لیا اور اسے نکلوا دیا) بیان کی کہ ہمارے ائمہ نے ان لوگوں کے ساتھ ہمیں یہ تہذیب بتائی ہے۔ اب بھلا وہ

کیا کہہ سکتے تھے، خاموش ہو گئے۔ مسلمانو! ذرا ادھر خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دِل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو، اگر کچھ لوگ تمھارے ماں باپ کو رات دن بلاوجہ محض فحش مغلظ گالیاں دینا اپنا شیوہ بنالیں بلکہ اپنا دین ٹھہرالیں، کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملوگے حاشا ہرگز نہیں۔ اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے، اگر تم میں انسانیت باقی ہے اگر تم ماں کو ماں سمجھتے ہو، اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو انھیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائینگے، تمہاری آنکھوں میں خون اُترے گا، تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہیں کروگے للہ انصاف صدیق اکبر و فاروق اعظم زائد یا تمہارے باپ۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ زائد یا تمھاری ماں ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمد للہ کہ ام المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں ان کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے بڑے ناخلف بیٹے ہیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے آگے تم جانو اور تمہارا کام نیچری تہذیب کے مدعیوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا کوئی کلمہ ان کی شان کے خلاف کہا ان کا تھوک اڑنے لگتا ہے۔ آنکھیں لال ہو جاتی ہیں، گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں، اس وقت وہ مجنون تہذیب بکھری پھرتی ہے۔ وجہ کیا ہے کہ اللہ و رسول و معظمان دین سے اپنی وقعت دل میں زیادہ ہے۔ ایسی ناپاک تہذیب اُنہیں کو مبارک فرزندانِ اسلام اس پر لعنت بھیجتے ہیں، خود حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی سے بدمذھبوں کو نام لے لے کر اٹھا دیا۔ ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز جمعہ میں دیر ہو گئی، راستے میں دیکھا کہ چند لوگ مسجد سے لوٹے ہوئے آرہے تھے۔ آپ اس ندامت کی وجہ سے کہ ابھی میں نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ چھپ گئے، اور وہ اس ذلت کی وجہ سے جو مسجد شریف سے نکال دینے میں ہوئی تھی الگ چھپ کر نکل گئے۔ رب العزۃ تبارک و تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ

"اے نبی جہاد فرما اور سختی فرما کافروں اور منافقوں پر"۔

اور فرماتا ہے عزوجل -

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ ۔

"محمد اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم) اور جو ان کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل"۔

اور فرماتا ہے جل وعلا وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً "لازم ہے کہ کفار تم میں سختی پائیں تو ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سختی فرماتے تھے۔

عرض اگر کسی شخص کا ستر کھل جائے تو جس نے دیکھا یا جس کا ستر کھلا، وضو رہے گا یا نہیں۔

ارشاد وضو کسی چیز کے دیکھنے یا چھونے سے نہیں جاتا (پھر فرمایا) تیس عضو عورت کے عورت ہیں اور ۹ مرد کے، ان میں سے کسی عضو کا چہارم بقدر رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے تک بلاقصد کھلا رہنا مفسدِ نماز ہے اور بالقصد تو اگر ایک آن کے لئے کھولے جب بھی نماز جاتی رہے گی۔

عرض حضور وحدۃ الوجود کسے کہتے ہیں۔

ارشاد وجود ایک اور موجود ایک ہے باقی سب اس کے ظل ہیں

عرض اسمٰعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیئے؟

ارشاد میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے، اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے، اور خود کہیں گے نہیں۔ البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ۔

عرض ہر کافر ملعون ہے۔

ارشاد ہاں عنداللہ جو کافر ہے قطعاً ملعون ہے۔

عرض اگر مرتے وقت توبہ کر لی مسلمان ہو گیا

ارشاد کسی خاص کا نام لیکر اگر پوچھا جائے گا ہم اسے ملعون نہ کہیں گے ممکن

ہے کہ توبہ کرے اور اگر عام کفار کی بابت سوال ہوا تو ملعون کہیں گے۔

عرض : خدا اور رسول عز جلالہ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی محبت کسطرح دل میں پیدا ہو۔

ارشاد : تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کی کثرت اور نعت شریف کے صحیح اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سنے اور اللہ و رسُول کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں غور کرے۔ ایک روز خاکسار مدیر کچھ استفتا سُن رہا تھا اور حضور جوابات ارشاد فرماتے جاتے تھے۔ ایک کارڈ پر اسم جلالت لکھ گیا اس پر ارشاد فرمایا: یاد رکھو کہ میں کبھی تین چیزیں کارڈ پر نہیں لکھتا۔ اسم جلالت اللہ اور محمد اور احمد اور نہ کوئی آیت کریمہ، مثلاً اگر رسول اللہ صلے اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکھنا ہے تو یوں لکھتا ہوں: حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام یا اسم جلالت کی جگہ مولیٰ تعالےٰ۔

عرض : لفظ شہر ہر مہینہ کے ساتھ بولا جاتا ہے یا نہیں، یہ کہہ سکتے ہیں: شہر رجب المرجب۔

ارشاد : نہیں، یہ لفظ ان تینوں مہینوں کے لئے ہے: شہر ربیع الاول شہر ربیع الآخر، شہر رمضان المبارک۔

عرض : حضور اللہ میاں کہنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد : زبان اردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں، ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک و منزہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے۔ تو جب لفظ دو خبیث معنوں میں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا، اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا اس کے ایک معنی مولیٰ تعالےٰ بے شک مولیٰ اللہ ہے، دوسرے معنی شوہر، تیسرے معنی زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔

عرض : میلاد شریف میں جھاڑ و فانوس فروش وغیرہ سے زیب و زینت اسراف ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ علماء فرماتے ہیں: لَاخَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ وَلَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ۔ جس شے سے تعظیم ذکر شریف مقصود ہو، ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتی۔ امام غزالی نے احیاء العلوم شریف میں سید ابو علی رودباری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا کہ ایک بندۂ صالح نے مجلس ذکر شریف ترتیب دی اور اسمیں ایک ہزار شمعیں روشن کیں۔ ایک شخص ظاہر بین پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے۔ بانیٔ مجلس نے ہاتھ پکڑا، اور اندر لے جا کر فرمایا کہ جو شمع میں نے غیر خدا کے لئے روشن کی ہو وہ بجھا دیجئے۔ کوششیں کی جاتی تھیں اور کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوتی۔

عرض۔ تحیۃ الوضو کی کیا فضیلت ہے؟

ارشاد۔ ایک بار حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے بلال! کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا۔ عرض کی: یارسول اللہ (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں۔ فرمایا یہ ہی سبب ہے!

عرض حضور بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ رکوع کے بعد پائنچے اوپر کو چڑھا لیتے ہیں، یہ کیسا ہے۔

ارشاد۔ مکروہ ہے اور اگر دونوں ہاتھ سے ہو تو بعض علماء کے نزدیک مفسدِ صلوٰۃ ہے۔

خواب۔ ایک مسجد معمولی وسعت کی ہے اور نماز تیار ہے، ایک شخص جس کو میں جانتا ہوں عقائد وہابیہ کا پیرو، اذان کہتا ہے لیکن نام اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تک پھر مکبر تکبیر کہتا ہے وہ بھی نام نامی تک۔ میں نے کہا یہ عجیب وہریوں نے دستور نکالا ہے۔ میں اندر مسجد کے اس وقت پہنچا جبکہ امام اپنی جگہ پر پہنچ گیا تھا اور چاہتا تھا کہ تکبیر تحریمہ کہے، میں نے بآواز بلند السلام علیکم کہا۔ جس سے امام نے چونک کر میری طرف رُخ کیا اور پیچھے ہٹ آیا اور میں فوراً اس کی جگہ

کھڑا ہو کر امامت کرنے لگا جب سلام پھیرا فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا تو فجر کا وقت تھا۔

تعبیر انشاء اللہ وہابیہ کی دعوت بند ہوگی اور اہل سنت کی ترقی ہوگی۔

عرض۔ نوافل میں رکوع کس طرح کرنا چاہیئے، اگر بیٹھ کر پڑھ رہا ہے۔

ارشاد۔ اتنا جھکے کہ سر گھٹنے کے محاذی آجائے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو پنڈلیاں مقوس نہ ہوں اور کف دست گھٹنوں پر قائم کر کے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں، ایک صاحب کو میں نے دیکھا کہ حالت رکوع میں پشت بالکل سیدھی اور مُنھ اٹھائے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا گیا۔ یہ آپ نے کیسا رکوع کیا۔ حکم تو یہ ہے کہ گردن نہ اتنی جھکاؤ جیسے بھیڑ اور نہ اتنی اٹھاؤ جیسے اونٹ، وہ صاحب کہنے لگے کہ منھ اس وجہ سے اٹھالیا تھا کہ سمت قبلہ سے نہ پھر جائے میں نے کہا تو آپ سجدہ بھی ٹھوڑی پر کرتے ہوں گے، ان کی سمجھ میں بات آگئی، اور آئندہ کے لئے اصلاح ہوگئی۔

عرض۔ حضور ایک بی بی تنہا حج کرنا چاہتی ہیں اور سفر خرچ قلیل اور خود علیل اس صورت میں کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ عورت کو بغیر محرم حج کو جانا جائز نہیں۔

عرض۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اے خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں۔

ارشاد۔ کر سکتے ہیں خداوند عرب کے معنی مالک عرب۔

عرض۔ حضور والا عجم کے معنی بے پڑھی ولائتیں۔

ارشاد۔ گونگی زبان اور عرب کے معنی تیز زبان۔

عرض۔ حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔

ارشاد۔ اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔

عرض مؤلف ۔ حضور اس سے یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ عالم مثال سے اجسام مثالیہ اولیاء کے تابع ہوجاتے ہیں اس لئے ایک وقت میں متعدد جگہ ایک ہی صاحب نظر آتے ہیں۔ اگر یہ ہے تو اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مثل تو شے کا غیر ہوتا ہے۔ امثال کا وجود شے کا وجود نہیں۔

ارشاد ۔ امثال اگر ہوں گے تو جسم کے ان کی رُوح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہوکر تصرف فرمائے گی تو از روئے روح و حقیقت وہی ایک ذات ہر جگہ موجود ہے یہ بھی فہم ظاہر میں ورنہ سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمالیا ہے۔ یہ کیونکر ہوسکے گا۔ شیخ نے فرمایا کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہوگیا۔ فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو کیا تعجب ہے۔ یہ ذکر کر کے فرمایا: کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے۔ باقی جگہ مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے۔ اسرار باطن فہم ظاہر سے وراہیں خوض و فکر بے جا ہے۔

عرض ۔ حضور ہندوستان میں اسلام حضرت خواجہ غریب نواز کے وقت سے پھیلا

ارشاد ۔ حضرت سے کئی سو برس پہلے اسلام آگیا تھا۔ مشہور ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے سترہ حملے ہندوستان پر ہوئے

عرض ۔ اس شعر کا کیا مطلب ہے ؎

اہل نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا
کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

ارشاد ۔ شب میلاد کعبہ نے سجدہ کیا اور جھکا مقام ابراہیم کی طرف اور کہا حمد ہے اس کے وجہ کریم کو جس نے مجھے بتوں سے پاک کیا۔

عرض ۔ غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔

ارشاد - بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے

عرض - غوث کے مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں۔

ارشاد - نہیں بلکہ انہیں ہر حال یوں ہی مثل آئینہ پیش نظر ہے (اسکے بعد ارشاد فرمایا) ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک۔ اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ بخلاف سلطنت دنیا کے اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ۔ غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں۔ صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست۔ پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو عطا ہوئی، اسکے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و مولےٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم و امام حسن رضی رضی اللہ تعالےٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو اور امامین محترمین رضی اللہ تعالےٰ عنہما وزیر ہوئے، پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایک جتنے حضرات ہوئے سب انکے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث، حضور تنہا غوثیت کبرےٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔ حضور غوث الاعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی، حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔

عرض - حضور افراد کون اصحاب ہیں۔

ارشاد - اجلۂ اولیائے کرام سے ہوتے ہیں۔ ولایت کے درجات ہیں، غوثیت کے

بعد فردیت۔ ایک صاحب اجلۂ اولیائے کرام سے کسی نے پوچھا: حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں، فرمایا ابھی ابھی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی، فرماتے تھے: میں نے جنگل میں ٹیلے پر ایک نور دیکھا۔ جب میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کمبل کا نور ہے۔ ایک صاحب اسے اوڑھے سو رہے ہیں۔ میں نے پاؤں پکڑ کر ہلایا، اور جگا کر کہا: اٹھو مشغول بخدا ہو، کہا آپ اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے میری حالت پر رہنے دیجئے۔ میں نے کہا کہ میں مشہور کئے دیتا ہوں، یہ ولی اللہ ہے۔ کہا: میں مشہور کر دوں گا کہ یہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا میرے لئے دعا کرو کہا: دعا تو آپ ہی کا حق ہے۔ میں نے کہا: تمھیں دعا کرنی ہوگی کہا: وَفَّرَ اللہُ حَظَّكَ مِنْہُ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے اور کہا: میں اگر غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمائیے گا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے حالانکہ کسی ولی کی طاقت نہ تھی کہ میری نگاہ سے غائب ہو سکے۔ وہاں سے آگے بڑھا ایک اور اسی طرح کا نور دیکھا کہ نگاہ کو خیرہ کرتا ہے۔ قریب گیا تو دیکھا ٹیلے پر ایک عورت کمبل اوڑھے سو رہی ہے۔ وہ اس کے کمبل کا نور ہے۔ میں نے پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا، غیب سے ندا آئی "اے خضر احتیاط کیجئے"۔ اس بی بی نے آنکھ کھولی اور کہا: حضرت بزرگ یہاں تک کر روکے گئے۔ میں نے کہا: اٹھ مشغول بخدا ہو، کہا: حضرت اپنے کام میں مشغول رہیں۔ مجھے اپنی حالت پر رہنے دیں، میں نے کہا تو میں مشہور کئے دیتا ہوں: یہ ولی اللہ ہے، کہا: میں مشہور کر دوں گی کہ یہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا: میرے لئے دعا کرو۔ کہا: دعا تو آپ کا حق ہے۔ میں نے کہا: تمھیں دعا کرنی ہوگی کہا: وَفَّرَ اللہُ حَظَّكَ مِنْہُ: اللہ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے۔ پھر کہا: اگر میں غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمائیے گا، میں نے دیکھا یہ بھی جاتی ہے کہا: یہ تو بتائیے کیا تو اسی مرد کی بی بی ہے، کہا: ہاں یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہو گیا تھا اسکی تجہیز و تکفین کا ہمیں حکم ملا تھا۔ یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہو گئی۔ حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں، فرمایا: یہ لوگ

افراد ہیں۔ میں نے کہا وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رجوع لاتے ہیں فرمایا : ہاں ! شیخ عبدالقادر جیلانی ۔

عرض ، غوث کے انتقال کے بعد درجۂ غوثیت پر کون مامور ہوتا ہے ۔

ارشاد ، غوث کی جگہ امامین سے غوث کر دیا جاتا ہے اور امامین کی جگہ اوتاد اربعہ سے اور اوتاد کی جگہ بدلا سے بدلا کی جگہ پر ابدال سبعین سے اور ان کی جگہ تین سو نقبا سے ۔ پھر اولیاء سے اور اولیاء کی جگہ عامۂ مومنین سے کر دیا جاتا ہے ۔ کبھی بلالحاظ ترتیب کافر کو مسلمان کر کے بدل کر دیتے ہیں ، ان کا مرتبہ ابدال سے زیادہ ہے ۔

عرض ، پانی میں مسام ہیں یا نہیں ۔

ارشاد ، نہیں ، کہ پانی میں بالطبع خلا بھرنے کی قوت رکھی گئی ہے ضرور ہے ، کہ جو مسام فرض کئے جائیں وہ پانی کہ ان سے اوپر ہے ان کی طرف اُترے گا اور انھیں بھرے گا اور مسام ہونے پر فلسفۂ جدیدہ کی یہ دلیل کہ شکر ڈالنے سے پانی میں حل ہو جاتی ہے اور اس کا حجم نہیں بڑھتا مقبول نہیں ، جب زیادت قدر احساس کو پہنچے گی ضرور حجم بڑھتا ہوا محسوس ہوگا مگر ایک استدلال اس پر یہ خیال میں آتا ہے کہ حوض کے کنارے ایک شخص کھڑا ہے ، دوسرا غوطے لگائے اور باہر والا شخص باآواز پکارے اگر مسام ہیں تو ضرور سُنے گا اور سُنتا ہے ، تو معلوم ہوا کہ مسام ہیں بخلاف اس کے ایک کمرہ صرف آئینوں کا فرض کیجیے جس میں کہیں روزن نہ ہو ، اس کے اندر کی آواز باہر نہ آئے گی اور باہر کی اندر نہ جائے گی اگرچہ اندر باہر وہ شخص متصل کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو باآواز بلند پکاریں ، مگر یہ استدلال بھی کافی نہیں آواز پہنچنے کے لئے مدار فاصل میں تموج چاہیئے مسام کی کیا حاجت ، ہاں جہاں تموج نہ ہو بذریعہ مسام پہنچے گی ، آئینے میں نہ تموج نہ مسام لہذا نہ پہنچے گی پختہ وخام عمارات میں تموج نہیں منافذ و مسام ہیں ان سے پہنچتی ہے آب و ہوا خود اپنے تموج سے پہنچاتے ہیں اور یہی اصل ذریعہ صوت ہے ہوا میں تموج زائد ہے کہ پانی سے

لطف ہے، وہ زیادہ پہنچاتی ہے اور پانی کم تالاب میں دو شخص دونوں کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں سے ایک اینٹ پر اینٹ مارے، دوسرے کو آواز پہنچے گی مگر نہ اتنی کہ ہوا میں۔

قطعہ تاریخ عطیہ اعلیحضرت عظیم البرکۃ مدظلہ الاقدس

میرے ملفوظ کٹے کچھ محفوظ — مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مصطفےٰ کا ہو ملحوظ
نام تاریخی اسکا رکھتا ہوں — زبر و بینہ میں الملفوظ

۱۳۳۸ھ

تمت

بعونہٖ تعالیٰ

ملفوظات

مجددِ مائۃ حاضرہ مؤیدِ ملتِ طاہرہ

حصہ دوم

از اعلیحضرت امام اہلسنت مولینا محمد احمد رضاخان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

مُرتّبہ

مُفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفےٰ رضاخان صاحب قادری برکاتی نوری

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مؤلف: حضور بعد نماز عصر صحن میں تشریف فرما ہیں، مریدین و معتقدین حاضر خدمت کہ مولوی رحم الٰہی صاحب مدرس دوم مدرسہ مناظر الاسلام اور طالب علم مولوی نجیب الرحمٰن ایک کتاب ہمراہ لائے۔ حضور نے دریافت فرمایا: کیا کتاب ہے۔ عرض کیا: حضور اعمال تسخیر میں ہے، ایک عبارت کا مطلب دریافت کرنا تھا۔

ارشاد۔ میرے پاس ان عملیات کے ذخائر بھرے پڑے ہیں لیکن بحمداللہ تعالےٰ آجتک کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کیا۔ ہمیشہ ان دعاؤں پر جو احادیث میں ارشاد ہوئیں عمل کیا۔ میری تو تمام مشکلات انہیں سے حل ہوتی رہی ہیں، دوسری بار جب کعبہ معظمہ حاضر ہوا یکایک جانا ہوگیا، اپنا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا۔ پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہما کے ہمراہ رکاب تھی۔ اس وقت مجھے تئیسواں سال تھا۔ واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا، اس کی تفصیل میں بہت طول ہے۔ لوگوں نے کفن پہن لیئے تھے۔ حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کیلئے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں خدا کی قسم! یہ جہاز نہ ڈوبے گا۔ یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے۔ میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی لہٰذا حدیث کے وعدۂ صادقہ پر مطمئن تھا۔ پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا، اور معًا حدیث یاد آئی

مَنْ یَّتَاَلَّ عَلَی اللہِ یُکَذِّبْہُ

حضرت عزت کی طرف رجوع کی اور سرکار رسالت سے مدد مانگی الحمد للہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے بشدت چل رہی تھی دو گھڑی میں موقوف ہو گئی۔ اور جہاز نے نجات پائی۔ ماں کی محبت وہ تین شبانہ روز کی سخت تکلیف یاد تھی، مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ مجھ سے یہ فرمایا کہ حج فرض اللہ تعالے نے ادا فرما دیا، اب میری زندگی بھر دوبارہ ارادہ نہ کرنا۔

ان کا یہ فرمانا مجھے یاد تھا، اور ماں باپ کی ممانعت کے ساتھ حج نفل جائز نہیں، یوں خود ادا کرنے سے مجبور تھا۔ یہاں سے ننھے میاں (برادر خورد) اور حامد رضا خاں (خلف اکبر) معہ متعلقین بارادۂ حج روانہ ہوئے۔ لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر میں واپس آگیا، لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا۔ ایک ہفتہ یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی، ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب ہوا — اور دل وہاں کی حاضری کے لیے زیادہ بے چین ہوا۔ بعد مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جا کر بمبئی تک سیکنڈ کلاس ریزرو کروالیں کہ نمازوں کا آرام رہے۔ انھوں نے اسٹیشن ماسٹر سے گاڑی مانگی اس نے پوچھا کس ٹرین سے ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا: اسی شب کے دس بجے والی سے۔ وہ بولا: یہ گاڑی نہیں مل سکتی۔ اگر آپ کو اس سے جانا تھا تو چوبیس گھنٹے پیشتر اطلاع دینے۔ بیچارے مایوس ہو کر لوٹنا چاہتے تھے کہ ایک ٹکٹ کلکٹر، جو قریب رہتا تھا، مل گیا۔ اس نے کہا گھبراؤ مت! میں چلتا ہوں اور اسٹیشن ماسٹر سے جا کر کہا کہ یہ تو مجھ سے کل کہہ گئے تھے، میں آپ سے کہنا بھول گیا اس نے ایک سو تریسٹھ روپے پانچ آنے لے کر سیکنڈ کلاس کا کمرہ ریزرو کر دیا۔ عشاء کی نماز سے اول وقت فارغ ہو گیا۔ شکرم بھی آگئی۔ صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہ گئی جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت نہ دینگی کس طرح عرض کروں اور بغیر اجازت والدہ حج نفل کو جانا حرام۔ آخر اندر مکان میں گیا، دیکھا کہ حضرت والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرماتی ہیں۔ میں نے آنکھیں

بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا، وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور مجھے حج کی اجازت دیجئے۔ پہلا لفظ جو فرمایا، یہ تھا: "خدا حافظ"!

یہ انہیں دعاؤں کا اثر تھا۔ میں الٹے پاؤں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا۔ بعد واپسی کے معلوم ہوا کہ میں اسٹیشن تک بھی نہ پہنچا ہونگا، انہوں نے فرمایا "میں اجازت نہیں دیتی اُسے بلا لو مگر میں جا چکا تھا۔ کون بلاتا۔ چلتے وقت جس لگن میں مَیں نے وضو کیا تھا اس کا پانی میری واپسی تک نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔ بریلی کے اسٹیشن سے میں نے ایک تار اپنی روانگی کا بمبئی روانہ کیا۔ وہاں سب نے یہ خیال کیا کہ شاید حسن میاں (اعلیحضرت مدظلہ، کے منجھلے بھائی) تشریف لا رہے ہیں، اس واسطے کہ اُن کا سال آئندہ میں ارادہ تھا، میرا کسی کو گمان بھی نہ تھا غرض دن کے دن تک سب کو تذبذب رہا۔ ادھر مجھے راستہ میں ایک دن کی دیر ہو گئی کہ آگرہ پر میل نکل گیا اور ہماری گاڑی نے پسنجر کا انتظار کیا۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا کہ ہماری گاڑی کٹ کر کیوں جدا کر لی؟ کہا میل ریزرو نہ تھا آپ کو پسنجر میں جانا ہوگا، یہاں تک کہ وہ دن آ گیا جس روز حجاج بمبئی کے قرنطینہ میں داخل ہونے والے تھے اور میں اس وقت تک نہ پہنچ سکا۔

اب سخت مشکل کا سامنا تھا کہ ہمارے لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائینگے اور میں رہ گیا اب جانا کیونکر ہوگا۔ یہ دن پنجشنبہ کا ہے۔ تار آچکا تھا کہ پنجشنبہ کو بھپارا ہو کر لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں۔ گاڑی کٹ جانے نے یہ تاخیر کی کہ میں جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے پہنچا۔ اسٹیشن پر دیکھا: بمبئی کے احباب کا ہجوم ہے حاجی قاسم وغیرہ گاڑیاں لئے موجود ہیں۔

سلام و مصافحہ کے بعد پہلا لفظ جو انہوں نے کہا یہ تھا: "شہر کو نہ چلئے بلکہ سیدھے قرنطینہ چلیے، ابھی آپ کے لوگ داخل نہیں ہوئے ہیں!"

میں شکرِ الٰہی بجا لایا اور اپنے لوگوں کے ساتھ داخل قرنطینہ ہوا۔ یہ حدیث کی

انہیں دعاؤں کا اثر تھا۔ کہ گئی ہوئی مراد عطا فرمائی۔ میں نے واقعہ پوچھا۔ وہاں کے لوگوں نے کہا: عجب ہے اور سخت عجب، ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ پنجشنبہ کو روز موعود پر ڈاکٹر آیا اور آدھے لوگوں کو بھپارا دیا کہ دفعتًہ اسے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی اور کہا کہ باقی کا بھپارہ کل ہوگا، یوں تمھارے لوگ باقی رہ گئے، اب ایک اور دقت پیدا ہوئی کہ اس جہاز کا ٹکٹ بالکل تقسیم ہوچکا تھا جس میں ہمارے لوگ جانے والے تھے بمجبوری دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا، اور وہ بھی تیسرے درجے کا ملا جس کی حکمت آگے ظاہر ہوگی اور حدیث کی دعائیں پڑھیں کہ سرکار مجھے اپنوں کا ساتھ عطا فرمائیں ان سے چھوٹ کر میں تنہا کیونکر حاضر ہوں گا۔ تلاش کی گئی کہ اس جہاز میں کوئی صاحب ایسے ہیں جو اکیلے جانے والے ہوں جنھیں یہ اور وہ دونوں جہاز برابر ہوں مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ ایک بڑے میاں ہمارے ہی ضلع بریلی مقام بھیڑی کے ساکن مل گئے جنھوں نے بخوشی ٹکٹ بدل لیا، وہ اس جہاز میں گئے اور میں بفضلہ تعالےٰ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاز میں رہا۔

سرکار نے پہلا ٹکٹ تیسرے درجے کا اسی لئے دلوایا تھا کہ وہ بڑے میاں ملنے والے تھے جن کا ٹکٹ تیسرے ہی درجے کا تھا۔ اُن سے تبدیلی میں مالی نقصان نہ ہو، بعد قرنطینہ اس جہاز پر سوار ہو کر سوا سو روپے داخل کر کے اول درجے کا ٹکٹ تبدیل کرا لیا۔ جب عدن کے قریب جہاز پہنچا میں نماز عصر پڑھ رہا تھا۔ نماز میں ایک عربی صاحب کی آواز میرے کان میں پہنچی کہ سمت قبلہ یہ نہیں ہے۔ میں نے کچھ خیال نہ کیا اس لئے کہ میں مواہرہ ہندسیہ سے عدن و کامران کی سمت قبلہ نکال چکا تھا۔ وہ اتنی دیر کہ میں نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھا بیٹھے رہے، جب میں فارغ ہوا تو اُن سے پوچھا اسوقت بتائیے سمت قبلہ کس طرف ہے اور پانچ منٹ پہلے کس طرف تھی اور حساب لگا کر سمجھایا کہ اس وقت سمت قبلہ ہی پر نماز ہوئی، جس کو انھوں نے بھی تسلیم کر لیا۔ جب کامران آیا تو قرنطینے میں داخل ہوتے وہاں دس روز ٹھہرنا ہوتا اللہ تعالےٰ ان ترکی کارکنوں کو جزائے خیر دے، حجاج کو ایسا آرام دیا کہ لوگوں کو میں نے

کہتے سُنا کہ حج کا وقت قریب ہے ورنہ کچھ دن بیمار رہتے اور یہاں کے آرام کا لطف اُٹھاتے، بمبئی میں کیا مجال تھی کہ کوئی اس احاطہ سے باہر قدم رکھتا۔ احاطہ کے اندر ہر بات کی روک ٹوک تھی۔ ہندو سپاہی قصداً حجاج کو تنگ کرتے تھے۔ یہاں میں نے سُنا کہ کامران سے کوئی ایک میل فاصلہ پر کسی بزرگ کا مزار ہے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے حاضری کا ارادہ کیا۔ ترکی ڈاکٹر سے پوچھا بکشادہ پیشانی اجازت دی اور کہا آپ کے ساتھ کئے آدمی ہوں گے۔ میں نے کہا دس بارہ، اُن سب کو بھی اجازت دی اور ہم زیارت سے فارغ ہو کر آتے جہاز اور کامران میں تقریباً روزانہ میرے بیانات ہوتے جس میں اکثر مناسک حج کی تعلیم ہوتی اور وہ جو ہمیشہ میرے بیان کا مقصود اعظم رہتا ہے یعنی تعظیم شان حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم، ایک بہت بڑا رئیس بھی جہاز میں تھا شریک وعظ ہوتا مسائل سُنا کرتا مگر تعظیم شان اقدس کے ذکر کے وقت اس کے چہرہ پر بشاشت کی جگہ کدورت ہوتی۔ میں سمجھا وہابی ہے۔ دریافت کئے سے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا مُرید ہے اس روز میں نے روئے سُخن ردّ وہابیہ وگنگوہی کی طرف پھیرا، جبراً و قہراً سُنتا رہا۔ مگر دوسرے دن سے بیان میں نہ آیا۔ میں نے حمد کی کہ جلسہ پاک ہوا۔

اَب یہاں کامران میں نو دن ہو چکے۔ کل جہاز پر جانا ہے۔ دفعتہً رات کو میرے سب ساتھیوں کو دردِ شکم و اسہال عارض ہوا، میرے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو مجھے جانا ہوا، دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہوا، باہر ترکی مرد اور اندر عورتوں کو ترکیہ عورت روزانہ آکر دیکھا کرتے۔ میرے بھائی ننھے میاں کو اندیشہ ہوا اور عزم کر لیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے کہہ دو۔ مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا اگر بیمار سمجھ کر روک لئے گئے اور حج کا وقت قریب ہے معاذاللہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو کیسا خسارہ ہوگا۔ کہا اب ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی آتے ہوں گے اگر انھیں اطلاع ہوئی تو ہمارا نہ کہنا اخفا میں نہ ٹھہرے گا۔ میں نے کہا ذرا ٹھہرو میں اپنے حکیم سے کہہ لوں۔ مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے استمداد کی کہ دفعتہً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین سرکار بانسہ شریف کہ

اولاد امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے تھے اور بمبئی سے ہمارا اُن کا ساتھ ہو گیا تھا۔ سامنے سے تشریف لاتے ان کی تشریف آوری خال حسن تھی۔ میں نے ان سے بھی دعا کو کہا۔ انھوں نے بھی دعا فرمائی مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوتے ہوں گے، اب جو مکان میں جاکر دیکھا بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا مرض ہی نہ تھا درد وغیرہ کیسا اس کا ضعف بھی نہ رہا۔ سب ڈھائی تین میل پیادہ چل کر سمندر کے کنارے پہنچے۔ جدّہ شریف میں جب جہاز پہنچا حجاج کی بے حد کثرت اور جانے کا صرف ایک راستہ جو دو طرفہ ٹٹیوں سے بہت دور تک محدود۔ بھلا ایسی حالت میں کس طرح گذر ہو زنانی سواریاں ساتھ۔ پانچ گھنٹے اسی انتظار میں گذر گئے کہ ذرا ہجوم کم ہو تو سواریوں کو لے چلیں لیکن اس وقت سلسلہ منقطع ہونا تھا نہ ہوا۔ یہاں تک کہ دوپہر قریب ہو گیا۔ دھوپ اور بھوک اور پیاس سب باتیں جمع تھیں کہ ننھے میاں اور سب لوگ نہایت پریشان جب بہت دیر ہو گئی تو ننھے میاں اور حامد رضا خاں نے مجھے آکر کہا یہاں آخر کب تک بھوکے پیاسے دھوپ میں کھڑے رہیں گے۔ میں نے کہا کہ تمہیں جلدی ہے تو جاؤ میں تاوقتیکہ بھیڑ کم نہ ہو، زنانی سواریوں کو نہیں لے جاؤں گا۔ اب کس کی مجال تھی جو کچھ کہتا۔ مجبوراً خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب جن کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا میرے پاس تشریف لاتے اور بعد سلام علیک پہلا لفظ یہ فرمایا

کیا سبب ہے کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں۔ مَیں نے عرض کیا پریشانی ظاہر ہے ہمارے ساتھ مستورات ہیں اور مردوں کا یہ کثیر ہجوم ہمیں پانچ گھنٹے یہیں کھڑے ہو گئے۔ فرمایا اپنے مردوں کا حلقہ بنا کر عورتوں کو درمیان میں لے لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ غرض حلقہ میں عورتوں کو لے کر اُن عربی صاحب کے پیچھے ہو لئے۔ ہم نے دیکھا کہ راستہ بھر ہمارے شانے سے بھی کسی غیر شخص کا شانہ نہیں لگا جب راستہ طے ہوا فوراً وہ عربی صاحب نظروں سے غائب ہو گئے۔

جدہ پہنچتے ہی مجھے فوراً بخار آگیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت

معلوم ہوتی ہے۔ محاذات یلملم سے بحمد اللہ تعالیٰ احرام بندھ چکا تھا۔ اس سردی میں رزائی گردن تک اوپر سے ڈال لیتا کہ احرام میں چہرہ چھپانا منع ہے سو جاتا آنکھ کھلتی تو بحمد اللہ تعالےٰ رزائی گردن سے اصلاً نہ بڑھی ہوتی۔ تین روز جدہ میں رہنا ہوا اور بخار تمتی پہ ہے۔ آج چل کر جدہ کے کھلے میدان میں رات بسر کرنی ہوگی 'بخار میں کیا حالت ہوگی۔ سرکار اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کی بحمد اللہ تعالیٰ بخار معاً جاتا رہا اور تیرھویں تک عود نہ کیا۔ جب بفضلہ تعالیٰ تمام مناسک حج سے فارغ ہو لئے تیرھویں تاریخ بخار نے عود کیا۔ میں نے کہا اب آیا کیجئے ہمارا کام رب العزت نے پورا کر دیا۔

بعد فراغ مناسک حج کتب خانہ حرم محترم کی حاضری کا شغل رہا۔ پہلے روز جو حاضر ہوا حامد رضا خان ساتھ تھے۔ محافظ کتب حرم ایک وجیہہ وجمیل عالم نبیل مولٰنا سید اسمٰعیل تھے۔ یہ پہلا دن ان کی زیارت کا تھا۔ یہ حضرت مثل دیگر اکابر مکہ مکرمہ اس فقیر سے غائبانہ خلوص تام رکھتے تھے۔ جس کا سبب میرا فتویٰ مسمیٰ بہ فتاوے الحرمین لرجف ندوۃ المین تھا کہ سات برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں رو ندوہ کے لئے اٹھائیس سوال وجواب پر مشتمل جسے میں نے بیس گھنٹے سے کم میں لکھا تھا اور بذریعہ بعض حجاج خادمانِ دین ان حضرات کے حضور پیش ہوا اور انھوں نے اپنی گراں بہا تقریظات سے اسے مزین فرمایا اور فقیر کو بے شمار اعلیٰ اعلیٰ درجے کے کلمات دعا وثنا کا شرف دیا اور وہ مع ترجمہ ایک مبسوط کتاب ہو کر بمبئی ۱۳۱۷ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا تھا۔ اس وقت مولا عزوجل نے اس ذرہ بے مقدار کی کمال محبت و وقعت ان جلیل قلوب میں ڈال دی تھی مگر ملاقات ظاہری نہ ہوئی تھی۔ حضرت مولٰنا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لئے نکلوائیں۔ حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ قبل زوال رمی، کیسی ہے مولٰنا نے فرمایا 'یہاں کے علماء نے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ مجھ سے استفسار ہوا۔ میں نے کہا خلاف مذہب ہے مولٰنا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے۔ میں نے کہا ممکن ہے کہ روایتہً جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ ہرگز نہ ہوگا۔ وہ کتاب لے آئے مسئلہ نکلا اور

اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گذارش کی تھی یعنی اس میں علیہ الفتوی کا لفظ نہ تھا حضرت مولانا نے حامد رضا خاں سے کان میں جھک کر پوچھا کہ یہ کون ہے اور حامد رضا خاں کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو انہیں سے ہو رہی تھی۔ لہٰذا اُن سے پوچھا۔ انھوں نے میرا نام لیا۔ نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اُٹھ کر بیتابانہ دوڑتے ہوئے آکر فقیر سے لپٹ گئے، پھر تو بحمد اللہ تعالیٰ وداد نے کامل ترقی کی۔ اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی اس کا کچھ بیان اوپر ہو چکا ہے، وہ حکمت الٰہیہ یہاں آکر کھلی، سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوتے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزراء ریاست دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔

میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا۔ حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے عزیزی مولوی عبدالاحد صاحب بھی ہمراہ تھے۔ میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹہ تک اُسے آیات و احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے۔ جب میں نے تقریر ختم کی، چپکے سے اٹھتے ہوئے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ اعلام الاذکیاء کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْم لکھا چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام اٹھا لائے مجھے دکھایا اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چلتا۔ میں حمد الٰہی بجا لایا اور فرودگاہ پر واپس آیا۔ مولانا سے مقام قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا۔ اب وہ فقیر کے

پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ اور جائے قیام نامعلوم، آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہوگا۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے۔ بعد نماز عصر میں کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں۔ بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جاکر بیٹھے۔ وہاں حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفےٰ اور ان کے والد ماجد سید خلیل اور بعض حضرات بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرما دیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف علی پاشا تھے) میں نے مولٰینا سید مصطفیٰ سے گذارش کی کہ قلم دوات دیجیے۔ حضرت مولانا شیخ کمالی و مولٰینا سید اسمٰعیل و مولٰینا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ جبیثوں کے دانت کھٹے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اس کے لئے قدرے مہلت چاہیئے۔ دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ، پرسوں چہار شنبہ ہے۔ ان دو روز میں ہوکر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کر دوں۔

میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کرکے وعدہ کر لیا اور شان الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں تبییض کرتے، اسکا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے۔ میں نے اس رسالہ میں غیوب خمسہ کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل آج ہی کہ

میں لکھ رہا ہوں۔ حضرت شیخ الخطباء کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابو الخیر مرداد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور تیرا رسالہ سُننا چاہتا ہوں، میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا۔ رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے۔ قسم دوم لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہے۔ حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر سن کر فرمایا: اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی، میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی۔ فرمایا: میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو، میں نے قبول کیا۔ رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت موصوف نے باآں فضل وکمال وباآں کبر سال کہ عمر شریف ستّر برس سے متجاوز تھی، یہ لفظ فرمائے: کہ

"أَنَا أُقَبِّلُ أَرْجُلَكُمْ، أَنَا أُقَبِّلُ نِعَالَكُمْ" "میں میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں، میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں"

یہ میرے حبیب کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت! میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا۔ اب دوسرا دن چہار شنبہ کا ہے، صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولانا سید عبدالحی ابن مولانا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک انکی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ و دینیہ میں، مصر میں چھپ چکی تھیں، ان کا خادم پیام لایا: کہ مولانا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے خیال کیا وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے۔ عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہوؤں گا۔ فوراً خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جاتا ہوں، تیاری ہو چکی ہے یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر جمع ہو لئے ہیں، ظہر پڑھ کر سوار ہو جاؤں گا۔ اب میں مجبور ہوا اور مولانا کو تشریف آوری کی اجازت دی۔ وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرات ہوتے رہے یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی۔ وہاں زوال ہوتے ہی معاً اذان ہو جاتی

ہے، اور وہ نماز میں حاضر ہوئے۔ بعد نماز وہ عازمِ مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا۔

آج کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے۔ بقیہ دن میں اور بعد عشار فضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتاب کی تکمیل تبییض سب پوری کرادی۔ الدولة المكية بالمادة الغيبية اس کا تاریخی نام ہوا، اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچادی گئی۔ مولانا نے دن میں اسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لیکر تشریف لے گئے۔ عشار کی نماز وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے۔ اُسکے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں، شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا حضرت مولانا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علے الاعلان فرمایا: اس شخص نے وہ علم ظاھر کیا جسکے انوار چمک اٹھے اور جو ہماری خواب میں بھی نہ تھا۔ حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے: ایک احمد فقیہ کہلاتا، دوسرا عبدالرحمٰن اسکوبی۔ انھوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دیگی۔ شریف ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا لہذا چاہا کہ سننے نہ دیں، بحث میں اُلجھا کر وقت گزار دیں۔ کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا۔ آگے بڑھے، انھوں نے پھر ایک مہمل اعتراض کیا، حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا: کتاب سن لیجئے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے، ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے۔ یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا، کچھ دور پہنچے تھے، انھیں اُلجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے۔ اب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ سیدنا! حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ جا بے جا اُلجھتے ہیں، حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب پڑھ کر سناؤں۔ شریف صاحب

نے فرمایا : اقراء : آپ پڑھیئے ! اب ان کی ہاں کو کون نہ کر سکتا تھا ، معترضوں کا منہ مارا گیا اور مولانا کتاب سناتے رہے۔ اس کے دلائل قاہرہ سنکر مولانا شریف نے بآواز بلند فرمایا : اللّٰہ یُعْطِی وَھٰؤُلَاءِ یَمْنَعُوْنَ : یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور یہ (وہابیہ) منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سنائی ، اب دربار برخاست ہونے کا وقت آگیا۔

شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا کہ یہاں نشانی رکھ دو کتاب بغل میں لے کر بالاخانہ پر آرام کے لئے تشریف لے گئے وہ کتاب آج تک انہیں کے پاس ہے اصل سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا وہابیہ پر اوس پڑ گئی۔ بفضلہ تعالےٰ سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے۔ گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان کا تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے اب وہ جوش کیا ہوئے اب وہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا۔ تمہارا کفر و شرک تمہیں پر پلٹا۔ وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا مولا عزوجل کا فضل حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم کہ علماء کرام نے کتاب پر تقریظیں لکھنا شروع کیں وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولانا شیخ ابوالخیر مرداد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھنا چاہتے ہیں کتاب ہمیں منگوا دیجئے وہ سیدھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں ، اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ مرداد کو میرے پاس بھیجا کہ یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے ہیں ، حضرت مولانا ابوالخیر کا منگانا اور مولانا عبداللہ مرداد کا لینے کو آنا مجھے شبہہ کی کوئی وجہ نہ ہوتی مگر مولے عزوجل کی رحمت ہیں اس وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا حضرت مولانا اسمٰعیل کو اللہ عزوجل جنات عالیہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرماتے قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں لکھنی ہوں لکھ کر بھیج دو میں نے گذارش بھی کی کہ حضرت مولانا ابوالخیر منگاتے ہیں اور ان کے صاحبزادے

وہابیہ کی مکہ معظمہ میں خواری و ذلت و رسوائی (ف) وہابیہ کیادوں کا کید عظیم اور علم علمائے مکہ کو فریب دہی۔

لینے آتے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں مولانا ابوالخیر کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے یوں اس عالم نبیل سید جلیل کی برکت نے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ رکھی وللہ الحمد جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولانا شریف کے یہاں سے بحمدہ تعالےٰ ان کا منھ کالا ہوا ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرام کہلاتا ا سے کسی طرح اپنے موافق کیا۔ احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے۔ آدمی ناخواندہ مگر دیندار۔ ہر روز بعد عصر طواف کرتے۔ خیال کیا کہ شریف ذی علم تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکانے سے بھڑک جائیگا۔ ایک روز یہ طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرم نے ان[1] سے گزارش کی کہ ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیونکر جمے گی کہ ایک ہندی مکیوں کے عقیدے بگاڑ دے لہذا مجبوراً اس کے ساتھ یہ کہنا پڑا کہ اور اکابر علماء مکہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل و مولانا شیخ صالح کمال و مولانا ابوالخیر مرداد اس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ مولیٰ تعالےٰ کی شان کہ یہ واقعی بات جو اس نے مجبوراً نہ کہی اس پر الٹی پڑی۔ پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا:

یَا خَبِیْثُ ابْنَ الْخَبِیْثِ یَا کَلْبُ ابْنَ الْکَلْبِ اِذَا کَانَ ھٰؤُلَاءِ مَعَہٗ فَھُوَ یُفْسِدُ اَمْ یُصْلِحُ: "اے خبیث ابن خبیث اے کتے کے بچے جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کریگا؟"

اس روز سے مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ اسے ناھب الحرم کہنے اور احمد فقیہ کو احمق سفیہ اور ایک[2] اور مخالف کو معصوم، مولانا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہابیہ کو مہذب ذلت[3] پہنچی، یہ ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا۔ اسی طریقے کی ذلت

---

[1] وہابیوں کا دوسرا مکر [2] وہابیوں کی ترقی مسلمانوں کے یہاں ذلت ہے

پائی۔ دولت مکیہ کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے کچھ پہلے سے بفضلہٖ تعالےٰ حسام الحرمین کی کارروائی جاری کی۔ اکابر نے جو عالیشان تقریظات اس پر لکھیں: آپ حضرات کے پیشِ نظر ہیں۔ ابتدا ہی میں یہ فتوےٰ حضرت مولانا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کو گیا تھا اُدھر حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے کتاب سنانے کے ضمن میں حضرت شریف سے خلیل احمد کے عقائدِ ضالہ اور اس کی کتاب براہین قاطعہ کا بھی ذکر کر دیا تھا۔ انبیٹھی صاحب کو خبر ہوئی، مولانا کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لے کر پہنچے اور عرض کی کہ حضرت مجھ پر کیوں ناراض ہیں۔ فرمایا: کیا تم خلیل احمد ہو کہا ہاں! مولانا نے فرمایا: تجھ پر افسوس تو نے براہین قاطعہ میں وہ شنیع باتیں کیسے لکھی ہیں، میں تو تجھے زندیق لکھ چکا ہوں (اس سے پہلے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل لکھ کر علمائے مکہ سے تقریظیں لے چکے تھے اس پر مولانا شیخ صالح کمال کی بھی تقریظ ہے اور اس میں انبیٹھی صاحب اور اُن کے استاد گنگوہی صاحب کو زندیق لکھا ہے)، انبیٹھی صاحب نے کہا: حضرت جو باتیں میری طرف نسبت کی گئی ہیں افترا ہیں میری کتاب میں نہیں ہیں۔ فرمایا: تمھاری کتاب براہین قاطعہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور میرے پاس موجود ہے۔ انبیٹھی نے کہا: حضرت! کیا کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا ہوتی ہے۔ مولانا نے چاہا کسی مترجم کو بلائیں اور براہین قاطعہ انبیٹھی صاحب کو دکھا کر اُن کلمات کا اقرار کرا کر توبہ لیں مگر انبیٹھی صاحب رات ہی میں جدہ کو فرار ہو گئے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے حضرت مولانا سید اسمٰعیل کو اس واقعہ کی اطلاع کا خط بھیجا، اور انھوں نے بعینہٖ اپنے خط میں رکھ کر مجھے بھیجدیا۔ وہ اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔ صبح کو حضرت

مولنا شیخ صالح کمال فقیر کے پاس تشریف لائے اور خود یہ واقعہ بیان کیا اور فرمایا:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) انبیٹھی جی کے بارے میں مولنا صالح کمال کا ایک نامی نامہ

صاحب الفضیلة والاخلاق والمحبة الجمیلة حضرة السید اسمٰعیل اٰفندی حافظ الکتب حضر عندنا قبل تاریخة رجل من اهل الهند یقال له خلیل احمد مع بعض علماء الهند المجاورین بمکة یستعطف خاطرنا علیه لانه قد بلغه انی شدید الغیظ علیه وانا لا اعرفه شخصاً فقال یا سیدی بلغنی انکم واجدون علی وذلك لسبب انی ذکرت ما وقع منه فی البراهین القاطعه لدی حضرت الامیر حفظ اللّٰه فقلت له لعلك خلیل احمد الانبیٹھی فقال نعم فقلت له ویحك کیف تقول فی البراهین قاطعه تلك المقالات الشنیعة وتجوز الکذب علی اللّٰه جل جلاله کیف لااغتاظ علیك ولقد کتبت علیها بانك رجل زندیق وکیف تعتذر وتنکروهی قد طبعت و	(ترجمہ) بزرگی اور اخلاق اور محبت جمیلہ والے حضرت سید اسمٰعیل آفندی حافظ الکتب آیا ہمارے پاس آج سے پہلے ایک شخص ہندی جس کو خلیل احمد کہا جاتا ہے ہمراہی میں بعض علمائے ہند کی جو مکہ میں مجاور ہیں مہربان کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے اوپر اس لیے کہ اسے خبر پہنچی کہ میں سخت ناراض ہوں اس پر، پس کہا: اے میرے سردار مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں۔ یہ آنا اس کا اس سبب سے تھا کہ جو کچھ اس سے براہین قاطعہ میں واقع ہوا تھا اس کو میں نے حضرت امیر حفظ اللہ سے ذکر کر دیا تھا پس میں نے اس سے کہا شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے۔ کہا ہاں۔ میں نے کہا: تجھ پر افسوس ہے تو کیوں کر کہتا ہے براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں اور جائز رکھتا ہے تو کذب اللہ جل جلالہٗ پر، کیوں کر نہ ناراض ہوں میں تجھ پر اور البتہ تحقیق لکھ چکا ہوں میں تجھ کو ان کی برابر زندیق اور کس طرح عذر کرتا ہے اور انکار کرتا ہے حالانکہ براہین قاطعہ چھپ کر

میں نے سُنا کہ وہ رات ہی میں بھاگ گیا۔ میں نے کہا: مولانا! آپ نے بھگا دیا۔

حاشیہ صفحہ ۱۳۳ سے آگے

شاعت عنك وقال ياسيدى
هى لى ولكن ليس فيها تجويز
الكذب على الله ولان كان
فيها فانا تائب وراجع عما فيها
مما يخالف اهل السنة والجماعة
فقلت له ان الله يحب التائبين
والبراهين موجودة وساخرج لك
منها هذا الذى انكرته وتجاسرته
به على الله جل شانه فصار يتنصل
ويعتذر ويقول ان كان فهو مكذوب
على وانا رجل مسلم موحد من
اهل السنة والجماعة فتعجبت
منه كيف ينكر ماهو مطبوع فى
رسالته البراهين القاطعة
المطبوعة بلسان الهند وظهرلى
انه انما قال ذلك تقية كانهم
مثل الرافضة يرون التقية
واجبة واردت ان احضرها
واحضر من يفهم ذالك اللسان
لاقرءه ومافيها واستتبيه
لكنه فى ثانى يوم من مجيئه عندنا

تیری جانب سے شائع ہوچکی ہے۔ پس
کہا اے سردار وہ کتاب تو میری ہے۔ مگر
اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے اور
اگر ہے اس میں تو میں توبہ کرتا ہوں اور اس
میں جو کچھ مخالفت مذہب اہلسنت والجماعت
ہے اس سے رجوع کرتا ہوں۔ پس میں نے
کہا بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست
رکھتا ہے اور براہین میرے پاس موجود ہے
ابھی نکالتا ہوں وہ کہ جس کا تو نے انکار کیا
ہے اور جرأت کی تو نے اللہ جل شانہٗ پر
تو عذر و خوشامد کرنے لگا اور بولا اگر وہ
براہین قاطعہ میں ہے تو مجھ پر افترا ہے۔
اور میں مسلمان موحد سنی ہوں، میں نے
نہ اس میں یہ کہا نہ کچھ اور جو مخالفت
مذہب اہلِ سنت سے ہے۔ مجھے تعجب ہوا
کیوں کر انکار کرتا ہے اس بات سے، جو
چھاپی جا چکی اس کے براہین قاطعہ میں، کہ
زبان ہندی میں طبع ہوئی اور مجھ پر کھل گیا
کہ وہ یہ باتیں تقیہ سے کہتا ہے گویا وہ مثل
روافض کے ہے جو تقیہ کو واجب جانتے
ہیں اور میں نے ارادہ کیا کہ براہین قاطعہ

فرمایا: میں نے۔ میں نے کہا: ہاں آپ نے۔ فرمایا: یہ کیونکر! میں نے عرض کیا جب اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا کافر کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ آپ نے کیا فرمایا فرمایا: میں نے کہا ہوتی ہے۔ میں نے کہا: اسی نے اسے بھگایا۔ آپ کو یہ فرمانا تھا کہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے اس کی توبہ قبول نہیں فرمایا: واللہ! یہ مجھ سے رہ گئی۔ میں نے کہا تو آپ ہی نے بھگایا۔ زمانہ قیام میں علماء عظماء مکہ معظمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں۔ ہر دعوت میں علما کا مجمع ہوتا، مذاکرات علمیہ رہتے۔ شیخ عبد القادر کردی مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے۔ مسجد الحرام شریف کے احاطے ہی میں ان کا مکان تھا انھوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تمام پوچھا کہ تجھے کیا چیز مرغوب ہے۔ ہرچند عذر کیا نہ مانا آخر گزارش کی کہ الحلو البارد شیریں سرد — ان کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے، ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اس الحلو البارد کی پوری مصداق تھی، نہایت شیریں وسرد اور خوش ذائقہ! اُن سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے: کہا رضی الوالدین اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جسکے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں۔ فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ

حاشیہ ص۱۳۴ سے آگے

ھرب الی جدة ولاحول ولا قوة الا باللہ احببنا اعلامکم بذالک ودمتم۔

محمد صالح کمال

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

لاؤں اور اس شخص کو بلاؤں جو اس زبان کو سمجھتا ہے تاکہ اس سے اقرار لوں اس کا جو کچھ براہین قاطعہ میں ہے اور توبہ لوں لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے دوسرے دن جدہ کو بھاگ گیا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ہم نے دوست رکھا خبردار کرنا اس واقعہ پر اور آپ ہمیشہ رہیں۔

محمد صالح کمال ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

ملنے کو جاتا۔ مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسمٰعیل کے پاس۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا، مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں اور مولانا سید اسمٰعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے خصوصاً ایام علالت میں کہ یکم محرم ۱۳۲۴ھ سے سلخ محرم تک مسلسل رہی دن میں دوبارہ بھی تشریف لاتے، اور ایک بار کا آنا تو ناغہ ہی نہ ہوتا۔ آخر محرم میں کہ طبیعت بہت رُو بہ صحت ہو گئی تھی، ایک ضرورت کے سبب دو روز تشریف لانا نہ ہوا، اُن دو روز میں میرا ان کی طرف اشتیاق میں ہی جانتا ہوں۔ میں نے ان سید جلیل کو ایک پرچہ پر یہ تین شعر لکھ کر بھیجے ؎

ولو قدرنا جعلنا راسنا قدما	ھذان یومان مافزنا بطلعتکم
الا تحبون ان تبروا النا سقما	قالوا لقاء خلیل للعیل شفاء
وھل سمعتم کریماً یقطع الکرما[1]	عودتمونا طلوع الشمس کل ضحی

اس رقعہ کو دیکھ کر سید موصوف کی جو کیفیت ہوئی حامل رقعہ نے دیکھی۔ فوراً اس کے ساتھ ہی تشریف لے آئے اور پھر روز رخصت تک کوئی دن خالی جانا مجھے یاد نہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے، کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے۔ قیام گاہ فقیر پر دوبارہ تشریف لائے۔ مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق

ترجمہ اشعار ۱: یہ دو دن ہیں کہ ہمیں دیدار نہ ملا اور ہم میں طاقت ہوتی تو سر کے بل آتے،

۲: لوگ کہتے ہیں لقاء خلیل شفاء علیل ہے یعنی دوست کا آنا مرض کا جانا ہے کیا آپ ہمارے مرض کی شفا نہیں چاہتے۔

۳: آپ نے ہمیں عادی کر دیا کہ ہر چاشت کو سورج طلوع کرے اور آپ نے کسی کریم کو سنا ہے کہ کرم قطع کرے

عادت ہے۔ مولانا کا دم بسا غنیمت تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے التزاماً ہر سال حج کرتے۔ مولانا سید اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانۂ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے، نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا: مجھے حرم شریف میں لے چلو! کئی آدمی اٹھا کر لائے۔ کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا، زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ اسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔ مکہ معظمہ میں بنام علم کوئی صاحب ایسے نہ تھے جو فقیر کو ملنے نہ آئے ہوں سوا شیخ عبداللہ بن صدیق بن عباس کے، کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب شریف سے دوسرے درجے میں سمجھا جاتا ہے، اپنے منصب کی جلالت قدر نے انھیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا، اپنے ایک شاگرد خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں، مولانا سید اسمٰعیل اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے چاہا کہ حاضری کا وعدہ کروں مگر اللہ اعلم حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم نے ان اکابر کے دل میں اس ذرۂ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈالی تھی، فوراً روکا اور فرمایا: واللہ یہ نہ ہوگا۔ تمام علماء ملنے آتے ہیں وہ کیوں نہیں آتے ہیں۔ ان کی قسم کے سبب مجبور رہا مگر تقدیر الٰہی میں ان سے ملنا تھا اور نئی شان سے تھا، اس کا ذریعہ یہ ہوا کہ انھیں دنوں میں مولانا عبداللہ مرداد مولانا حامد احمد محمد جدّاوی نے نوٹ کے بارے میں فقیر سے استفتا کیا تھا جس میں بارہ سوال تھے اور میں نے بکمال استعجال اس کے جواب میں رسالہ کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم تصنیف کیا تھا، وہ تبییض کے لیے حرم شریف کے کتب خانے میں سید مصطفےٰ برادر خورد مولانا سید اسمٰعیل کے پاس تھا کہ نہایت جمیل الخط ہیں زمانۂ سابق میں جب میرے استاذ الاستاذ حضرت مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی حنفیہ تھے ان سے نوٹ کے بارے میں سوال ہوا تھا، اور جواب تحریر فرمایا تھا کہ علم

گردنوں علمار میں امانت ہے۔ مجھے اسکے جزئیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں۔ ایک دن میں کتب خانہ میں جاتا اور ایک شان دار صاحب کو بیٹھے دیکھتا ہوں کہ میرا رسالہ کفل الفقیہ مطالعہ کر رہے ہیں۔ جب اس مقام پر پہنچے، جہاں میں نے فتح القدیر سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ایک کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپیہ کو بیچے جائز ہے مکروہ نہیں پھڑک اٹھے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولے

این جمال بن عبداللہ من ھٰذا النص الصریح :

"حضرت جمال بن عبداللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہے"۔

پھر کوئی مسئلہ دیکھنا تھا اس کے لئے کتابیں نکلوائیں، ان کی عبارتیں نکال کر نقل کرنا چاہتے تھے اور میں رسالہ کی نقل کی تصحیح کر رہا تھا۔ اس وقت تک نہ انھوں نے مجھے جانا ہے نہ میں نے ان کو، اتنے میں اُنھوں نے دوات ایک ایسی کتاب پر رکھ دی جسے نہ دیکھ رہے تھے نہ اس سے کچھ نقل کر رہے تھے، میں نے ان پر نہ اعتراض کیا۔ بلکہ کتاب کی تعظیم کے لیے اتار کر نیچے رکھ دی اور کہا بحر الرائق الکراہیہ میں اس کے جواز کی تصریح ہے۔ میں نے اُن سے یہ تو نہ کہا کہ بحر الرائق الکراہیہ تک کب پہنچی — وہ کتاب القضا میں ہی ختم ہو گئی ہے۔ ہاں یہ کہا کہ ایسا نہیں بلکہ ممانعت کی تصریح فرمائی ہے مگر لکھتے وقت بضرورت مثلاً ورق ہوا سے اڑیں نہیں۔ کہا کہ میں لکھتا ہی تو چاہتا ہوں میں نے کہا: ابھی لکھتے تو نہیں ہو، وہ خاموش ہو رہے اور حضرت سید اسمٰعیل سے مجھے پوچھا، انھوں نے فرمایا کہ یہ ہی اس رسالہ کا مصنف ہے اب ملے مگر خجلت کے ساتھ اور عجلت کے ساتھ اٹھ گئے۔ حضرت سید اسمٰعیل نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ کیسا واقعہ ہوا۔ یہ چہارم صفر ۱۳۲۴ھ تھی اس سے پہلے محرم شریف میں شدید ومدید دورہ بخار کا رہ چکا تھا۔ دو بار مسہل ہوئے، ایک بار ایک ہندی کی رائے سے اور نفع نہ ہوا۔ دوبارہ ایک ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے بہت قلیل مقدار میں ایک نمک دیا: کہ آب زمزم شریف میں ملا کر پی لو اور پیاس بے پیاس زمزم شریف کی کثرت کرو اس سے بحمداللہ تعالےٰ بہت نفع ہوا، اور انھوں نے دوا وہ بتائی جو مجھے بالطبع محبوب

مرغوب تھی یعنی زمزم شریف کہ مجھے ہر مشروب سے زیادہ عزیز ہے، میری عادت ہے کہ باسی پانی کبھی نہیں پیتا اور اگر پیوں تو بآنکہ مزاج گرم ہے فوراً زکام ہو جاتا ہے۔ میری پیدائش سے پہلے حکیم سید وزیر علی مرحوم نے میرے یہاں باسی کو منع کر دیا تھا، جب سے معمول ہے کہ رات کے گھڑے بالکل خالی کر کے پینے کا پانی بھرا جاتا ہے تو میں نے دودھ بھی باسی پانی کا نہ پیا نہ کبھی نہار منہ پیتا ہوں نہ کبھی کھانے کے سوا اور وقت میں گرمیوں کی سہ پہر میں جو پیاس ہوتی ہے اس میں کلیاں کرتا ہوں اسی سے تسکین ہوتی ہے مگر زمزم شریف کی برکت کہ صحت میں مرض میں دن میں رات میں تازہ باسی بکثرت پیا، اور نفع ہی کیا زورقیں ہر وقت بھری رکھی رہتی تھیں، بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ کھلی۔ کلی کر کے زمزم شریف پی لی۔ صبح وضو سے پہلے پیتا بارہ بارہ زورقیں ایک دن ایک رات میں صرف میرے صرف میں آتیں، پونے تین مہینے کے قیام مکہ میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زمزم شریف میرے پینے میں آیا ہوگا۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل کو اللہ تعالےٰ جنات عالیہ عطا فرمائے، میری واپسی حج کے چند سال بعد جب ۱۳۲۸ھ میں مجھ سے ملنے آئے ہیں اور میرے شوق زمزم کا ذکر ہوا، فرمایا تھا کہ ہر مہینے اتنے ٹنک یعنی پیپے بھیجدیا کروں گا کہ تمہارے ایک مہینے کے صرف کو کافی ہوں مگر یہاں سے جاتے ہی انہیں سفر باب عالی کی ضرورت ہوئی اور مشیت الٰہی کہ وہیں انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

محرم شریف مجھے تقریباً بخار ہی میں گزرا، اسی حالت میں علماء کرام کو اجازات لکھی جاتیں اور اسی حالت میں کفل الفقیہ تصنیف ہوا۔ وہاں پلنگ کا بھی رواج نہیں بالاخانوں میں زمین پر فرش ہیں: اُس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسمٰعیل وحضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمہما اللہ تعالےٰ نے میرے لیے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا۔ ایام مرض میں میں اسی پر سوتا اور علماء عظماء عیادت کو آتے اور فرش پر تشریف رکھنے میں اس سے نادم ہوتا۔ ہر چند چاہتا کہ نیچے اُتروں مگر قسموں سے مجبور فرماتے۔ امتداد مرض میں مجھے زیادہ فکر حاضری سرکار اعظم کی تھی۔ جب بخار کو امتداد دیکھا

میں نے اسی حالت میں قصد حاضری کیا۔ یہ علماء مانع ہوئے۔ اول تو یہ فرمایا کہ حالت تمہاری یہ ہے اور سفر طویل۔ میں نے عرض کی اگر سچ پوچھیے تو حاضری کا اصل مقصود زیارت طیبہ ہے، دونوں بار اسی نیت سے گھر سے چلا معاذ اللہ اگر یہ نہ ہو تو حج کا کچھ لطف نہیں۔ انھوں نے پھر اصرار اور میری حالت کا اشعار کیا۔ میں نے حدیث مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِی فَقَدْ جَفَانِی پڑھی۔ فرمایا تم ایک بار تو زیارت شریف کر چکے ہو۔ میں نے کہا: میرے نزدیک حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ عمر میں کتنے ہی حج کرے زیارت ایک بار کافی ہے بلکہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضرور ہے۔ اب آپ دعا فرمائیے: کہ میں سرکار تک پہنچ لوں۔ روضۂ اقدس پر ایک نگاہ پڑ جائے اگرچہ اُسی وقت دم نکل جائے۔

حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالےٰ جنات عالیہ عطا فرمائے باآں فضل و کمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پائے کا دُوسرا عالم نہ تھا اس فقیر حقیر کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے، بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا جب مجبور فرمایا لکھ دیا۔ تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوتی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا۔ جس زمانہ میں قاضی مکہ معظمہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے حقیر جو بیان کرتا، اگر ان کے فیصلہ کے موافق ہوتا بشاشت و خوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال و کبیدگی، اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی مجھے بھی ان دونوں صاحبوں کے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی ہر قسم کی بات گزارش کر دیتا۔ ایک بار کہا: مؤذنوں نے یہ جو اذان و اقامت تکبیرات انتقال میں نغمات ایجاد کیے ہیں۔ آپ حضرات ان سے منع نہیں فرماتے۔ فتح القدیر میں مبلّغ (یعنی مکبر) کے نغموں کو مفسد نماز لکھا ہے اور یہ کہ اس کی تکبیرات پر جو مقتدی رکوع و سجود وغیرہ افعال نماز کرے گا، اسکی نماز نہ ہوگی۔ فرمایا حکم یہی ہے۔ مگر ان پر علماء کا بس نہیں یہ جانب سلطنت سے ہیں۔ ایک جمعہ میں ہیں خطیب کے

قریب تھا۔ اس نے خطبہ میں پڑھا وارض عن اعمام نبیك الاطائب حمزة والعباس وابی طالب یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی۔ پہلی بار کی حاضری میں نہ تھی اور یہ بداہتہ جانب حکومت سے تھی اُسے سنتے ہی فوراً میری زبان سے باآواز بلند نکلا: اَللّٰھُمَّ ھٰذَا اُمْنْکَرُ کہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ رَاٰیْ مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰالِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

فقیر بتوفیق رب کریم یہ حکم احکم بروجہ اوسط بجالایا اور مولےٰ تعالےٰ کی رحمت کہ کسی کو تعرض کی جرأت نہ ہوئی فرضوں کے بعد ایک اعرابی نے میری طرف متوجہ ہوکر کہا: رَاَیْتَ تم نے دیکھا۔ میں نے کہا رَاَیْتُ ہاں دیکھا کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور تشریف لے گئے ان دونوں اکابر علماء نے ہماری مجلس خلوت میں اس کی مبارک باد دی کہ اس ردمنکر پر کوئی معترض نہ ہوا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے اُمور میں کہ جانب حکومت سے ہیں سکوت شایاں ہے۔

اسی واقعہ مفتی حنفیہ کے وقت میں نے جناب سید مصطفےٰ خلیل برادر حضرت مولٰنا سید اسمٰعیل سے کہا ھَلْ عِنْدَ کُمْ شَیْئٌ مِنْ ھَزْمَۃِ جِبْرِیْلَ آپ کے پاس سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ٹھوکر کا کچھ بقیہ ہے۔ سید زادے نے فرمایا نَعَمْ: اور کٹورے میں زمزم شریف لاتے ہیں، اُسے ضعف کے سبب بیٹھا ہی ہوا پی رہا تھا آنکھیں نیچی تھیں۔ جب نظر اٹھائی دیکھا تو وہ سید جلیل مؤدب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں یہاں تک کہ کٹورا میں نے انہیں دیا۔ یہ حال ان معظم و معزز بندگان خدا کے ادب و اجلال کا تھا۔ بایں ہمہ شدت مرض و شوق مدینہ طیبہ میں جب وہ جملہ میں نے کہا کہ روضۂ انور پر ایک نگاہ پڑجائے پھر دم نکل جائے۔ دونوں علمائے کرام کا غصہ سے رنگ متغیر ہوگیا اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا: ہرگز نہیں بلکہ تعود ثم تعود ثم تعود ثم تکون تو روضۂ انور پر اب حاضر ہوکر پھر حاضر ہو، پھر

پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو۔ مولےٰ تعالےٰ ان کی دعا قبول

فرمائے۔ ان کی اس غایت محبت کے غصہ نے مجھے وہ حالت یاد دلائی جو اس حج سے تیرہ چودہ برس پہلے میں نے خواب میں اپنے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہٗ العزیز سے دیکھی تھی۔ میں اس زمانہ میں بیشدتِ درد کمر اور سینہ میں مبتلا تھا اسے بہت امتداد و اشتداد ہوا تھا۔ ایک روز دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کے میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے۔ کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر و مرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے جب ان کا انتقال ہوا، اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی، ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی: یارسول اللہ! حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا: برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ! یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا اور یہ وہی برکات احمد صلے اللہ علیہ وسلم تھیں کہ محبت پیر و مرشد کے سبب انھیں حاصل ہوئیں۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

ہاں تو اس خواب میں دیکھا کہ مولوی برکات احمد صاحب بھی حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے ہمراہ میری عیادت کو تشریف لائے ہیں۔ دونوں حضرات نے مزاج پرسی فرمائی۔ میں شدتِ مرض سے تنگ آچکا تھا، زبان سے نکلا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ اب خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد قدس سرہٗ الشریف کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا: ابھی تو باون برس مدینہ شریف میں؛ واللہ اعلم اس ارشاد کے کیا معنی تھے مگر اس کے بعد جو دوبارہ حاضری مدینہ طیبہ ہوئی ہے اس وقت مجھے باون ۵۲ واں ہی سال تھا۔ یعنی اکاون برس پانچ مہینے کی عمر تھی۔ یہ چودہ برس کی پیشین گوئی حضرت نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول

بندوں کو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامان غلام کے کفش بردار ہیں علوم غیب دیتا ہے اور وہابیہ کو جناب سرکار سے انکار ہے۔ ابھی چند ماہ ہوئے ماہ رجب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ الشریف خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: اب کی رمضان میں مرض شدید ہوگا، روزہ نہ چھوڑنا — ویسا ہی ہوا، اور ہر چند طبیب نے کہا: میں نے بحمد اللہ روزہ نہ چھوڑا، اور اسی کی برکت نے بفضلہ تعالیٰ شفا دی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے: صُومُوا تَصِحُّوا "روزہ رکھو، تندرست ہو جاؤ گے" وہ حضرات علماء بہت اسکے متمنی رہتے کہ کسی طرح میرا وہاں قیام زیادہ ہو۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا: یہاں کی شدتِ گرمی تمھارے لیے باعث تپ ہے۔ طائف شریف میں موسم نہایت معتدل اور وہاں میرا مکان بہت پر فضا ہے، چلیے گرمی کا موسم وہاں گزاریں میں نے گذارش کی کہ اس حالت مرض میں قابلیت سفر ہو تو سرکار اعظم ہی کی حاضری ہو، ہنسکر فرمایا کہ میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں تنہائی میں رہ کر تم سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آمد و شد کے ہجوم سے تمھیں فرصت نہیں۔ مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا: اجازت ہو تو ہم یہاں تمھاری شادی کی تجویز کریں۔ میں نے کہا: وہ کنیز بارگاہِ الٰہی جسے میں اسکے دربار میں لایا اور اس نے مناسک حج ادا کیے کیا اس کا بدلہ یہی ہے کہ میں اسے یوں مغموم کروں۔ فرمایا: ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں یہاں تمھارے قیام کا سامان ہو جاتا۔

اس طول مرض میں کئی ہفتہ حاضری مسجد اقدس سے محروم رہا کہ میں جب بالاخانے پر تھا، چالیس زینے کا تھا اور اس سے اترنا اور چڑھنا نہ مقدور تھا — مسجد الحرام شریف میں کوئی نا آشنا سے بزرگ میرے بھائی مولوی محمد رمضان خاں کو ملے تو فرمایا: کئی دن سے تمھارے بھائی کو نہ دیکھا انھوں نے عرض کیا علیل ہیں پانی دم فرما کر دیا کہ یہ پلاؤ اور اگر بخار باقی رہے تو میں دس بجے دن کے تم کو یہیں ملوں گا۔ دس بجے دن کے نہ بخار رہا، نہ وہ ملے اور اب میں مسجد شریف

اور کتب خانہ حرم شریف میں حاضر ہونے لگا جس میں چوتھی صفر کا وہ واقعہ تھا جو مفتی حنفیہ کیساتھ پیش آیا۔ نماز صبح کے سوا کہ ہمارے نزدیک اس میں اسفار یعنی وقت خوب روشن کر کے پڑھنا افضل ہے اور شافعیہ کے نزدیک تغلیس یعنی خوب اندھیرے سے پڑھنا تین مصلوں پر نماز پہلے ہوجاتی ہے ،، اور مصلائے حنفی پر سب کے بعد باقی چار نمازیں سب سے پہلے مصلائے حنفی پر ہوتی ہیں۔ ہمارے امام اعظمؓ کے نزدیک وقت عصر دو مثل سایہ گزر کر ہے، اس کے بعد نماز حنفی ہوتی ہے اس کے بعد باقی تین مصلوں پر، وہ لوگ اپنے لیے اسے بہت تاخیر سمجھتے۔ آخر کوشش کر کے حنفیہ سے یہ کرا لیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین رضی اللہ تعالےٰ عنہما مثل دوم کے شروع میں پڑھ لیں۔ اس بار کی حاضری میں یہ جدید بات دیکھی - اگرچہ کتب حنفیہ میں یہاں قول صاحبین پر بھی بعض نے فتوےٰ دیا مگر اصح واحوط واقدم قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے اور فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا جس کی تفصیل جلیل میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتوے مطلقا علے قول الامام میں ہے

اِذَا قَالَ الْاِمَامُ فَصَدِّقُوْہُ ۔۔۔ فَاِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَ الْاِمَامُ

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی، میں اس بار جماعت میں بہ نیت نفل شریک ہوجاتا اور فرض عصر مثل دوم کے بعد میں اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال حضرت مولانا سید اسمٰعیل و دیگر بعض محتاطین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے جسمیں وہ حضرات امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے - پہلے شیخ عمر صبحی کا مکان کرایہ پر لیا تھا پھر سید عمر رشیدی ابن سید ابوبکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے۔ بالاخانے کے دروسطانی پر میری نشست تھی، دروازوں پر جو طاق تھے، بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتروں کا ایک جوڑا رہتا تھا، وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے۔ اس طرف کے بیٹھنے والوں پر گرتے جب علالت میں میرے لیے پلنگ لایا گیا، وہ اس در کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کے لیے جگہ وسیع

رہے ہے۔ اس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا کہ اب جو وہاں بیٹھتے ان پر تنکے گرتے۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا: وحشی کبوتر بھی بڑا لحاظ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی: صَالَحْنَاهُمْ فَصَالَحُونَا ہم نے ان سے صلح کی تو انھوں نے بھی ہم سے صلح کی۔ اس پر بعض علما حاضرین نے فرمایا کہ ہم پر کیوں تنکے پھینکتے ہیں۔ ہم نے ان سے کون سی جنگ کی ہے۔ میں نے کہا: میں یہاں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ یہ جہاں آکر بیٹھتے ہیں انہیں اڑاتے ہیں، کنکریاں مارتے ہیں۔ سلامیوں کی توپیں جب چھوٹتی ہیں یہ خوف سے بھڑ بھڑا کر رہ جاتے ہیں۔ یہ سب میرا مشاہدہ ہے حالانکہ یہ حرم محترم کے وحشی ہیں، انھیں اڑانا یا ڈرانا منع ہے۔ پیڑ کے سایہ میں حرم کا ہرن بیٹھتا ہو آدمی کو اجازت نہیں کہ اسے اٹھا کر خود بیٹھے۔ ان علما نے فرمایا: یہ کبوتر ایذا دیتے ہیں، اوپر سے کنکریاں پھینکتے ہیں لیمپ کی چمنی توڑ دیتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا یہ ابتدا بالایذا کرتے ہیں، کہا ہاں! میں نے کہا تو فاسق ہوئے اور کبوتر بالاجماع فاسق نہیں۔ چیل کوے فاسق ہیں۔ وہ ساکت ہو گئے۔ شریعت میں وہ جانور فاسق ہے جو بغیر اپنے نفع کے بالقصد ایذا پہنچائے۔ ایسے جانور کا قتل حرم شریف میں بھی جائز ہے جیسے چیل، کوا، بندر، چوہا۔ چیل، کوے زیور اٹھا کر لے جاتے ہیں، بندر کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں۔ چوہے کتابیں کترتے ہیں جس میں ان کا کوئی نفع نہیں۔ محض براہِ شرارت ایذا دیتے ہیں لھذا فاسق ہیں بخلاف بلی کے کہ اگرچہ مرغی پکڑتی کبوتر توڑتی ہے مگر اپنی غذا کے لیے نہ تمھاری ایذا کے لیے۔ کنکریاں اگر طاق میں ہوں کبوتر کے چلنے پھرنے سے گریں گی نہ یہ کہ چمنی پر کنکری مارنا انھیں مقصود ہو۔ اس قسم کے وقائع بہت تھے کہ یاد نہیں۔ اگر اسی وقت منضبط کر لیے جاتے، محفوظ رہتے۔ مگر اس کا ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کو بھی احساس نہ تھا۔

جب اواخر محرم میں بفضلہٖ تعالےٰ صحت ہوئی۔ وہاں ایک سلطانی حمام ہے۔ میں اس میں نہایا۔ باہر نکلا ہوں کہ ابر دیکھا۔ حرم شریف پہنچتے پہنچتے برستا

شروع ہو گیا۔ مجھے حدیث یاد آئی کہ جو مینہ برسنے میں طواف کرے وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے، فوراً سنگ اسود شریف کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا، بخار پھر عود کر آیا۔ مولٰنا سید اسمٰعیل نے فرمایا: ایک ضعیف حدیث کیلئے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی۔ میں نے کہا: حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمد اللہ تعالٰے قوی ہے۔ یہ طواف بحمد اللہ تعالٰے بہت مزے کا تھا۔ بارش کے سبب طائفین کی وہ کثرت نہ تھی اور اس سے زیادہ لطف کا طواف بفضلہٖ عزوجل گیارھویں ذی الحجہ کو نصیب ہوا تھا۔ طواف زیارت کے لیے کہ بعد وقوف عرفہ فرض ہے۔ عام حجاج دسویں ہی کو منا سے مکہ معظمہ جاتے ہیں۔ میرے ساتھ میں مستورات تھیں اور خود بھی بخار اٹھائے ہوئے تھا۔ گیارھویں کو بعد زوال رمی جمار کر کے اونٹوں پر مع مستورات روانہ ہوا، حرم شریف میں نماز عصر ادا کی۔ آج تمام حجاج منا میں تھے، حرم شریف میں صرف پچیس تیس آدمی۔ یہ طواف نہایت اطمینان سے ہوا۔ ہر بار جی بھر کر سنگ اسود شریف پر منہ ملنا اور بوسہ لینا نصیب ہوتا۔ ایک اعرابی صاحب کو جنہیں پہچانتا نہیں، مولٰے تعالٰے نے بے کہے مہربان فرما دیا کہ ہر پھیرے کے ختم پر چند آدمی جو طواف کر رہے تھے انہیں روک کر کھڑے ہو جاتے کہ بہنوں کو سنگ اسود شریف کا بوسہ لینے دو، یوں ہر پھیرے پر میرے ساتھ کی مستورات بھی مشرف بہ بوسۂ سنگ اسود ہوئیں: الحمد للہ وتقبل اللہ۔

بعد ختم طواف میں دیوار کعبہ معظمہ سے لپٹا اور غلاف مبارک ہاتھ میں لے کر یہ دعا عرض کرنی شروع کی:

یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَۃً اَنْعَمْتَھَا عَلَیَّ

اور بہت پر کیف رقت طاری ہوئی کہ آزادی ویکسوئی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب میرے برابر آ کھڑے ہوئے اور باآواز چلا کر رونا شروع کر دیا ان کے چلانے سے کچھ طبیعت بٹی، پھر خیال آیا ممکن کہ یہ مقبولان بارگاہ سے ہوں اور

ان کے قرب کا فیض مجھ پر تجلی ڈالے۔ اس تصور سے پھر اطمینان ہوگیا۔

مغرب پڑھ کر منا کو واپس آئے اس تقریباً تین مہینے کے قیام میں میں نے خیال کیا کہ حدیث میں کسی کی سند میری سند سے عالی ہو تو میں ان سے سند لیکر علو حاصل کروں مگر بفضلہ تعالےٰ تمام علماء سے میری ہی سند عالی تھی۔ یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہر کریم تمام جہاں کا ملجا و ماوی ہے۔ اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں، ممکن کہ کوئی صاحب جفر واں مل جائیں کہ ان سے اس فن کی تکمیل کی جائے۔ ایک صاحب معلوم ہوئے کہ جفر میں مشہور ہیں، نام پوچھا معلوم ہوا مولانا عبدالرحمٰن دہاؔن حضرت مولانا احمد دہان کے چھوٹے صاحبزادے۔ میں نام سنکر اس لیے خوش ہوا کہ یہ اور ان کے بڑے بھائی صاحب مولانا اسعد دہاؔن کہ اب قاضی مکہ معظمہ ہیں مجھ سے سند حدیث لے چکے ہیں۔ میں نے مولانا عبدالرحمٰن کو بلایا۔ وہ تشریف لائے، کئی گھنٹے خلوت رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاعدہ جو ان کے پاس ناقص تھا قدرے اس کی تکمیل ہو گئی۔ اسی کے زیب سرکار مدینہ طیبہ میں واقع ہوا، وہاں بھی ایک صاحب عبدالرحمٰن نام ہی کے ملے۔ یہ عبدالرحمٰن دہان عربی مکی ہیں اور وہ عبدالرحمٰن آفندی شامی ترکی۔ کئی روز متصل تشریف لاتے اور دیر تک بیٹھ کر چلے جاتے، ہجوم حضرات اہل علم و معززین کے سبب انھیں بات کا موقع نہ ملتا۔ ایک دن میں نے ان سے غرض پوچھی کہا تنہائی میں کہوں گا، دوسرے دن ان کے لیے وقت نکالا۔ کہا میں جفر میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے فرمایا: یہاں نہ میرا اب قیام ہے نہ تیرا، میں خاص اسکی تحصیل کو تیرے پاس ہندوستان آؤں گا، وہ تو نہ آئے مگر مولانا سید حسین مدنی . . .

صاحبزادہ مولانا عبدالقادر شامی مدنی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تشریف لائے اور چودہ مہینے فقیر خانے پر قیام فرمایا اور یہ علم اوفاق و تکسیر سیکھے۔ انھیں کے لیے میں نے اپنا رسالہ اطائب الاکسیر فی علم التکسیر زبان عربی میں املا کیا۔ یعنی میں عبارت زبانی بولتا اور وہ لکھتے جاتے اور اسی لکھنے میں اسے سمجھتے جاتے۔ علم جفر میں اتنی دست گاہ ہوگئی تھی کہ پانچ سوالوں میں دو کا جواب صحیح نکال لیتے کہ ان کے لیے

میں نے اس علم سے اجازت تعلیم کا سوال پہلے کر لیا تھا اور جواب ملا کہ ضرور بتاؤ کہ یہ اسی کے واسطے اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہیں، اگر چند مہینے اور رہتے تو امید تھی کہ سب جواب صحیح نکال لیتے۔ میں نے جو جداول کشیرہ اس فن کی تکمیل جلیل کے لیے اپنی طبعزاد ایجاد کی تھیں، رخصت کے وقت انھیں نذر کر دیں کہ خود اس فن کے ترک کا قصد کر لیا تھا۔ جس کی وجہ سوالوں کی کثرت سے لوگوں کا پریشان کرنا تھا اور بالخصوص یہ عجیب واقعہ کہ ایک امیر کبیر کی بیگم بیمار ہوئیں جنکا مذہب سُنّی نہ تھا۔ اُنھوں نے میرے آقازادے حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب دامت برکاتہم کے ذریعہ سے سوال کرایا، جواب نکلا: سنیت اختیار کریں ورنہ شفا نہیں اور اس فن کا یہ حکم ہے کہ جو جواب نکلے بلا رد رعایت صاف کہہ دیا جائے، میں نے یہ ہی لکھ بھیجا یہ منظور نہ ہوا، اور مرض بڑھتا گیا۔ اب حضرت ہی کے ذریعے یہ سوال آیا کہ موت کب اور کہاں ہوگی اپنے شہر میں — یا نینی تال پر کہ اس وقت تبدیل آب و ہوا کے لیے مریضہ کا وہیں قیام تھا۔ یہ سوال ۸ ر شوال المکرم ۱۳۲۸ھ کو ہوا۔ جواب نکلا محرم محرم یعنی ماہ محرم میں موت ہوگی، اور کہاں ہوگی۔ اس کے جواب میں میں نے ان کے شہر کے نام کا پہلا حرف اور اسکے بعد ق اور اسکے بعد ۲ کا ہندسہ اور آگے لفظ خویش لکھ دیا، وہاں کے جفار بلائے گئے کہ اس معمہ کو حل کریں، انھوں نے حرف نام شہر سے تو شہر مراد لیا، اور قاف سے قلعہ اور آگے نہیں چلتا۔ حالانکہ اس حرف سے شہر مراد تھا اور ق سے قریب اور ۲ سے حرف ب کہ اول لفظ بیت ہے یعنی موت نینی تال میں نہ ہوگی بلکہ اپنے شہر ہی مگر نہ اپنے محل میں بلکہ قریب بیت خویش دوسری جگہ میں، ایسا ہی ہوا تو ۱۷ محرم کو اپنے شہر کے ایک باغ میں موت واقع ہوئی۔ جب اس جواب کا شہرہ ہوا۔ اطراف سے جلد بازوں کے خط ذیقعد ہی سے آنے لگے کہ تم نے تو موت کی خبر دی تھی اور ابھی نہ ہوئی۔ میں نے کہا: بھائیو اگر محرم سے پہلے موت واقع ہو تو جواب غلط ہو جائے گا کہ اس کی صحت کے لیے تم ابھی سے موت تلاش کرتے ہو اور اس

قسم کے طوفان، بے تمیزی کے سبب میں نے یہ قصد کر لیا کہ اگر یہ جواب غلط گیا تو اس فن پر اتنی محنت کروں گا کہ باذنہٖ تعالےٰ پھر غلطی نہ ہو۔ یہ علم تمام علوم سے مشکل تر اور سکھانے والے مفقود اور اکابر مصنفین کو کمال اخفا مقصود جو علوم ظاہر ہیں اور مصنفین و معلمین اُن کا اعلان چاہتے ہیں ـــــ اُن کی حالت تو یہ ہے کہ کتاب کچھ کہتی ہے اور ناظر کچھ سمجھتا ہے، تو اس علم میں ناظر کی غلط فہمی کیا تعجب ہے اور وہ بھی مجھ جیسے کے لیے جس نے نہ کسی سے سیکھا نہ کوئی مشورہ و مذاکرہ کرنے والا۔ صرف ایک قاعدہ بسط و حرف یلن کہ مزدوجات سے ہے، والا حضرت عظیم البرکت حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز نے ۱۲۹۴ھ میں تذکرۃً تعلیم فرمایا تھا۔ اسکے بعد جو کتابیں اس فن کے نام سے مشہور و رائج ہیں: ان کی نسبت اسی فن سے سوال کیا، اس نے ان پر نہایت تشنیع کی اور کہا کہ یہ سب مہمل و باطل اور جلانے کے قابل ہیں۔ صرف دو کتابوں کی مدح کی جو اُن سب رائج کتابوں سے جدا ہیں۔ جن میں ایک حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تصنیف ہے۔ وہ دونوں کتابیں مولیٰ عزوجل نے مجھے بہم کرا دیں، انھیں مطالعہ کیا جہاں تک بروز مطالعہ انکشاف ہونا ہوا۔ اور جہاں مطلب حضرات مصنفین نے ذہن میں رکھا تھا اس کی نسبت جتنا قاعدہ معلوم ہو لیا تھا اس سے سوال کیے۔ اس نے مطلب بتایا ایک قاعدہ اور حل ہوا۔ اب جو آگے الجھا اس سے پوچھا اس نے بتایا۔ اور حل ہوا، اس طور پر اس فن کی قدرے ابجد معلوم ہوئی۔ میری کتاب سفر السفر عن الجفر بالجفر انھیں مباحث میں ہے جس میں ساٹھ سوال جواب ہیں یعنی جفر سے جفر کو واضح کرنے کی کتاب، اس نے ایک دوسرے علم زایرجہ کے ایک عظیم سر مکتوم کو بھی واضح کیا جس کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے رسالہ زایرجہ میں ہے کہ زمانہ سیدنا شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس راز کے اخفا کا حلفی عہد ہے۔ رسائل فن میں نہایت غامض چیستان کی طرح اسکے بارہ پتے دیئے گئے ہیں، ازاں جملہ یہ کہ خاتم آدم میں ہے۔ میں نے اس کی نسبت بھی اسی پہلے قاعدہ

جفر سے سوال کیا۔ اس نے روشن طور سے بتا دیا، اب جوان بارہ پہیلیوں کو دیکھوں تو سب خود بخود منکشف ہو گئیں۔ میرے جی میں آیا کہ کچھ اس فن کیطرف بھی توجہ کروں کہ اس کا راز پنہاں تو کھل ہی گیا ہے، اس پر اقدام کا ائمہ فن نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ: چند روز کچھ اسمائے الٰہیہ تلاوت کیے جاتے ہیں۔ مدت موعود میں خوش نصیب بندہ بکرم اللہ تعالیٰ زیارت جمال جہاں آرائے حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے۔ اگر سرکار اقدس سے اس فن میں اشتغال کا اذن ملے مشغول ہو ورنہ چھوڑ دے۔ میں نے وہ اسمائے طیبہ تلاوت کیے، پہلے ہی ہفتہ میں سرکار کا کرم ہوا جسے میں پہلے شاید ذکر بھی کر چکا ہوں۔ اس سے اذن کا استنباط ہو سکتا تھا مگر میں نے ظاہر پر محمول کر کے ترک کر دیا۔ غرض جفر سے جواب جو کچھ نکلے گا ضرور حق ہو گا کہ علم اولیائے کرام کا ہے۔ اہلبیت عظام کا ہے۔ امیر المومنین علی مرتضیٰ کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مگر اپنی غلط فہمی کچھ اچنبا نہیں تو اگر یہ جواب غلط گیا کافی محنت کروں گا اور صحیح اُترا تو فن کا اشتغال چھوڑ دوں گا کہ آئے دن سوالوں کی محنت اور الٹے اعتراضوں کی دقت کون سہے۔ جواب بحمد اللہ تعالیٰ پورا صحیح اُترا، اور میں نے اشتغال چھوڑ دیا۔ طبع زاد جداول کہ تدقیق تام سے بنائی تھیں اور جنھوں نے اس فن کے بہت اعمال مشکلہ کو آسان کر دیا تھا چلتے وقت حضرت سید صاحب موصوف کے نذر کر دیں، ان سے پہلے مولانا عبد الغفار صاحب بخاری اسی فن کے سیکھنے کو تشریف لائے تھے۔ انھوں نے حیدر آباد سے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: کہ یہ کام خطوط سے نہیں ہو سکتا خود آیئے۔ وہ مارہرہ شریف آئے اتنے میں حضرت بریلی تشریف لے آئے تھے۔ میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضا خاں سلمہٗ کے یہاں رونق افروز ہیں کہ عصر کے وقت مولوی صاحب تشریف لائے ماشاء اللہ کمال متقی و صالح و عالم تھے، وہ جہاں ہوں اللہ تعالیٰ انھیں خیر و خوبی سے رکھے حضرت قدس سرہٗ نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ سیکھو ان کو بتاؤ۔ میں ارشاد

حضرت کے سبب حسب قاعدہ اس فن سے اجازت طلب نہ کرسکا کہ اگر ممانعت ہوئی تو حکم حضرت کا خلاف کیونکر کروں گا۔ آٹھ مہینے تک انھیں سکھایا، ایام سرما میں بعض دفعہ رات کے دو دو بج جاتے، وہ عالم پورے تھے قواعد خوب منضبط کرلیے، آٹھ پہر میں ایک سوال نہایت اجلا باضابطہ مرتب فرمالیتے اور جواب تلاش کرتے نہ ملتا۔ مجھے دکھاتے، میں گذارش کرتا دیکھیے یہ جواب رکھا ہے۔ اپنی ران پر ہاتھ مارتے کہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتا۔ میں گزارش کرتا کہ جتنی بات تعلیم کے متعلق تھی وہ آپ کو پوری آگئی رہا جواب وہ القاء ملک سے ہے اگر القاء نہ ہوا اپنا کیا اختیار، یہ اسکا نتیجہ تھا کہ اس علم سے بے اجازت لیے انھیں سکھایا آٹھ مہینے رہے اور چلتے وقت فرما گئے کہ میں جیسا آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں، ان کی محبت وصلاح وتقوے کے سبب اکثر ان کی یاد آجاتی ہے۔ جزیرۂ سنگاپور سے ایک خط ان کا آیا تھا اس کے بعد سے کچھ پتہ معلوم نہیں۔ سید حسین مدنی صاحب سا کوئی سیر چشم و بے طمع عرب میں نے ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا، ان کی خوبیاں دل پر نقش ہیں۔

میں حضرت سید اسمٰعیل کا تذکرہ اکثر ان کے سامنے کرتا تو فرماتے: زہے سعادت ان کی کہ ان کی ایسی یاد تمھارے قلب میں ہے۔ اب اپنے چلے جانے کے بعد وہ کیوں کر دیکھیں کہ ان کی کتنی یاد ہے۔ یہاں سے ملک چین تشریف لے گئے پھر ان کا کوئی خط بھی نہ آیا۔ نہ مدتوں تک مدینہ طیبہ ان کا کوئی خط گیا۔ ان کے چھوٹے بھائی سید ابراہیم مدنی ان سے پہلے یہاں تشریف لائے تھے وہ اس زمانے میں قازان کو گئے ہوئے تھے کہ ملک روس میں ہے اور یہ تبت کو ان کے بڑے بھائی سید احمد خطیب مدنی کے خطوط آتے کہ والدہ بہت پریشان ہیں سید حسین کہاں ہیں یہاں کسے پتہ معلوم تھا اب سنا گیا ہے کہ شاید مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ یہ سید صاحب محمد مدنی کا بیان ہے جو پارسال تشریف لائے تھے!

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا: صفر کے پہلے عشرہ میں عزم حاضری سرکار اعظم

مصمم ہوگیا۔ اونٹ کرایہ کر لیے سب اشرفیاں پیشگی دے دیں، آج سب اکابر علماء سے رخصت ہونے کو ملا، وہاں پان کی جگہ چائے کی تواضع ہے اور انکار سے برا مانتے ہیں۔ ہر جگہ چائے پینی ہوئی جس کا شمار تو فنجان تک پہنچا اور وہاں بے دودھ کی چائے پیتے ہیں جس کا میں عادی نہیں اور چائے گردے کو مضر ہے اور میرے گردے ضعیف رات کو معاذاللہ بشدت حوالی گردہ کا درد ہوا ساری شب جاگتے کٹی۔ صبح ہی سفر کا قصد تھا۔ کہ مجبورانہ ملتوی رہا۔ جمالوں سے کہدیا گیا کہ تا شفا نہیں جا سکتے۔ وہ چلے گئے اور اشرفیاں بھی انہی کے ساتھ گئیں، ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے پلاستر لگائے، دو ہفتے سے سے زاید تک معالجے کئے۔ بحمداللہ شفا ہوئی مگر اب بھی دن میں پانچ چھ بار چمک ہو جاتی تھی۔

اسی حالت میں دوبارہ اونٹ کرایہ کیے سب نے کہا کہ اونٹ کی سواری میں حال بہت ہو گی اور حال یہ ہے مگر میں نے نہ مانا اور توکلاً علی اللہ تعالیٰ ۱۲ صفر ۱۳۲۴ھ کو کعبۂ تن سے کعبۂ جاں کیطرف روانہ ہوا۔ براہِ بشریت مجھے بھی خیال آتا تھا کہ اونٹ کی چال سے کیا حال ہوگا ولہذا اس بار سلطانی راستہ اختیار نہ کیا کہ بارہ منزلیں اونٹ کی ہوں گی بلکہ جدہ سے براہِ کشتی رابغ جانے کا قصد کیا مگر ان کے کرم کے صدقے ان سے استعانت عرض کی اور ان کا نام پاک لے کر اونٹ پر سوار ہوا — حال کا ضرر پہنچنا درکنار وہ چمک کہ روزانہ پانچ چھ بار ہو جاتی تھی، دفعتہً دفع ہو گئی۔ وہ دن اور آج کا دن ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہٖ تعالیٰ اب تک نہ ہوئی ہے — یہ ہے ان کی رحمت یہ ہے ان سے استعانت کی برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک سے باہر دور تک برسم مشایعت تشریف لائے، مجھ میں بوجہ ضعف مرض پیادہ چلنے کی طاقت نہ تھی۔ پھر بھی ان کی تعظیم کے لیے ہر چند اترنا چاہا مگر ان حضرات نے مجبور کیا۔ پہلی رات کہ جنگل میں آئی صبح کے مثل روشن معلوم ہوتی تھی جسکا اشارہ میں نے اپنے قصیدہ

حضور جانِ نور میں کیا جو حاضری دربارِ معلےٰ میں لکھا گیا تھا ؎

وہ دیکھ جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی !

پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے کوئی تیس چالیس آدمی اور ہوں گے۔ کشتی بہت بڑی تھی جسے ساعیہ کہتے ہیں اس میں جہاز کا سا مستول تھا۔ ہوا کے لیے پردے حسب حاجت مختلف جہات پر بدلے جاتے، حبشی ملاح کہ اس کام پر مقرر تھے، ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیاء کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو عجب اچھے لہجے سے نداکرتے جاتے۔ ایک حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تو دوسرا حضرت سیدی احمد کبیر۔ تیسرا حضرت سیدی احمد رفاعی کو، چوتھا حضرت سیدی اہدل کو علےٰ ہٰذالقیاس رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دل کش لہجے سے ہوتیں، اور بہت خوش آتیں۔

ایک حبشی صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔ ان سے کہا گیا، نہ مانے۔ معلوم ہوا کہ ان پر اثر ان دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے۔ میں نے ان سے کہا: یا شیخ انہوں نے کہا الشیخ عبد القادر جیلانی۔ شیخ تو حضرت عبد القادر جیلانی ہیں۔ ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے، انھوں نے اس پہلے بزرگ کو سمجھا دیا۔ اس کے بعد جب ان کو کچھ حالات معلوم ہوئے، پھر تو وہ نہایت مخلص بلکہ کمال مطیع تھے۔ تین روز میں کشتی رابغ پہنچی، یہاں کے سردار شیخ حسین تھے، ٹٹیوں کے مکان قیام کے لیے تھے۔ جب ان میں اترنا ہوا، اللہ اعلم! لوگوں کو کس نے اطلاع دی۔ ان کے بھائی ابراہیم معہ اپنے اعزا کی جماعت کے تشریف لائے اور اپنے یہاں کا ایک نزاعی مقدمہ کہ مدت سے نافیصل پڑا تھا، پیش کیا، میں نے حکم شرعی عرض کیا، بحمد اللہ تعالےٰ باتوں ہی باتوں میں باہم فیصلہ ہو گیا ربیع الاول شریف کا ہلال ہم کو یہیں ہوا۔ یہاں سے اونٹ کرایہ کیے گئے۔ نماز عصر پڑھ کر سوار ہونا تھا تمام اسباب قلعہ کے سامنے سڑک پر نکال کر رکھا تھا۔ گنتی کے اونٹوں

کا قافلہ تھا، ہم لوگ سوار ہو گئے اور اسباب وہیں سڑک پر پڑا رہ گیا۔ جب منزل پر پہنچے اب نہ کپڑے ہیں نہ برتن نہ گھی ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ پانچ منزلیں ساتھیوں کے برتنوں اور منازل پر وقتاً فوقتاً خرید حوائج سے گزریں چھٹے دن بحمداللہ تعالےٰ خاک بوس آستان جنت نشاں ہوئے الحمد للہ رب العلمین۔

راہ میں جب منزل پیر شیخ پر پہنچے ہیں منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر۔ تھوڑا۔ جمالوں نے منزل ہی پر رکنا چاہا اور جب تک وقت نماز میں نہ رہتا: میں اور میرے رفقا اتر پڑے، قافلہ چلا گیا۔ کرچ کا ڈول پاس تھا۔ رسی نہیں اور کنواں گہرا۔ عمامے باندھ کر پانی بھرا، وضو کیا۔ بحمداللہ تعالےٰ نماز ہو گئی۔ اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدید ہے۔ اتنے میل پیادہ کیونکر چلنا ہوگا منہ پھیر کر دیکھا تو ایک جمّال محض اجنبی اپنا اونٹ لیے میرے انتظار میں کھڑا ہے حمد الٰہی بجالایا اور اس پر سوار ہوا۔ اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسا لائے کہا شمس شیخ حسین نے تاکید کر دی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا۔ کچھ دور آئے چلے تھے کہ میرا اپنا جمّال اونٹ لیے کھڑا ہے۔ اس سے پوچھا، کہا: جب قافلے کے جمّال نہ ٹھہرے۔ میں نے کہا شیخ کو تکلیف ہوگی۔ قافلہ میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا۔ یہ سب میری سرکار کرم کی وصیتیں تھیں: صلی اللہ تعالیٰ و بارک وسلم علیہ وعلےٰ عترتہ قدر رأفتہ و رحمتہ ورنہ کہاں یہ فقیر، اور کہاں سردار رابغ شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی مزاج جمّال اور ان کی یہ خارق العادات روشیں۔ سرکار اعظم میں حاضری کے دن بدن کے کپڑے میلے ہو گئے تھے اور کپڑے رابغ میں چھوٹ گئے تھے اور ایک یا دو منزل پہلے شب کو ایک کہیں راستہ میں نکل گیا۔ یہاں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا — اور یوں مواجہ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی۔ یہ بھی سرکار ہی کی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلانا چاہا۔

دوسرے دن رابغ سے ایک بدوی پہنچا۔ اونٹ پر سوار اور ہمارا تمام سامان کہ چلتے وقت قلعہ کے سامنے چھوٹ گیا تھا۔ اس پر بار اس نے شیخ حسین کا رقعہ لاکر دیا کہ آپ کا یہ اسباب رہ گیا تھا روانہ کرتا ہوں۔ میں ہر چند ان بدوی صاحب کو آتے جاتے دس منزلوں کی محنت کا نذرانہ دیتا رہا۔ مگر انھوں نے نہ لیا اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید فرما دی تھی کہ شیخ سے کچھ نہ لینا۔

یہاں کے حضرات کرام کو حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان پایا بحمدہٖ تعالےٰ اکتیس روز کی حاضری نصیب ہوئی۔ بارھویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی۔ صبح سے عشاء تک اسی طرح علمائے عظام کا ہجوم رہتا۔ بیرون باب مجیدی مولٰنا کریم اللہ علیہ الرحمۃ تلمیذ حضرت مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی رہتے تھے۔ انکے خلوص کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ حسام الحرمین و دولت المکیۃ پر تقریظات میں انھوں نے بڑی سعی جمیل فرمائی جزاہ اللہ خیرا کثیرا ۔ یہاں بھی اہل علم نے دولت المکیۃ کی نقلیں لیں۔ ایک نقل بالخصوص مولانا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لیے اپنے پاس رکھی۔ میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر و شام و بغداد مقدس وغیرہا کے علماء جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوتے جن کا ذرا بھی زیادہ قیام دیکھتے اور موقع پاتے، ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور تقریظیں لیتے اور بصیغہ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ رحمۃ واسعۃ"۔

علمائے کرام نے یہاں بھی فقیر سے سندیں لیں اور اجازتیں لیں۔ خصوصاً شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی۔ اس فقیر سے خطاب میں یا سیدی فرماتے: میں شرمندہ ہوتا۔ ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں۔ فرمایا: واللہ سید تم ہو۔ میں نے عرض کی: میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا یوں بھی تو سید ہوئے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مولی القوم منھم قوم کا غلام آزاد شدہ انھیں میں سے ہے۔ اللہ تعالےٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا و عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا

فرمائے آمین!

یوں ہی مولانا حضرت سید عباس رضوان و مولانا سید مامون بریلوی و مولانا سید احمد جزائری و مولانا شیخ ابراہیم خربوطی و مفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس و مفتی حنفیہ سابقاً مولانا عثمان غنی بن عبد السلام داغستانی وغیرہم حضرات کے کرم بھولنے کے نہیں۔ ان مولانا داغستانی سے قبا شریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہیں اُٹھ گئے تھے۔ مکہ معظمہ کی طرح زیادہ اہم حسام الحرمین کی تصدیقات تھیں جو بحمد اللہ تعالیٰ بہت خیر و خوبی کے ساتھ ہوئیں، زیادہ زمانہ قیام انھیں میں گزر گیا کہ ہر صاحب پوری کتاب مع تقریظات مکہ معظمہ دیکھتے اور کئی کئی روز میں تقریظ لکھ کر دیتے ــــ مفتی شافعیہ حضرت سید احمد برزنجی نے حسام الحرمین پر چند ورق کی تقریظ لکھی اور فرمایا: اس کتاب کی تائید میں اسے ہمارا مستقل رسالہ کرکے شائع کرنا۔ ایسا ہی کیا گیا۔ حسام الحرمین کا کام پورا ہونے کے بعد دولۃ المکیۃ پر تقریظات کا خیال ہوا ــــ دونوں حضرات مفتی حنفیہ نے مدینہ طیبہ اور قبا شریف میں تقریظیں تحریر فرمائیں تیسری باری مفتی شافعیہ کی آئی۔ یہ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے، یہ ٹھہری کہ اُن کے داماد سید عبد اللہ صاحب کے مکان پر اس کتاب کے سننے کی مجلس ہو، عشاء کہ وہاں اول وقت ہوتی ہے پڑھ کر بیٹھے، میں نے کتاب سنانی شروع کی۔ بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت جرأت کے ساتھ مسکت جواب دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمتِ شان کے سبب ناگوار ہوئے، جا بجا ان کا ذکر میں نے الفیوض الملکیہ حاشیہ دولۃ المکیۃ میں کر دیا ہے۔ بارہ بجے جلسہ ختم ہوا اور مفتی صاحب کے قلب میں جو اُن جوابوں کا غبار رہا۔ مجھے بعد کو معلوم ہوا، اس وقت اگر اطلاع ہوتی میں معذرت کر لیتا۔ ایک رات اُنکے شاگرد شیخ عبد القادر طرابلسی شلبی کہ مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل میں کچھ الجھنے لگے۔ حامد رضا خاں نے انھیں جواب دیئے جن کا وہ جواب نہ دے سکے اور وہ بھی سینہ میں غبار لے کر اُٹھے۔ مجھے معلوم ہو گیا تھا جس کی میں نے کوئی پرواہ نہ کی ــــ

انصاف پسند تو اس کے ممنون ہوتے ہیں جو انھیں صواب کی راہ بتائے نہ یہ کہ بات سمجھ لیں، جواب نہ دے سکیں اور بتانے سے رنجیدہ ہوں، اور فقیر کو متواتر ناسازیوں کے بعد مکہ معظمہ میں جو کئی مہینے گزرے واللہ اعلم۔ وہ کیا بات تھی جس نے حضرات کرام مدینہ طیبہ کو اس ذرۂ بے مقدار کا مشتاق بنا رکھا تھا یہاں تک کہ مولنا کریم اللہ صاحب فرماتے تھے کہ علماء تو علماء اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں، اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں واللہ یہ لفظ تھا کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور تمھارے پاس علماء کا یہ ہجوم ہے۔ میں نے عرض کی: میرے سرکار کا کرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

کریماں کہ در فضل بالا ترند　　　سگاں پرورند و چناں پرورند

اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں　　　ہمسوں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں

ایام اقامت سرکار اعظم میں صرف ایک بار مسجد قبا شریف کو گیا اور ایک بار زیارت حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حاضر ہوا۔ باقی سرکار اقدس ہی کی حاضری رکھی۔ سرکار کریم ہیں: اپنے کرم سے قبول فرمائیں اور خیریت ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں ؎　　　ہم کو مشکل ہے انھیں آسان ہے

رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آئے ہیں پابرکاب ہوں اس وقت تک علماء کو اجازت نامے لکھ کر دیئے وہ سب تو الاجازات المتینۃ میں طبع ہو گئے اور یہاں آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آیا کیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے یہ درج رسالہ نہیں چلتے وقت حضرات مدینہ کریمہ نے بیرون شہر دور تک مشایعت فرمائی، اب مجھ میں طاقت تھی ان کی معاودت تک میں بھی پیادہ ہی رہا۔ اونٹ جدہ کے لیے کیے تھے، اب موسم سخت گرمی کا آگیا تھا اور بارہ منزلیں۔ منزل پر ظہر کی، نماز کہ ٹھیک زوال ہوتے ہی پڑھتا تھا اور معاً قافلہ روانہ ہوتا تھا، سر پر آفتاب اور پاؤں نیچے گرم ریت یا پتھر۔ اللہ تعالےٰ مولوی نذیر احمد کا بھلا کرے فرضوں میں تو مجبور تھے؛ کہ خود بھی مستورک جماعت ہوتے مگر جب میں سنتوں کی نیت باندھتا چھتری لے کر

سایہ کرتے، جب پہلی رکعت کے سجدے میں جاتا پاؤں کے نیچے اپنا عمامہ رکھ دیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلیں۔ ابتدا میں یوں نہ کرسکتے تھے کہ میں عمامہ رکھنا درکنار نماز میں چھتری لگانے پر بھی ہرگز راضی نہ ہوتا، انھوں نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس سفر مبارک میں بلا طمع بلا معاوضہ محض اللہ و رسول کے لیے جیسے آرام دیئے اللہ تعالیٰ ان کا اجر عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے آمین۔

جدہ پہنچکر جہاز تیار ملا۔ بمبئی کے ٹکٹ بٹ رہے تھے، خریدے اور روانہ ہوئے۔ جب عدن پہنچے معلوم ہوا کہ جہاز والے نے کہ رافضی تھا دھوکا دیا، عدن پہنچکر اعلان کیا کہ جہاز کراچی جائے گا۔ ہم لوگوں نے قصد کیا کہ اتر لیں اور بمبئی جانے والے جہاز میں سوار ہوں۔ اتنے میں انگریز ڈاکٹر آیا اور اس نے کہا: بمبئی جانے والوں کو قرنطینہ میں رہنا ہوگا۔ ہم نے کہا اس مصیبت کو کون جھیلے اس سے کراچی ہی بھلی۔ راستہ میں طوفان آیا اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولیٰ تعالیٰ نے ہر طرح امان رکھی۔

جب کراچی پہنچے ہیں ہمارے پاس صرف دو روپے باقی تھے اور اس زمانے تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا۔ جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چونگی کی چوکی، جس پر انگریزیا کوئی گورا نوکر اسباب کثیر، یہاں محصول تک دینے کو نہیں ہر چیز کی تعلیم وارشاد فرمانے والے پر بے شمار درود وسلام! ان کی ارشاد فرمائی ہوئی، دعا پڑھی وہ گورا آیا اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کہا۔ ہم نے شکر الٰہی کیا اور بارہ آنے دے دیئے۔ چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا اور کہا نہیں نہیں اسباب دکھاؤ، سب صندوق وغیرہ دیکھے اور پھر بارہ آنے کہہ کر چلا گیا — پھر واپس آیا اور سب صندوق کھلوا کر اندر سے دیکھے اور پھر بارہ آنے ہی کہے اور رسید دے کر چلا گیا۔ اب سوا روپیہ باقی رہا، اس میں سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خاں کو تار دیا، تاکہ دو سو روپیہ بھیجیں۔ یہاں وہ تار مشتبہ ٹھہرا کہ بمبئی سے آتا کراچی

سے کیسا آیا۔ بارہ، روپے پہنچ گئے۔ بمبئی کے احباب وہاں لے جانے پر مصر ہوئے۔ وہاں جانا پڑا۔ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب وغیرہ احباب احمد آباد کو اطلاع ہوئی۔ آدمی بھیجے، باصرار احمد آباد لے گئے۔ سواریوں کو بمبئی سے محمد رضا خاں و احمد رضا خاں کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔ میں ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینے بعد مکان پر پہنچا۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کو بفضلہ تعالیٰ جب شدید ذلتیں اور ناکامیاں ہوئیں المرجفون فی المدینۃ کی وراثت سے یہاں یہ اڑا رکھی تھی کہ معاذ اللہ فلاں قید ہو گیا۔ بمبئی آکر یہ خبر سنی۔ احباب نے مجلس بیان منعقد کی اور چاہا کہ اس کی نسبت کچھ کہہ دیا جائے۔ واحد قہار نے ان کا کذب خود ہی سب پر روشن فرما دیا تھا، مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہاں اتنا ہوا کہ آیہ کریمہ: اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا کا بیان کیا اور اس میں فتح مکہ مکرمہ اور اس سے پہلے صلح حدیبیہ کی حدیث ذکر کی اس میں کہا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرما کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ بھیجا۔ یہاں انھیں دیر لگی کافروں نے اڑا دیا کہ وہ مکہ میں قید کر لیے گئے۔ میرے آنے سے پہلے ہی اطراف سے لوگوں نے مولٰنا عبدالحق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو استفسار واقعات کے خطوط لکھے جسکے جواب انھوں نے وہ دیئے کہ سنیوں کا دل باغ باغ ہو گیا، اور وہابیوں کا کلیجہ داغ داغ والحمد للہ رب العالمین۔ ان میں سے بعض جواب میرے دیکھنے میں آئے جن میں فرمایا ہے کہ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے اسکو تو مکہ معظمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ وہابیہ کی تو کیا شکایت کہ وہ اعدا ہیں اور کیوں نہ میرے دشمن ہوں کہ میرے مالک و مولیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں ان کے افتراؤں نے بعض جاہل کچے سنیوں کو بھی میرے مخالف کر دیا تھا: یہ بہتان لگا کر کہ یہ معاذ اللہ حضرت شیخ مجدد کو کافر کہتا ہے اور جب مکہ معظمہ میں علم غیب کا مسئلہ بفضلہ تعالیٰ باحسن وجوہ روشن ہو گیا۔ علم الٰہی اور علم نبوی کا غیر متناہی فرق میں نے ظاہر کر دیا تو اب یہ جوڑی کہ حبا ذ باللہ

یہ قدرت نبوی کو قدرت الٰہی کے برابر کہتا ہے۔ کچھ ناسمجھ لوگ آیۂ کریمہ : یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ پر عمل نہ کرنے والے ان کے داؤں میں آ گئے۔ مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے یہاں کچھ دخیل تھے ایک مدرسہ کے نام سے ہندوستان وغیرہ سے چندہ منگاتے، یہ بھی انہیں کذابوں کی باتوں سے متاثر ہوئے۔ میں ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھا۔ یہاں جو فتح وظفر مولےٰ تعالےٰ نے مجھے عطا فرمائی اور پھر میرے عزم حاضری سرکار اعظم کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی۔ اُن صاحب نے اپنے زعم پر کہ مجازی حاکم شہر کے یہاں رسائی ہے یہ لفظ فرمائے کہ وہاں تو اس نے اپنا سکہ جما لیا آنے دو، یہاں آتے ہی قید کرا دوں گا — مولےٰ عزوجل کی شان میری سرکار سے ان کو یہ جواب ملا کہ میں ابھی مکہ معظمہ میں ہی ہوں ان کی نسبت دھوکے سے چندے منگانے کا دعوےٰ ہوا، اور جیل بھیج دیئے گئے۔ جب میں حاضر ہوا ہوں وہ میعاد کاٹ کر آ چکے تھے، مسجد کریم میں مجھ سے ملے اور فرمایا میں تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا : علماء عظماء کی تشریف آوری کا ہجوم آپ دیکھتے ہیں مجھے تنہائی نصف شب کو ملتی ہے کہا : میں اسی وقت آؤں گا۔ میں نے کہا اس وقت بندش ہوتی ہے کہا میری بندش نہ ہوگی : تشریف لائے اور کلمات استمالت و استعفا کے فرمائے۔ میں نے معاف کیا اور میرے دل میں بحمدہ تعالےٰ اس کا کچھ غبار بھی نہ تھا۔ پھر ہندوستان تشریف لا کر بھی مجھ سے ملے، اظہار نام کی ضرورت نہیں ع

چو باز آمدی ماجرا در نوشت

یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آتے جاتے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات روزانہ تاریخ وار قلمبند کرتے تو اللہ و رسول کی بے شمار نعمتوں کی عمدہ یادگار ہوتی۔ ان سے رہ گیا اور مجھے بہت کچھ سہو ہو گیا، جو یاد آیا بیان کیا۔ نیت کو عزوجل جانتا ہے : قَالَ تَبَارَکَ وَ

تعالیٰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ : اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کر، یہ برکات ہیں، ان دعاؤں کی کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین۔

مؤلف : ایک صاحب شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالے علیہ کے عرس میں بریلی تشریف لائے تھے۔ اعلیٰ حضرت مدظلہٗ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے، اور کچھ اشعار نعت شریف سنانے کی درخواست کی، استفسار فرمایا: کس کا کلام ہے۔ انھوں نے بتایا: اس پر ارشاد فرمایا: سوا دو کے کلام کے کسی کا کلام میں قصداً نہیں سنتا، مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام — اوّل سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے۔ البتہ مولانا کافی کے یہاں لفظ رعنا کا اطلاق جابجا ہے اور یہ شرعاً محض ناروا و بےجا ہے۔ مولانا کو اس پر اطلاع نہ ہوئی، ورنہ احتراز فرماتے۔ حسن میاں مرحوم کے یہاں بقضلہٖ تعالےٰ یہ بھی نہیں: ان کو مَیں نے نعت گوئی کے اصول بتا دیئے تھے؛ ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیار اعتدال پر صادر ہوتا جہاں شبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے، ایک غزل میں یہ شعر خیال میں آیا ؎

خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت   خدا ہو کے آتا یہ بندہ خدا کا

میں نے کہا ٹھیک ہے یہ شرطیہ ہے جس کے لیے مقدم اور تالی کا امکان ضرور نہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝

"اے محبوب تم فرما دو کہ اگر رحمٰن کے لیے کوئی بچہ ہوتا تو اسے سب سے پہلے میں پوجتا۔"

ہاں شرط وجزا میں علاقہ چاہیے وہ اسی آیۂ کریمہ کی طرح یہاں بھی بروجہ حسن حاصل ہے بلاشبہ جتنے فضائل وکمالات خزانہ قدرت میں ہیں، سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ :

"اللہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کرے گا"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں :

ہر نعمتیکہ داشت خدا شد براو تمام

میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اسے یاد رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لیے معیار کامل ہے وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار ہی طور پر ہوتا ہے۔ یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں یا دے سکتا ہے مگر بخل مانع ہے یا جسے نہ دی وہ اس کا اہل نہ تھا یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد اسے کوئی اور محبوب ہے اس کے لیے بچا رکھی الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں، باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالےٰ اکرم الاکرمین ہر جود سے بڑھ کر جواد اور حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہر فضل و کمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولےٰ عزوجل نے سب اعلیٰ وجہ کمال پر حضور کو عطا فرمائیں، اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا۔ جیسے ارشاد ہوا :

لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ

"اگر ہم بیٹا چاہتے تو ضرور اپنے پاس سے اگر ہمیں کرنا ہوتا گویا ارشاد ہوتا ہے اے نصرانیو تم مسیح کو اور یہودیو تم عزیر کو اور عرب کے مشرکو تم ملٰئکہ کو ہماری اولاد ٹھہراتے ہو ہمیں اگر اپنے لیے بیٹا بنانا ہوتا تو انھیں کو نہ بناتے جو سب سے زیادہ ہمارے مقرب ہیں یعنی محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میری اجازت کے بعد حسن میاں مرحوم نے یہ شعر داخل غزل کیا اور مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا

بھلا ہے حسن کا جناب رضا سے — بھلا ہو الٰہی جناب رضا کا

غرض ہندی نعت گویوں میں ان کا کلام ایسا ہے۔ باقی اکثر دیکھا گیا ہے کہ قدم ڈگمگا جاتا ہے اور حقیقتہً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جسکو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے۔ جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔

غرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے (پھر فرمایا، مولانا کافی علیہ الرحمۃ کی زیارت آٹھ برس کی عمر میں مجھے خواب میں ہوئی — میری پیدائش کے گیارہ مہینے بعد مولانا کو پھانسی ہوئی پچھلی غزل میں ایک مصرعہ یہ بھی کہا تھا ع

بلبلیں اُڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

میں نے اپنے منجھلے بھائی حسن میاں مرحوم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ اپنی مسجد کی فصیل شمالی پر مسجد میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اور یہ مسجد کی منتہائے حد جنوبی سے میری طرف خوش خوش آرہے ہیں۔ ہاتھ میں ایک بہت طویل کاغذ ہے وہ مجھے دکھانے لائے اور کہتے ہیں نو باتیں بہت ہی اعلیٰ درجہ پر قبول ہوئیں، تفصیل نہ معلوم ہوئی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔

عرض۔ حضور طلب اور بیعت میں کیا فرق ہے؟

ارشاد۔ طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنے پورے طور سے بکنا۔ بیعت اس شخص سے کرنا چاہیئے جس میں یہ چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی:

اولاً: سنی صحیح العقیدہ ہو۔

ثانیاً: کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے۔

ثالثاً: اس کا سلسلہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک متصل ہو کہیں

منقطع نہ ہو۔

رابعًا: فاسق معلن نہ ہو،

(اسی سلسلۂ بیان میں ارشاد ہوا کہ:)

لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں، بیعت کے معنے نہیں جانتے۔ بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا: اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں۔ اُن مرید نے عرض کی: یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے، اور ان کو نکال لیا۔

عرض: حضور کے زمانہ میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی۔

ارشاد: خود حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ابن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی، جہاد کو جارہے تھے۔ پہلی بار فرمایا: سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بیعت کی۔ تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا: سلمہ تم بیعت نہ کرو گے۔ عرض کی: حضور ابھی کر چکا ہوں، فرمایا وایضًا: پھر بھی۔ انھوں نے پھر بیعت کی۔ آخر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے، پھر ارشاد ہوا: سلمہ تم بیعت نہ کرو گے۔ عرض کی یارسول اللہ! میں دوبارہ بیعت کر چکا۔ فرمایا: وایضًا پھر بھی! غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی، ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا۔ ایک بار عبدالرحمٰن فاری کہ کافر تھا، اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا، چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا، اسے قرأت سے فاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی فارہ سے تھا، سلمہ رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جاکر ایک آواز دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں، تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے

اور یہ اکیلے، وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مددان کے ساتھ، اس محمدی شیر کے سامنے انھیں بھاگتے ہی بنی۔ اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں۔ انا سلمۃ ابن الاکوع والیوم یوم الرضع: میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمھاری ذلت خواری کا دن ہے۔ ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے، دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہوگیا۔ گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہوکر بھاگیں گے، یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انھیں جہنم پہنچاتے۔ یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انھوں نے آرام فرمایا دن ہونے پر وہ اتر کر چلے وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی، یہ قتل وتعاقب کرتے کرتے تھک گئے، اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی ہو — جب دامن گرد پھٹا، تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابو قتادہ مع دیگر صحابہ رضی اللہ تعالٰے عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں۔ اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔

ابو قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فارس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا۔ یعنی لشکر حضور کے سوار۔ جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کو راجل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم: یعنی لشکر اقدس کے پیادے ابو قتادہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اسد من اسد اللہ ورسولہ فرمایا: اللہ ورسول کے شیروں میں سے ایک شیر، ان کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی، تھان پر بندھا ہوا چمکا۔ انھوں نے چمکارا پھر چمکا۔ فرمایا: واللہ کہیں جہاد ہے۔ گھوڑا کس کر سوار ہوئے اب یہ تو معلوم نہیں کدھر جائیں، باگ چھوڑ دی اور کہا: جدھر تو جانتا ہے چل — گھوڑا اڑا اور یہاں لے آیا۔

اس عبد الرحمن فزاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہو لیا تھا یہ وقت اُس کے اس پورا ہونے کا آیا۔ وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی۔ انہوں نے قبول فرمائی، اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو دے مارا، خنجر لے کر اس کے سینہ پر سوار ہوئے۔ اُس نے کہا: میری بی بی کے لیے کون ہوگا!۔ فرمایا: نار، اور اس کا گلا کاٹ دیا۔ سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جابجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالٰے عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے، سب لا کر حاضر بارگاہِ انور کیا۔

عرض۔ مجلس سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں سماع جائز ہو تو وجد والوں کا رقص جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد۔ اگر وجد صادق ہے اور حال غالب اور عقل مستور اور اس عالم سے دور تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں ع

کہ سلطان نگیرد خراج از خراب۔

اور اگر بہ تکلف وجد کرتا ہے تو تثنی اور تکسر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے اگر ریا و اظہار کے لیے ہے تو جہنم کا مستحق ہے اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بہ نیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن و محمود ہے۔ نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ: "جو کسی قوم کا مشابہ بنے وہ انہیں میں سے ہے"

اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِنْهُمْ فَتَشَبَّهُوْا ۔ اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

عرض اگر کوئی تنہا خشوع کے لیے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ ریا ہے یا کیا۔

ارشاد۔ یہ بھی ریا ہے کہ دل میں نیت غیر خدا ہے یہاں ایک حدیث نہایت دلکش بیان کرتا ہوں کہ اس مسئلہ سے متعلق ہے۔ عادت کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقد احوال فرماتے مثلاً ایک شب نماز تہجد میں صدیق

اکبر برگز فرمایا: صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے۔ انھیں دیکھا کہ جا بجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں صبح ہر ایک سے اس کے طریقے کا سبب دریافت فرمایا۔ صدیق نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْمَعْتُ مَنْ اُنَاجِیْہِ: میں جس سے مناجات کرتا ہوں اسے سنا لیتا ہوں'

یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں، فاروق نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَطْرُدُ الشَّیْطَانَ وَاُوْقِظُ الْوَسْنَانَ: میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں'

یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی بھاگے گا اور تہجد والوں میں جس کی آنکھ نہ کھلی ہو، جاگ کر پڑھے گا، اس لیے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں۔"

حضرت بلال نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَلَامٌ طَیِّبٌ یَجْمَعُ اللّٰہُ بَعْضَہٗ مَعَ بَعْضٍ۔ پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے۔

اس کا مطلب فقیر کی سمجھ میں یہ ہے۔ گویا عرض کرتے ہیں کہ قرآن عظیم ایک لہلہاتا باغ ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول قسم قسم کے میوے درِ منثور کی طرح متفرق پھیلے ہوئے ہیں: کہیں حمد ہے کہیں ثنا ہے کہیں ذکر کہیں دعا کہیں خوف کہیں رجا کہیں نعت حبیب خدا وغیرہا مطالب جدا جدا۔ جانب الٰہی سے جس وقت جس طرح کی تجلی وارد ہوتی ہے اسی کے مناسب آیات متفرق مقامات سے جمع کر کے پڑھتا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کُلُّکُمْ قَدْ اَصَابَ: "تم سب ٹھیک پڑھو"

مگر اے صدیق تم قدرے آواز بلند کرو، اور اے فاروق تم قدرے پست؛ اور

اے بلال، تم سورت ختم کر کے دوسری سورت کی طرف چلو۔

اسی طرح ایک شب تہجد میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا پڑھنا سُنا ۔ ان کی آواز نہایت دلکش، ان کا لہجہ کمال دلکشا تھا۔ ارشاد ہوا: انہیں داؤد علیہ السلام کے الحانوں سے ایک الحان ملا ہے۔ صبح ان کے پڑھنے کی تعریف فرمائی۔ انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سن رہے ہیں تو اور زیادہ بنا کر پڑھتا۔ میں کہتا ہوں یہ جگہ ہے کہ وہابیت کا زہرا شق ہو جائے۔ ریا حرام ہے بلکہ اسے شرک فرمایا۔ ؎

اگر روئے اطاعت ترا در خدا است
اگر جبرئیلت نہ بیند روا است

اور ریا نہیں مگر غیر خدا کے لیے تصنع، یہاں یہ صحابی خود حضور میں عرض کر رہے ہیں کہ میں حضور کے لیے اور زیادہ بنا کر پڑھتا، اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکار نہیں فرماتے تو ثابت ہوا کہ حضور کے لیے بنانا غیر خدا کے لیے بنانا نہیں خدا ہی کے لیے ہے کہ حضور کا معاملہ اللہ ہی کا معاملہ ہے۔ کعب بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ عرض کرتے ہیں:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ مِنْ تَمَامِ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ صَدَقَۃً اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
"یارسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ اپنے مال سے باہر آؤں سب اللہ و رسول کے نام پر تصدق کر دوں"

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا عرض کرتی ہیں:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تُبْتُ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ؛ "یارسول اللہ! میں اللہ اور رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں"

اس قسم کی بہت آیات واحادیث میری کتاب الامن والعلے میں ملیں گی جس سے ثابت ہوگا کہ حبیب کا معاملہ غیر خدا کا معاملہ نہیں، اللہ ہی کا معاملہ ہے مگر وہابیہ کو عقل و ایمان نہیں۔ بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مذکورہ حدیث سے بیچ آیت کا

بھی جواز ثابت ہوا کہ وہ متفرق مقام سے آیات پڑھتے تھے اور ارشاد ہوا تم ٹھیک پڑھو اور آگے جو انھیں تعلیم فرمائی اس سے اتنا ثابت ہوا کہ نماز میں اولیٰ یوں ہے۔

عرض حضور فنافی الشیخ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد۔ یہ خیال رہے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کرکے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت سے فیوض وانوار قلب شیخ پر فائض ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں، پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ شجر و حجر و در و دیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی، یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی اور پھر ہر حال اپنے ساتھ پاؤ گے۔

حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی کہیں تشریف لے جاتے تھے، راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی۔ یہ نظر اول تھی، بلاقصد تھی۔ دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی، اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہو کر انہیں سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں، سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے دوسری سے ہمبستری کی، یہ نہیں چاہیئے۔ عرض کیا: حضور اس وقت وہ سوتی تھی۔ فرمایا: سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا: کہ حضور کو کس طرح علم ہوا۔ فرمایا۔ جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا: ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔

عرض۔ بچوں کی بیعت کس عمر میں ہو سکتی ہے۔

ارشاد۔ اگر ایک دن کا بچہ ہو، ولی کی اجازت سے بیعت ہو سکتا ہے۔

عرض۔ اثبات ہلال میں تار پر اعتماد ہوگا یا نہیں!

ارشاد۔ میرا رسالہ ازکی الاھلال ملاحظہ فرمائیے جس میں بدر کی طرح روشن کیا ہے کہ رویت ہلال میں تار اور خط کی خبر معتبر نہیں لیکن گنگوہی صاحب نے

معتبر مانی اور اپنے علم وفہم کی بانگی دکھانے کو اس پر یہ استدلال مضحکہ اطفال کہ اشا کہ تحریر معتبر ہے اور تحریر قلم سے ہو یا طویل بانس سے ہر طرح تحریر ہے تو گویا ان بزرگوار کے نزدیک تار بھیجنے والا اتنے لمبے بانس سے کچھ لکھ دیا کرتا ہے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ ان کا یہ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے اور عقلاً ونقلاً باطل ومردود ہے۔ اول تو یہاں تحریر ہی کہاں دوم خط خود کتب معتبر کتابوں میں تصریح ہے: اَلْخَطُّ یُشْبِہُ الْخَطَّ اور اَلْخَطُّ لَا یُعْمَلُ بِہٖ۔ سوم آپ کے یہ کے اس سیکڑوں میل کے طویل بانس سے وہ خبر بھیجنے والا نہیں لکھتا کہ اس کا خط آپ کے نزدیک معتبر ہو بلکہ یہ شیطان کی آنت بانس تار بابو کے ہاتھ میں ہے جو محض مجہول اور اکثر کفار اس کا نام مفتی گری ہے، آدمیاں گم شدند"

عرض۔ حضور قطب کی طرف پاؤں کرنے کی کیا ممانعت فرمائی گئی ہے!

ارشاد۔ یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے۔ قطب عوام میں ایک ستارے کا نام ہے کہ قطب شمالی کے قریب ہے تو تارے تو چاروں طرف ہیں کسی طرف پاؤں نہ کرے۔ (اسی تذکرہ میں فرمایا) حضرت سیدی ابراہیم ادھم مسجد میں پاؤں پھیلائے بیٹھے تھے۔ غیب سے ندا آئی: ابراہیم کیا بادشاہوں کے حضور یوں ہی بیٹھتے ہیں اسوقت سے جو پاؤں سمیٹے تو تختے ہی پر پھیلے کبھی سوتے میں بھی نہ پھیلائے،

عرض۔ دستر خوان پر اگر اشعار وغیرہ لکھے ہوں تو اس پر کھانا جائز ہے!

ارشاد۔ ناجائز ہے۔

عرض۔ اگر برتن میں آیات وغیرہ لکھی ہوں تو اس میں کھانا کیسا ہے۔

ارشاد۔ اگر بغرض استشفا ہے تو حرج نہیں لیکن بلا وضو، ورنہ اجازت نہیں

عرض۔ اگر معتکف کسی معقول وجہ سے مسجد ہی میں وضو کرے تو اسے اجازت ہوگی۔

ارشاد۔ نہیں، مگر جب کہ وہ باحتیاط اس طرح وضو کرے کہ اس کے وضو کی چھینٹ مسجد میں نہ گرے کہ اس کی سخت ممانعت ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ فصیل پر وضو

کیا اور ویسے ہی ہاتھ جھٹکے، فرش مسجد میں پہنچ گئے۔ یہ ناجائز ہے۔ میں نے ایک بار بغیر برتن کے خاص مسجد میں وضو جائز طور پر کیا، وہ یوں کہ پانی موسلا دھار پڑ رہا تھا اور میں معتکف۔ جاڑوں کے دن تھے، میں نے توشک بچھا کر اور اس پر لحاف ڈال کر وضو کرلیا۔ اس صورت میں ایک چھینٹ بھی مسجد کے فرش پر نہ پڑی پانی جتنا وضو کا تھا توشک اور لحاف نے جذب کرلیا۔

عرض۔ حضور مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا اس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے۔

ارشاد۔ جمہور حنفیہ کا یہی مسلک ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل اور یہی مذہب امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے۔ ایک صحابی نے کہا: مکہ معظمہ افضل ہے۔ فرمایا: کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ انھوں نے کہا واللہ بیت اللہ وحرم اللہ۔ فرمایا میں بیت اللہ اور حرم اللہ میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے کہا: بخدا خانہ خدا وحرم خدا۔ فرمایا: میں خانہ خدا وحرم خدا میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ وہ وہی کہتے رہے اور امیرالمومنین یہی فرماتے رہے اور یہی میرا مسلک ہے۔ صحیح حدیث میں ہے: نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ: مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔

دوسری حدیث نص صریح ہے کہ فرمایا:

اَلْمَدِیْنَۃُ اَفْضَلُ مِنْ مَّکَّۃَ "مدینہ مکہ سے افضل ہے"۔

در تفاوت ثواب کا جواب باصواب شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب دیا کہ مکہ میں کمیت زیادہ ہے اور مدینہ میں کیفیت یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر افزوں۔ جیسے یوں سمجھیں کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ھزار

اشرفیاں، گنتی میں وہ دونے ہیں اور مالیت میں یہ دس گنی۔ مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب۔ مدینہ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں۔ اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں، عجب نہیں کہ حدیث میں خَیْرٌ لَّھُمْ کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔

مؤلف ۔ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کا ذکر تھا، اُنکے محاسن کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: قیامت قریب ہے، اچھے لوگ اٹھتے جاتے ہیں جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا (پھر فرمایا) امام بخاری نے انتقال فرمایا۔ نوّے ہزار شاگرد محدث، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا، اور ایک ہزار مجتہدین اپنے شاگرد چھوڑے۔ محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل اور اب ہزار مرتے ہیں اور ایک بھی نہیں چھوڑتے۔ امام بخاری نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی مگس رانی کر رہا ہوں۔ خواب دیکھ کر پریشان ہوئے کہ مکھی تو جسم اقدس پر بیٹھتی نہ تھی۔ علماء نے تعبیر فرمایا: بشارت ہو تمھیں کہ احادیث میں جو غلط ہو گیا ہے تم اسے پاک و صاف کرو گے۔

عرض ۔ حضور احادیث میں غلط کس نے کر دیا، اس کی کیا وجہ ہوئی۔

ارشاد ۔ خدا ناترسوں نے اکثر احادیث میں کچھ کا کچھ کر دیا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے مجلس وعظ میں بڑی لمبی چوڑی حدیث پڑھی جس کی شروع سند میں تھا: حدثنا احمد بن حنبل ویحیی بن معین: احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے ہم سے حدیث بیان کی۔ اتفاق کی بات کہ یہ دونوں حضرات اُس وقت وہاں تشریف فرما تھے۔ باہم ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کے رہ جاتے، جب وہ ختم کر چکا، یحییٰ بن المعین نے اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: احمد یہ ہیں اور یحییٰ میں، ہم نے خواب میں بھی یہ حدیث جو تم نے پڑھی نہیں بیان کی۔ ہوں میں سنا

کرتا تھا کہ ابن حنبل و ابن معین کم عقل ہیں، آج مجھے اس کا یقین ہوا، ساتھ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن المعین ہیں جن سے میں حدیث روایت کرتا ہوں۔ یہ تمسخر کرتا ہوا چلا گیا (اسی سلسلے میں فرمایا کہ) پہلی مرتبہ کی حاضری حرمین الطیبین میں ایک کٹر وہابی نے خاص کر کعبہ معظمہ میں مجھ سے آکر کہا کہ آپ میلاد شریف میں قیام کرنے کے لیے بہت زور دیتے تھے اور کہتے تھے کہ عرب شریف میں عام طور سے قیام ہوتا ہے، یہاں شیخ العلماء احمد زین دحلان قیام کو منع کرتے ہیں۔ میں نے کہا شیخ العلماءؒ کا دولت کدہ یہاں سے چند قدم ہے چلو ہم دریافت کراویں۔ ہر چند اصرار کیا زمین پکڑ کر بیٹھ گیا، معتزلیوں کی یہ جرأت ہوتی ہے۔ میں نے کہا کاش! مکہ معظمہ سے باہر جا کر بلکہ جہاز میں سوار ہو کر یہ افترا کیا ہوتا کہ تصدیق کے لیے واپس آنا دشوار ہوتا شیخ العلماء کے زیر دیوار بیٹھ کر ایسا جیتا افترا مگر اس حیادار کو کچھ اثر نہ ہوا، اٹھ کر چلا گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ حضرت شیخ العلماء خود قیام فرماتے ہیں استحسان قیام میں ان کے متعدد فتوے ہیں۔ فتاوی کے علاوہ ان کی کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوھابیہ میں اس کی جلیل تصریح ہے اور سیرۃ نبویہ میں اس سے بھی روشن تر[1]

عرض ۔ واقعی اگر منہ بند ہوا ہے تو حضور ہی کی ذات با برکات سے ۔ دل میں (معلوم کیا کیا) کہتے ہوں گے۔

---

[1] ۔ سیرۃ نبویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: جرت العادۃ ان الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم یقومون تعظیماً لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد فعل ذلک کثیر من علماء الامۃ الذین یقتدی بھم یعنی عادت جاری ہو گئی ہے کہ لوگ جب ذکر ولادت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں تو حضور اکرم و اعظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں اور قیام بہت بہتر اور مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور امت کے بڑے بڑے علماء نے ایسا کیا جن کی پیروی کی جاتی ہے۔

ارشاد - اس کا کیا خوف، دل میں کیا برملا فحش گالیاں دیتے ہیں بعض خبثا تو مغلظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں۔ پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں - مجھے اس کی پرواہ نہیں، اس سے زیادہ میری ذات پر حملہ کریں، میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے دین کی سپر بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے گالیاں دیتے، برا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص سے باز رہتے ہیں - ادھر سے کبھی اسکے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا، اور نہ کچھ برا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت ان کی عزت پر نثار ہی ہونے کے لیے ہے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا:

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَذًى كَثِيْرًا - البتہ تم مشرکوں اور اگلے کتابیوں سے بہت کچھ برا سنو گے "

بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین و صحابہ و تابعین تو مخالفین کے سب وشتم سے بچے نہیں یہ در کنار رب اللہ واحد قہار اور اس کی پیارے حبیب و محبوب احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا چاہی، انھیں عیب لگائے تو اور کوئی کس گنتی میں -

ایک صاحب ولایت نے حضرت محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضری کا منزل دور دراز سے قصد فرمایا: راہ میں جس سے حضرت محبوب الٰہی کا حال دریافت فرماتے لوگ تعریف ہی کرتے، انھوں نے اپنے دل میں کہا میری محنت ضائع ہوئی - کہ یہ اگر حق گو ہوتے لوگ ضرور ان کے بدگو ہوتے جب دہلی قریب رہی انھوں نے لوگوں سے پوچھا - اب مذمتیں سنیں کوئی کہتا: وہ دہلی کا مکار ہے کوئی کچھ کہتا - انھوں نے کہا الحمد للہ میری محنت وصول ہوئی -

حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی: الٰہی مجھے ایسا کر کہ کوئی مجھے برا نہ کہے ارشاد باری ہوا: اے یحییٰ یہ میں نے اپنے لیے

تو کیا نہیں، کوئی میرا شریک بناتا ہے، کوئی فرشتوں کو میری بیٹیاں بتاتا ہے کوئی میرے لیے بیٹے ٹھہراتا ہے۔ لیکن نبی کی دعا خالی نہیں جاتی۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام و عیسےٰ علیہ السلام کو برا کہنے والے موجود ہیں لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ایک بھی برا کہنے والا نہیں۔ قادیانی سے بدزبان کو دیکھو سیدنا عیسےٰ علیہ السلام کی کیسی توہینیں کرتا ہے یہاں تک انھیں اور ان کی ماں صدیقہ بتول طاہرہ کو فحش گالیاں تک دیتا ہے۔ چار سو انبیاء کو صاف جھوٹا لکھا جنٹے کہ دربارہ حدیبیہ، خود شانِ اقدس حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر ناپاک حملہ کیا مگر یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہی کی۔

(یہ فرما کر ارشاد فرمایا) کیا اس پر بھی بعض احمق سختی کا الزام دیتے ہیں۔ اللہ و رسول کو گالیاں دینا تو کوئی بات ہی نہ ہو، نہ وہ سختی ہے نہ بے تہذیبی ہے نہ کوئی بری بات، ادھر سے ان کی اس ناپاک حرکت پر کافر کہا۔ اور بس! سختی و بے تہذیبی سب کچھ ہو گئی — ہاں ہاں! اللہ و رسول کی شان میں جو گستاخی کریگا اسے ضرور کافر کہا جائیگا کسے باشد اور واللہ کہ میں یہ اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ و رسول جل وعلا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے احکام بیان کرتا ہوں، میں تو ان کا چپراسی ہوں۔ چپراسی کا کام ہی سرکاری حکمنامہ پہنچانا ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا، اللہ کے کرم سے امید کہ وہ قبول فرمائے آمین!

عرض :- حضور علم ما کان و ما یکون حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے مگر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ فرمایا گیا تو شعر کا علم نہ ہوا۔

ارشاد - جب علم کسی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ ملکہ واقتدار جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں گھوڑے پر چڑھنا جانتا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کا جو مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں ہے بلکہ یہ کہ قدرت رکھتا ہے یا یہ کہ گھوڑے پر چڑھنا نہیں جانتا تو یہ مطلب نہیں کہ جو اس کا مفہوم ہے وہ اسکے

ذہن میں نہیں کہ غیر کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو اس کا مفہوم اس نے ضرور جانا، باقی قدرت نہیں رکھتا، حدیث میں ارشاد ہوا:

عَلِّمُوْا اَبْنَائَکُمُ الرَّمْیَ وَالسِّبَاحَۃَ: اپنے بیٹوں کو تیر اندازی اور تیرنا سکھاؤ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے مفہوموں کا ان کو تصور کرادو بلکہ یہ کہ ان فنون کو ان کے قابو میں کردو کہ تیر نشانے پر لگا سکیں اور دریا تیر سکیں تو آیہ کریمہ کے یہ معنی نہیں کہ اوروں کے اشعار حضور کے علم میں نہیں بلکہ یہ معنی کہ حضور کو ہم نے شعر گوئی پر قدرت نہیں دی اور نہ یہ حضور کے لائق۔

صحابہ قصائد عرض کرتے کیا ان کے اشعار ہمارے حضور کے علم میں نہ آتے بلکہ بعض بعض مواقع پر اصلاح فرمائی ہے۔ کعب بن زہیر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصیدۂ معتبہ میں عرض کیا۔

ان الرسول لنار یستضاء بہ وصارم من سیوف الھند مسلول

ارشاد ہوا: نار کی جگہ نور کہو اور سیوف الھند کی جگہ سیوف اللہ جب بعض اشعار دیگراں علم اقدس میں آنا منافی آیہ کریمہ وما علمنٰہ الشعر نہ ہوا تو جمیع اشعار اولین و آخرین مکتوبات لوح مبین کو علم اقدس کا محیط ہونا کیا منافی ہو سکتا ہے، جو ایجاب جزئی کسی سلب کلی کا نقیض نہیں اس کا ایجاب کلی بھی یقیناً منافی نہیں البتہ ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا۔ اور اس پر بھی رب العزت نے دفع وہم فرما دیا کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے ان کو نہ دی بلکہ وما ینبغی لہ یہ ان کی شان رفیع کے لائق ہی نہیں تو ان کے حق میں منقصت تھی اور وہ جمیع نقائص سے منزہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بلکہ شعر گوئی بالائے طاق اگر نادراً کبھی دوسرے کا شعر پڑھتے تو اسے وزن سے ساقط فرما دیتے۔ لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر ؎

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلاً

ویاتیک بالاخبار من لم تزود

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو شعر سے منزہ فرمایا ہے، شاعر نے یوں کہا ہے:

ویاتیک بالاخبار من لم تزود

عرض - فلاسفہ کہتے ہیں کہ جزو لایتجزیٰ باطل ہے۔ اگر باطل مانا جائے اور ہیولےٰ اور صورت کی قدامت باطل کر دی جائے تو اسلام کے نزدیک اس میں کیا برائی!

ارشاد - اگر جزو لایتجزیٰ نہ مانا جائے تو ہیولیٰ اور صورت کے قدم کا راستہ کھلے گا ان دلائل فلاسفہ کا اٹھانا پھر طویل وعریض مباحث چاہے گا۔ اس لیے ہمارے علما نے اسے سرے ہی سے رد فرما دیا: گربہ کشتن روز اول باید۔ دینِ اسلام میں ذات و صفات الٰہی کے سوا کوئی شے قدیم نہیں۔ رب العزت فرماتا ہے: بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ: نیا پیدا فرمانے والا آسمانوں اور زمین کا: اور حدیث میں ہے: کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَہٗ شَیْءٌ۔ ازل میں اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا۔ غیر خدا کسی شے کو قدیم ماننا بالاجماع کفر ہے۔

عرض - باری تعالیٰ کا علم قبل مخلوقات فعلی تھا وہ کس صورت سے تھا!

ارشاد - یہ لفظ آپ نے فلاسفہ کا کہا کہ وہ علم الٰہی کو فعل وانفعال کی طرف منقسم کرتے ہیں اور مسلمانوں کے نزدیک اللہ انفعال سے پاک ہے اور علمِ الٰہی صورت سے منزہ جیسے اس کی ذات کی کُنہ کوئی نہیں جان سکتا یونہی اس کی صفات کی۔

فلاسفہ نے جو کہا کہ علم نام صورت حاصلہ عند العقل کا ہے غلط ہے۔ اُن سفہا نے اصل وفرع میں فرق نہ کیا۔ علم سے ہمارے ذہن میں معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے نہ کہ حصولِ صورت سے علم۔ علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہو گئی اور جس سے متعلق ہو گیا، اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہو گئی۔ جب فلاسفہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے؛ علمِ الٰہی کو کیا پہچانیں گے:

حق سبحانہ تعالیٰ ذہن و صورت، وارتسام و نور عرضی سب سے منزہ ہے نہ اس کا علم حضوری کا محتاج نہ اس کا علم حضوری و حصولی دونوں سے منزہ ہے، اس کا علم اس کی صفت قدیمہ قائمہ بالذات لازم نفس ذات ہے اور کیف سے منزہ وہاں چون و چگوں و چرا و چساں کا دخل نہیں۔ ہم نہ اس کی ذات سے بحث کر سکتے ہیں نہ اس کی کسی صفت سے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا:

تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰلَآءِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ فَتَھْلَکُوْا

"اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اس کی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے"

اس کی صفات میں فکر ذات ہی میں فکر ہے اور ادراک کنہ صفات بے ادراک کنہ ذات ممکن نہیں کہ اس کی صفات کو کسی موطن میں ذات سے جدائی محال اسی لیے انہیں لاعین ولا غیر کہا جاتا ہے، اور کنہ ذات کا ادراک مخلوق کو محال کہ وہ بکل شیٔ محیط ہے کوئی اسے محیط نہیں ہو سکتا۔ لاجرم کنہ صفات کا بھی ادراک محال حق یہ ہے: و اِنْ اَفَّاكُ الْمَفْتُوْنُ اپنی حقیقت تو جانتے نہیں اللہ تعالیٰ کی کنہ میں کلام کریں گے انسان کی اس وقت تک حقیقت فلاسفہ کو معلوم نہیں، انسان کی تعریف کرتے ہیں: حیوان ناطق، حیوان کی تعریف کرتے ہیں، جسم نامی حساس متحرک بالارادہ، اور ناطق کی مدرک کلیات وجزئیات۔ اگرچہ یہ بھی ان کے متاخرین کی رفوگری ہے ان سفہاء نے تو آوازوں پر حدود رکھی تھیں، گھوڑا حیوان صاہل ہنہنانے والا جانور گدھا حیوان ناہق رینگنے والا جانور انسان حیوان ناطق کلام کرنے والا جانور، انہوں نے ناطق کے معنی گڑھے۔ مدرک کلیات وجزئیات جسے اصلاً زبان عرب ساعد نہیں خیر یوں ہی سہی انسان نام بدن کا ہے یا نفس ناطقہ یا دونوں کے مجموعے کا، اول ناطق نہیں کہ ادراک کلیات شان نفس ہے نہ کار بدن، دوم حیوان نہیں کہ نفس ناطقہ نہ جسم ہے نہ نامی نہ ان کے نزدیک متحرک، سوم نہ حیوان ہے نہ ناطق۔ کہ حیوان و لاحیوان کا مجموعہ لاحیوان ہوگا اور ناطق و لاناطق کا لاناطق۔ بفرض واقع ہیں

کوئی شے ایسی نہیں جس پر حیوان و ناطق بمعنی مذکور دونوں صادق ہوں - یہ ہے ان کا خود اپنی حقیقت کے ادراک سے عجز ؏

تو از جاں زندہ و جاں را ندانی

پھر کنہ ذات و صفات میں کلام کیسا جہل شدید و ضلال تام ہے - حق یہ ہے کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور روح امر رب سے ہے - اسکی معرفت بے معرفت رب نہیں ہو سکتی - اسی لیے اولیاء فرماتے ہیں :

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ : "جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے ضرور اپنے رب کو پہچان لیا"

یعنے معرفت نفس اسی وقت حاصل ہوگی - جب پہلے معرفت رب ہوئے - زندیق لوگ اسے اس پر حمل کرتے ہیں کہ نفس ہی رب ہے اور یہ کفر خالص ہے : قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ نہ کہ مَعَاذَ اللہ رَبِّیْ

عرض حاشیہ خیالی پر مولوی عبد الحکیم نے لکھا کہ روح اور جسم میں اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے -

ارشاد یہ کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا روح یعنی نفس ناطقہ کو مادے سے مجرد جانتے ہیں یا نہیں اور جسم مادی ہے تو کیسے اتحاد ہوگا ، محال ہے نہ شرعاً صحیح نہ عقلاً فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فرمایا تو معلوم ہوا کہ بدن اور روح اور ہے -

عرض - تو حلول ہوا -

ارشاد - ہاں متکلمین بدن میں روح کا حلول مانتے ہیں -

عرض - روح عالم امر سے ہے -

ارشاد - ہاں عالم امر اور عالم خلق میں فرق ہے - عالم خلق مادے سے ... بتدریج پیدا فرمایا جاتا ہے اور عالم امر نرے کُن سے لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ - روح عالم امر سے ہے محض کن سے بنی اور جسم عالم خلق

سے کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ غیر مخلقہ پھر مخلقہ ہوتا ہے۔ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا

عرض۔ اس مسئلہ جزو لایتجزیٰ میں امام رازی اور علماء نے بھی توقف کیا ہے اور دلائل فلاسفہ اس کے ابطال پر قوی معلوم ہوتے ہیں۔

ارشاد۔ صدرا میں بہت حجتیں لکھیں جن میں نفس جز کو کوئی باطل نہیں کرتی اتصال جزئین باطل کرتی ہیں، اتصال کو ہم بھی مانتے ہیں، جیسے فلاسفہ نقطہ کا وجود مانتے ہیں اور تتالی نقطتین محال جانتے ہیں۔ اقلیدس نے جو اصول موضوعہ مانے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ نقطہ و خط و سطح موجود ہیں اور ابن الہیثم بصری نے اپنی بعض کتب میں اس پر برہان قائم کی ہے جو شرح حکمۃ العین میں مذکور ہے اور یہ ہی ان کے یہاں مذہب محققین و جمہور ہے بس تو اسی طرح سے اتصال کا ابطال لازم ہے۔ نہ کہ نفس جز کا۔

عرض۔ شیخ شہاب الدین مقتول کے مذہب کا کیا حال ہے۔

ارشاد۔ فلسفی خیالات باطلہ اس کی طرف نسبت کئے گئے ہیں جس پر اسے قتل کیا گیا۔ وہ اپنی کتاب حکمۃ الاشراق میں اگرچہ مشائین کے خلاف چلا مگر فلاسفہ اشراقیین کا متبع ہوا۔ کہتے ہیں سیمیا جو ایک نہایت ناپاک علم ہے اسے آتا ہے۔ قصاب سے دنبہ خریدا، دنبہ لے کر چلا اور قیمت نہ دی۔ قصاب پیچھے ہولیا۔ وہ مانگتا ہے یہ چپ چاپ چلا جاتا ہے۔ قصاب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا کہ ہاتھ اکھڑ آیا۔ وہ بے چارا ڈرا کہ کہیں گرفتار نہ ہو جائے۔ چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ درحقیقت ہاتھ نہ تھا بلکہ آستین تھی، اسے یہ فن آتا تھا۔ اسے لکھ کر حضرت جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

بد اکسانیکہ چنیں کارہا کنندہ و بد اعلمیکہ باد ایں کارہا آزمو ند

ارشاد۔ بعض متصوفہ نے اس کی تعریف کی ہے۔

عرض۔ ہاں ابن سینا کو شیخ الرئیس اور اسے شیخ الاشراق کہتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا: معتزلیوں نے اپنے زعم میں سے (تا)

گھٹا دیا۔ بے واسطہ اللہ تک، وصول محال ہے سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی ذات کے۔ نفحات الانس میں ہے —— ایک صاحب نے زیارت اقدس سے مشرف ہوکر عرض کی: غزالی کیسے ہیں، فرمایا، فَاِنَّہٗ مَقْصُوْدُہٗ: اپنے مقصود کو پہنچ گئے۔ عرض کی فخرالدین رازی کیسے ہیں، فرمایا: رَجُلٌ مُعَاتَبٌ: ان پر عتاب ہے۔ معاذاللہ عقاب نہ فرمایا۔ عقاب سزا ہے اور عتاب حصہ احبا ہے۔ عرض کی: ابن سینا! فرمایا: بے میرے واسطے کے اللہ تک پہنچنا چاہتا تھا میں نے ایک دھول لگائی کہ تحت الثرٰی کو چلا گیا۔

یہ بعض صالحین کا خواب ہے اور امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مراعات الجنان میں ایک روایت یہ تحریر فرمائی کہ ابن سینا آخر عمر میں تائب ہو گیا تھا، موت سے کچھ مدت پہلے افیون کھانا چھوڑ دیا۔ باندی غلام سب آزاد کر دیئے۔ رات دن نماز و تلاوت میں مشغول رہتا تھا۔ اگر ایسا ہے تو اس کے اس شعر نے کام دیا ؎

آنجا کہ عنایتے تو باشد باشد
ناکردہ چو کردہ کردہ چوں ناکردہ

رحمت بے سبب کو متوجہ ہوتے دیر نہیں لگتی۔ اسی برس کے بت پرست کو ایک آن میں مسلمان بلکہ قطب شہر بلکہ ابدال سے بھی اعلٰے بدلا رسبحر سے کر لیتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مگر امت میں بڑا فتنہ چھوڑ گیا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

عرض۔ وہابیہ تو یہ کہتے ہیں کہ جب معرفت حاصل ہو گئی تو واسطہ کی حاجت نہ رہی۔ تقویۃ الایمان میں بھی ایک آدھ جگہ ایسا یاد ہوتا ہے۔

ارشاد۔ ایک جگہ نہیں تقویۃ الایمان میں چار جگہ یہ لکھا اللہ پر افترا اور اللہ کے رسولوں پر افترا اور رسالت کا انکار و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہ واسطہ کے معنی ایلچی سمجھے ہیں، ایلچی ہی مانتے ہیں۔ بس ایلچی سے جب پیام سن لیا، اب کیا کام رہا۔

عرض۔ اہلِ فترت کو واسطہ کہاں نصیب ہوا۔
ارشاد۔ تو آپ کا مقصود کیا ہے، انھیں وصول تو نہیں ہوا۔ بے نبی کے واسطے کے کبھی وصول ممکن نہیں، یہ دوسری بات ہے کہ عذاب ہو یا نہ ہو۔ یہ مختلف فیہ ہے قس بن ساعدہ واصلین اور اہلِ فترت سے ہیں لیکن یہ بھی بلا ذریعہ نہیں، نصرانیت محو ہو چکی تھی اور اسلام ابھی آیا نہ تھا۔ وہ جو مشرکین تھے، ان کے سامنے وعظ کہتے اس میں توحید بیان کرتے اور حشر وغیرہ کا بیان کرتے، آخر میں کہتے: اگر تم میری نہیں مانتے تو عنقریب حضور تشریف لاتے ہیں جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ روشن فرمائیں گے تو بے واسطہ اللہ تک پہنچنے والے صرف محمد رسول اللہ ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی سبب ہے کہ روزِ قیامت تمام انبیاء اولیاء وعلماء علیہم الصلوٰۃ والثناء کہ شفاعت فرمائیں گے، ان کی شفاعت حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہ ہوگی۔ بارگاہ عزت میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

ولھذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا:

اَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِھِمْ وَلَا فَخْرَ "شفاعت انبیاء کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہ فخر نہیں فرماتا۔"

اسی طرف آیہ کریمہ اشارہ فرماتی ہے:

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، "ہمیں سیدھی راہ دکھاؤ"

اور حضور کو بھی فرمایا: وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا: "اے محبوب ہم نے تمھارے لیے فتح مبین اس لیے کی ہے کہ تمھیں سیدھی راہ بتائیں۔"

صراط مستقیم دو طرح کی ہوتی ہے: ایک تو یہ سیدھی چلی گئی ہے جس میں پیچ و خم نہیں مگر واسطہ کی ضرورت ہے کہ بغیر واسطہ نہیں پہنچ سکتا، اور دوسری یہ کہ اٹھا اور سیدھا مقصود تک پہنچا۔ پہلی اور انبیاء اور دوسری صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ مطلب یہ کہ اے محبوب بس اٹھو اور مجھ تک

چلیے آؤ تمھیں کسی توسل کی حاجت نہیں، سب کے لیے وسیلہ تم ہو تمھارے لیے کون وسیلہ ہو فلہذا حضور اقدس کے اسماء طیبہ سے ہے صاحب الوسیلة صلی اللہ علیہ وسلم۔

واسطہ اگر حضور کے لیے بھی مانا جائے تو دور لازم آئے اس لیے کہ جو واسطہ ہوگا کامل ہوگا ناقص نہ ہوگا اور جب کامل ہوگا تو کمال وجود پر متفرع ہے اور وجودِ عالم حضور کے وجود اقدس پر موقوف، تو خلاصہ اعتقاد شان رسالت میں یہ ہے کہ مرتبہ وجود میں صرف اللہ عزوجل ہے باقی سب ظلال اور مرتبہ ایجاد میں صرف حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم باقی سب عکس و پرتو،

توحیدیں دو ہیں: ایک توحید الٰہی کہ اللہ ایک ذات ہے صفات و اسماء و افعال و احکام و سلطنت کسی بات میں اس کا شریک نہیں:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ، ھَلْ تَعْلَمُ لَہٗ سَمِیًّا ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖ اَحَدًا وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ۔

اور دوسری توحید رسول کہ حضور اپنے جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے منفرد ہیں ؎

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

خلاصہ ایمان یہ ہے جو محقق دہلوی فرماتے ہیں ؎

مخواں او را خدا از بہر حفظ شرع و پاس دیں
دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املا کن

اور ان سے پہلے حضرت امام محمد بوصیری قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ الشریف فرما گئے ؎

دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّھِمْ ... وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْہِ وَاحْتَکِمٖ
فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ... وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ
فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ حَدٌّ ... فَیُعْرِبُ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

اتنی بات تو چھوڑ دے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں ادعا کیا (یعنی خدا اور خدا کا بیٹا) اسے چھوڑ باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم کر۔ تو ان کی ذات پاک کی طرف جتنا چاہے شرف منسوب کر اور ان کے مرتبہ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر اس لیے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کی کوئی انتہا نہیں، کہ بیان کرنے والا کیسا ہی گویا ہو اسے بیان کر سکے بفرض محال اگر عالم ناسوت میں کوئی صورت الوہیت فرض کی جاتی تو وہ نہ ہوتی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

عرض۔ صحابہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا سُلْطَانُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ کہتے تھے۔

ارشاد۔ اس آن سے پہلے کبھی نہیں سنا محض افترا، اور محض بے بنیاد ہے۔

عرض۔ سکندر نامہ کے اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

تہی دست سلطان پشمینہ پوش غلامی خسر و پادشاہی فروش

ارشاد۔ بادشاہِ دو عالم ہیں تمام جہاں مِلک ہے مگر کمبل اوڑھتے اور متاعِ دنیا سے خالی ہاتھ رکھتے ہیں۔ ایک بار نماز کی اقامت ہو گئی تکبیر تحریمہ فرمانا چاہتے تھے کہ دفعۃً صحابہ کو ارشاد ہوا عَلٰی رِسْلِکُمْ اپنی جگہ ٹھہرے رہو، کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے۔ پھر برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ مجھے یاد آیا کہ آج تین دینار باقی ہیں میں ڈرا کہ رات گزرے اور وہ باقی رہیں لہٰذا جا کر انھیں تصدق فرما آیا بندہ بارگاہ میں عرض کرتا ہے ؎

کل جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

نیز عرض رسا ہے ؎

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُنکے خالی ہاتھ میں

لوگوں سے غلامی مانگتے اس کے عوض سلطانی عطا فرماتے جو ان کا بندہ ہو گیا۔

ملکِ ابد کا تاجور ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ: "اے محبوب! تم

فرما دو کہ میرے غلام ہو جاؤ، اللہ تمھیں محبوب بنا لے گا۔"

یعنی بندوں کو محب الٰہی بننے کی چاہ ہے سرکاری غلامی وہ ہے کہ ہر بندہ در

محبوب اللہ ہے۔

مؤلف۔ ایک روز حاجی کفایت اللہ صاحب بحالت نماز مگس رانی کرنے لگے۔ سلام پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا: نماز کی حالت میں کوئی خدمت نہ کرنی چاہیئے وہ حالت عبدیت ہے نہ مخدومیت!

عرض۔ آمدنی کی قلت اور اہل و عیال کی کثرت، سخت کلفت ہے۔

ارشاد۔ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ۵۰۰ بار، اول و آخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف بعد نماز عشاء قبلہ رو با وضو ننگے سر ایسی جگہ کہ جہاں سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو، یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو، پڑھا کرو!

مؤلف۔ حاضرین میں وہابیہ ملاعنہ کے تقیہ کا ذکر تھا کہ ان خبثاء نے تو روافض کو بھی مات کر دیا۔ وہ بھی ان سے تقیہ کرنا سیکھیں، جھوٹ فریب سے بہروپیے بنکر اپنا مطلب نکال لیتے ہیں۔

ارشاد۔ یہاں کا ایک سخت وہابی شخص گیا اور مدرسہ وہابیہ کے لیے چندہ مانگا۔ ان صاحب نے ان کا نام پوچھا۔ بتایا، انھوں نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے تو احمد رضا کا مخالف ہے میں تجھے چندہ نہ دوں گا ـــ اس نے کہا کہ حضرت میں تو ان کے در کا کتا ہوں۔ غرض کتا بن کر پانسو روپیہ مار لیا۔ (اسی سلسلہ میں فرمایا) کہ حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بہروپیے نے دھوکا دینا چاہا۔ بادشاہ نے فرمایا: اگر دھوکا دے دیا تو جو مانگے پائے گا۔ اس نے بہت کوشش کی لیکن حضرت عالمگیر نے جب دیکھا پہچان لیا۔

آخر مدت مدید کا بچھلا وا دے کر صوفی زاہد اور عابد بنکر ایک پہاڑ کی کھو میں

جا بیٹھا۔ رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتا۔ پہلے دیہاتیوں کا ہجوم ہوا، پھر شہریوں، پھر امرا و وزرار۔ سب آتے اور یہ کسی طرف التفات نہ کرتا۔ شدہ شدہ بادشاہ تک خبر پہنچی، سلطان کو اہل اللہ سے خاص محبت تھی۔ خود تشریف لے گئے بہروپیے نے دُور سے دیکھا کہ بادشاہ کی سواری آرہی ہے۔ گردن جھکالی اور مراقبہ میں مشغول ہوگیا۔

سلطان منتظر رہے۔ دیر کے بعد نظر اٹھائی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا سلطان مؤدب بیٹھ گیا۔ ان کا مؤدب بیٹھنا تھا کہ بہروپیا اٹھا اور جھک کر سلام کیا: کہ جہاں پناہ! میں فلاں بہروپیا ہوں۔ بادشاہ خجل ہوئے اور فرمایا: واقعی اس بار میں نے نہ پہچانا۔ اب مانگ جو مانگتا ہے۔ اُس نے کہا اب میں آپ سے کیا مانگوں میں نے اسکا نام جھوٹے طور پر لیا اس کا تو یہ اثر ہوا کہ آپ جیسا جلیل القدر بادشاہ میرے دروازے پر باادب حاضر ہوا۔ اب سچے طور پر اس کا نام لے دیکھوں، یہ کہا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کو چلا گیا۔

عرض۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجتہد ہیں۔

ارشاد۔ ہاں! مگر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ انھیں اجتہاد کی اجازت نہ ہوگی۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے تلقی جملہ احکام کریںگے اور ان پر عمل فرمائیں گے۔

عرض۔ نماز کس طریقہ پر پڑھیں گے۔

ارشاد۔ طریقہ حنفیہ کے مطابق نہ یوں کہ مقلد حنفی ہوں گے بلکہ یوں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فرمائیں گے، اس دن کھل جائے گا کہ اللہ و رسول کو سب سے زیادہ پسند مذہب حنفی ہے۔ اگر وہ مجتہد ہیں تو جملہ مسائل میں ان کا اجتہاد ورنہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ارشاد مطابق مذہب امام اعظم ہوگا۔ اسی خیال سے بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذاللہ سیدنا عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت صادر ہوگیا حاشا کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید

فرمائے بلکہ وہی ہے کہ ان کے عمل کے مطابق عمل مذہب حنفی کی سب سے کامل تر تصویب ثابت ہوگی۔ غرض ان کے زمانے میں تمام مذاہب منقطع ہو جائیں گے اور صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے، ولہذا اکابر ائمہ کشف نے فرمایا ہے کہ چشمہ شریعت کبریٰ سے بہت سی نہریں نکلیں اور تھوڑی دور جا کر خشک ہوگئیں مگر مذاہب اربعہ کی چاروں نہریں جوش و آب و تاب کے ساتھ بہت دور تک بہیں آخر میں جا کر وہ تین نہریں بھی ختم ہوگئیں اور صرف مذہب حنفی کی نہر اخیر تک جاری رہی یہ کشف اکابر ائمہ شافعیہ کا بیان ہے رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

عرض۔ مؤذن اذان کہنے کے بعد باہر مسجد کے جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر کوئی ضرورت درپیش ہو اور جماعت میں دیر ہو تو حرج نہیں ورنہ بلا ضرورت اجازت نہیں اور مؤذن ہی نہیں ہر اس شخص کے لیے یہی حکم ہے جس نے ابھی اس وقت کی نماز نہ پڑھی جس کی یہ اذان ہوئی اور اذان ہونے ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ مراد دخول وقت ہے جو مسجد میں ہو اور کسی نماز کا وقت شروع ہو جائے اور یہ دوسری مسجد کا مقیم، جماعت نہ ہو اسے بغیر نماز پڑھے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں مگر یہ کہ کسی حاجت سے نکلے اور قبل جماعت واپسی کا ارادہ رکھے ــــ ورنہ حدیث میں فرمایا وہ منافق ہے

مؤلف۔ یہاں کچھ اذان روافض کا ذکر ہوا، فرمایا: اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللہ ان کا الحاد ہے اور خود ان کی معتبر کتابوں میں تصریح ہے کہ علی ضرور ولی اللہ ہیں مگر اذان میں یہ مستزاد ہے۔ نیز تصریح ہے کہ حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ مفوضہ لعنہم اللہ کی ایجاد ہے۔ یہ سب ان کی کتب معتبرہ میں ہے نہ کہ تبرا کہ بعض ملاعنہ اضافہ کرتے ہیں۔

(اسی تذکرہ میں فرمایا) یہاں ایک عجیب حکایت سنی گئی: رافضیوں میں ایک مؤذن اندھیرے سے جا کر اذان کہتا اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر و فاروق

اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شان میں گستاخی کیا کرتا۔ محلہ میں کچھ غریب سُنی رہتے تھے کہ خونِ جگر پیتے اور کچھ بس نہ چلتا۔ ایک روز چار جوان ہرچہ بادا باد کہہ کے مسجد کے اندر پہلے سے جا بیٹھے۔ حسب دستور وہ خبیث اپنے وقت پر آیا، اور اذان میں صدیق اکبر رضی کی نسبت کچھ بکنا شروع کیا کہ ان چاروں میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور مار کر گرا دیا کہ خبیث تو ہمیں بُرا کہتا ہے! اُس نے گھبرا کر کہا: حضرت میں تو عمر رضی کو کہتا تھا۔ دوسرے جوان برامد ہوئے اور مار کر بے دم کر دیا کہ مردود تو مجھے برا کہے گا۔ اس نے سراسیمہ ہو کر کہا: حضرت میں تو عثمان کو کہتا تھا۔ تیسرے صاحب تشریف لائے اور جتنا مارا گیا، مارا کہ ناپاک تو مجھے بُرا کہیگا۔

آخر جب بڈھے خبیث کو کچھ نہ بنی چلایا: کہ مولا مدد کیجیے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں۔ اس پر چوتھے صاحب ہاتھ میں استرا لیے ہوئے برآمد ہوئے اور جڑ سے اس کی ناک پونچھ لی کہ شیطان تو ہمارے اکابر کو بُرا کہے گا۔

اب چاروں صاحب تو چل دیئے۔ مجتہد صاحب درد کے مارے ناک پر رومال رکھے مسجد کے اندر ایک اندرونی گوشہ میں جا چھپے۔ جب وقت زیادہ ہوا اور روافض نماز کے لیے آئے۔ ایک دوسرے سے کہتا ہے آج جناب قبلہ تشریف نہیں لائے آج اذان نہیں فرمائی۔ جب کچھ روشنی ہوئی۔ دیکھا جناب قبلہ ایک گوشہ میں سمٹے پڑے ہیں۔ کہا حضرت خیر ہے قبلہ خیر ہے۔ کہا خیر ہے۔ آج وہ تینوں دشمن آ پڑے اور مارتے مارتے موجھ کر دیا۔ کہا پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو یاد نہ کیا۔ وہ چپ ہو رہا، جب بار بار یہی کہے گئے، اس نے جھنجھلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ وہ تینوں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے: مولےٰ نے آکر جڑ سے پوچھ لی ؎

ما ز یاراں چشمِ یاری داشتم   خود غلط بود آنچہ ما پنداشتم

عرض۔ حضور اگر نماز فاسد ہوجائے تو سلام پھیرنا چاہیئے۔

ارشاد - کوئی ضرورت نہیں، سلام نماز پوری کرنے کے لیے ہوتا ہے - جب نماز ہی فاسد ہوگئی تو سلام کیسا -

عرض - بیعت کے کیا معنی ہیں -

ارشاد - بیعت کے معنی بک جانا - سبع سنابل شریف میں ہے: ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا - جلاد نے تلوار کھینچی، یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوگئے، جلاد نے کہا: اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے --- اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا - اس کا نام ارادت ہے، اگر اس طرح صدق عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا - اگر شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ تو معدن فیض و منبع انوار ہیں ان سے فیض آئے گا - سلسلہ صحیح و متصل ہونا چاہیئے -

ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا: ایک روپیہ دے وہ نہ دیتا تھا - فقیر نے کہا: روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا --- اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے - اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے - انہوں نے دکاندار سے فرمایا: جلد روپیہ اسے دے ورنہ دکان لوٹ جائے گی - لوگوں نے عرض کی - حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے! فرمایا: میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی - معلوم ہوا بالکل خالی ہے پھر اس کے شیخ کو دیکھا اُسے بھی خالی پایا --- اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا مخصیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا، وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دکان اُلٹ دوں - --- تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا - ائمۂ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں: رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک وسیع تھا اور اُس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا وَهَبْتُهُمْ لَكَ: میں نے یہ سب تمھیں بخش دیئے۔

عرض۔ حضور یہ تو جبراً روپیہ لینا ہوا، ان ولی اللہ نے اگر اُس کی دکان بچانے کو دینے کی تاکید فرمائی۔ ممکن تھا جیسے دفع ظلم کے لیے رشوت دینا، مگر اس فقیر کے دادا پیر نے کہ اہل اللہ سے تھے، اس ظلم کی تائید کیونکر روا رکھی۔

ارشاد۔ شریعتِ مطہرہ کے دو حکم ہیں: ظاہر و باطن۔ قاضی و عامہ ناس انکی رسائی ظاہر احوال ہی تک ہے۔ ان پر اس کی پابندی لازم۔ اگرچہ واقف حقیقت حال کے نزدیک حکم بالعکس ہو۔ اس کی نظیر زمانہ سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں واقع ہو چکی:

ایک فقیر مفلس بے نوا نان شبینہ کو محتاج، شب کو دعا کیا کرتا کہ الٰہی رزق حلال عطا فرما! اتفاقاً کسی شب ایک گائے اسکے گھر میں گھس آئی۔ یہ سمجھا کر میری دعا قبول ہوئی۔ یہ رزق حلال غیب سے مجھے عطا ہوا ہے۔ گائے پچھاڑ کر ذبح کی اُس کا گوشت پکایا اور کھایا۔ صبح کو مالک کو خبر ہوئی۔ وہ سرکار نبوت میں نالشی ہوا۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے فرمایا: جانے دے تو مالدار ہے اس محتاج نے ایک گائے ذبح کر لی تو کیا ہوا۔ وہ بگڑا اور کہا: یا نبی اللہ میں حق چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ اگر حق چاہتا ہے تو گائے اسی کی تھی۔ وہ اور برہم ہوا۔ فرمایا: نہ صرف گائے، جتنا مال تیرے پاس ہے سب اسی کا ہے۔ وہ اور زیادہ فریادی ہوا تو فرمایا: تو بھی اسی کی ملک ہے اور اسی کا غلام ہے۔

اب تو اس کی بے تابی کی حد نہ تھی۔ فرمایا: اگر تصدیق چاہتا ہے ابھی ہمارے ساتھ چل۔ اس فقیر اور اس گائے والے کو ہمراہ رکاب لے کر جنگل کو تشریف لے گئے۔ واقعہ عجیب تھا، خلق کا ہجوم ساتھ ہو لیا۔ ایک درخت کے نیچے حکم دیا کہ یہاں کھودو، کھودنے سے انسان کا سر اور ایک خنجر جس پر مقتول کا نام کندہ تھا

برآمد ہوا۔ نبی اللہ نے اس درخت سے ارشاد فرمایا : شہادت ادا کر تو نے کیا دیکھا؟ پیڑ نے عرض کی : یا نبی اللہ ! یہ اس فقیر کے باپ کا سر ہے، یہ گاٹنے والا اس کا غلام تھا۔ اس نے موقع پا کر میرے نیچے اپنے آقا کو اسی کے خنجر سے ذبح کیا اور زمین میں مع خنجر دبا دیا اور اس کے تمام اموال پر قابض ہوگیا۔ اس کا یہ بیٹا بہت صغیر سن تھا۔ اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بے کس و بے زر ہی پایا اور یہ بھی نہ جانا کہ اس کا باپ کون تھا اور اس کا کچھ مال بھی تھا یا نہیں۔

حکمِ باطن ثابت ہوا، غلام گردن مارا گیا اور وہ تمام اموال وراثتہً فقیر کو ملے — وہی یہاں بھی ممکن کہ دکان دار اس فقیر کے وارث کا مدیون ہو، اگرچہ فقیر بھی اس سے واقف نہ ہو۔ یہ دکان دار اسے پہچانتا ہو تو یہ جبراً دلانا جبر نہیں بلکہ حق بحق دار رسانیدن۔

عرض ۔ کسی شیخ سے بیعت کر کے دوسرے سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد ۔ اگر پہلے میں کچھ نقصان ہو تو بیعت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں، البتہ تجدید ہو سکتی ہے — عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں : میں کسی سلسلے کا آئے اس سے بیعت کر لیتا ہوں۔ سوا غلامان قادری کے کہ بحر کو چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔

ہوا ۔ ایک شب مسجد کی گھڑی کوئی صاحب چرا کر لے گئے۔ اہلِ محلہ نے پولیس میں رپورٹ وغیرہ کی۔ اس پر ارشاد فرمایا : ایک سال سلطان کی طرف سے کعبہ معظمہ میں نہایت بیش قیمت سونے کی قنادیل لگانے کے لیے آئیں، ان میں سے ایک قندیل غائب ہوگئی۔ شریف مکہ نے تحقیقات کی۔ پتہ چلا کہ خدام کعبہ کے سردار نے لی ہے۔ شریف کے سامنے پیشی ہوئی، ان سے پوچھا گیا۔ وہ صاحب بولے : کعبہ غنی ہے اسے حاجت نہیں مجھے حاجت تھی میں نے لے لی، شریف نے درگزر فرمائی۔ (پھر فرمایا) مسجد کی کوئی شے لاکھ روپے کی چرائے شریعت ہاتھ نہ کاٹے گی بلکہ سزائے تازیانہ کا حکم ہے۔

مؤلف: جبل پور جانے کے چار روز باقی اور حضرت مدظلہ الاقدس کے واسطے کپڑے سلوانا تھے۔ سلطان حیدر خاں نے عرض کی درزی کو دے دیئے جائیں

اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی تشریف بری اور مسلمانان جبلپور کا شان دار استقبال :

مسلمانان جبل پور۔ کاٹھیاوار بنگال ایک مدت سے اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں عرائض پیش کرتے رہے کہ حضور والا ہمارے تیرہ و تار بلاد کو اپنے قدوم والا سے منور فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے ہمیشہ عدم فرصت اور ضعف و علالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے عذر فرما دیا۔ مگر اس مرتبہ حضرت حامی سنت ماحی بدعت جناب مستطاب مولٰنا مولوی محمد عبد السلام صاحب جبل پوری کے (جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے خلیفہ ارشد اور اس قطر میں دین و سنت کے قطب اوحد ہیں) انتہائی اصرار سے وعدہ فرما لیا جس وقت عریضہ مولانا موصوف کا حاضر ہوا کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور فرمایا: مولانا کے بے حد کلمات تواضع نے پہلو عذر کا چھوڑا ہی نہیں، اگر بالفرض کسی کے لبوں پر بھی دم ہو وہ بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ان کلمات کو سن کر یہی کہے گا کہ میں حاضر ہوں۔ الغرض ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ روز شنبہ ۵ بجے صبح کے میل سے عازم جبل پور ہوئے، باوجود اس کے روانگی اخیر شب میں تھی اس پر بھی بریلی کے سٹیشن پر متوسلین و معتقدین کا کافی اجتماع تھا۔ ایک صاحب داخل سلسلہ بھی ہوئے۔ میل لکھنؤ پہنچا۔ وہاں کے لوگوں کو پہلے سے اطلاع نہ تھی۔ اس پر بھی حضرات جنھیں کسی ذریعہ سے علم ہو چکا تھا، حاضر خدمت ہو کر حلقہ بگوش ہوئے پھر میل پرتاب گڑھ پہنچا۔ یہاں ہمارا سکنڈ کلاس میل سے کاٹ کر الہ آباد آنے والی ریل میں لگا دیا گیا۔ ریل ساڑھے تین بجے الہ آباد پہنچی، وہاں چونکہ کافی وقت تھا بعض ہمراہیوں کا ارادہ ہوا کہ اپنے شہری احباب سے مل آئیں۔ ان کے شہر میں پہنچنے سے ساکنان شہر کو اعلیٰ حضرت مدظلہ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی اور مسلمانوں کے گروہ جوق در جوق آئے اور دست بوس ہونے لگے۔ الٰہ آباد سٹیشن پر نماز مغرب کی غرض سے اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس پلیٹ فارم پر اترے،

ارشاد: آج منگل کا دن ہے جس کی نسبت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ جو کپڑا منگل کے دن قطع ہو وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری ہو جائیگا۔

مشتاقانِ دیدار نے ہر چہار جانب سے ہجوم کیا اور نئے آنے والوں نے پروانہ وار گرنا شروع کیا۔ اس خوشنما منظر کو ایک یوروپین کھڑا دیکھ رہا تھا اس نے بھی موقع پاکر قدمبوسی کی عزت حاصل کی اور ادب کے ساتھ سلام کر کے رخصت ہوا۔ صولت حق اسے کہتے ہیں کہ جذب قلوب کے لئے کسی تزک واحتشام اور ظاہری دھوم دھام کی ضرورت ہی نہ ہو۔ الہ آباد میں بعض سیٹھوں نے ایک موٹر کار اور ایک اعلیٰ درجہ کی ولایتی بینڈ تفریح کے لئے حاضر کی۔ ساڑھے سات بجے ریل الہ آباد سے روانہ ہوئی۔ اعلیحضرت مدظلہ الاقدس نے یہاں سے بھی سیکنڈ کلاس میں سفر کیا۔ ساڑھے چار بجے ریل کٹنی پہنچی یہاں جناب مولوی حاجی عبدالرزاق صاحب کٹنی کے گروہ کثیر کے ساتھ موجود تھے۔ جو جبل پور تک ہمرکاب ہو لئے اور خود جبل پور سے حامی سنت مولٰنا مولوی عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم ایک بڑی استقبالی جماعت کو لئے ہوئے کٹنی اسٹیشن پر تشریف فرما تھے۔ جیسے ہی گاڑی کٹنی پر رکی زائرین نے گاڑی کو گھیر لیا جب تک گاڑی کھڑی رہی لوگ قدم بوس ہوتے رہے۔ کٹنی سے ہمارے ہمراہیوں میں بہت اضافہ ہو گیا ساڑھے سات بجے کے قریب جبل پور کی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ ہمارے ساتھی اس کے قصور و منازل کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ اور انکی نظریں انتہائی شوق کے ساتھ اسٹیشن کی عمارت کو ڈھونڈ رہی تھیں کہ یکایک اسٹیشن جبل پور کی عمارت بھی ایک گم گشتہ محبوب کی طرح سامنے آہی گئی پھر کیا تھا اب تو اسٹیشن جتنا قریب ہوتا گیا جوش مسرت بڑھتا گیا۔ ریل جب پلیٹ فارم میں داخل ہوئی تو یہاں عجیب وغریب سماں نظر آیا۔ ریلوے سٹیشن پرجوش مسلمانوں سے بالکل بھرا ہوا تھا۔ جب گاڑی رکی تو بلاشبہ اس محب کی طرح جس کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہوں اور محبوب کی دلکش صورت سامنے آگئی ہو لوگ دیوانہ وار گاڑی پر جھک پڑے اور اس گل گلزار قادریت پر دل کھول کر پھولوں کی نچھاور کی۔ جوش کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ لوگ دفور جوش میں زبان سے السلام علیکم یا امام اہل السنۃ، السلام علیکم یا

عرض۔ قبرستان میں جوتا پہن کر جانے کا کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ حدیث میں فرمایا: تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے زیادہ آسان

(بقیہ حاشیہ صہ۱۹۳) مجدد المأۃ الحاضرہ کے نعرے مار رہے تھے اور انکی زبانِ حال کہہ رہی تھی۔

رواقِ منظرِ چشمِ من آشیانۂ تُست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تُست

تمام مجمع اپنی اپنی مسرتوں میں سرشار تھا اور یہاں ایک اور منظر تھا جس پر عوام کو متنبہ نہ ہوا یہ موقع وہ تھا کہ کوئی شہرت پسند جاہ دوست ہوتا تو پھولا نہ سماتا باچھیں کھلی ہوتیں گردن بلند ہوتی آنکھیں اپنی تعظیم کے نظارے سے مست ہوتیں یہاں اس کے برعکس اس منظر جلیل کو دیکھ کر نظر جھکالی، گردن نیچی کرلی۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے۔ اس لطیف منظر پر حاجی عبد الرزاق صاحب کی نظر گئی جنھیں ادراک ہوا اور ان کا جی بھر آیا۔ یہ اس شان کا پرتو تھا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ فتح فرمایا اس شان سے اس میں داخل ہوگئے کہ سرِ اقدس اپنے رب کے لئے تواضع میں سواری انور پر قریب سجود پہنچا ہوا تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔ کثرت ہجوم کے خیال سے گاڑی پر فوراً چند آدمی بغرض تحفظ کھڑے ہو گئے کہ مجمع ادھر کا رُخ نہ کرے اور بعض نوجوان پولیس کی شرکت میں اعلیٰحضرت مدظلہ الاقدس کے گذرنے کے لئے راستہ بنانے میں مصروف ہوتے۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر اس مقصد میں ناکامی ہوئی ناچار چند عقیدت کیش حلقہ باندھ کر کھڑے ہوتے اس طرح وہ سوادِ ہند کا ماہ کامل ہالہ میں آ گیا۔ اسوقت کا نظارہ کچھ ایسا دلکش تھا کہ اسٹیشن اسٹاف اور پولیس وغیرہ اپنے فرائض منصبی کو چھوڑکر اس کے دیکھنے میں مصروف تھا۔ مسافروں کو جب اس دلکش نظارہ کے دیکھنے کا کوئی موقع نہ ملا تو پل پر چڑھ گئے اور وہاں سے دیکھا کئے یہاں سے اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ کا گاڑی تک جانا بہت دشواری سے ہوا۔ خدا جزائے خیر دے ان باہمت حضرات کو جنھوں نے اپنے بازوؤں پر اس مجمع کا سارا زور روکا اور خیر و خوبی کے ساتھ اپنے پیشوا کو لیجاکر ایک پُرتکلف گاڑی میں بٹھایا۔ یہاں عام مسلمانوں کو دست بوسی کا موقعہ دیا گیا۔ بہت دیر تک یہ لوگ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشق کی زیارت سے دارین کی سعادت حاصل

ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں، دوسری حدیث میں فرمایا: اگر میں انگارے پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس

کرتے رہے پھر یہ مجمع بڑے جوش و مسرت کے ساتھ اس قادری بزم کے دولہا کو اپنے جھرمٹ میں لئے ہوئے شہر کی جانب روانہ ہوا جہاں تک سول آبادی ہے وہاں تک انگریز اور انکی عورتیں بچے اپنے اپنے بنگلوں کے سامنے اکھڑے ہوئے مجمع کو عموماً اور اعلیحضرت مدظلہ الاقدس کو خصوصاً ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے پھر جب یہ مجمع شہر میں داخل ہوا تو شہر کے باشندے اپنے دروازوں، دوکانوں اور چھتوں سے اس دلکش منظر کو دیکھتے رہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت میں باادب سلام عرض کرتے رہے۔ مکان شہر کی مجموعی حالت کہہ رہی تھی کہ

ع اے آمدنت باعثِ آبادیِ ما!

اسٹیشن سے آہستہ آہستہ چل کر یہ مجمع تقریباً دو گھنٹے میں حضرت مولانا مولوی عبد السلام صاحب مدظلہ کے دولت کدہ کے قریب پہنچا یہاں کوچہ کے موڑ پر ایک عالی شان دروازہ لگایا گیا تھا۔ یہ دروازہ علاوہ اور زیبائش کے بکثرت کتبوں سے مرصع تھا جو میزبانوں کی انتہائی عقیدت اور معزز مہمانوں کی شان و شوکت و حشمت کا اظہار کر رہا تھا اور اس کوچہ کی موڑ سے حضرت مولانا کے مکان تک دو رویہ کیلے کے بڑے بڑے درخت اور تین تین قطاروں میں قندیلیں نصب کی گئی تھیں جن پر منقبت آمیز مصرعے لکھے گئے تھے پھر جب اس مکان میں داخلہ ہوا (جو شاہنشاہ معظم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب کے قیام کیلئے سجایا گیا تھا) تو معلوم ہوا کہ علمائے کرام کی قدر و قیمت وہی لوگ خوب جانتے ہیں جنکو خود بھی علم کی خدمت کرنیکا کافی موقع ملا ہے مکان کی زیب و زینت اور آئینہ بندی قابل تعریف تھی۔ ہر چیز نہایت موزونیت کے ساتھ اپنی جگہ پر رکھی گئی تھی۔ مکان کے تمام اندرونی و بیرونی حصوں میں ترکی قالینوں اور سوزینوں کا فرش تھا اور دیوار و سقف و زمین سب بیش قیمت کپڑوں سے دُلہن بنے ہوئے تھے اعلیحضرت مدظلہ کے تشریف رکھتے ہی سب لوگ بیٹھ گئے تمام حاضرین ساکت تھے مگر ہر شخص کے چہرہ سے بے انتہا مسرت کے آثار نمایاں تھے جو مسلمانوں کی گئی ہوئی سطوت کی یاد دلا رہے تھے اور اکابر ائمہ دین کے دربار علم کا پورا نقشہ کھنچ گیا۔ مخدومنا و مولٰنا حضرت مولوی محمد عبد السلام صاحب دامت برکاتہم کی مسرتوں کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا وہ ساکت مگر زبان حال در فشاں ہے

سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں - یہ وہ فرما رہے ہیں کہ واللہ اگر مسلمان کے سر اور سینے اور آنکھوں پر قدم اقدس رکھ دیں تو اسے دونوں جہان کا چین بخش دیں (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)

فتح القدیر اور طحطاوی اور ردالمحتار میں ہے:

المرور فی سکۃ حادثۃ فی المقابر حرام — قبرستان میں جو راستہ نکلا ہو اس میں چلنا حرام ہے کہ وہ ضرور قبروں پر ہوگا...

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۵) وہ خود تشریف فرما ہیں میرے گھر بتا اے خوش نصیبی کیا کروں میں

کچھ دیر سکوت کا عالم رہا اس کے بعد جناب حکیم مولوی عبدالرحیم صاحب مذاق کھڑے ہوئے اور دست بستہ سلام عرض کر کے یہ نظم پڑھی:

کوئی تاج والے ہوں یا راج والے — ہیں اس در کے محتاج ہر کاج والے
ہے سرکار عالم کے محتاج کا در — یہاں بھیک لیتے ہیں خود راج والے
یہ وہ در ہے دولت ہے جس در کی لونڈی — جھڑکتے ہیں شاہوں کو محتاج والے
یہاں کی فقیری ہے رشک امیری — یہیں آ کے گھستے ہیں سرتاج والے
نعلی یہ ہیں سارے محتاج اُن کے — کہ آخر تو حامی ہیں یہ ہی معراج والے
یہی ہیں وہ دامن کہ جس میں چھپیں گے — قیامت کے میدان میں لاج والے
خدنگ نظر کا کوئی وار ادھر بھی — ہیں مدت سے مشتاق آماج والے
میں کچھ بھی نہیں سلسلہ میرا دیکھو — میں جن کا ہوں ان کے ہیں معراج والے
مذاق اب مجھے فکر فردا سے مطلب — بنالیں گے سب کام کل آج والے

اس نظم کے بعد یکے بعد دیگرے چھ نظمیں اور چھ صاحبوں نے پڑھیں جو بخیال طوالت چھوڑ دی جاتی ہیں۔

اس کے بعد اعلیٰحضرت قبلہ کی خدمت والا میں کلفت سفر کے لحاظ سے عرض کی گئی کہ حضور والا اب آرام فرمائیں اور سب لوگ نیازمندانہ سلام عرض کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ شاہنشاہ ہر دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب کا پہلا اجلاس یوں ختم ہوا۔ ساکنان جبلپور کو دن عید رات شب برات تھی

بخلاف راہ قدیم کے کہ قبریں اسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہن کر نکلے۔ فرمایا: یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّتَیْنِ اَلْقِ سِبْتِیَّتَیْکَ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلَا یُؤْذِیْکَ —— اے بال صاف کیے ہوئے جوتے والے اپنے جوتے کو

(بقیہ ص۱۹۶ سے) کہ بارہ برس کے بعد یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی تھی ملاقات کے وقت مقرر تھے صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک اور سہ پہر کو بعد نماز ظہر سے عصر تک اور پھر بعد عشاء کافی وقت دیا جاتا تھا۔

عصر سے بعد مغرب تک تفریح کا وقت تھا گو حضور کا کبھی تفریح کی جانب میلان طبع نہ ہوا۔ لیکن ساکنان جبل پور کی دل شکنی کا خیال فرماتے ہوئے ان کے اصرار سے منظور فرمالیا تھا بعد عصر مسجد کے دروازہ پر موٹر اور گاڑیوں کا روزانہ انتظام رہتا۔ ایک ماہ کامل جبل پور قیام رہا۔ اس دوران میں اکثر مقدمات کا جو باہمی خانہ جنگیوں کے باعث عرصہ سے پڑے ہوئے تھے ایسا تصفیہ فرمایا کہ جن کا سلام وکلام قطعاً بند تھا، موت زیست چھوٹ چکی تھی باہم شیر و شکر ہو گئے۔ ایک روز صبح کے جلسے میں بمعروض منشی عبد الغفار صاحب دو صاحب ماسٹر محمد حیدر و محمد ادریس صاحبان (جنکا عرصہ سے نزاع تھا اور دونوں حلقہ بگوشان اعلیٰحضرت مدظلہ تھے) پیش ہوئے اولاً ماسٹر محمد حیدر صاحب کا بیان ہوا پھر محمد ادریس صاحب کا۔ بیان سماعت فرما کر ارشاد عالی ہوا آپ صاحبوں کا کوئی مذہبی تخالف ہی، کچھ نہیں۔ آپ دونوں صاحب آپس میں پیر بھائی ہیں۔ نسلی رشتہ چھوٹ سکتا ہے لیکن اسلام و سنت اور اکابر سلسلہ سے عقیدت باقی ہے تو یہ رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا۔ دونوں حقیقی بھائی اور ایک گھر کے تمہارا مذہب ایک رشتہ ایک آپ دونوں صاحب ایک ہو کر کام کیجئے کہ مخالفین کو دست اندازی کا موقع نہ ملے خوب سمجھ لیجئے آپ دونوں صاحبوں میں جو سبقت ملنے میں کرے گا جنت کی طرف سبقت کرے گا یہ فرمانا تھا کہ دونوں کے قلوب پر ایک برقی اثر ہوا اور بیتابانہ ایک دوسرے کے قدموں پر گر پڑے۔ اور آپس میں نہایت صاف دلی کے ساتھ لپٹ گئے جوش محبت کی یہ حالت ہوئی کہ اگر حاضرین میں سے سنبھال نہ لیتے تو دونوں حضرات معانقہ قلبی میں گر پڑتے۔ واقعی مقدس حضرات کی مٹھی میں قلوب ہوتے ہیں جس طرف چاہیں رجوع کر دیں۔ مجھے

پھینک نہ تو صاحب قبر کو ستا نہ وہ تجھے ستائے۔

اس وقت حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یاد آگیا جو اعلیحضرت مدظلہ الاقدس کی زبان فیض ترجمان سے سنا تھا کہ ایک مرتبہ حضور جامع مسجد میں تشریف لائے خادم جو ہمراہ تھے انھوں نے دیکھا کہ آج خلاف معمول اہل مسجد حضور کو دیکھ رہے ہیں لیکن نہ کوئی سلام کرتا ہے نہ قیام حالانکہ ہمیشہ تشریف لاتے ہی تمام جماعت حضور کی طرف آتی اور دست بوسی وقدمبوسی سے مشرف ہوتی تھی ان کے دل میں یہ خطرہ آنا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ حضور سے بہت پیچھے رہ گئے۔ انھیں خیال ہوا کہ اس سے تو وہی حالت بہتر تھی میں حضور کے قریب تو تھا ان کے دل میں یہ خطرہ آتے ہی حضور نے ان کی طرف روئے انور کیا اور فرمایا یہ تمھیں نے تو چاہا تھا کیا تمہیں معلوم نہیں، رب عزوجل نے قلوب ہمارے ہاتھ میں رکھے ہیں جب چاہیں پھیر دیں اور جب چاہیں اپنی طرف کر لیں۔ اسی طرف اعلیحضرت عظیم البرکت نے قصیدہ ذریعہ قادریہ شریف میں اشارہ فرمایا ہے۔

ے غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہی پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا
حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا
جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے
جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا
کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا
دل پہ کندہ ہو ترا نام تو وہ دزد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

ایک شخص کو دفن کر کے چلے گئے۔ منکر نکیر نے سوال شروع کیا: ایک شخص جوتا پہنے اس طرف سے نکلا۔ اس کے جوتے کی آواز سنکر مردہ اس طرف متوجہ ہوا اور قریب تھا کہ جو سوال منکر نکیر کر رہے تھے اس سے قاصر رہتا: مرنے کے بعد زندگی سے کہیں زائد ادراک ہو جاتا ہے۔ غزوہ بدر شریف میں مسلمانوں نے کفار کی نعشیں جمع کر کے ایک کوئیں میں پاٹ دیں۔ حضور کی عادت کریمہ تھی جب کسی مقام کو فتح فرماتے تو وہاں تین دن قیام فرماتے تھے۔ یہاں سے تشریف لے جاتے وقت اس کنوئیں پر تشریف لے گئے جس میں کافروں کی لاشیں پڑی تھیں اور انہیں نام بنام آواز دے کر فرمایا:

"ہم نے تو پالیا جو ہم سے ہمارے رب نے سچا وعدہ (یعنی نصرت کا) فرمایا تھا، کیوں تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ (یعنی نار کا) تم سے تمہارے رب نے کیا تھا"

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَجْسَادٌ لَا اَرْوَاحَ فِیْہَا: "یا رسول اللہ! کیا حضور بے جان جثوں سے کلام فرماتے ہیں"

فرمایا: مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ: "تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انہیں طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں"

تو کافر تک سنتے ہیں، مومن تو مومن ہے اور پھر اولیاء کی شان تو ارفع و اعلٰی ہے (پھر فرمایا) روح ایک پرندہ ہے اور جسم پنجرہ۔ پرندہ جس وقت تک پنجرہ میں ہے اس کی پرواز اسی قدر ہے، جب پنجرہ سے نکل جائے اس وقت اس کی قوت پرواز دیکھو (فرمایا) اپنے مردوں کو بزرگوں کے پاس دفن کرو کہ ان کی برکت کے سبب ان پر عذاب نہیں کیا جاتا:

ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ ــــ "وہ، وہ لوگ ہیں کہ ان کے سبب ان کا ہم نشیں بھی بدبخت نہیں ہوتا"

وِلہٰذا حدیث میں فرمایا:

اِدْفِنُوْا مَوْتَاکُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِیْنَ: "اپنے مردوں کو نیکوں کے درمیان دفن کرو"۔

میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کو فرماتے سنا: ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مردہ نظر آنے لگا۔ دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھنوں پر رکھے ہیں۔ اس کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صدمہ سے کھل گئی، دوسری جگہ قبر کھود کر اس میں رکھیں اب جو دیکھا تو دو اژدہے اس کے بدن سے لپٹے اپنے پھنوں سے اس کا منہ بھنبھوڑ رہے ہیں، حیران ہوئے۔ کسی صاحبدل سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے فرمایا: وہاں بھی یہ اژدہے تھے مگر ایک ولی اللہ کے مزار کا قرب تھا: اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہوگیا تھا۔ وہ اژدھے درخت گل کی شکل ہوگئے تھے، اور ان کے پھن گلاب کے پھول اس کی خیریت چاہو تو وہیں لے جاکر دفن کرو۔ وہیں لے جاکر رکھا۔ پھر وہی گلاب کے پھول۔

ایک بار حضرت سیدی اسمٰعیل حضرمی قدس سرہٗ العزیز کہ اجلہ اولیائے کرام سے ہیں۔ ایک قبرستان میں گزرے۔ امام محب الدین طبری کہ اکابر محدثین سے ہیں ہمراہ رکاب تھے۔ حضرت سیدی اسمٰعیل نے ان سے فرمایا: اَتُؤْمِنُ بِکَلَامِ الْمَوْتٰی کیا اس پر آپ ایمان لاتے ہیں کہ مردے زندوں سے کلام کرتے ہیں۔ عرض کی: ہاں فرمایا اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے: انا من حشوب الجنۃ: میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں آگے چلے، چالیس قبریں تھیں۔ آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی۔ اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا تو بھی انھیں میں سے ہے لوگوں نے یہ کیفیت دیکھ کر عرض کی۔ حضرت یہ کیا راز ہے۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ فرمایا: ان قبور پر عذاب ہو رہا تھا جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور حضرت عزت میں میں نے ان کی شفاعت کی۔ مولیٰ تعالےٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اٹھا

لیا۔ ایک قبر گوشے میں تھی جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا اس میں سے آواز آئی :
یَا سَیِّدِیْ اَنَا مِنْهُمْ اَنَا فُلَانَةُ الْمُغَنِّیَةُ : "اے میرے آقا میں بھی تو انھیں میں ہوں فلاں ڈومنی ہوں۔"
مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آگئی اور میں نے کہا : اَنْتِ مِنْهُمْ : تو بھی انھیں میں ہے ۔ اس پر سے بھی عذاب اٹھا لیا گیا تو یہ حضرات سراپا رحمت ہیں جس طرف گزر ہو رحمت ساتھ ہے۔

عرض : ندوہ کے متعلق مسلمانوں کا کیا خیال ہونا چاہیئے اور ندویوں کو کیسا سمجھنا چاہیئے۔

ارشاد۔ ندوہ کھچڑی ہے پہلے بعض اہل سنت بھی دھوکے سے اس میں شامل ہو گئے تھے جیسے مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی اور مولوی احمد حسین کانپوری۔ اور مولوی عبدالوہاب صاحب لکھنوی۔ اس کی شناعتوں پر اطلاع پاکر یہ لوگ علیحدہ ہو گئے۔ مولانا احمد حسن صاحب مرحوم ندوۂ عظیم آباد کے بعد بریلی تشریف لائے۔ شعبان کا اخیر عشرہ تھا۔ میں اپنی مسجد میں معتکف تھا۔ میں نے خبر سنکر ان کو خط لکھا جس میں القاب یہ تھے :

احمد السیرۃ حسن السریرۃ غیر شرکۃ الندوۃ المبیرۃ

اس میں احمد حسن ان کا نام بھی نکلا اور معنے یہ ہوئے کہ آپ کی خصلت محمود اور طینت مسعود مگر ندوہ تباہ کن کی شرکت مردود میری ان کی دوستی تھی۔ ان القاب کو دیکھ کر بہت ہنسے اور میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا : میں نے اس سے توبہ کرلی ہے اور عین جلسہ میں مولوی محمد علی ناظم سے یہ کہہ کر اٹھا ہوں کہ مولوی صاحب آپ اس مجمع کو دیکھتے ہیں۔ یہ سب جہنم میں جائے گا اور ان کے آگے میں اور آپ ہوں گے۔ یہ نہیں جانتا کہ آپ جائیں گے کہ پہلے میں لکھنو کے جلسے میں ابراہیم آروی نے اپنے لکچر میں صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پر مدار نجات رکھا۔ مولوی عبدالوہاب[۱] صاحب لکھنوی

---

[۱] یہ صاحب مولوی عبدالباری فرنگی محلی کے والد ہیں۔ انھوں نے ندوہ سے گریز کی، (آگے صفحہ ۲۰۲ پر)

مع ہمراہیاں یہ فرما کر اُٹھ آئے کہ یہاں سے تو رسالت بھی تشریف لے گئی۔ اسی طرح سنیوں میں سے جو مطلع ہوتا گیا جدا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس میں بدمذہب رہ گئے۔ یا تو کھلے مرتدین جیسے رافضی وہابی وغیرہم یا وہ نام کے سُنّی جوان کو ارکین دین بتاتے ہیں اور ان سے اتحاد مناتے ہیں ندوۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ نیچری وہابی، قادیانی رافضی سب اہلِ قبلہ ہیں لہٰذا سب مسلمان ہیں۔ اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں، خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے جیسے برٹش گورنمنٹ کہ اسے اسکی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے ۔ ہم ایسے عقیدہ واہیہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا۔ قرآن عظیم فرماتا ہے:

اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کَالۡمُجۡرِمِیۡنَ ۝ مَالَکُمۡ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ ۝

کیا ہم مطیعوں کو مجرموں کے مثل کر دیں تمھیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو

اور فرماتا ہے:

اَفَنَجۡعَلُ الۡمُتَّقِیۡنَ کَالۡفُجَّارِ: کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی مانند کر دیں"۔

اور فرماتا ہے: لَیۡسُوۡا سَوَآءً: "سب ایک سے نہیں"۔

اور فرماتا ہے: ھَلۡ یَسۡتَوٗنَ: کیا یہ سب برابر ہیں"۔

اور فرماتا ہے: لَا یَسۡتَوِیۡۤ اَصۡحٰبُ النَّارِ وَاَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ: اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ھُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۔ دوزخ والے جنت والے برابر نہیں۔ جنت والے ہی کامیاب ہوں گے"۔

قرآن عظیم میں اس مضمون کی بکثرت آیات ہیں۔ صدیق اکبر و فاروق اعظم پر رافضی تبرا بکتے ہیں۔ ندوی کہتے ہیں: سنی اور شیعہ کا قطعیات میں اتفاق ہے۔ صرف

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اس میں تو کلمہ گوئی شرط بھی تھی اور یہ سوراج کمیٹی ہیں ہمہ تن مصروف جس میں ایک تو مشرکین سے اتحاد شرط اور مایہ بڑے مشرک کی سرداری ہے ۲

ظنیات میں اختلاف ہے۔ ذرا ذرا سی بات پہاڑ بنا کر کہاں تک نوبت پہنچائی ہے تو اب نہ صدیق کی صحابیت قطعی ٹھہری نہ صدیق و فاروق کی خلافت راشدہ قطعی ہوئی نہ صدیق و فاروق کا جنتی ہونا قطعی رہا۔ سب ظنیات ہو گئے، روافض کا تبرّا بکنا صدیق و فاروق کو گالیاں دینا ایک ذرا سی بات ہوئی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

عرض۔ جنت کی بھرتی، کیا معنے۔

ارشاد۔ جنت بہت وسیع مکان ہے: عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین، اس کی چوڑان میں آجائیں۔ اس کی وسعت اللہ و رسول ہی جانتے ہیں۔ اس میں پہلے ارباب استحقاق بھیجے جائیں گے جنہوں نے اعمال صالحہ کئے اور اپنی حسنات کے سبب مستحق جنت ہوئے یعنی استحقاق تفصیلی نہ وجوبی کہ کسی کو نہیں، مولٰے تعالٰے اپنے بندوں کو اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے۔ پھر ان میں اعمال صالحہ پیدا فرماتا ہے پھر اپنے کرم سے انھیں قبول فرماتا ہے۔ پھر اپنی رحمت سے ان کے عوض جنت دیگا یہ سب اس کا فضل ہی فضل ہے۔ جب یہ لوگ اپنے اپنے محلوں میں آرام کر لیں گے جنت بہت زیادہ خالی رہے گی تو بے استحقاق والوں کو اپنے محض کرم سے اس میں بھرے گا۔ یہ جنت کی بھرتی ہے اور اب بھی بہت جگہ خالی رہے گی تو رب عزوجل ان روحوں کو کہ دنیا میں نہ بھیجی گئیں جسم عطا فرما کر ان مکانوں میں بسائے گا، یہ بہت آرام سے رہے، نہ دنیا کی صورت دیکھی نہ کوئی تکلیف سہی ــ نہ موت چکھی نہ کوئی عمل کیا، فقط اللہ و رسول پر ایمان اور ہمیشہ کے لیے دار الجنان فسبحان واسع الرحمۃ۔

عرض: نیچری اس پر بہت زور دیتے ہیں، ڈپٹی نذیر احمد نے تو صاف لکھ دیا ہے کہ نجات کے لیے صرف لا الٰہ الا اللہ کافی ہے محمد رسول اللہ کی کچھ حاجت نہیں اور اس پر حدیث مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ سے سند لاتے ہیں حدیث کا مطلب کیا ہے۔

حدیث حق ہے اور زعم خبیث کفر، لا الٰہ الا اللہ کلمہ طیبہ کا علم ہے

جس سے پورا کلمہ مراد ہے اگر کوئی کہے الحمد سات بار کہو یا قل ھو اللہ گیارہ بار کہو، کیا اس سے صرف لفظ الحمد یا لفظ قل ھو اللہ مراد ہوں گی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ پوری سورتیں کہ اختصاراً جن کے نام یہ ہیں۔ کلمہ طیبہ کا اختصار لا الٰہ نہیں ہو سکتا تھا کہ نفی محض بلا استثنا تو معاذ اللہ کلمہ کفر ہے۔ لاجرم نصف کلمہ اس کا اختصار ہوا۔ یہ ایک ظاہر جواب ہے اور میرے نزدیک تو حقیقت امر یہ ہے کہ بیشک صرف لا الٰہ الا اللہ نجات کا ضامن ہے اور اسی سے وہ ملعون قول کہ محمد رسول اللہ کی معاذ اللہ حاجت نہیں، کفر خالص ہے: لا الٰہ الا اللہ سے فقط الفاظ مراد نہیں بلکہ اس کے معنی کی تصدیق سچے دل سے ایمان لانا کہ جس ذات، جامع جمیع کمالات منزہ از جمیع عیوب و نقائص کا علم پاک واقع میں اللہ ہے جس نے سچی کتابیں اتاریں، سچے رسول بھیجے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو افضل الرسل خاتم النبیین کیا۔ وہ جس کے کلام کا ایک ایک حرف یقینی قطعی حق ہے جس میں کذب یا سہو یا خطا کا اصلاً کسی طرح امکان نہیں جس نے اللہ کو اس طرح پہچانا: اسی نے اللہ کو جانا، اسی نے لا الٰہ الا اللہ مانا، اور جسے ضروریات دین سے کسی بات میں شک یا شبہ ہے اس نے ہرگز اللہ کو نہ جانا، نہ لا الٰہ الا اللہ مانا۔

مثلاً جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پر ایمان کا دعوےٰ رکھے، اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ ایسے کی توحید کی گواہی دیتا ہے: ایسے کو اللہ سمجھا ہے جس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو نہ بھیجا اور وہ ہرگز اللہ نہیں۔ اس نے اپنے خیال میں ایک باطل تصور جما کر اس کا نام اللہ رکھ لیا ہے۔ یہ اللہ پر مومن نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ اللہ یقیناً وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اگر یہ عقیدہ ہے تو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اس پر تمام ضروریات دین کو قیاس کر لو مثلاً جو اللہ کا منکر اور قیامت کا منکر ہے یقیناً اللہ کا منکر اور اس اقرار میں مشرک ہے کہ ایسے کو اللہ ٹھہرایا

جو قیامت نہ لائے گا۔ حالانکہ اللہ وہ ہے کہ قیامت جسکا سچا وعدہ ہے وعلےٰ هذا القیاس۔

اب بفضلہٖ تعالےٰ معنی بے تکلف صحیح ہو گئے۔ لہٰذا اپنے رسالہ باب العقائد والکلام میں ثابت کیا ہے کہ کفر صفت جہل باللہ کا نام ہے جو اللہ کو صحیح طور پر جانتا مانتا ہے کافر نہیں ہو سکتا اور جو کافر ہے اللہ کو ہرگز نہیں جان سکتا اگرچہ کتنا ہی بڑا دعوےٰ علم و معرفت کا کرے جیسے دیوبندیہ و وہابیہ و مرزائیہ و امثالہم خذلہم اللہ تعالیٰ

عرض اُن لوگوں کی نسبت کہ اگر بد مذہب عالم سے ملنے کو منع کیا جائے تو کہیں عالم عالم سب ایک ہیں۔

ارشاد۔ اُن کا شمار بھی اُنہیں میں سے ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ؛ تم میں سے جو اُن سے دوستی رکھیگا وہ بیشک انھیں میں سے ہے۔"

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ الکریم فرماتے ہیں:۔

اَلْاَعْدَاءُ ثَلٰثَةٌ عَدُوُّكَ وَعَدُوُّ صَدِيقِكَ وَصَدِيقُ عَدُوِّكَ

دشمن تین ہیں: ایک تیرا دشمن ایک تیرے دوست کا دشمن، اور ایک تیرے دشمن کا دوست"

یوں ہی اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم کے ہیں: ایک تو ابتداءً اس کے دشمن وہ کافران اصلی ہیں فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ — دوسرے وہ کہ محبوبانِ خدا کے دشمن ہیں جیسے دیوبندیہ، مرزائیہ، وہابیہ، روافض — تیسرے وہ کہ ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں۔ یہ سب اعداء اللہ ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عرض حضور ہم لوگوں کو بھی چاہیئے کہ ان کو اپنا دشمن جانیں۔

ارشاد۔ ہر مسلمان پر فرضِ اعظم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے، اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے۔ یہ ہمارا عین ایمان ہے — (اسی تذکرہ

میں فرمایا :)

بحمد اللہ تعالیٰ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اللہ کے سب دشمنوں سے دل میں سخت نفرت ہی پائی - ایک بار اپنے دیہات کو گیا تھا، کوئی دیہی مقدمہ پیش آیا جس میں چوپال کے تمام ملازموں کو بدایوں جانا پڑا میں تنہا رہا - اس زمانہ میں معاذ اللہ درد قولنج کے دورے ہوا کرتے تھے - اس دن ظہر کے وقت سے درد شروع ہوا - اسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا - اب نماز کو کھڑا نہیں ہوا جاتا - رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس ﷺ سے مدد مانگی - رب عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھی - درد بالکل نہ تھا جب سلام پھیرا، اسی شدت سے تھا - فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا - جب سلام پھیرا وہی حالت تھی - بعد کی سنتیں پڑھیں، درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بدستور، میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ - پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا - اتنے میں سامنے سے اُسی گاؤں کا ایک برہمن کہ (خبیث بزعم خود قریب قریب توحید کا قائل اور براہ مکر و فریب میرے خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کی طرف مائل بنتا تھا) گزرا پھاٹک کھلا ہوا تھا، مجھے دیکھ کر اندر آیا اور میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا: کیا یہاں درد ہے: مجھے اس کا نجس ہاتھ بدن کو لگنے سے اتنی کراہت و نفرت پیدا ہوئی کہ درد کو بھول گیا اور یہ تکلیف اس سے بڑھ کر معلوم ہوئی کہ ایک کافر کا ہاتھ میرے پیٹ پر ہے، ایسی عداوت رکھنا چاہیئے -

عرض :- اکثر لوگ جان بوجھ کر بدمذہبوں کے پاس بیٹھتے ہیں - ان کے لئے کیا حکم ہے -

ارشاد :- حرام ہے اور بدمذہب ہو جانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لیے زہر قاتل - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ

انھیں اپنے سے دور کرو اور اُن سے دور بھاگو وہ تمھیں گمراہ نہ

کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں"۔

اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب پر اعتماد کرتا ہے:

اِنَّهَا اَكْذَبُ شَيْءٍ اِذَا حَلَفَتْ فَكَيْفَ اِذَا وَعَدَتْ "نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے"۔

صحیح حدیث میں فرمایا: جب دجال نکلے گا، کچھ اُسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم ہیں۔ ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا وہاں جاکر ویسے ہی ہو جائیں گے۔ حدیث میں ہے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جو جس قوم کے ساتھ دوستی رکھتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔" سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارا ایمان ہے اور پھر حضور کا حلف سے فرمانا۔

دوسری حدیث ہے جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انھیں میں سے ہے

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں: ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ جب اس کی نزع کا وقت آیا، لوگوں نے حسب معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی۔ کہا: نہیں کہا جاتا۔ پوچھا کیوں؟ کہا: یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر و عمر کو بُرا کہتے تھے۔ اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے۔ ہرگز نہ پڑھنے دیں گے ـــــ یہ نتیجہ ہے بدمذہبوں کے پاس بیٹھنے کا۔ جب صدیق و فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے بدگویوں سے میل جول کی یہ شامت تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست و برخاست کی آفت کس قدر شدید ہوگی۔ اُن کی بدگوئی صحابہ تک ہے ان کی انبیاء اور سید الانبیاء اور اللہ عزوجل تک۔

عرض۔ اگر ملازم ہے اور خوشامد میں لگا رہے۔

ارشاد۔ اتنا برتاؤ رکھو اللہ و رسول کے دشمنوں سے جتنا اپنے دشمنوں سے رکھتے ہو۔

عرض۔ حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد۔ سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کریگا۔ حضرت سیدی موسےٰ سہاگ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے، احمد آباد میں مزار شریف ہے۔ میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ زنانہ وضع رکھتے تھے ایک بار قحط شدید پڑا۔ بادشاہ و قاضی واکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لیے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں۔ جب لوگوں کی آہ وزاری حد سے گزری۔ ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا: مینہ بھیجے یا اپنا سہاگ لیجیے۔ یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح امڈیں اور جل تھل بھر دیئے۔ ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے، ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے، انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے۔ مردانہ لباس پہنیے اور نماز کو چلیئے اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا۔ چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اُتار مسجد کو ہو لیے۔ خطبہ سنا۔ جب جماعت قائم ہوئی۔ اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی۔ فرمایا: اللہ اکبر میرا خاوند حی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا۔ اور یہ مجھے بیوہ کیے دیتے ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں — اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا، کہ اب تک بالیاں کڑے جوشن پہنتے ہیں۔ یہ گمراہی ہے صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق۔

عرض۔ سچے وجد کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد۔ یہ کہ فرائض و واجبات میں مخل نہ ہو۔ حضرت سید ابوالحسن احمد نوری پر وجد طاری ہوا۔ تین شبانہ روز گزر گئے۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔ کسی نے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حالت عرض کی: فرمایا نماز کا کیا حال ہے۔ عرض کی: نمازوں کے وقت ہوشیار

ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ فرمایا: الحمد للہ ان کا وجد سچا ہے۔ (اس کے بعد فرمایا) نماز جب تک باقی ہے۔ کسی وقت میں معاف نہیں رمضان شریف کے روزے حالت سفر میں یا مرض میں کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اجازت ہے کہ قضا کرے، اسی طرح زکات صاحب نصاب پر اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے لیکن نماز سب پر بہر حال فرض ہے یہاں تک کہ کسی حاملہ عورت کے نصف بچہ پیدا ہو لیا ہو اور نماز کا وقت آگیا تو ابھی نفسا نہیں حکم ہے کہ گڑھا کھودے یا دیگ پر بیٹھے اور اس طرح نماز پڑھے کہ بچے کو تکلیف نہ ہو یا بیمار ہے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں۔ دیوار یا عصا یا کسی شخص کے سہارے کھڑا ہو کر پڑھے اور اتنا بھی کھڑا نہیں رہ سکتا تو جتنی دیر ممکن ہو قیام فرض ہے اگرچہ اسی قدر کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ لے اور بیٹھ جائے۔ اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹے لیٹے اشاروں سے پڑھے۔ حضور نماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک سوج جاتے۔ صحابہ کرام عرض کرتے، حضور اس قدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں، مولیٰ تعالیٰ نے حضور کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے، فرماتے: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا: تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ یہاں تک کہ رب عزوجل نے خود ہی بکمال محبت ارشاد فرمایا:

طٰهٰ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰى: "اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تم پر قرآن اس لیے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو"

غرض نماز مرتے دم تک معاف نہیں۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ۔ "اے بندے اپنے رب کی عبادت کیے جا، یہاں تک کہ تجھے موت آئے۔"

ایک صاحب صالحین سے تھے، بہت ضعیف ہوئے۔ پنجگانہ مسجد کی حاضری نہ چھوڑتے۔ ایک شب عشاء کی حاضری میں گر پڑے، چوٹ آئی۔ بعد نماز عرض کی: الٰہی اب میں بہت ضعیف ہوا بادشاہ اپنے بوڑھے غلاموں کو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں: مجھے آزاد فرما۔ ان کی دعا قبول ہوئی مگر یوں کہ صبح اٹھے، تو

مجنوں تھے یعنی جب تک عقل تکلیفی باقی ہے، نماز معاف نہیں۔ سچے مجاذیب بھی نماز نہیں چھوڑتے۔ اگرچہ لوگ انھیں پڑھتے نہ دیکھیں۔

کسی نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حضرت سیدی قضیب البان موصلی قدس سرہٗ کی شکایت کی کہ ان کو کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا، ارشاد فرمایا: اس نے کچھ نہ کہو اس کا سر ہر وقت خانۂ کعبہ میں سجود میں ہے۔

عرض مرد کو چوٹی رکھنا جائز ہے یا نہیں بعض فقیر رکھتے ہیں۔

ارشاد حرام ہے حدیث میں فرمایا: لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَابِھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ: اللہ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں۔

عرض۔ ولد الحرام کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر اس سے علم و تقوےٰ میں زیادہ یا اس کی مثل جماعت میں موجود ہو تو اُسے امام بنانا نہ چاہیئے۔ ہاں اگر یہی سب حاضرین سے علم و تقویٰ میں زائد ہو تو اسی کو امام بنایا جائے۔

عرض۔ حضور اس میں بچہ کا کیا قصور ہے۔

ارشاد۔ شرع کو تکثیر جماعت کا بڑا لحاظ ہے۔ امام میں جب کوئی ایسی بات ہو جس سے قوم کو نفرت اور باعث تقلیل جماعت ہو، اس کی امامت ناپسند ہے اگرچہ اس کا قصور نہ ہو، ولہذا جس کے بدن پر برص کے داغ بکثرت ہوں اس کی امامت مکروہ ہے۔ رغبت جماعت ہی کے لحاظ سے مستحب ہے کہ اور فضائل میں مساوات کے بعد امام خوب صورت و خوش گلو ہو (پھر فرمایا) نماز کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے۔ عوام بے چارے کس گنتی میں ہیں بعض بڑے بڑے عالم جو کہلاتے ہیں ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی (پھر فرمایا) کہ عبادت محض لوجہ اللہ ہونا چاہیئے کبھی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو کہ کسی کے عمر بھر کے اعمال حسنہ اس کی کسی ایک نعمت

کا جو اس نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہیں بدلہ نہیں ہو سکتے۔ اگلی امتوں میں ایک بندۂ خدا بیچ سمندر میں ایک پہاڑ پر جہاں انسان کا گزر نہ تھا، رات دن عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے رب عزوجل نے اس پہاڑ پر ان کے لیے انار کا درخت اُگایا، اور ایک شیریں چشمہ نکالا، انار کھاتے اور وہ پانی پیتے اور عبادت کرتے چار سو برس اسی طرح گزر گئے۔ ظاہر ہے کہ جب انسان بالکل تن تنہا زندگی بسر کرے اور کوئی دوسرا نہ ہو تو نہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ کسی کی غیبت کر سکتا ہے نہ چوری اور نہ اور کوئی قصور کر سکتا ہے جس کا تعلق دوسرے سے ہو اور اکثر گناہ وہی ہیں۔ غرض جب ان کے نزع کا وقت آیا، حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے انھوں نے کہا: اتنی اجازت دیجئے کہ میں وضو تازہ کر کے دو رکعت نماز پڑھ لوں — جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے میں جاؤں قبض روح کر لینا۔ انھوں نے فرمایا: میں تمھارے لیے اتنی اجازت لایا ہوں۔ انھوں نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی۔ دوسری رکعت کے سجدہ میں انتقال ہوا۔ بدن آن کا سلامت ہے اب تک ویسے ہی سجدہ میں ہیں۔ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کی: ہم جب آسمان سے اترتے یا آسمان کو جاتے ہیں انھیں اسی طرح سر بسجود دیکھتے ہیں۔ یہ بندۂ خدا جب قیامت کے روز حاضر ہونگے عبادت کے سوا نامۂ اعمال میں کوئی گناہ تو ہوگا ہی نہیں، حساب و میزان کی کیا حاجت۔ رب العزت ارشاد فرمائے گا:

اِذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی جَنَّتِیْ بِرَحْمَتِیْ "میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں لے جاؤ"

ان کے منہ سے نکلے گا: اے میرے رب بلکہ میرے عمل سے، یعنی میں نے عمل ہی ایسے کیے جن سے مستحق جنت ہوں۔ ارشاد ہوگا: لوٹاؤ اور میزان کھڑی کرو، اس کی چار سو برس کی عبادت ایک پلے میں اور ہماری نعمتوں سے جو ہم نے اسے چار سو برس میں دیں۔ صرف آنکھ کی نعمت دوسرے میں رکھو، وزن کیا

جائیگا - ان کے چار سو برس کے اعمال سے ایک یہ نعمت کہیں زیادہ ہوگی - ارشاد ہوگا: اِذْھَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی نَارِیْ بِعَدْلِیْ: "میرے بندے کو میرے جہنم میں لے جاؤ میرے عدل سے۔"

اس پر گھبرا کر عرض کرینگے: نہیں اے رب میرے بلکہ تیری رحمت سے ـــ ارشاد ہوگا: اِذْھَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی جَنَّتِیْ بِرَحْمَتِیْ: "میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لے جاؤ۔"

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کی پرسش ہوگی۔ (اس کے بعد کچھ اور واقعات حشر کا بیان فرمایا کہ) سب اولین و آخرین جمع ہوں گے اور اس دن ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا بعض مسلمین بھی اپنے معاصی پر معذب کیے جائیں گے۔ کوئی مسلمان پوری سزا نہ پائے گا۔ سزا پوری ہونے سے پہلے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شفاعت انھیں نجات دلوادے گی۔ سزا اگر پوری ہو لیتی تو نجات آپ ہی ہوتی۔ شفاعت کا کیا اثر ہوتا لیکن شفاعت انھیں بخشوائے گی تو ثابت ہوا کہ سزا پوری نہ ہو پائے گی۔

(پھر فرمایا) ایک بندہ حاضر ہوگا۔ رب العزت کا حکم ہوگا، اسے دیا جائے اس کا نامۂ اعمال، وہ طومار حدِ نگاہ تک طویل اور سراپا گناہوں سے بھرا ہوگا ـــ اپنا نامۂ اعمال خود پڑھے گا، اس میں صغائر و کبائر سب لکھے ہوں گے۔ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کرے گا۔ اور کبائر کو چھوڑتا جائے گا۔ رب عزوجل فرمائے گا: پڑھ لیا ـــ کہے گا ہاں! سب پڑھ لیا۔ فرمائے گا: اے میرے فرشتو اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو۔ اسوقت چلّا اٹھے گا کہ الٰہی میرے بڑے بڑے گناہ تو رہ ہی گئے ہیں، میں نے تو صرف صغائر پڑھے۔

یہ سب صدقہ ہے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا حدیث میں ہے۔ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى: البتہ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں

اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے"۔

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَنْ لَا اَرْضٰی وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ : تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی نار میں رہا"۔

روز قیامت داروغہ دوزخ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعتیں دیکھ کر عرض کریں گے: حضور نے اپنی امت میں غضب الٰہی کا کوئی حصہ نہ چھوڑا۔ (پھر فرمایا) قیامت کے روز دو بندے دوزخ سے نکالے جائینگے، رب عزوجل فرمائے گا: جو کچھ تمھیں پہنچا تمھارے اعمال کا بدلا تھا، میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ تم پھر جہنم میں چلے جاؤ ــــ اُن میں سے ایک تو دوڑتا ہوا جہنم کی طرف جائے گا اور دوسرا آہستہ، حکم ہوگا: واپس لاؤ۔ اس شتابی اور آہستگی کا سبب پوچھو:ــــ جلدی کرنے والا عرض کرے گا: اے رب میں نافرمانی کے سبب یہ کچھ دیکھ چکا تھا، کیا اب بھی نافرمانی کرتا۔ دوسرا عرض کریگا: الٰہی مجھے اُمید نہ تھی کہ جہنم سے نکال کر تو مجھے پھر اس میں بھیجے گا۔ حکم ہوگا دونوں کو جنت میں لے جاؤ!

عرض۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ علماء کی صحبت میں بیٹھنے سے آدمی بگڑ جاتا ہے۔

ارشاد۔ حدیث میں تو یہ فرمایا ہے:

"اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَکُنْ خَامِسًا فَتَھْلِکَ"

"اس حال میں صبح کر کہ تو عالم ہو یا متعلم یا عالم کی باتیں سننے والا، یا عالم کا محب اور پانچواں نہ ہو نا کہ ہلاک ہوجائے گا"۔

عرض۔ زید نے اپنی عورت کو طلاق مغلظہ دے دی۔ علما سے استفتاء پوچھا، حلالہ کا حکم ملا۔ اگر بغیر حلالہ رجعت کرلے۔

ارشاد:۔ حرام قطعی ہے۔ جب عدت گزرے اور مطلقہ کا نکاح دوسرے شخص سے ہو اور وہ اس سے ہمبستر ہو پھر وہ طلاق دے اور پھر عدت گزرے۔ اس کے بعد زید سے نکاح ہوسکتا ہے بغیر اس کے زنا خالص ہوگا (اسی سلسلے میں فرمایا) ایک

صحابیہ کو ان کے شوہر نے مغلظہ طلاق دے دی، ان بیوی نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور بلا ہمبستر ہوئے خدمت اقدس میں جاکر عرض کی کہ اگر وہ طلاق دے دے تو اب میں پہلے سے نکاح کر سکتی ہوں۔ ارشاد فرمایا:

لَا حَتّٰی تَذُوْقِی عُسَیْلَتَہٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَکِ:

تو رب العزت نے یہ تازیانہ رکھا ہے کہ لوگ تین طلاقیں دینے سے خوف کریں اور اس سے باز رہیں لیکن پھر بھی خیال نہیں کرتے، تین تو درکنار! جب دینے پہ آتے ہیں تو بے شمار طلاقیں دیتے ہیں۔

عرض۔ حضور اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں نہ وہ کندھا دے نہ منہ دیکھے۔

ارشاد۔ یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے اور بالکل بے اصل ہے۔ ہاں بے حائل اس کے جسم کو بیشک ہاتھ نہیں لگا سکتا، باقی کندھا بھی دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے اور اگر موت ایسی جگہ آئے جہاں میاں بیوی کے سوا کوئی اور نہ ہو تو شوہر خود اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو تیمم کرائے۔ لیکن عورت کو بلا کسی شرط کے اپنے شوہر مردہ کو چھونے کی اجازت ہے!

عرض۔ زید اگر فوت ہو گیا۔ منکوحہ نے اس کے روپے سے مسجد بنوا دی اور اسکے بہن بھائی کو محروم رکھا۔

ارشاد۔ اگر اس کا مہر اتنا تھا کہ زید کا متروکہ اس کے مہر میں مستغرق ہوتا تو اختیار تھا ورنہ اپنے مہر و حصہ سے زائد غصب ہے۔

عرض۔ اگر کسی مرید کی اپنے شیخ سے زیادہ رسائی ہو اس پر اس کے پیر بھائی رنج رکھیں۔

ارشاد۔ یہ حسد ہے جو لے جاتا ہے جہنم میں، رب العزت تبارک وتعالٰی نے حضرت آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ رتبہ دیا کہ تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا شیطان نے حسد کیا وہ جہنم میں گیا۔ دنیا میں اگر کسی کو اپنے سے زیادہ دیکھے شکر بجا لائے

کہ مجھے اتنا مبتلا نہ کیا اور دین میں دیکھے تو اس کی دست بوسی کرے اسے مانے کسی پر حسد کرنا رب العزت پر اعتراض ہے کہ اسے کیوں زیادہ دیا اور مجھے کیوں کم رکھا۔

عرض۔ تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جلتے تو کیسا ہے۔

ارشاد۔ نہیں چاہیئے۔ ناجائز کام میں جسطرح جان ومال سے مدد کرے گا۔ یوں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام، درمختار وحاشیہ علامہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے۔ آجکل لوگ ان سے غافل ہیں۔ متقی لوگ جن کو... شریعت کی احتیاط سے ناواقفی ہے ریچھ یا بندر کا تماشا یا مرغوں کی پالی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہگار ہوتے ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جانے پایا، اور خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حاضرین کو اور اگر مجمع شر کا ہو اس نے اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ ان حاضرین پر ہوگا وہ اس پر بھی

عرض۔ بزرگانِ دین کی تصاویر بطور تبرک لینا کیسا ہے۔

ارشاد۔ کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسمٰعیلؑ وحضرت مریمؑ کی تصاویر ہی تھیں کہ یہ متبرک ہیں، ناجائز فعل تھا۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے خود دستِ مبارک سے انہیں دھو دیا۔

عرض۔ نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھنا کیا اثر رکھتا ہے اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہو۔

ارشاد۔ اگر معاذ اللہ کوئی نازلہ ہو وسخت نازلہ عام بلا ہو اور سخت بلا، اللہ پناہ میں رکھے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ دوسری رکعت میں الحمد وسورۃ کے بعد اللہ اکبر کہہ کر امام دعائے قنوت پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ دعا مانگیں —— یا آمین کہیں۔

عرض۔ وضو کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے۔

ارشاد۔ وضو کرنے جب بیٹھے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ پڑھ لے جو وضو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تمام بدن کو پاک کر دیتا ہے، ورنہ جتنے پر پانی گزرے گا اتنا ہی پاک ہوگا۔ پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار اس طرح دھوئے کہ پہلے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ سے پانی ڈال تین بار پھر الٹے ہاتھ کو سیدھے ہاتھ سے پانی ڈال کر تین بار اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں۔ پھر تین بار کلی ایسی کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے کہ وضو میں اسی طرح کلی کرنا سنتِ مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے۔ اکثر لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے جلدی جلدی تین بار چچ چچ کر لیا یا ناک کی نوک پر تین مرتبہ پانی لگا دیا۔ ایسا کرنے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی۔ ایک آدھ بار ایسا کرنے سے تارکِ سنت اور عادت ڈالنے سے گنہگار و فاسق ہوتا ہے اور غسل میں فرض رہ جاتا ہے تو غسل تو ہوتا ہی نہیں کہ نرم بانسے تک پانی چڑھانا وضو میں سنتِ مؤکدہ ہے اور غسل میں فرض ہے۔

داڑھی اگر ہے تو خوب تر کرے کہ اگر ایک بال کی جڑ بھی خشک رہی، اور پانی اس پر نہ بہا تو وضو نہ ہوگا اور منہ پر پانی لمبائی میں پیشانی کے بالوں کی جڑوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کان کی ایک لَو سے دوسری لَو تک بہائیں پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک اس طرح دھوئیں کہ پانی کی دھار کہنی تک برابر پڑتی چلی جائے۔ یہ نہ ہو کہ پہنچے سے تین بار پانی چھوڑ دیا اور وہ کہنی تک بہتا چلا گیا، اس طرح کہنی بلکہ کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ بہنے کا احتمال ہے۔ اس کا لحاظ ضروری ہے کہ ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہے۔ اگر پانی کسی بال کی جڑ کو تر کرتا ہوا بہ گیا اور بالائی حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہ ہوگا۔

پھر سر کے بالوں کا مسح کرے۔ چہارم سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا سُنت ہے۔ دونوں ہاتھوں کا انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر تین تین انگلیوں اور انھیں کے مقابل ہتھیلی کے حصوں سے پیشانی کی جانب سے گدی تک کھینچتا

ہوا لے جائے۔ پھر ہتھیلیوں کا باقی حصہ گدی سے پیشانی تک لائے اور کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کانوں کے پیٹ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کے پیٹ سے کانوں کی پشت کا اور پشت دست سے گردن کے پچھلے حصہ کا گلے پر ہاتھ نہ لائے، کہ بدعت ہے۔

پھر دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئے اور ہر عضو پہلے دایاں پھر بایاں دھوئے۔ کلی کرتے وقت کہے: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ: "الٰہی میری مدد فرما قرآن عظیم کی تلاوت اور اپنے ذکر شکر اور اچھی عبادت پر۔" ناک میں پانی ڈالتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ: "الٰہی مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور دوزخ کی بدبو نہ سنگھا۔"

منہ دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ: "الٰہی میرا منہ اُجالا کر جس دن کچھ منہ اُجالے ہوں گے اور کچھ کالے۔"

دہنا ہاتھ دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا: "الٰہی میرا نامۂ اعمال میرے سیدھے ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب لے۔"

بایاں ہاتھ دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ: "الٰہی میرا نامہ اعمال میرے الٹے ہاتھ میں نہ دینا نہ میری پیٹھ کے پیچھے سے۔"

سر کا مسح کرتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ: "الٰہی! مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ دے جس دن سایہ نہیں مگر تیرے عرش کا۔"

کانوں کا مسح کرتے وقت کہے :

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ

"الٰہی مجھے ان لوگوں میں کر جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اس میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔"

گردن کے مسح میں کہے :

اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ : الٰہی میری گردن دوزخ سے آزاد فرما

سیدھا پاؤں دھوتے وقت کہے :

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ : الٰہی میرے پاؤں صراط پر جما جس دن قدم پھسلیں۔"

الٹا پاؤں دھوتے وقت کہے :

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ

الٰہی میرے گناہ معاف کر اور میری کوشش ٹھکانے لگا اور میری سوداگری ضائع نہ کر"

اور ہر عضو دھوتے وقت درود شریف پڑھے۔ ختم وضو کے بعد آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کلمۂ شہادت پڑھے پھر کہے :

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَہِّرِیْنَ۔

الٰہی مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں سے کر اور مجھے ستھرا ہونے والوں میں سے کر۔"

جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لیے کھول دیئے جائیں گے

(اسی سلسلہ میں فرمایا)

ایک مرتبہ گاؤں جانے کا اتفاق ہوا : ایک عالم میرے ساتھ تھے۔ فجر کی نماز کے لیے انھوں نے وضو کیا، بھوؤں سے چہرہ پر پانی ڈالا۔ جب ان سے کہا گیا تو فرمایا : جلدی کی وجہ سے کہ وقت نہ جائے۔ میں نے کہا کہ پھر تو بلا وضو ہی پڑھئے۔

مجھے خیال رہا، انھوں نے ظہر کے وقت بھی ایسا ہی کیا۔ میں نے کہا: اب تو وقت نہ جاتا تھا۔

آجکل لوگوں کی عام طور سے یہی عادت ہے۔ غسل میں جسقدر احتیاط چاہیئے، آجکل اتنی ہی بے احتیاطی ہے۔ اللہ معاف فرمائے۔ (پھر فرمایا) نماز میں سجدہ کرتے ہیں کہ پاؤں کی انگلیوں کے سرے زمین پر لگتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ پیٹ لگنا فرض ہے اور سب کا سنت ہے۔ پھر صرف ناک کی نوک پر سجدہ کرتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ جہاں تک ہڈی کا سخت حصہ ہے لگنا چاہیئے۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ رکوع سے سر اٹھایا اور سجدہ کی طرف چلے گئے۔ سجدہ سے ایک بالشت سر اٹھایا۔ یا بہت ہوا ذرا اٹھا لیا اور وہیں دوسرا سجدہ ہوگیا۔ حالانکہ پورا سیدھا کھڑا ہونا اور بیٹھنا چاہیئے۔ اس طرح اگر ۶۰ برس نماز پڑھے گا قبول نہ ہوگی۔

ایک شخص مسجد اقدس میں حاضر ہوا، اور بہت تیزی سے جلدی جلدی نماز پڑھی بعد نماز حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ فرمایا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ: واپس جا پھر پڑھ کہ تو نے نماز نہ پڑھی۔ انہوں نے دوبارہ ویسے ہی پڑھی — پھر یہی ارشاد ہوا۔ آخر میں انھوں نے عرض کی: قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے ایسی ہی آتی ہے۔ حضور فرمائیں۔ فرمایا: رکوع و سجود باطمینان کر اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہو اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ۔

عرض: حضور جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی اس کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد: کافر ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک سجدہ کرے اللہ کو اور ۹۹ مہادیو کو تو مسلمان رہیگا۔ اگر ۹۹ سجدے اللہ کو اور ایک بھی مہادیو کو کیا تو کافر ہو جائے گا۔ گلاب میں ایک قطرہ پیشاب کا ڈالا جائے وہ پاک رہیگا یا ناپاک! — اتفاقاً ایک سفر میں کسی کا ناقہ گم ہوگیا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں جنگل میں ہے، اس کی مہار پیڑ سے اٹک گئی ہے۔ زید ابن الصلت منافق نے کہا: محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ ناقہ فلاں جنگل میں ہے۔ حضور غیب

کی خبر کیا جانیں — قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ : تم فرمادو، کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اسکے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ: تم کافر ہو چکے، اپنے ایمان کے بعد اللہ نے ۹۹ نہ گنیں ایک گنی - ارشاد علماء یوں ہے کہ کسی سے کوئی کلمہ صادر ہو جسکے سو معنی ہو سکتے ہوں، ۹۹ پر کفر لازم آتا ہو اور ایک پہلو اسلام کی طرف جاتا ہو اس کے کفر کا حکم نہ کریں گے جب تک معلوم نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر مراد لیا۔ مسئلہ تو یہ تھا اور بے دینوں نے کیا سے کیا کرلیا۔ اس کا بہت واضح و روشن بیان ہماری کتاب "تمہید ایمان بآیات قرآن" میں ہے اور یہاں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو مطلقاً غیب کا منکر ہو وہ کافر ہوگیا جو لفظ اس منافق نے کہے جسے قرآن عظیم نے فرمایا تو بہانے نہ بنا تو کافر ہو چکا یہی تو تھا کہ رسول غیب کیا جانے بعینہ یہی تقویۃ الایمان میں لکھا کہ غیب کی باتیں اللہ جانے رسول کو کیا خبر۔"

عرض۔ محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے سننا چاہیئے یا نہیں۔

ارشاد۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی کتاب جو عربی میں ہے وہ یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب "آئینۂ قیامت" میں صحیح روایات ہیں انھیں سننا چاہیئے باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہت بہتر ہے۔

عرض۔ اور ان مجالس میں رقت آنا کیسا

ارشاد۔ رقت آنے میں حرج نہیں، باقی رفضہ کی سی حالت بنانا جائز نہیں کہ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ — نیز حق سبحانہ نے نعمتوں کے اعلان کو فرمایا اور مصیبت پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے، تو ائمہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا، غم پروری کا حکم شریعت نہیں دیتی۔

عرض۔ یہ صحیح ہے کہ شب معراج مبارک جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش بریں پر پہنچے، نعلین پاک اتارنا چاہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف اتارنے کا حکم ہوا تھا، فوراً غیب سے ندا آئی: اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت و عزت زیادہ ہوگی۔

ارشاد۔ یہ روایت محض باطل و موضوع ہے۔

عرض۔ شب معراج جب براق حاضر کیا گیا۔ حضور آب دیدہ ہوئے، حضرت جبریل نے سبب پوچھا؛ فرمایا: آج میں براق پر جا رہا ہوں کل قیامت کے دن میری امت برہنہ پا پل صراط کی راہ طے کرے گی۔ یہ تقاضائے شفقت و محبت امت کے موافق نہیں۔ ارشاد باری ہوا یوں ہی ایک ایک براق بروز حشر تمہارے ہر امتی کی قبر پر بھیجیں گے! — یہ روایت صحیح ہے یا نہیں،

ارشاد۔ بالکل بے اصل ہے۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی روایات بالکل بے اصل اور بیہودہ ہیں، کیا کہا جائے۔

عرض۔ کھانے کے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے۔

ارشاد۔ ہاں کافی ہے بغیر بسم اللہ شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے رب العزت نے اس سے فرمایا تھا، وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ : مال و اولاد میں ان کا شریک ہو جو بغیر بسم اللہ کھائے پیئے اس کے کھانے میں .... شیطان شریک ہوتا ہے — اور بغیر بسم اللہ عورت کے پاس جائے، اس کی اولاد میں شیطان کا ساجھا ہوتا ہے۔ حدیث میں ایسوں کو مغربین فرمایا جو انسان و شیطان کے مجموعی نطفے سے بنتے ہیں — اگر کھانے کی ابتداء میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَوَّلِهٖ وَ آخِرِهٖ پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے اور بفضلہ میں بھوکا ہی مارتا ہوں۔ یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور چھالیہ منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف — ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا۔ طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے۔ وہ خبیث اگر اس میں شریک ہوتا ہو تو ضرور ہی پاتا ہوگا کہ عمر بھر کا بھوکا پیاسا اس پر دھوئیں سے کلیجہ جلتا — بھوک پیاس میں حقہ بہت برا

معلوم ہوتا ہے (پھر فرمایا) شیطان ہر وقت تمہاری گھات میں ہے۔ اس سے غافل کسی وقت نہ ہو۔

عرض۔ بدگمانی کیا حرام ہے۔

ارشاد۔ بے شک۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ:

"اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بیشک بعض ظن گناہ ہیں"

اور حدیث میں فرمایا:

اِیَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِیْثِ : "گمان سے دور ہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے"۔

ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبہ معظمہ کو تشریف لیے جاتے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک تاملوٹ تھا شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا، دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بار ڈالنا چاہتا ہے ——یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام نے فرمایا: شفیق بچو گمانوں سے بعض گمان گناہ ہوتے ہیں نام بتانے اور وسوسہ دل پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہو گئی اور امام کے ساتھ ہو لیے راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچ کر امام نے اس سے تھوڑا ریت لے کر تاملوٹ میں گھول کر پیا اور شفیق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا، انھیں انکار کا چارہ نہ ہوا۔ جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر میں بھی نہ دیکھے نہ سُنے۔

ایک روز شفیق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے مسجد حرام شریف میں دیکھا کہ وُہی صاحب بیش بہا لباس پہنے درس دے رہے ہیں —— لوگوں سے پوچھا: یہ کون بزرگ ہیں۔ کسی نے کہا: ابن رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جعفر صادق رضؓ جب تخلیہ ہوا، انھوں نے کہا —— حضرت یہ کیا بات ہے کہ راہ میں آپ کو ایک گدڑی پہنے دیکھا تھا اور اس وقت یہ لباس دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے دامن مبارک

اٹھایا کہ وہی گدڑی نیچے زیب تن ہے اور فرمایا کہ وہ تمہارے دکھانے کو ہے اور یہ گدڑی اللہ کے لیے۔

عرض حضور ایک کتاب میں میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت ریش مبارک میں خضاب تھا۔

ارشاد۔ خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے: غَیِّرُوا هٰذَا الشَّیْبَ وَلَا تَقْرَبُوا السَّوَادَ "اس سپیدی کو بدل دو — اور سیاہی کے پاس نہ جاؤ"۔ سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے: یَاتِیْ نَاسٌ یَخْضِبُوْنَ بِالسَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا یَرِیْحُوْنَ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ "کچھ آئیں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے نیلگوں پوٹے وہ جنت کی بُو نہ سونگھیں گے"۔

تیسری حدیث میں ہے:

مَنِ اخْتَضَبَ بِالسَّوَادِ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ "جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔"

چوتھی حدیث میں ہے:

اَلصُّفْرَۃُ خِضَابُ الْمُؤْمِنِ وَالْحُمْرَۃُ خِضَابُ الْمُسْلِمِ وَالسَّوَادُ خِضَابُ الْکَافِرِ — "زرد خضاب مومن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا"۔

پانچویں حدیث میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الشَّیْخَ الْغِرْبِیْبَ: اللہ دشمن رکھتا ہے بڈھے کوّے کو

چھٹی حدیث میں ہے:

اَوَّلُ مَنِ اخْتَضَبَ بِالسَّوَادِ فِرْعَوْنُ: "سب میں پہلے جس نے سیاہ خضاب کیا، فرعون تھا"

دیکھو فرعون کا ہے میں ڈوبا: نیل میں، یہ لوگ بھی نیل میں ڈوبتے ہیں — سیاہ

خضاب صرف مجاہدین کو جائز ہے جیسے جنگ میں رجز پڑھنا اور خود ستائی ان کو جائز ہے، اکڑ اکڑ کر چلنا ان کو جائز ہے — ریشمی بانے کا دبیز لباس ان کو پہننا جائز ہے — چالیس دن سے زیادہ لبیں اور چہرے کے بال اور ناخن بڑھانا ان کو جائز ہے اوروں کو یہ سب باتیں حرام ہیں۔ فوجی قانون عام قانون سے جدا ہوتا ہے اس میں سیاہ خضاب داخل ہے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجاہد تھے انھیں جائز ہے، تم کو حرام ہے۔

عرض۔ جاہل فقیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے۔

ارشاد۔ بلاشبہ۔

عرض۔ اکثر بال بڑھانے والے لوگ حضرت گیسو دراز کو دلیل لاتے ہیں۔

ارشاد۔ جہالت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بکثرت احادیث میں ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے اور تشبہ کے لیے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضروری نہیں — ایک ہی بات میں مشابہت کافی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ مردوں کیطرح کندھے پر کمان لٹکائے جارہی ہے۔ اس پر بھی یہی فرمایا کہ ان عورتوں پر لعنت، جو مردوں سے تشبہ کریں — ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا، اس پر بھی یہی حدیث روایت فرمائی کہ مردوں سے تشبہ پیدا کرنے والیاں ملعون ہیں۔ جب صرف جوتے یا کمان لٹکانے میں مشابہت موجب لعنت ہے تو عورتوں کے سے بال بڑھانا اس سے سخت تر موجب لعنت ہوگا، کہ وہ ایک خارجی چیز ہے اور یہ خاص جزو بدن تو شانوں سے نیچے گیسو رکھنا بحکم احادیث صحیحہ ضرور موجب لعنت ہے اور چوٹی گندھوانا اور زیادہ اس میں مباف ڈالنا اور اس سے سخت تر!

حضرت سیدی محمد گیسو دراز قدس سرہٗ نے تشبہ نہ کیا تھا، ایک گیسو محفوظ رکھا

تھا اور اس کے لیے ایک وجہ خاص تھی کہ اکابر علماء و اجلہ سادات سے تھے۔ جوانی کی عمر تھی۔ سادات کی طرح شانوں تک دو گیسو رکھتے تھے کہ اس قدر شرعاً جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ ایک بار سرِ راہ بیٹھے تھے : حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سواری نکلی۔ انھوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا : سید فروتر ک سید اور نیچے بوسہ دو۔ انھوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا۔ فرمایا : سید فروتر ک۔ انھوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا وہیں الجھا رہا اور رکاب سے سم تک بڑھ گیا حضرت نے فرمایا : سید فروتر ک۔ انھوں نے ہٹا کر زمین پر بوسہ دیا گیسو رکاب مبارک سے جدا کر کے حضرت تشریف لے گئے، لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید اتنے بڑے عالم کے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوئے اور نیچے بوسہ دینے کو حکم فرمایا : انھوں نے پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ اور نیچے کو حکم فرمایا، گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ اور نیچے کو حکم فرمایا : یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا۔ یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سنا، فرمایا : لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرما دیا۔ جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا، عالم ناسوت منکشف ہو گیا، جب پائے اقدس پر بوسہ دیا، عالم ملکوت منکشف ہوا۔ جب گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا عالم جبروت منکشف تھا۔ جب زمین پر بوسہ دیا۔ لاہوت کا انکشاف ہو گیا۔ اس ایک گیسو کو کہ ایسی جلیل نعمت کا یادگار تھا۔ اور اسے ایسی تجلی رحمت نے بڑھایا تھا نہ ترشوایا اسے تشبہ سے کیا علاقہ عورتوں کا ایک گیسو بڑا نہیں ہوتا نہ اتنا دراز اور اس کے محفوظ رکھنے میں یہ راز، اس کی سند ابو محذورہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فعل ہے۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا۔ اذان ہوئی بچوں نے اس کی نقل کی اُن میں ابو محذورہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ حضور نے آپ کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور

ان کو مؤذن مقرر فرما دیا۔ ماں نے برکت کے لیے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا، محفوظ رکھا۔ جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آ جاتے تھے۔ اسے بھی تشبہ سے کچھ علاقہ نہیں عورتیں فقط پیشانی کے بال نہیں بڑھاتیں اور ان کا محفوظ رکھنا اس برکت کے لیے تھا۔

عرض۔ حضور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد ہے کہ اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں۔

ارشاد۔ حضور کا یہ ارشاد نہیں مگر یہ بات ہے ضرور کہ اصل طیب میں اخلاق فاضلہ ہوتے ہیں اور رذیل اس کا عکس ہے اسی واسطے عہد ماضی میں سلاطین اسلام رذیلوں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں پڑھنے دیتے تھے۔ اب دیکھو نائیوں اور منہاروں نے علم پڑھ کر کیا کیا فتنے پھیلا رکھے ہیں۔ بعض منہار تو سید اور ابن شیر خدا بن بیٹھے۔

عرض۔ روافض میں شادی کرنا کیسا ہے آج کل عجب قصہ ہے کوئی رافضی کسی کا ماموں ہے اور کسی کا سالا کوئی کچھ کوئی کچھ۔

ارشاد۔ ناجائز ہے، ایمان دلوں سے ہٹ گیا ہے اور اللہ و رسول کی محبت جاتی رہی ہے۔ رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ تجھے اگر شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِیَّاكُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَكُمْ ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں۔

خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے۔ یَاْتِیْ قَوْمٌ لَّھُمْ نَبْذٌ یُقَالُ لَھُمُ الرَّافِضَةُ لَا یَشْھَدُوْنَ جُمُعَةً وَّلَا جَمَاعَةً وَّیَطْعَنُوْنَ عَلَى السَّلَفِ فَلَا تُجَالِسُوْھُمْ وَلَا تُؤَاكِلُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْھُمْ وَاِذَا مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِذَا مَاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ الحدیث۔ ایک قوم آنے والی ہے ان کا

ایک بدلقب ہوگا - انہیں رافضی کہا جاتے گا نہ جمعہ میں آئیں گے نہ جماعت میں اور سلف صالح کو بُرا کہیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی بیاہ کرنا، بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا مر جائیں تو جنازے پر نہ جانا - عمران ابنِ حطان رقاشی اکابر علماء محدثین سے تھا اس کی ایک چچازاد بہن خارجیہ تھی اس سے نکاح کرلیا - علمائے کرام نے سُنکر طعنہ زنی کی کہا میں نے تو اس لئے نکاح کر لیا ہے کہ اس کو اپنے مذہب پر لے آؤں گا، ایک سال نہ گذرا تھا کہ خود خارجی ہو گیا ؎

شد غلام کہ آب جو آرد آب جو آمد و غلام ببرد

ع شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے

یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ رافضی یا رافضیہ جس سے شادی کی جائے بعض اگلے روافض کی طرح صرف بد مذہب ہو دائرۂ اسلام سے خارج نہ ہو، آجکل کے روافض تو عموماً ضروریاتِ دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا، مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا عالمگیریہ میں ظہیریہ سے ہے اُحْكَامُهُمْ اَحْكَامُ الْمُرْتَدِّيْنَ اسی میں ہے لَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الْمُرْتَدِّ مَعَ مُسْلِمَةٍ وَلَا كَافِرَةٍ اَصْلِيَّةٍ وَلَا مُرْتَدَّةٍ وَ كَذَا لَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الْمُرْتَدَّةِ مَعَ اَحَدٍ -

عرض - حضور صلح کل والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تہذیب کے خلاف ہے اگر کوئی اپنے پاس ملنے آئے اور اس سے نہ ملا جائے -

ارشاد - تہذیب سے اگر تہذیب نیچری مراد ہے تو وہ تہذیب نہیں تخریب ہے - اور اگر تہذیب اسلامی مقصود ہے تو جن سے ہم نے تہذیب سیکھی وہی منع فرماتے ہیں اِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ ان سے دور بھاگو، اور ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں، حضرت عمر فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی۔ کون ہے کہ مسافر کو کھانا دے، امیر المومنین نے خادم سے ارشاد فرمایا اسے ہمراہ لے آؤ وہ آیا اسے کھانا منگا کر دیا مسافر نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک لفظ اس کی زبان سے ایسا نکلا جس سے بد مذہبی کی بو آتی تھی فوراً کھانا سامنے سے اٹھوالیا اور اُسے نکال دیا۔

مؤلف۔ یہ واقعہ ۲۸ رجب ۱۳۳۷ھ بروز جمعہ قریب عصر کا ہے اس جلسہ میں بعض وہ لوگ بھی تھے جو بد مذہبوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے، حضور پر نور کے یہ گراں بہا نصائح سن کر دل ہی دل میں اپنے اوپر نفرین اور ملامت کر رہے تھے۔ اور کبھی کبھی کسی گوشہ سے توبہ و استغفار کی آواز بھی آجاتی تھی اسی وقت ایک صاحب نے کھڑے ہو کر دوسرے صاحب سے کہا کہ آپ کو اکثر اوقات بد مذہبوں کی صحبت میں دیکھا گیا ہے۔ مناسب ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت خوش قسمتی سے تشریف فرما ہیں توبہ کر لیجئے یہ سنتے ہی وہ قدموں پر آکر گرے اور صدق دل سے تائب ہوئے اس پر ارشاد فرمایا بھائیو! یہ وقت نزول رحمت الٰہی کا ہے سب حضرات اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کریں، جن کے خفیہ ہوں وہ خفیہ اور جن کے علانیہ ہوں وہ علانیہ کہ اِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاَحْدِثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً اَلسِّرَّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةَ بِالْعَلَانِيَةِ جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر خفی کی مخفی اور آشکارا کی آشکارا سچے دل سے توبہ کریں کہ رب عزوجل ایسی ہی توبہ قبول فرماتا ہے۔ فقیر دعا کرتا ہے کہ مولےٰ تعالےٰ آپ حضرات کو استقامت عطا فرمائے جو داڑھی منڈاتے یا کترواتے ہوں یا چڑھاتے یا سیاہ خضاب لگاتے ہوں وہ اور ایسے ہی جو علانیہ گناہ کرتے ہیں انہیں علانیہ توبہ کرنا چاہیئے اور جو گناہ پوشیدہ طور پہ کیے ان سے پوشیدہ کہ گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے، حضور پر نور کے ان چند فقرات میں اللہ ہی جانے کیا اثر تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ گویا وہ اپنے گناہوں کے دفتر آنسوؤں سے دھو رہے تھے اور بیتابانہ پروانہ وار اس شمع انجمن محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نثار ہونے دوڑتے اور قدموں پر گر گر کر اپنے خفیہ و علانیہ آثام سے توبہ کر رہے تھے، عجب سماں تھا۔ حضور پر نور خود بھی نہایت گریہ وزاری کے ساتھ ان کے لئے دعائے مغفرت میں مصروف تھے جب

سب لوگ تائب ہو چکے حضور نے ارشاد فرمایا کہ آج مجھے فائدہ معلوم ہوا کہ تیرا جبلپور آنا اور اتنے دن قیام کرنا یوں ہوا (پھر فرمایا کہ) مناسب ہو گا اگر تائبین کی فہرست تیار کرلی جائے کہ دیکھا جائے کون کون توبہ پر مستقیم رہتا ہے اس وقت کچھ لوگ چلے بھی گئے تھے جس قدر موجود تھے ان کی فہرست درج ذیل ہے ملاحظہ ہو۔

فہرست تائبین

نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱	اکبر خاں صاحب	لارڈ گنج	خضاب سیاہ
۲	قائم بھائی صاحب	"	حلق لحیہ
۳	دادا بھائی صاحب	"	"
۴	سیٹھ عبد الکریم صاحب	"	"
۵	عمر بھائی صاحب	"	"
۶	عبد الشکور صاحب	"	"
۷	حافظ عبد الحمید صاحب	کمانیہ پھاٹک	"
۸	عبد الغنی صاحب	گلہائی	"
۹	بابو عبد الشکور صاحب	اپرینگنج	"
۱۰	حبیب اللہ صاحب	محلہ کھٹک	"
۱۱	محمد ادریس صاحب	صدر بازار	"
۱۲	اللہ بخش صاحب	تمرہائی	"
۱۳	عزیز محمد صاحب	محلہ کھٹک	"
۱۴	عزیز الدین صاحب	"	"
۱۵	عبد الجبار صاحب	کمانیہ پھاٹک	"
۱۶	عظیم الدین صاحب	محلہ کھٹک	"

نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱۷	نظام الدین صاحب	بھرتی پور	حلق لحیہ
۱۸	ولی محمد صاحب	لارڈ گنج	"
۱۹	سلیمان خاں صاحب	پل اومتی	"
۲۰	اولاد حسین صاحب	چھوٹا تالاب	"
۲۱	محمد غوث صاحب	دلہائی	"
۲۲	تراب خاں صاحب	دلہائی	"
۲۳	حبیب اللہ صاحب	چھوٹا تالاب	"
۲۴	محمد حنیف صاحب	پیشکاری	"
۲۵	منشی رعایت علی صاحب	بھان تلیا	خضاب
۲۶	منشی عبدالرحیم صاحب	"	حلق لحیہ
۲۷	احمد بھائی صاحب	کوتوالی بازار	"
۲۸	موسیٰ بھائی صاحب	"	"

اِن حضرات نے اپنے خفیہ معاصی سے توبہ فرمائی

نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ	نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ
۱	مولوی محمد شفیع احمد صاحب	بلیسپور	۷	عبدالکریم صاحب	بلیسپور
۲	عبدالمجید صاحب	"	۸	عظیم الدین صاحب	"
۳	شیخ باقر صاحب	"	۹	محمد حسین خانصاحب	"
۴	ایوب علی صاحب	"	۱۰	عبدالصمد خانصاحب	"
۵	عبدالرحمٰن صاحب	"	۱۱	محمد عثمان خانصاحب	"
۶	محمد ذاکر صاحب	"	۱۲	عبدالرحیم خانصاحب	"

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱۳	نور خاں صاحب
۱۴	غلام محمد خانصاحب
۱۵	عبد السبحان صاحب
۱۶	خان محمد صاحب
۱۷	محمد فاروق صاحب
۱۸	قاضی قاسم میاں صاحب
۱۹	محمد حسین صاحب
۲۰	اللہ بخش صاحب
۲۱	ملائم خاں صاحب
۲۲	غلام حیدر صاحب
۲۳	عبد الغفار صاحب
۲۴	محمد جان صاحب
۲۵	محمد رمضان صاحب
۲۶	رستم خان صاحب
۲۷	حکیم عبد الرحیم صاحب مذاق
۲۸	ملا محمد خانصاحب
۲۹	محمد اسحٰق صاحب
۳۰	نقل محمد صاحب
۳۱	مقبول شاہ صاحب
۳۲	عبد الستار صاحب
۳۳	قناعت علی صاحب
۳۴	علی محمد صاحب
۳۵	حاجی کفایت اللہ صاحب
۳۶	مولوی عبد الباقی صاحب
۳۷	برہان الحق صاحب
۳۸	صاحبزادہ مولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام صاحب جبلپوری
۳۹	میر عبد الکریم صاحب
۴۰	مولوی محمد زاہد صاحب برادر زادہ مولوی شاہ محمد عبد السلام صاحب
۴۱	محمد فضل حق صاحب } برادر زادہ
۴۲	ظہور الحق صاحب } مولانا موصوف
۴۳	ماسٹر حبیب اللہ صاحب
۴۴	عبد الرشید صاحب
۴۵	عبد المجید صاحب
۴۶	حسین استاد صاحب
۴۷	عبد الغفور صاحب
۴۸	محمد عثمان صاحب
۴۹	مختار حافظ عبد الشکور صاحب برادر مولانا موصوف
۵۰	مولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام صاحب خلیفہ اعظم اعلحضرت عظیم البرکۃ متع اللہ المسلمین بطول بقائہ
۵۱	فیروز خاں صاحب

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۵۲	احمد خاں صاحب ولد		بنّے صاحب برہانپوری
	غلام حسین خاںصاحب	۶۲	امیر خاں صاحب
۵۳	حافظ کریم بخش صاحب	۶۳	محمد بشیر الدین صاحب موضع
۵۴	شیخ حاتم علی صاحب ملازم		پوڑی ضلع دموہ
	جاپان کمپنی (توبہ کرتے وقت	۶۴	محمد ابراہیم صاحب
	بیعت بھی ہوئے)	۶۵	شیخ لعل محمد صاحب ماسٹر
۵۵	شیخ بہادر صاحب مؤذن	۶۶	بدیع الرحمٰن صاحب
۵۶	محمد تقی صاحب	۶۷	شیخ امیر صاحب
۵۷	منو خاں صاحب	۶۸	شیخ محبوب صاحب
۵۸	خدا بخش صاحب	۶۹	عبدالرحمٰن صاحب
۵۹	مدار صاحب	۷۰	عبدالرحیم صاحب پل اومتی
۶۰	رحمت علی صاحب	۷۱	عبدالشکور صاحب امام مسجد
۶۱	عبدالقدیر صاحب عرف		پل اومتی

جو لوگ حاضر جلسہ نہ تھے انہیں بعد کو اطلاع ہوئی وہ سب حاضر ہو کر تائب ہوتے گئے دوسرے دن وقت ظہر جبل پور سے روانگی تھی لوگ اسٹیشن تک آئے اور تائب ہوئے ان سب حضرات کے نام لکھنے سے رہ گئے ہیں۔

بعد عصر ایک صاحب انگشتری طلائی پہنے حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا مرد کو سونا پہننا حرام ہے صرف ایک نگ کی چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی اس کی اجازت ہے، جو سونے یا تانبے یا لوہے یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں پہنے اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

عرض۔ داڑھی چڑھانا کیسا ہے۔

ارشاد۔ حدیث میں ہے مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهٗ فَاَخْبِرُوْهُ اَنَّ مُحَمَّدًا (صلی اللہ علیہ وسلم) مِنْهُ بَرِیْءٌ جو شخص داڑھی باندھے اُسے خبر دیدو کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس سے بیزار ہیں۔

عرض۔ سود خوار کا قیامت کے روز کیا حال ہوگا۔

ارشاد۔ اُن کے پیٹ ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکان اور شیشے کی طرح چمکیں گے کہ لوگوں کو ان کی حالت نظر آئے ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوں گے اللہ پناہ میں رکھے، حدیث صحیح میں ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰو وَمُؤْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے سود دینے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر اور فرمایا وہ سب برابر ہیں سب ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں دوسری حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلرِّبٰو ثَلٰثَةٌ وَّسَبْعُوْنَ حُوْبًا اَيْسَرُهُنَّ اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ سود ۷۳، گناہ کے برابر ہے۔ جن میں سب سے ہلکا یہ کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے، لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے روپیہ بڑھتا ہے۔ مگر یہ خیال باطل ہے، اس میں اللہ عزوجل برکت نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے زکوٰۃ کو جسے اللہ مٹائے وہ کیونکر بڑھ سکتا ہے، حدیث میں ہے مَنْ اَكَلَ دِرْهَمَ رِبٰوا وَّهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ رِبٰوا فَكَاَنَّمَا زَنٰى بِاُمِّهٖ سِتًّا وَّثَلٰثِيْنَ مَرَّةً۔ جس نے دانستہ ایک درہم سود کا کھایا گویا اُس نے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا درہم تقریباً ساڑھے چار آنے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا۔

عرض۔ حضور اگر ادویات پی کر بال سیاہ ہو جائیں تو یہ بھی خضاب کے حکم میں ہے؟

ارشاد۔ اس میں کچھ حرج نہیں دوا کھانے سے سپید بال سیاہ نہ ہو جائیں گے، بلکہ

قوت وہ پیدا ہوگی کہ آیندہ سیاہ نکلیں گے تو کوئی دھوکا نہ دیا گیا نہ خلق اللہ کی تبدیل کی گئی۔

ایک روز بعد فراغ نماز عشا لوگ دست بوس ہو رہے تھے اس مجمع میں سے ایک صاحب نے خدمت بابرکت میں عرض کیا حضور میں ضلع ہوشنگ آباد کا رہنے والا ہوں مجھے حضور کی جبل پور تشریف آوری کی ریل میں خبر ملی لہذا ڈاک سے صرف دعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ خداوند کریم ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے، حضور نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا اکتالیس بار صبح کو یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ اوّل و آخر درود شریف نیز سوتے وقت اپنے سب اوراد کے بعد سورۂ کافرون روزانہ پڑھ لیا کیجئے اس کے بعد کلام وغیرہ نہ کیجئے ہاں اگر ضرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد پھر سورۂ کافرون تلاوت کرلیں کہ خاتمہ اسی پر ہو انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا اور تین بار صبح اور تین بار شام اس دعا کا ورد رکھیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ نُّشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ۔

مؤلف - شہر جبل پور ایک کوہستانی مقام ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ ممالک متوسط میں واقع ہے، نہایت خوشنما صاف شفاف ہے، قدرت کے فیاض ہاتھوں نے ایسا دلفریب مقام بنا دیا ہے کہ سیر سے جی نہیں بھرتا، شہر کی موزونیت کے علاوہ وہاں چند عجیب مقامات بھی ہیں جن میں بھیرا گھاٹ جو شہر سے تیرہ میل کے فاصلے پر ہے نہایت عجیب و پُر فضا منظر ہے، دریائے نربدا نے میلوں پہاڑ کاٹا ہے یہاں ایک مقام پر پانی جمع ہو کر ایک ایسے درہ میں گرتا ہے جو تقریبًا دو بالشت نیچا ہے، اس مقام کا نام دھواں دھار ہے اوّل تو پانی کا زور پھر اتنی موٹی دھار ہو کر گرنا اور نیچے پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر اوپر اُڑنا ایک عجیب لطف دیتا ہے دور سے اس کے گرنے کی آواز مسموع ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریل گاڑی نہایت زور سے پل پر جا رہی ہے، پانی جو ٹکرا کر اڑتا ہے بالکل دھواں معلوم ہوتا ہے اسی لیے اس کا نام دھواں دھار رکھا گیا ہے و ہاں کے مخلصین نے حضور پُر نور سے اس عجیب مقام کی سیر کی درخواست کی جو بعد اصرار لیا

منظور ہو گئی، دھواں دھار جاتے ہوئے چونسٹھ جو گنی ملی۔ یہ ایک مندر پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس کی چار دیواری چونسٹھ در کی مشہور ہے مگر درحقیقت چوراسی ہیں۔ ہر در میں ایک بُت پتھر کا ترشا ہوا ہے، حضرت سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح فرما کر تمام بتوں کو کاٹا ہے کسی کی ناک ندارد ہے کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤں کسی کو دوپارہ فرما دیا ہے، یہ مقام جب اس زمانے میں کہ ہر جگہ جانے کے لئے کشادہ سڑکیں تعمیر ہو گئی ہیں، ہنوز دشوار گزار مقام ہے اور سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں نہ معلوم کس درجہ مہیب ہو گا اور ایک یہ ہی مقام نہیں بلکہ اکثر اس قسم کے تاریخی مقامات دیکھے گئے کہ باوجود اپنے دشوار گذار ہونے کے اگر ان میں کوئی بُت بغرض عبادت رکھا گیا ہے تو سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بت شکنی کا اثر ضرور لیے ہوئے ہے۔ اس کی سیر بھی ہوئی، حضور نے حسب عادت کریمہ اصنام کو دیکھ کر اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰہًا وَّاحِدًا لَّا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ پڑھا کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت فرمائی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کفر کی کوئی بات دیکھے یا سُنے اور اس وقت یہ دعا پڑھے، اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکَاتِ دنیا میں جتنے مشرک مرد اور مشرک عورتیں ہیں ان سب کی گنتی کے برابر ثواب پائے، اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے حاضرین آستانہ کو بھی یہ تعلیم فرمائی ہے کہ مندروں کے گھنٹے اور سنکھ کی آواز اور گرجا وغیرہ کی عمارت کو دیکھ کر پڑھتے ہیں۔ جبل پور میں بکثرت کفار ہیں اور بڑے مالدار ہیں قریب زمانہ میں بعض ہنود نے ان شکستہ بتوں کی مرمت کرادی تھی گورنمنٹ کو خبر ہوئی پھر بدستور تڑوا دیے اور پتھر پر کندہ کرا کے ایک کتبہ دروازے پر لگا دیا ہے کہ جو کوئی اس یادگار کو بدلے یا بگاڑے گا، جیل خانے بھیجا جائے گا اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہو گا، الحمد للہ یہ سلطان عالمگیر کا خلوص نیت ہے اَنَارَ اللّٰہُ بُرْھَانَہٗ وَاَدْخَلَہٗ جِنَانَہٗ۔

غرض وہاں سے فارغ ہو کر دھواں دھار کی سیر کی گئی پھر دوپہر کو آرام فرمانے کے بعد کشتی پر اس دریا کی سیر فرمائی یہ دریا پاس سے سنگ مرمر کے پہاڑ کاٹ کر پیدا کیا ہے اونچی

اونچی چوٹی کی پہاڑیوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے، یہ راستہ پانی نے پہاڑوں کو کاٹ کر حاصل کر لیا ہے، دور تک دورویہ سنگِ مرمر کے پہاڑ سربفلک دیواروں کی طرح چلے گئے ہیں کئی میل کے سفر میں صرف ایک جگہ کنارہ دیکھا جو غالباً ۸ گز چوڑا تھا۔ اس ہیبت ناک منظر کا نام برادر مکرم مولانا مولوی حسنین رضا خان صاحب نے فی البدیہہ دہان مرگ رکھا، کشتی نہایت تیز جا رہی تھی، لوگ آپس میں مختلف باتیں کر رہے تھے، اس پر ارشاد فرمایا اِن پہاڑوں کو کلمۂ شہادت پڑھ کر گواہ کیوں نہیں کر لیتے (پھر فرمایا) ایک صاحب کا معمول تھا جب مسجد تشریف لاتے تو سات ڈھیلوں کو جو باہر مسجد کے طاق میں رکھے تھے اپنے کلمۂ شہادت کا گواہ کر لیا کرتے اسی طرح جب واپس ہوتے تو گواہ بنا لیتے۔ بعد انتقال ملائکہ ان کو جہنم کی طرف لے چلے ؟ ان ساتوں ڈھیلوں نے سات پہاڑ بن کر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے اور کہا ہم اس کے کلمۂ شہادت کے گواہ ہیں، انہوں نے نجات پائی، توجب ڈھیلے پہاڑ بن کر حائل ہو گئے تو یہ تو پہاڑ ہیں حدیث میں ہے، شام کو ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کیا تیرے پاس آج کوئی ایسا گذرا جس نے ذکر الٰہی کیا۔ وہ کہتا ہے نہ یہ کہتا ہے میرے پاس تو ایسا شخص گذرا جس نے ذکر الٰہی کیا، وہ سمجھتا ہے کہ آج مجھ پر فضیلت ہے۔

مؤلف۔ یہ سنتے ہی سب لوگ بآواز بلند کلمہ شہادت پڑھنے لگے، مسلمانوں کی زبان سے کلمہ شریف کی صدا بلند ہو کر پہاڑوں میں گونج گئی۔

عرض۔ حضور دونوں خطبوں کے درمیان سنتیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ جس وقت امام خطبہ پڑھنے کے لیے چلے اسی وقت سے کوئی نماز جائز نہیں اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَا صَلٰوۃَ وَلَا کَلَامَ البتہ وہ جو صاحب ترتیب ہے۔ اور اس کی نمازِ فجر نہیں ہوئی تو وہ خطبے کی حالت میں بھی آپ ہی ادا کرے گا کہ اگر نہیں پڑھتا ہے تو جمعہ بھی جاتا ہے۔ جس کی پانچ نمازوں سے زائد قضا نہ ہوں وہ صاحب ترتیب ہے اُسے اگر اپنی قضا نماز یاد ہے اور دوسری نماز کے وقت میں اتنی وسعت ہے کہ قضا پڑھ کر وقتی پڑھے اس پر فرض ہے کہ ایسا ہی کرے ورنہ یہ وقتی نماز بھی باطل ہو گی۔

عرض - اگر وبائی بیماری کی وجہ سے سب ہمسائے مکان چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں اور کسی حاملہ عورت کے ایام حمل پورے ہو چکے ہوں تو اس کا شوہر بہ خیال تنہائی دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد - نیت اگر اس کی یہی ہے کوئی حرج نہیں وبا سے بھاگنے پر ٹھکانا جہنم میں ہے ویسے اپنی ضرورت کے لئے جانے آنے کی ممانعت نہیں۔

عرض - خاندان قادریہ میں جو شخص بیعت ہوا اور مرتکب ہو مزامیر کے ساتھ گانا سننے کا۔

ارشاد - فاسق ہے۔

عرض - حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد - غنیہ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں، بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن عظیم نے اُسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لئے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے خود حدیث میں ارشاد ہوا مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی دوسری حدیث میں ہے مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اُس نے مجھ پر جفا کی ایک تو یہ ادائے واجب دوسرے قبول توبہ تیسرے دولت شفاعت حاصل ہونا چوتھے سرکار کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنہوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستان عرش نشان لازم کر دی۔

بخلاف دیگر قبور و مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود اگر عزیزوں کی قبریں ہیں۔ بے صبری کرے گی اولیا کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط جیسا کہ معلوم و مشاہد ہے لہٰذا ان کے لیے طریقۂ اسلم احتراز ہی ہے۔

بدریا در منافع بے شمار است
اگر خواہی سلامت برکنار است

عرض۔ کسی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا تھا، اس کا لمپ اگر فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت اس شخص کو جس نے یہ انتظام کیا تھا دی جائے گی یا مسجد کے صرف میں داخل ہوگی اور اس کی قیمت بازار کے نرخ سے لگائی جائے گی یا اصلی۔

ارشاد۔ اوّل تو مسجد میں کسی بدبودار تیل کے جلانے کی اجازت نہیں نہ کہ مٹی کا تیل ہاں اگر اس کی بدبو کسی مصالحہ سے دور کر دی جائے تو جرم نہیں اور جب تک ثابت و قابل استعمال ہے مسجد کا مال ہے اگر فروخت کی حاجت ہو تو بازار کے نرخ پر فروخت کرنا چاہیئے۔

(پھر چند مسائل متعلق احکام مسجد بیان فرمائے)

۱۔ جب مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا پھر الٹا اور واپسی پر اس کا عکس۔

۲۔ مسجد میں آتے وقت اعتکاف کی نیت بِسْمِ اللّٰہِ دَخَلْتُ وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَنَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَافِ کرلو کہ اس عبادت کا بھی ثواب ملے گا اور اس کے لیے روزہ شرط نہیں نہ کسی معین وقت تک بیٹھنا لازم جب تک ٹھہرو گے معتکف رہو گے، جب باہر آئے اعتکاف ختم ہوگیا اور اس کے سبب مسجد میں پانی پینا یا مثلاً پان کھانا بھی جائز ہوگا۔

۳۔ بغیر نیت اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت نہیں بہت مساجد میں دستور ہے کہ ماہ رمضان مبارک میں لوگ نمازیوں کے لیے افطاری بھیجتے ہیں۔ وہ بلا نیت اعتکاف وہیں بے تکلف کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں۔ یہ

ناجائز ہے۔

۴۔ مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت سیدھا قدم بڑھایا جائے حتیٰ کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی پہلے سیدھا قدم رکھو اور جب وہاں سے ہٹو تب بھی سیدھا قدم فرشِ مسجد پر رکھو یا خطیب جب منبر پر جانے کا ارادہ کرے پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اُترے تو سیدھا قدم اُتارے،

۵۔ وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرشِ مسجد پر نہ گرے

۶۔ مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔

۷۔ مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے، اسی طرح کھانسی کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکْرَہُ الْعَطْسَۃَ الشَّدِیْدَۃَ فِی الْمَسْجِدِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہیے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے اگرچہ غیر مسجد میں ہو خصوصًا مجلس میں یا کسی معظم کے سامنے کہ بے تہذیبی ہے حدیث میں ہے ایک شخص نے دربارِ اقدس میں ڈکار لی فرمایا کُفَّ عَنَّا جُشَاءَکَ فَاِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَطْوَلُھُمْ شِبَعًا فِی الدُّنْیَا ہم سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرتے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے اور جماہی میں آواز نکلنا تو کہیں نہ چاہیئے اگرچہ غیر مسجد میں تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہہ ہے جماہی جب آئے حتی الامکان منہ بند رکھو منہ کھولنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے یوں نہ رکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبا لو اور یوں بھی نہ رکے تو حتی الامکان کم کھولو اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے منہ پر رکھ لو یونہی نماز میں بھی، مگر حالتِ قیام میں سیدھا ہاتھ الٹی طرف سے رکھو کہ الٹا ہاتھ رکھنے میں دونوں ہاتھ اپنی مسنون جگہ سے بدلیں گے اور سیدھا رکھنے میں صرف یہی بضرورت بدلا الٹا اپنی محلِ سنت پر ثابت رہا، جماہی روکنے کا ایک مجرب طریقہ یہ ہے کہ جب جماہی آنے کو ہو فوراً تصور کرے کہ حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام

کو کبھی نہ آئی کہ یہ مثل احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور وہ دخل شیطان سے معصوم، چھینک اچھی چیز ہے اسے بدشگونی جاننا مشرکین ہند کا ناپاک عقیدہ ہے حدیث میں تو یہ ارشاد فرمایا اَلْعَطْسَۃُ عِنْدَ الْحَدِیْثِ شَاھِدُ عَدْلٍ بات کے وقت چھینک عادل گواہ ہے یعنی جو کچھ بیان کیا جاتا ہو، جس کا صدق وکذب معلوم نہیں اور اس وقت کسی کو چھینک آئے تو وہ اس بات کے صدق پر دلیل ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ دعا کے وقت چھینک ہونا دلیل قبول ہے لہٰذا چھینک پر حمد الٰہی بجالانا مسنون ہوا بہت لوگ صرف الحمد للہ کہتے ہیں۔ پورا کلمہ کہنا چاہیئے، الحمد للہ رب العالمین حدیث میں ہے جو چھینک پر الحمد للہ کہے فرشتہ کہتا ہے رب العالمین یعنی اس کلمہ کو پورا کر دیتا ہے اور جو کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین فرشتہ کہتا ہے یرحمک اللہ، اللہ تجھ پر رحم کرے تو کتنی بڑی دولت ہے کہ معصوم فرشتے کی زبان سے دعائے رحمت بہر ملائکہ کے لیے ہے آدمی پر واجب ہے کہ جب چھینکنے والا مسلمان حمد الٰہی بجالائے اگرچہ صرف الحمد للہ کہے یہ یرحمک اللہ کہے پھر اسے مستحب کہ اس سے کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے اور چھینک پر افضل واکمل صیغہ حمد کا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَا کَانَ مِنْ حَالٍ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاَھْلِ بَیْتِہٖ اسے امام شمس الدین سخاوی نے القول البدیع فی الصلاۃ علی النبی الشفیع میں ذکر کیا یہاں ایک حدیث زبان زد ہے مَوْطِنَانِ لَا اُذْکَرُ فِیْھِمَا اَلْعَطْسَۃُ وَالذَّبْحُ دو جگہ میرا ذکر نہ کیا جائے یعنی چھینک اور ذبح۔ اجلہ علما نے اس پر اعتماد کر کے ان دونوں مقاموں کو ذکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مستثنیٰ فرمادیا، مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ حدیث ثابت نہیں۔ چھینک کے وقت ذکر شریف کا صیغہ یہ ہے اور ذبح میں بھی معاذ اللہ بطور شرکت نام لینا جائز نہیں، بطور برکت اس میں اصلاً مضائقہ نہیں مثلاً بسم اللہ اللہ اکبر صلی اللہ تعالیٰ علٰی سیدنا محمد و اٰلہ بلکہ فتاویٰ امام اجل

قاضی خاں میں اس کا جواز بھی مصرح کہ بسم اللہ اللہ اکبر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دنبے کی ذبح میں فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر اللّٰھم عن محمد واھل بیتہٖ دوسرے کی ذبح میں فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ عَمَّنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ یہ اس کی طرف سے جس نے میری امت سے قربانی نہ کی، مسلمانوں اپنے نبی رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت دیکھو، حدیث میں ارشاد ہے اِسْتَفْرِھُوْا ضَحَایَاکُمْ فَاِنَّھَا مَطَایَاکُمْ عَلَی الصِّرَاطِ فربہ وتر وتازہ قربانیاں کرو کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی، حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میری امت میں کروڑوں وہ ہوں گے جو قربانی سے عاجز ہوں گے یا ان پر واجب نہ ہونے کے سبب قربانی نہ کریں گے حضور نے نہ چاہا کہ وہ صراط پر بے سواری کے رہ جائیں ان کی طرف سے خود قربانی فرما دی کہ اگر وہ اپنی جان بھی قربان کرتے تو اُن کے دست مبارک کی فضیلت کو نہ پہنچتے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم ؎

رستن بکارِ امت خود ہمچنیں باید
ببیں درنام او گنجیدن میم مشدد را

میں ہمیشہ سے روز عید ایک اعلیٰ درجے کا بیش قیمت مینڈھا اپنے سرکار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے کیا کرتا ہوں اور روز وصال حضرت والد ماجد قدس سرہٗ سے ایک مینڈھا ان کی طرف سے اور اب اس سنت کریمہ کے اتباع سے یہ نیت کرلی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تا بقائے زندگی اپنے ان اہلسنت بھائیوں کی طرف سے کیا کروں گا، جنہوں نے قربانی نہ کی خواہ گذر گئے ہوں یا موجود ہوں یا آئندہ آئیں ہاں کلام کا سلسلہ کہاں پہنچا وہ جو میں نے کہا تھا کہ کوئی مسلمان چھینک کر حمد الٰہی بجالائے تو ہر سننے والا یرحمک اللہ کہے اس قید کا فائدہ

(ع سمنوا کا صیغہ بھی حدیث میں آیا ہے ۱۲ مصحح

یہ تھا کہ اگر وہابی یا رافضی یا دیوبندی یا نیچری یا قادیانی یا صوفی بننے والا غرض کوئی کلمہ گو مرتد چھینک کر لاکھ بار الحمد اللہ کہے اسے یرحمک اللہ کہنا جائز نہیں

ایک فائدہ یہ بھی یاد رکھنے کا ہے کہ حدیث میں ہے مَنْ سَبَقَ الْعَاطِسَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ اٰمِنَ الشَّوْصِ وَاللَّوْصِ وَالْعِلَّوْصِ جو چھینکنے سے پہلے حمد الٰہی بجالائے وہ کان اور دانت اور پیٹ کے درد سے محفوظ رہے گا، غرض چھینک محبوب چیز ہے مگر وہ کہ نماز میں آئے حدیث میں اسے بھی شیطان کی طرف سے شمار فرمایا ہے، یہ سارا بیان اتفاقی چھینک کی نسبت ہے زکام کی چھینکیں کوئی چیز نہیں مگر آواز پست کرنا ان میں بھی تہذیب ہے اور مسجد میں اس کی زیادہ تاکید ہے۔

۸- مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے ہاں اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا ہو۔ تو قریب جا کر آہستہ سے کہنا چاہیئے نہ یہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے ہوئے راہگیر سے جو سڑک پر کھڑا ہوا ہے چلا کر باتیں کر رہے ہیں یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ اس کا جواب بلند آواز سے دے رہے ہیں۔

۹- تمسخر ویسے ہی ممنوع ہے اور مسجد میں سخت ناجائز یا ہنسنا منع ہے قبر میں تاریکی لاتا ہے، موقع سے تبسم میں حرج نہیں۔

۱۰- فرش مسجد پر کوئی شے پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھ دی جائے موسم گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں اسکی ممانعت ہے غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۱۱- مسجد میں حدث منع ہے ضرورت ہو تو باہر چلا جائے لہذا معتکف کو چاہیئے کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اخراج ریح کی حاجت نہ ہو وہ اس کے لیے باہر نہ جا سکے گا۔

۱۲- قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے۔ کہ خلاف آداب دربار ہے حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے۔ پاؤں پھیلا لیا گوشہ مسجد سے ہاتف نے آواز دی ابراہیم بادشاہوں کے حضور یوں،

یونہی بیٹھتے ہیں معًا پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔

۱۳۔ استعمالی جوتہ اگر پاس ہو مسجد میں پہنکر جانا گستاخی وبے ادبی ہے، ادب وتوہین کا راز عرف وعادت پر ہے ہاں بالکل نیا جوتہ پہن سکتا ہے اور اُسے پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے، جب کہ پنجہ اتنا سخت نہ ہو کہ سجدے میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے، بحر الرائق میں ہے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم جوتے کے دو جوڑے رکھتے استعمالی پہن کر دروازۂ مسجد تک جاتے، دوسرا غیر استعمالی پہن کر مسجد میں قدم رکھتے۔

۱۴۔ مسجد میں یہاں کے کسی کافر کو آنے دینا سخت ناجائز اور مسجد کی بے حرمتی ہے۔ فقہ میں جواز ہے تو ذمی کے لیے اور یہاں کے کافر ذمی نہیں۔ کیسا شدید ظلم ہے۔ وہ تم کو بھنگی کی طرح سمجھیں جس چیز کو تمہارا ہاتھ لگ جائے اُسے ناپاک جانیں، سودا دیں تو دور سے ڈال دیں پیسے لیں تو الگ رکھوالیں، حالانکہ ان کی نجاست پر قرآنِ کریم شاہد ہے تم ان نجسوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دو کہ اپنے ناپاک پاؤں تمہاری ماتھا رکھنے کی جگہ رکھیں اپنے گندے بدنوں سے تمہارے رب کے دربار میں آئیں۔ اللہ ہدایت فرمائے۔

نعت

اے شافعِ اُمم شہِ ذی جاہ لے خبر — لِلّٰہ لے خبر مری لِلّٰہ لے خبر

دریا کا جوش، ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا — میں ڈوبا تو کہاں ہے مرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد — اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا — ان کی جو تھک کے بیٹھے سرِ راہ لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب — گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس — ٹوٹا ہے کوہِ غم میں پرِ کاہ لے خبر

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں — تکتا ہے بے کسی میں تری راہ لے خبر

اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئینگے — میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب — اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

پُرخار راہ برہنہ پا تشنہ آب دُور — مولیٰ پڑی ہے آفتِ جانکاہ لے خبر

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم — کوثر کے شاہ کثّرہ اللہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضاؔ
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

(اعلیحضرت بریلویؒ)

بعونہٖ تعالیٰ

ملفوظات

مجددِ مائۃ حاضرہ مؤیدِ ملتِ طاہرہ

حِصّہ سوم

از: اعلیحضرت امام اہلسنت مولینا محمد احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

مرتبہ

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب قادری برکاتی، نوری،
دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل اردو بازار لاہور

نعت

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جدِّ اعلیٰ ہے ہمارا

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیدِّ عالم
اس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا

خم ہو گئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سُن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

اُس نے لقب خاک شہنشاہ سے پایا!
جو حیدرِ کرار کہ مولےٰ ہے ہمارا

اے مدّعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفوں شہِ بطحا ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیرِ مزارِ شہِ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضؔا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

(اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بعد عصر کسی صاحب نے ایک مریض کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا بیحد بخار ہے اس پر ارشاد فرمایا۔ بے حد بخار کے تو یہ معنیٰ ہیں کہ اس کی انتہا ہی نہیں — کبھی اُترے گا ہی نہیں، کوستے تو آپ خود ہیں (پھر فرمایا) سورۂ مجادلہ جو اٹھائیسویں پارہ کی پہلی سورت ہے۔ بعد عصر تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلائیے:

عرض۔ عمامہ کے دونوں سرے کامدار ہوں تو کیا حکم ہے ؟

ارشاد۔ اس میں راجح یہ ہے کہ اگر چار اُنگل سے زائد ہے تو ممنوع ہے۔

عرض۔ حضور تانبے یا لوہے کی انگوٹھی کا کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ مرد، عورت دونوں کے لیے مکروہ ہے۔

عرض۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی جائز رکھی جائے —— جو اس سے بیش بہا ہے اور تانبے وغیرہ کی مکروہ۔

ارشاد۔ چاندی کی انگوٹھی تذکیر آخرت کے لیے جائز رکھی گئی ہے کہ سونا چاندی، جنتیوں کا زیور ہے، تانبے وغیرہ کا وہاں کیا کام (پھر فرمایا) ایک صاحب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی، ارشاد فرمایا مَالِی اَرٰی فِیْ یَدِکَ حِلْیَۃَ الْاَصْنَامِ: کیا ہوا کہ میں تمھارے ہاتھ میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں۔ اُنھوں نے اتار کر پھینک دی۔

ف: دفع بخار کا عمل ف۔ ساڑھے چار ماشہ سے کم چاندی کی انگوٹھی مرد کو جائز ہے

دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، ارشاد فرمایا مَالِیْ اَرٰی فِیْ یَدِکَ حِلْیَۃَ اَھْلِ النَّارِ کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں۔ انہوں نے اتار کر پھینک دی اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں، ارشاد فرمایا اِتَّخِذْہُ مِنَ الْوَرِقِ وَلَا تُتِمَّہٗ مِثْقَالاً چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشے) پوری نہ کرو۔

عرض۔ ٹوپی یا کپڑے وغیرہ میں سچا[ف] کام ہو تو کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ اگر چار انگل تک ہے تو حرج نہیں اور اگر چند بوٹیاں اور ہر ایک چار انگل سے زیادہ نہیں اور دور سے دیکھنے میں فصل معلوم ہوتا ہو جب بھی کوئی حرج نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائیں ہاں اگر بوٹی چار انگل سے زیادہ ہے۔ یا مغرق ہے کہ دور سے فصل نہ معلوم ہوتا ہو تو ناجائز۔

عرض۔ انگوٹھی کونسی انگلی میں پہننا چاہیئے۔

ارشاد۔ بائیں ہاتھ میں بھی آیا ہے اور داہنے میں بھی لیکن بہتر یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی بنصر (وہ انگلی جو چھنگلیا کے پاس ہے) میں پہنے۔

عرض۔ اپنا نام اگر انگوٹھی میں کندہ ہو تو بیت الخلاء میں جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ نام اگر زیادہ معظم نہ ہو جب بھی حرفوں کی تعظیم تو چاہیئے اور اگر متبرک نام ہو تو پہن کر جانا ناجائز ہے ہاں جیب میں رکھ لے تو حرج نہیں۔

عرض۔ نگینہ پر کلمۂ طیبہ کندہ کرانا کیسا ہے۔

ارشاد۔ تبرکاً جائز ہے اور مہر کی حیثیت سے حرام

عرض۔ اللہ صاحب کہنا کیسا ہے۔

ارشاد۔ جائز ہے حدیث میں ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ

ف سچا کام چار انگل ہو یا متفرق ہو کہ دور سے دیکھنے سے ایک سا معلوم نہ ہو تو اگرچہ چار انگل سے زائد ہو جائز ہے

فِی الْکَمَالِ وَ الْاَھْلِ وَالْوَلَدِ اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا ہے مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۝ وَمَا صَاحِبُکُمْ بِمَجْنُوْنٍ لیکن اللہ صاحب کہنا اسماعیل دہلوی کا محاورہ ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً ہمارے صاحب ہیں مگر نام پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ و پادریوں کا محاورہ ہے اس لئے نہ چاہیئے (پھر فرمایا) آریہ - پادری، وہابیہ سب ایک سے ہیں۔

ف مخمل کا مرد کے لئے حکم

عرض - مخمل مردوں کے لئے جائز ہے یا نہیں

ارشاد - اگر اس پر ریشم کا رواں بچھا ہوا ہے تو ناجائز ہے ورنہ نہیں

عرض - حضور ریشم کا بھی یہی حکم ہے کہ چار انگل سے زیادہ ناجائز

ارشاد - ہاں اگر تبع مستقل ہو تو چار انگل تک جائز ہے، مثلاً ٹوپی کی گوٹ جائز ہے لیکن رامپور جیسی ٹوپی کہ بعض چار انگل کی بھی نہیں ہوتی اگر ریشم کی ہو تو ناجائز ہے کہ وہ خود مستقل ہیں تبع مستقل نہیں ایسے ہی تعویذ کہ بعض ایک انگل کے بھی نہیں ہوتے ہیں، لیکن چونکہ مستقل ہیں اس لئے اگر ریشم کے ہوں تو ناجائز۔

ف تانبے پیتل کے تعویذ کا حکم

عرض - تانبے پیتل کے تعویذوں کا کیا حکم ہے۔

ارشاد - مرد و عورت دونوں کو مکروہ اور سونے چاندی کے مرد کو حرام عورت کو جائز۔

ف سونے چاندی کی گھڑی کا حکم یونہی عورت کے لئے آرسی میں منہ دیکھنے کا

عرض - چاندی اور سونے کی گھڑی رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد - رکھ سکتا ہے البتہ اس میں وقت نہیں دیکھ سکتا کہ حرام ہے - اسی طرح

ف ریشم بھی چار انگل ہو اور تابع ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز

آرسی پہننے میں عورت کے لئے کوئی حرج نہیں اور اس میں منہ دیکھنا حرام (پھر فرمایا) چاندی سونا صرف پہننا عورت کے لئے حلال ہے، باقی طریق استعمال اُس کے لئے بھی حرام ہیں ہاں کھانا دونوں کے لئے جائز ہے، ورق چاندی سونے کے کھائیں یا ریزہ کرکے یا کشتہ بناکر۔

عرض۔ جو درخت نجس پانی سے سینچا گیا ہو اس کے پھل کھانا جائز ہے؟

ارشاد۔ جائز ہے۔

عرض۔ جس گائے کو غصب یا سرقہ وغیرہ کا بھوسہ دیا جائے اس کا دودھ پینا کیسا ہے۔

ارشاد۔ دودھ حرام نہ ہوگا۔ ہاں تورع ایک بڑی چیز ہے ایک بی بی امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا میں اپنی چھت پر سیتی ہوں روشنی اتنی نہیں کہ سوئی میں سے اگر ڈورا نکل جائے تو ڈال سکوں، بادشاہ کی سواری نکلتی ہے اس کی روشنی میں ڈورا ڈال سکتی ہوں یا نہیں کہ وہ روشنی ظالم کی ہے، اس کے روپے میں حلال و حرام سب ہے آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم کون ہو۔ فرمایا میں بہن ہوں بشر حافی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ،) کی امام نے فرمایا ورع تمہارے گھر سے پیدا ہوا تمہارے لئے اس روشنی میں ڈورا ڈالنا جائز نہیں (پھر فرمایا) ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تجارت کرتے تھے ہزاروں روپے لوگوں پر قرض تھے تقاضے کے واسطے دوپہر کو تشریف لے جایا کرتے اور مقروض کی دیوار کے سائے سے علیٰحدہ کھڑے ہوتے کہ یہ قرض سے نفع حاصل کرنے میں داخل نہ ہو جائے ایک شخص پر حضور کے دس ہزار آتے تھے وعدہ گذرے مدت ہو چکی تھی، ایک مرتبہ آپ تشریف لئے جاتے تھے سامنے سے وہ آتا تھا۔ آپ کو دیکھ کر ڈر کے مارے ایک گلی میں ہو گیا۔ قسمت کی بات کہ وہ گلی دوسری طرف سے سر بستہ تھی امام وہیں تشریف لے گئے فرمایا کیوں تم ادھر کیسے آگئے، سبب بتایا کہ میں حضور کا مقروض ہوں وعدہ گذر گیا میں ڈرا کہ حضور تقاضا فرمائیں گے اور میرے پاس اس وقت موجود نہیں اس لئے میں اس طرف آگیا، فرمایا دس ہزار بھی ایسی چیز

ہیں کہ کسی مسلمان کا قلب پریشان کیا جائے میں نے معاف کیے۔

عرض۔ حضور بزرگان دین کے اعراس میں مزامیر ہوتے ہیں جب تک مزامیر ہوں اس وقت تک نہ جائے اور مزامیر کے بعد قل میں شریک ہونے کے واسطے جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ جا سکتا ہے، امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب بلوائیوں نے بلوہ کیا تمام مدینہ منورہ میں ان کا شور تھا امیر المومنین کے مکان کو گھیرے ہوئے تھے نماز بھی وہی پڑھاتے تھے سوال ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں، ارشاد فرمایا لوگ جب برائی کریں تو ان سے علیحدہ ہو اور جب بھلائی کریں۔ تو ان کے شریک ہو۔

عرض۔ حضور اگر صاحب سجادہ بد مذہب ہو۔

ارشاد۔ اگر آپ صاحب سجادہ کے پاس جانا چاہتے ہیں تو نہ جائیے اور صاحب مزار کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں تو جائیے۔

عرض۔ حضور بعض احادیث میں یہ واقعہ آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا کہ جاؤ ہمارا ایک بندہ فلاں پہاڑ پر ہے اس سے علم حاصل کرو یہ واقعہ توریت مقدس سے پہلے کا ہے یا بعد کا۔

ارشاد۔ توریت مقدس سے بہت پیشترعہ کا واقعہ ہے۔

عرض۔ اگر اس کو توریت مقدس سے بعد کا مانا جائے تو یہ اعتراض لازم آئے گا کہ توریت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ جب توریت تفصیلف

عہ میرے خیال میں پیشتر کی جگہ بعد ہونا چاہیئے جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی حدیث انک علی علم علمکہ اللہ لا اعلمہ سے اس کی طرف اشارہ ہے نیز قام موسیٰ خطیبا فی بنی اسرائیل بھی اسی کو چاہتا ہے ۱۲

ف اس کی تحقیق کہ توریت تفصیل کل شے نہ تھے۔

کل شے ہے تو دوسرے سے علم حاصل کرنے کی کیا ضرورت۔

ارشاد۔ کوئی اعتراض نہیں توریت کا تفصیل کل شی ہونا فرمایا ہے اس تفصیل کا باقی رہنا کہیں نہیں فرمایا، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب توریت لے کر آئے یہاں دیکھا کہ لوگ گئو سالہ کے آگے سجدہ کرتے اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔ آپ کی شان جلال کی یہ حالت تھی کہ جس وقت جلال طاری ہوتا۔ آدھ گز آگ کا شعلہ کلاہ مبارک سے اوپر کو اٹھتا جلال میں آکر الواح توریت پھینک دیں، وہ ٹوٹ گئیں، امام مجاہد تلمیذ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ تفصیل کل شی اڑ گئی صرف احکام باقی رہ گئے۔

عرض۔ حضور فلے الواح توریت تو کلام خدا ہے ان کے ساتھ حضرت موسیٰ نے یہ برتاؤ کس طرح کیا۔

ارشاد۔ حضرت فٹے ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں اور آپ کے بڑے بھائی اور نبی فٹ کی تعظیم فرض ہے ان کے ساتھ تو آپ نے جلال کے وقت یہ کیا اَخَذَ فٹ بِرَأْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗ اِلَيْهِ اُن کا سر اور ڈاڑھی پکڑ کر کھینچنے لگے جانے دیجئے، یہ تو آپ کے بڑے بھائی تھے، شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ کوئی شخص رب عزوجل کے حضور بلند آواز سے کلام کر رہا ہے، ارشاد فرمایا اے جبریل یہ کون شخص ہیں۔ عرض کی موسیٰ ہیں۔ فرمایا کیا اپنے رب پر تیزی کرتے ہیں۔ عرض کیا قَدْ عَرَفَ رَبُّهٗ حِدَّتَهٗ ان کا رب جانتا ہے کہ ان کا مزاج تیز ہے، خیر ان کو بھی جانے دیجئے وہ جو رب عزوجل سے عرض کی ہے۔ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ یہ سب تیرے ہی فتنے ہیں۔ یہاں کیا کہئے گا ام المومنین صدیقہ

فلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب الواح توریت پھینکیں اور توریت کلام اللہ ہے یہ کیونکر جائز تھا۔ اس کا جواب، فٹے حضرت ہارون بڑے بھائی تھے فٹ نبی کی تعظیم فرض ہے فٹ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شدت جلال کے چند واقعات۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں۔ دوسرا کہے تو گردن ماری جائے اندھوں نے صرف شانِ عبدیت دیکھی شانِ محبوبیت سے آنکھیں پھوٹ گئیں۔

عرض۔ حضور یہ امام مجاہد کا قول ہے اور وہ بھی خبر احاد ہے۔

ارشاد۔ تو اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول نہ مانا جائے، قرآن ایک حرف نہیں چل سکتا تاوقتیکہ احادیث اور ائمہ کے قول کو نہ مانا جائے۔

عرض۔ ائمہ سے مراد ائمہ تفسیر ہیں۔

ارشاد۔ ہاں۔

عرض۔ بہت مقامات پر ائمہ تفسیر کا قول نہیں مانا جاتا ہے، مثلاً قاضی بیضاوی نے یا اور ائمہ مثلاً خازن وغیرہ نے تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ کو مخصص بتایا ہے۔

ارشاد۔ قاضی بیضاوی یا خازن وغیرہ آئمہ تفسیر نہیں کسی فن کا امام ہونا اور بات ہے اور اس فن میں کتاب لکھ دینا اور بات۔ آئمہ تفسیر صحابہ ہیں اور تابعین عظام، تابعین میں بھی عظام کی تخصیص ہے (پھر اصل جواب کی طرف توجہ فرمائی۔ اور فرمایا) قرآن عظیم میں یہ فرمایا ہے کہ توریت میں ہم نے تفصیل کل شیٔ کی تھی۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ تفصیل ہمیشہ باقی رکھی جائے گی تو اب اس کا تفصیل کل شے ہونا تو قطعی مگر اس کا تفصیل کل شیٔ رہنا یہ ظنی اور خبر احاد بھی مفید ظن اور ظن ظن کا مقابل ہو سکتا ہے جب خبر احاد سے ثابت ہو گیا کہ توریت میں تفصیل کل شیٔ نہ رہی تو مان لیا گیا۔

عرض۔ حضور اسی طرح قرآن کو فرمایا گیا ہے تبیانا لکل شی یہ نہیں فرمایا گیا کہ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ باقی رہے گا تو علم ما کان وما یکون کس طرح ثابت ہو گا۔

ارشاد۔ بلاشبہ اگر اس کے خلاف کسی حدیث میں آیا ہو کہ تبیانًا لِّکُلِّ شی باقی نہ رہا۔

ف۱ اس شبہ کا جواب کہ توریت کو قرآن عظیم نے تفصیل کل شے فرمایا اور مجاہد کا قول اور وہ بھی خبر احاد قرآن عظیم کے مقابل کیوں کر معتبر ہو گا۔

تو مان لیا جائے گا۔ لیکن ثبوت آنا تو درکنار احادیث صحیحہ میں اس کی تائید ہی آتی ہے۔ البتہ[ف۱] مطلقاً علم غیب دینے کا، منکر کافر ہے کہ وہ سرے ہی سے نبوت کا منکر ہے، نبوت کہتے ہی ہیں علم غیب دینے کو، امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں اَلنُّبُوَّۃُ ھِیَ الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْغَیْبِ امام ابن حجر مکی مدخل میں اور امام قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں اَلنُّبُوَّۃُ مَاخُوْذَۃٌ مِنَ النَّبَاِ بِمَعْنَی الْخَبَرِ اَیْ اَطْلَعَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی الْغَیْبِ نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

عرض۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم غیب کی تعریف کرتے ہیں وہ علم جو بلاواسطہ ہو اور اس معنی سے علم غیب کا مطلقاً منکر ہو تو اس پر کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ علم[ف۲] بلاواسطہ کے ساتھ غیب کو خاص کرنا قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن فرماتا ہے وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝ کیا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علم بلاواسطہ کے بتانے پر بخیل نہیں ہیں یہ تو کفر ہو جائے گا جو شخص ذرہ برابر غیر خدا کے لئے علم بلاواسطہ مانے کافر ہے اگر کوئی السنان کے معنی پاگل کے گھڑلے تو وہ خود پاگل ہے اللہ فرماتا ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کیا بلاواسطہ اپنے رسولوں کو علم دیتا ہے۔

عرض۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ قرآن شریف کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا جب اس کے الفاظ محفوظ ہوئے تو معانی کی حفاظت ضرور کہ معانی الفاظ سے منفک نہیں ہو سکتے اور معانی قرآن عظیم کی صفت تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہے تو قرآن عظیم ہی سے تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ کا دوام ثابت ہو گیا۔

ارشاد۔ قرآن عظیم کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا اگرچہ معانی اُن الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم میں ہونا کیا ضروری کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان

ف۱: علم غیب کی جلیل بحث،

ف۲: علم بلاواسطہ ہی کو غیب کہنا خلاف قرآن ہے۔

الہی کا محتاج ہوتا ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ۔

عرض۔ ماشاء اللہ تو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ میں ہے اور اللہ فرماتا ہے سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی ۝ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ ہم تم کو پڑھا دیں گے پھر تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے اس سے لازم آتا ہے کہ مَا شَاءَ اللہ کا علم حضور کو نہ رہا، حالانکہ وہ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ میں سے ہے۔

ارشاد۔ مَا شَاءَ اللہ کس کی نسبت فرمایا گیا ہے۔ آیاتِ الٰہی کی نسبت کلام ہے اور آیاتِ الٰہی صفت الٰہی ہے اور وہ قدیم ہے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ میں داخل نہیں مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ تو ان حوادث کا نام ہے جو اوّل روز سے آخر، روز تک ہوتے اور ہوں گے۔

عرض۔ سمدھن کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔

ارشاد۔ ہاں۔

عرض۔ خورجی جو گھوڑے کی زین میں لٹکی رہتی ہے اس میں قرآن شریف رکھا ہو ایسی حالت میں سوار ہو سکتا ہے؟

ارشاد۔ اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا ہے اور خورجی میں رکھنے پر مجبور محض ہے تو جائز ہے۔

عرض۔ بعد طلوع فجر کے سنت الفجر میں تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کی نیت جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں کہ بعد طلوع فجر سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل پڑھنا ناجائز ہے ہاں بغیر نیت کے تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد سنت فجر ہی سے ادا ہو جائیں گی۔

جس کے بچے نہ جیتے ہوں وہ کیا کرے

عرض۔ حضور ۱۳ سال میں میری اہلیہ کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے۔ جن میں سے پانچ اولادیں انتقال کر گئیں کسی کی عمر ۳ سال کسی کی دو سال کسی کی ایک سال

ہوئی اور سب کو ایک ہی بیماری لاحق ہوئی۔ یعنی لسپلی اور ام الصبیان فی الحال صرف ایک لڑکی تین سالہ حیات ہے، حضور دعا فرمائیں اور ان امراض کے واسطے کوئی عمل جو مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

ارشاد۔ مولا تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے۔ اب جو حمل ہو اُسے دو مہینے نہ گذرنے پائیں کہ یہاں اطلاع دیجئے اور زوجہ اور ان کی والدہ کا نام بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ اس وقت سے انشاء اللہ تعالیٰ بندوبست کیا جائے اپنے گھر میں پابندی نماز کی تاکید شدید رکھیے اور پانچوں نمازوں کے بعد آیت الکرسی ایک ایک بار ضرور پڑھا کریں اور ایک ایک بار صبح سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے اور سوتے وقت جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں بھی ان تین وقت کی آیۃ الکرسی نہ چھوٹے مگر ان دنوں میں آیت قرآن مجید کی نیت سے نہ پڑھیں بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جن دنوں میں نماز کا حکم ہے ان میں اس کا بھی التزام رکھیں کہ تینوں قل ۳-۳ بار صبح و شام اور سوتے وقت پڑھیں، صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک اور شام سے مراد یہ ہے کہ دوپہر ڈھلے سے غروب آفتاب تک اور سوتے وقت اس طور پر پڑھیں کہ چت لیٹ کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلا کر ایک ایک بار تینوں قل پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کرکے سارا مُنہ اور سینے اور پیٹ اور پاؤں آگے اور پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچ سکے سارے بدن پر ہاتھ پھیریں۔ دوبارہ ایسے ہی سہ بارہ ایسے ہی اور جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں آپ اسی طرح پڑھ کر تین بار ان کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا کیجئے بڑا چراغ یہاں ایک صاحب بناتے ہیں وہ بنوا لیجئے اور ایام حمل میں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جس ترکیب سے بتایا جائے اسے روشن کیجئے اور یہ لڑکی جو موجود ہے اس کو اگر ناسازی لاحق ہو تو اس کے لئے بھی روشن کیجئے وہ چراغ باذنہ تعالیٰ سحر و آسیب و مرض تینوں کے دفع میں مجرب ہے بچہ جو پیدا ہو پیدا ہوتے ہی مناسب سے پہلے اس کے کانوں میں ۷ بار اذانیں دی جائیں ۴ بار اذان سیدھے کان میں اور تین بار تکبیر بائیں میں اس میں ہرگز دیر نہ کی جائے دیر کرنے میں شیطان کا دخل ہوتا ہے، چالیس روز

تک بچہ کو کسی اناج سے تول کر خیرات کیا جائے۔ پھر سال بھر تک ہر مہینے پر پھر دو برس کی عمر تک ہر دو مہینے پر تیسرے سال ہر تین مہینے پر چوتھے سال ہر چار مہینے پر پانچویں سال بھی چار مہینے پر چھٹے سال ہر چھ مہینے پر ساتویں سال سے سالانہ، یہ تول اس لڑکی کے لئے بھی کیجئے، جو تھے سال میں ہے تو ہر چار مہینے پر تولئے مکان میں سات دن تک مغرب کے وقت ۷۔۷ بار آذان بآواز بلند کہی جائے اور تین شب کسی صحیح خواں سے پوری سورۂ بقر ایسی آواز سے تلاوت کرائی جائے کہ مکان کے ہر گوشے میں پہنچے، شب کو مکان کا دروازہ بسم اللہ کہہ کر بند کیا جائے اور صبح کو بسم اللہ کہہ کر کھولا جائے، جب پاخانہ کو جائیں اس کے دروازہ سے باہر بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھ کر بایاں پیر پہلے رکھ کر جائیں اور جب نکلیں تو داہنا پاؤں پہلے نکالیں اور الحمد للہ کہیں اور کپڑے بدلنے یا نہانے کے لئے جب کپڑے اتاریں پہلے بسم اللہ کہہ لیں اور قربت کے وقت نہایت اہتمام کے ساتھ یاد رکھئے کہ شروع فعل کے وقت آپ اور وہ دونوں بسم اللہ کہیں ان باتوں کا التزام رہے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی خلل نہ ہونے پائے گا۔

بڑا چراغ روشن کرنے کی ترکیب

عرض ۔ حضور بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے۔

ارشاد ۔ ۱۔ چراغ معلق روشن کیا جائے گا۔ کسی چھینکے یا قندیل میں ۲۔ روشن کرتے وقت لو کے پاس سونے کا چھلّہ یا انگوٹھی یا بالی ڈال دیا کریں چلّہ ختم ہونے پر وہ مساکین مسلمین پر تصدق کریں ۳۔ چراغ باوضو نمازی آدمی روشن کرے اگرچہ عورت ہو اور مرد بہتر ہے ۴۔ مرض ہلکا ہو تو چراغ روز ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے تین گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب بھر ۵۔ مریض اس کی روشنی میں بیٹھے خواہ لیٹے مگر منہ اسی کی طرف رکھے اور اکثر اوقات اس کی لو کو دیکھے ۶۔ جتنی دیر تک جلانا منظور ہو اسی حساب سے اعلیٰ درجہ کا پھلیل اس میں ڈالیں اور اسے ڈال کر چراغ کے سب طرف پھرالیں کہ تمام نقوش پر دورہ کر آئے پھر جھکا کر رکھ دیں اور جس طرف بتی کا نشان ہے بسم اللہ کہہ کر اس طرف روشن کریں ۷۔ اگر مرض نہایت شدید ہو تو چاروں گوشوں

میں چار بتیاں جلائیں اور چراغ سیدھا رکھیں اور ہر لو کے پاس سونا رکھیں ۸۔ جس مکان میں یہ چراغ روشن ہو وہاں نہ کوئی تصویر ہو نہ کتا آنے پائے نہ سوائے مریضہ کے کوئی عورت حیض یا نفاس والی یا کوئی ناپاک مرد یا عورت ۹۔ اس جگہ بیٹھ کر سب ذکرِ الٰہی درود شریف میں مشغول رہیں جو بات ضرورت کی ہو بقدرِ ضرورت آہستگی سے کہدیں چپقلش نہ کریں۔ کوئی لغو و بیہودہ بات وہاں ہونے پائے ۱۰۔ جتنی عورتیں وہاں بیٹھیں یا آئیں جائیں سب سنگین کپڑے پہنے ہوں، نماز کی طرح سوامنہ کی ٹکلی یا ہتھیلیوں کے سر کا کوئی بال یا گلے یا کلائی یا بازو یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ اصلا نہ کھلنے پائے ۱۱۔ چراغ پہلے دن جس وقت روشن ہو وہ گھنٹہ منٹ یاد رکھیں کہ کسی دن اس سے زیادہ دیر روشن کرنے میں نہ ہونے پائے اس کے موکل اپنی حاضری کا یہی وقت مقرر کر لیتے ہیں جس وقت پہلے دن روشن ہوا تھا، پھر اگر کسی دن آئے اور چراغ اس وقت روشن نہ پایا تو اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ لہٰذا چاہیئے کہ پہلے دن قصداً کچھ دیر کر کے روشن کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہو جائے تو اس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے۔ مگر پہلے دن اتنی دیر بھی نہ کریں کہ کسی دن چراغ روشن ہو کر اس وقت کے آنے سے پہلے ختم ہو جائے ۱۲۔ جب چراغ بڑھانے کا وقت آئے کوئی باوضو شخص بڑھائے اور اس وقت یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اِرْجِعُوْا مَاجُوْرِیْنَ ۱۳۔ روز تیا پھلیل ڈالیں کل کا بچا ہوا آج مریض کے سر اور بدن پر مل دیں ۱۴۔ جس کے لئے چراغ روشن ہوا اس کے سوا اور مریض بھی بہ نیت شفا ان شرائط کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں۔

عرض ۔ ایک صاحب کی لڑکی بلا ناغہ کچھ عرصہ سے سورہ مزمل شریف پڑھا کرتی تھی، بلکہ قریب نصف کے حفظ بھی تھی۔ ان صاحبزادی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

ارشاد ۔ لاحول شریف ۶۰ بار، الحمد شریف اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار تینوں قل تین بار پانی پر دم کر کے پلائیے۔

عرض ۔ کیا آیاتِ قرآنی بھی یہ اثر رکھتی ہیں۔

ارشاد۔ جو قیود عامل بتاتے ہیں انکی پابندی نہ کرنے سے ایسا ہوتا ہے۔
عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمبل اوڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ ہاں حدیث شریف سے ثابت ہے۔

پیراہن اقدس کا ذکر

عرض۔ پیراہن اقدس میں کیا کیا کپڑے ہیں۔
ارشاد۔ ردا، تہ بند، عمامہ یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیض اور ٹوپی پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے، پہننے کی روایت نہیں عورتیں بھی تہ بند ہی باندھتی تھیں۔ ایک بار حضور تشریف لئے جاتے تھے راہ میں ایک بیوی کا پاؤں پھسلا روئے مبارک اس طرف سے پھیر لیا۔ صحابہ نے عرض کیا حضور وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے، ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُتَسَرْوِلَاتِ اے اللہ بخشدے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں اور غالباً پاجامہ تنگ تھا اس واسطے کہ اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہ بند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

موم بتی جس میں چربی ہوتی ہے اس کا حکم

عرض۔ موم بتی جس میں چربی پڑتی ہے، مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو جائز ہے، ورنہ مسجد ہی میں نہیں ویسے بھی جلانا نہ چاہیئے۔
عرض۔ یہ جو جرمن وغیرہ غیر ولایتوں سے آتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔
ارشاد۔ ان کا بھی وہی حکم ہے اس واسطے کہ چربی اور گوشت کا ایک حکم ہے، اگرچہ گائے ہو یا بکری کسی مسلمان سے کوئی ہندو یا نصرانی چربی لے گیا اور تھوڑی دیر میں واپس لائے اور کہے یہ وہی چربی ہے جو ابھی تم سے لے گیا ہوں اس کا لینا حرام ہے النصرانیۃ لاذبیحۃ لہ بخلاف یہودیوں کے کہ ان کے یہاں اب تک ذبح کرنے کا اہتمام ہے، فتاویٰ قاضی خاں میں ہے الیھودیۃ یذبح آدیا کل ذبیحۃ المسلم نصرانی و یہودی کافر دونوں ہیں کہ ایک محبوبان خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت

میں کافر ہوئے، قرآن عظیم میں یہودیوں کو مغضوب علیھم اور نصاریٰ کو ضالین فرمایا یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہٖ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہوئے اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں۔

عرض - امام مسافر کے پیچھے مقتدی مقیم کو ایک رکعت ملی تو بقیہ نماز میں قرأت کس طرح کرے۔

ارشاد - پہلے دو رکعت مثل لاحق کے بغیر قرأت بقدر سورۂ فاتحہ قیام کرکے قعدہ کرے اور پچھلی رکعت میں قرأت کرے۔

جماعت ثانیہ اگر نہ ملنے کا خوف ہو سنت فجر پڑھے یا نہیں اصل نماز جماعت اولیٰ ہے۔

عرض - جماعت ثانیہ جس وقت شروع ہو سنت ظہر اس وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائیں یا کیا۔

ارشاد - جماعت ثانیہ فقط جائز ہے اس کے لئے سنتیں نہ چھوڑے اصل نماز جماعت اولیٰ ہے، جس کے لئے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوتیں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ان کے مکانوں کو جلوا دیتا ایک مرتبہ مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ مارہرہ مطہرہ میں اتفاقاً مجھے نماز میں دیر ہو گئی، جب میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا حضرت میاں صاحب قبلہ نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے، ارشاد فرمایا عبدالقادر نماز تو ہو گئی، تو اصل نماز جماعت اولیٰ ہی ہے۔

ف اس کی کیا وجہ ہے کہ جب چھ آدمی ہوں تو نماز جنازہ میں تین صفیں یوں ہوں کہ پہلی میں تین اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک ہو

عرض - نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے اس کی ترکیب در مختار و کبیری میں یہ لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی

کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے ہر صف میں دو دو کھڑے ہو سکتے تھے۔

ارشاد۔ اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں اس واسطے صف اول کی تکمیل کر دی گئی، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور تین کا مکروہ تحریمی، کیونکہ صف کامل ہو گئی اور اس صورت میں امام کا صف میں کھڑا ہونا ہو گیا اور بیچ وقتہ نماز میں بھی، بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا ناجائز نہیں ہے، مثلاً دو مرد اور ایک عورت ہے تو عورت پچھلی صف میں تنہا کھڑی ہوگی۔

عرض۔ ایام وبار میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورۂ یٰسین شریف اور بائیں میں سورۂ مزمل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے ارد گرد پھرا کر چوراہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال دوسری زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔ یہ کیسا ہے۔

ارشاد۔ کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لے جا کر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کر دے۔

عرض۔ کیا خطبہ نکاح بھی کھڑے ہو کر قبلہ رو پڑھنا چاہیئے۔

ارشاد۔ ہاں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رو ہونا کچھ ضرور نہیں سامعین کی طرف منہ ہونا چاہیئے خطبہ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کر کے پڑھا جانا مشروع ہے۔

عرض۔ معلم کی اگر تنخواہ مقرر نہ ہو تو بچوں سے کام لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر والدین کو ناگوار نہ ہو اور بچہ کو تکلیف نہ ہو۔ تو حرج نہیں تنخواہ مقرر ہو یا نہ ہو۔

عرض۔ میلاد خواں کے ساتھ اگر امرد[ف] شامل ہوں یہ کیسا ہے۔

ارشاد۔ نہیں چاہیئے۔

عرض۔ نوشہ کے اُبٹن ملنا جائز ہے یا نہیں۔

ف:۔ امرد۔ نابالغ لڑکا

ارشاد۔ خوشبو ہے، جائز ہے۔

عرض۔ اگر بیسلپور سے بدایوں جانا ہے اور راستے میں بریلی اترا تو قصر کرے گا یا نہیں

ارشاد۔ اس صورت میں قصر نہیں کہ سفر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عرض۔ ایک شخص بریلی کا ساکن مراد آباد میں دوکان کھولے اور ہمیشہ وہاں تجارت کا ارادہ ہو اور کبھی کبھی اپنے اہل و عیال کو بھی لے جایا کرے اس صورت میں مراد آباد وطن اصلی ہوگا یا وطن اقامت۔

ارشاد۔ وطن اصلی نہ ہوگا ہاں اگر وہاں نکاح کرلے تو ہو جائے گا۔

عرض۔ اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں۔

ارشاد۔ نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے نکاح نام باہمی ایجاب و قبول کا ہے اگرچہ بامن پڑھادے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے۔ لہذا احتراز لازم ہے۔

عرض۔ ولیمہ نکاح کی سنت ہے یا زفاف کی اور نابالغ کا نکاح ہو تو ولیمہ کب اور کس دن کرے۔

ارشاد۔ ولیمہ زفاف شب عروسی کی سنت ہے اور نابالغ بھی بعد زفاف کے ولیمہ کرے اور ولیمہ شب زفاف کی صبح کو کرے۔

عرض۔ نکاح کے بعد چھوارے لٹانے کا جو رواج ہے وہ کہیں ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ حدیث شریف میں لوٹنے کا حکم ہے اور لٹانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور یہ حدیث دارقطنی و بیہقی و طحاوی سے مروی ہے۔

سیاہ خضاب حرام ہے۔

عرض۔ خضاب سیاہ اگر وسمہ سے ہو۔

ارشاد۔ وسمہ سے ہو یا کسی سے سیاہ خضاب حرام ہے۔

ف۔ اَمْرَدْ (نابالغ لڑکا)

عرض۔ کوئی ضرورت بھی اس کے جواز کی ہے۔
ارشاد۔ ہاں جہاد کی حالت میں جائز ہے۔
عرض۔ اگر جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کر سکتا ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہو سکتا۔
عرض۔ بعض کتب میں ہے کہ وقت شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسمہ کا خضاب تھا۔
ارشاد۔ حضرت امام حسن وحسین وعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم خضاب وسمہ کا کیا کرتے تھے کہ یہ سب حضرات مجاہدین تھے۔
عرض۔ نمازِ قصر نہ کی اور قصر پڑھی تو اعادہ ہوگا یا نہیں۔
ارشاد۔ ضرور اعادہ ہوگا کہ سرے سے نماز ہی نہ ہوئی۔
عرض۔ ایک گاؤں میں مسجد بالکل ویرانہ میں ہے اس کے متصل ایک کمہار کا مکان ہے، مسجد مذکور میں نماز بھی نہیں ہوتی ہے، بلکہ اس کے ارد گرد لوگ کوڑا وغیرہ ڈالتے ہیں وہ کمہار زمین مسجد کو خریدنا چاہتا ہے آیا اس کی بیع ہو سکتی ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ حرام ہے اگرچہ زمین کے برابر سونا دے مسجد کے لئے جو لوگ ایسا کریں اُن کی نسبت قرآن عظیم فرماتا ہے لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ دنیا میں ان کے لئے رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔
عرض۔ نمازِ جنازہ کی تعجیل سے کیا مراد ہے۔
ارشاد۔ غسل وکفن بغیر تو نماز پڑھ سکتے ہی نہیں ہاں اس کے بعد تاخیر نہ کرے، بعض لوگ شب جمعہ میں جس کا انتقال ہوا میت کو تا نمازِ جمعہ رکھے رہتے ہیں کہ آدمیوں کی نماز جمعہ میں کثرت ہو جاتی یہ ناجائز ہے اور اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے۔
اور اگر قبر تیار ہونے سے پیشتر کسی عذر سے تاخیر کی جائے تو حرج نہیں۔

عرض۔ مردہ کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کے لئے لے جانا کیسا ہے۔
ارشاد۔ ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں، یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں۔ قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔
عرض۔ معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں، خوشدامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر سے اس کے جسم کو ہاتھ بشہوت لگاتے تو کیا حکم ہے۔
ارشاد۔ اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو جب تو نہیں ورنہ حرمت مصاہر ثابت ہو جائے گی۔
عرض۔ یہ جو مولود شریف کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ جس رات حضرت آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں دو سو عورتیں رشک و حسد سے مرگئیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ اس کی صحت معلوم نہیں البتہ چند عورتوں کا بہ تمنائے نور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر جانا ثابت ہے۔
عرض۔ ف[1] اسقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن عظیم دیا جاتا ہے اس میں کل کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔
ارشاد۔ جسقدر ہدیہ قرآن عظیم کا بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائیگا۔
عرض۔ ثمن کے اندر عاقدین مختار ہیں جتنا چاہیں طے کرلیں۔
ارشاد۔ یہاں کہ صدقہ دیا جارہا ہے وہی بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔

ف[1] اسقاط میں قرآن عظیم دینے سے اتنا ادا ہوگا جو اس قرآن عظیم کا بازار میں ہدیہ ہے۔

عرض۔ خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینا سنت ہے یا کیا۔
ارشاد۔ اختلاف ہے علماء کا بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے۔ اور بعض مکروہ بتاتے ہیں۔

جب سنت کے کراہت متعارض ہوں تو ترک اولیٰ ہے

عرض۔ سنت و مکروہ میں تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔
ارشاد۔ ترک اولیٰ ہے جامع الرموز میں محیط سے نقل کیا ہے کہ سنت ہے اور محیط ہی میں ہے کہ مکروہ ہے اسی کو ہندیہ میں نقل کیا ہے۔

دیہات میں جمعہ جائز نہیں جو پڑھتے ہوں انہیں منع نہ کیا جائے۔

عرض۔ دیہات میں جمعہ نہ پڑھنے کے مسائل ورسائل علماء نے لکھے ہیں۔ اس سے اہل دیہات بہت پریشان ہیں۔
ارشاد۔ مذہب حنفی میں جمعہ وعیدین جائز نہیں۔ لیکن جہاں قائم ہے وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا۔ ایسی صورت میں جہلا جمعہ تو جمعہ ظہر بھی چھوڑ دیں گے اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی سے خوف کرنا چاہیئے۔ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ ایک شخص کو طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا۔ جب وہ پڑھ چکا تو مسئلہ تعلیم فرمایا۔

عرض۔ حضور کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا یا نہیں۔
ارشاد۔ نہیں۔
عرض۔ حضور کی قسم کھانا جائز ہے۔
ارشاد۔ نہیں۔
عرض۔ کیا بے ادبی ہے۔
ارشاد۔ ہاں۔
عرض۔ تانبے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے۔

ارشاد۔ ناجائز ہے کیونکہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے، ویسے جائز ہے اور سونے[1] چاندی کا حرام ہے۔ بلکہ عورتوں کو بھی ایسے[2] ہی سونے چاندی کے ظروف میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی[3] کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔

عرض۔ جوان غیر محرم عورت کے سلام کا جواب دینا چاہیئے یا نہیں۔

ارشاد۔ دل میں جواب دے۔

عرض۔ اگرچہ غائبانہ نامحرم کو سلام کہلائے۔

ارشاد۔ یہ بھی ٹھیک نہیں۔

ع بسا کیں آفت از گفتار خیزد

عرض۔ سنۃ الفجر اوّل وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے۔

ارشاد۔ اوّل وقت پڑھنا اولیٰ ہے حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا ہے شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے۔ جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عزّوجل کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے، لہٰذا اوّل وقت سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے۔

عرض۔ ظہر کے وقت بغیر سنت پڑھے امامت کر سکتا ہے۔

ارشاد۔ بلاعذر نہ چاہیئے۔

عرض۔ سنت جمعہ اگر خطبہ شروع ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں۔ تو بعد نماز جمعہ پڑھے یا نہیں۔

ارشاد۔ پڑھے اور ضرور پڑھے۔

عرض۔ بعض جگہ دستور ہے کہ مسلمان ہندو کی آڑھت میں مال فروخت کرتا ہے

ف[1] تانبے پیتل کا خلال گلے میں لٹکانا جائز نہیں، ف[1] سونے چاندی کا خلال مرد و عورت سب پر حرام ہے: [2] سونے چاندی کے برتن کا استعمال عورت مرد سب پر حرام۔

ف[3]۔ گھڑی کی چین کسی دھات کی نہ چاہیئے۔

اور اس صورت میں ہندو کو کمیشن دینا پڑتا ہے اور وہ لوگ کمیشن کے ساتھ چار آنے سینکڑہ اس بات کا لیتے ہیں کہ اس رقم کا اناج خرید کر کبوتروں کو ڈالا جائے گا۔ یہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر جانوروں کے لئے ہیں کچھ حرج نہیں البتہ بت وغیرہ کے لئے ناجائز ہے

عرض۔ دستِ غیب و کیمیا حاصل کرنا کیسا ہے۔

ارشاد۔ دستِ غیب کے لئے دعا کرنا محال عادی کے لئے دعا کرنا ہے، جو مثل محال عقلی و ذاتی کے حرام ہے اور کیمیا تضیع مال ہے اور یہ حرام ہے آج تک کہیں ثابت نہیں ہوا کہ کسی نے بنالی ہو کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ اِلَی الْمَاءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؏ دستِ غیب جو قرآن عظیم میں ارشاد ہے اس کی طرف لوگوں کو توجہ ہی نہیں۔ کہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؏ یَتَّقِ اللّٰهَ پر عمل نہیں ورنہ حقیقتاً سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ میرے ایک دوست مدینہ طیبہ کے رہنے والے ان کا مدینہ منورہ سے بھیجا ہوا ایک خط اتوار کے روز مجھے ملا جس میں پچاس روپے کی طلب تھی۔ بدھ کے روز یہاں سے ڈاک جاتی تھی۔ جو ہفتہ کو ڈاک کے جہاز میں روانہ ہو جاتی تھی۔ پیر کے دن مجھے خیال ہی نہ رہا منگل کے روز یاد آیا دیکھا تو اپنے پاس پانچ پیسے بھی نہیں وہ دن بھی ختم ہوا۔ نماز مغرب پڑھ کر اور یہ فکر کہ کل بدھ ہے اور ابھی تک روپے کی کوئی سبیل نہیں میں نے سرکار میں عرض کیا کہ حضور ہی میں بھیجنا ہیں عطا فرماتے جائیں کہ باہر سے حسنین میاں (اعلیحضرت مدظلہ کے بھتیجے) نے آواز دی "سیٹھ ابراہیم بمبئی سے ملنے آئے ہیں۔" میں باہر آیا اور ملاقات کی چلتے وقت اکیاون روپے انہوں نے دیئے حالانکہ ضرورت صرف پچاس روپے کی تھی۔ یہ اکیاون روپے یوں تھے

؏ جیسے کوئی دونوں ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف بیٹھا ہو اور وہ پانی یوں اس کے منہ تک پہنچنے والا نہیں ۱۲

؏ اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دیگا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

کہ ایک روپیہ فیس منی آرڈر کا بھی تو دینا پڑتا غرض صبح کو فوراً منی آرڈر کر دیا۔

مؤلف۔ یہ ہے یرزقہ من حیث لایحتسب۔

عرض۔ بعض اکابر اولیاء کرام سے کچھ کلمات ایسے صادر ہوئے جو بظاہر خلاف شریعت ہیں اس میں ان کو معذور رکھا جاتا ہے اور ان کلمات کی تاویل کی جاتی ہے۔ اگر کوئی اس زمانہ میں ایسے الفاظ کہے تو اس کو کیوں معذور نہیں رکھا جاتا۔

ارشاد۔ اگر اس کی ولایت ثابت ہو جائے تو اس کو معذور رکھا جائے گا۔

معرفت ولایت کا طریقہ

عرض۔ ثبوت ولایت کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد۔ اطباق آئمہ کا علماء کا جمہور کا سوادِ اعظم کا۔ سوادِ اعظم جس کو ولی مان رہا ہے وہ بیشک ولی ہے اور اگر یہ شرط نہ لگائی جائے بلکہ جس کسی کو بھی خلاف شریعت الفاظ بکتے سنتے اس کو معذور رکھئے تو ہر شرابی ہر بھنگڑ جو چاہے گا بک دے گا اور کہہ دے گا کہ ہم نے حالت سکر میں ایسا کہا شریعت بالکل معدوم ہو جائے گی۔

عرض۔ بعض وظائف میں آیات اور سورتوں کا^ف معکوس کر کے پڑھنا لکھا ہے۔

ارشاد۔ حرام اور اشد حرام کبیرہ اور سخت کبیرہ قریب کفر ہے۔ یہ تو در کنار سورتوں کی صرف ترتیب بدل کر پڑھنا اس کی نسبت تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کیا ایسا کرنے والا ڈرتا نہیں کہ اللہ اُس کے قلب کو الٹ دے نہ کہ آیات کو بالکل معکوس کر کے مہمل بنا دینا۔

عرض۔ حضور پھر صوفیائے کرام کے وظائف میں یہ اعمال کیونکر داخل ہوئے۔

ارشاد۔ احادیث جنکے منقول عنہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ان میں کسقدر موضوعات ہیں (اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) جاہلوں میں اسمائے حسنیٰ کی قوت بڑھانے کے واسطے ایک

ف: سورتوں آیتوں کا معکوس پڑھنا حرام قریب بکفر ہے۔ ف: صرف ترتیب بدلنا بھی گناہ ہے یعنی پہلی کو پیچھے اور پچھلی کو پہلے پڑھنا۔

طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ مثلاً یَا عَزِیْزُ تَعَزَّزْتَ فِیْ عِزَّتِکَ وَالْعِزَّۃُ فِیْ عِزَّۃِ عِزَّتِکَ یَا عَظِیْمُ تَعَظَّمْتَ فِیْ عَظْمَتِکَ وَالْعَظْمَۃُ فِیْ عَظْمَۃِ عَظْمَتِکَ۔

خیر یہاں تک تو صحیح تھا آگے اس کے یہ ہے: یَا مُذِلُّ تَذَلَّلْتَ فِیْ ذِلَّتِکَ وَالذِّلَّۃُ فِیْ ذِلَّۃِ ذِلَّتِکَ یَا خَافِضُ تَخَفَّفْتَ فِیْ خَفْضَتِکَ وَالْخَفْضُ فِیْ خَفْضِ خَفْضَتِکَ

اب کہئے یہ کفر ہوا یا نہیں لیکن وہ کافر نہ ہوئے اس واسطے ان کو شیطان نے بہکا دیا ان کو اس عربی عبارت کا ترجمہ نہیں معلوم (پھر فرمایا) صوفیائے کرام فرماتے ہیں صوفی بے علم مسخرہ شیطان است وہ جانتا ہی نہیں شیطان اپنی باگ ڈور پر لگا لیتا ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا۔ اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَیْرِ فِقْہٍ کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنِ بغیر فقہ کے عابد بننے والا (عابد نہ فرمایا بلکہ عابد بننے والا فرمایا یعنی بغیر فقہ کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی) عابد بنتا ہے وہ ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا کہ محنت شاقہ کرے اور حاصل کچھ نہیں۔ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارھم انھوں نے ایک صاحب ریاضت و مجاہدہ کا شہرہ سنا ان کے بڑے بڑے دعاوی سننے میں آئے ان کو بلایا اور فرمایا یہ کیا دعوے ہیں جو میں نے سنے عرض کی مجھے دیدارِ الٰہی روز ہوتا ہے! ان آنکھوں سے سمندر پر خدا کا عرش بچھتا ہے اور اس پر خدا جلوہ فرما ہوتا ہے اب اگر ان کا علم ہوتا تو پہلے ہی سمجھ لیتے کہ دیدار الٰہی دنیا میں بحالت بیداری ان آنکھوں سے محال ہے سوائے سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور حضور کو بھی فوق السمٰوٰت والعرش دیدار ہوا۔ دنیا نام ہے سماوات وارض کا۔خیر ان بزرگ نے ایک عالم صاحب کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ وہ حدیث پڑھو جس میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے۔ انھوں نے عرض کی بے شک سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَہٗ عَلَی الْبَحْرِ۔ شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے انہوں نے جب یہ سنا تو سمجھے کہ اب تک میں شیطان کو خدا سمجھتا رہا اسی کی عبادت کرتا

بحث: صوفی بے علم مسخرہ شیطان ہے۔

رہا، اسی کو سجدے کرتا رہا کپڑے پھاڑے اور جنگل کو چلے گئے پھر ان کا پتہ نہ چلا، سیدی ابوالحسن جوسقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ ہیں حضرت سیدی ابوالحسن علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کے اور آپ خلیفہ ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ نے اپنے ایک مرید کو رمضان شریف میں چلے بٹھایا۔ ایک دن انھوں نے رونا شروع کیا آپ تشریف لائے اور فرمایا کیوں روتے ہو۔ عرض کیا حضرت شب قدر میری نظروں میں ہے۔ شجر و حجر اور دیوار و در سجدہ میں ہیں نور پھیلا ہوا ہے۔ میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں ایک لوہے کی سلاخ حلق سے سینے تک ہے جس سے میں سجدہ نہیں کر سکتا اس وجہ سے روتا ہوں فرمایا اے فرزند وہ سلاخ نہیں وہ تیر ہے جو میں نے تیرے سینے میں رکھا ہے۔ اور یہ سب شیطان کا کرشمہ ہے، شب قدر وغیرہ کچھ نہیں۔ عرض کی حضور میری تشفی کے لئے کوئی دلیل ارشاد ہو۔ فرمایا اچھا دونوں ہاتھ پھیلا کر تدریجاً سمیٹو۔ سمیٹنا شروع کیا، جتنا سمیٹتے تھے اتنی ہی روشنی مبدل بہ ظلمت ہوتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ دونوں ہاتھ مل گئے بالکل اندھیرا ہو گیا۔ آپ کے ہاتھوں میں سے شور و غل ہونے لگا حضرت مجھے چھوڑیئے میں جاتا ہوں۔ تب ان مرید کی تشفی ہوئی (پھر فرمایا) بغیر علم کے صوفی کو شیطان کچے تاگے کی لگام ڈالتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے بعد نماز عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں ابلیس کا تخت بچھتا ہے۔ شیاطین کی کارگذاری پیش ہوتی ہے، کوئی کہتا ہے اس نے اتنی شرابیں پلائیں، کوئی کہتا ہے اس نے اتنے زنا کرائے سب کی سنیں۔ کسی نے کہا اس نے آج فلاں طالب کو پڑھنے سے باز رکھا۔ سنتے ہی تخت پر سے اچھل پڑا اور اس کو گلے سے لگا لیا اور کہا انت انت تو نے کام کیا۔ اور شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ انھوں نے اتنے بڑے بڑے کام کئے ان کو کچھ نہ کہا اور اس کو اتنی شاباش دی — ابلیس بولا تمہیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا سب اسی کا صدقہ ہے۔ اگر علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے۔ بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے مگر وہ عالم نہیں اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو۔ انھوں نے ایک مقام کا نام لیا۔ صبح کو قبل طلوع آفتاب شیاطین کو لئے ہوئے اس مقام پر پہنچا۔ اور شیاطین مخفی رہے اور یہ انسان

کی شکل بنکر رستہ پر کھڑا ہو گیا۔ عابد صاحب تہجد کی نماز کے بعد نماز فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے۔ راستہ میں ابلیس کھڑا ہی تھا" السلام علیکم" وعلیکم السلام حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے عابد صاحب نے فرمایا جلد پوچھو مجھے نماز کو جانا ہے۔ اس نے اپنی جیب سے ایک شیشی نکال کر پوچھا اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ ان سماوات و ارض کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کر دے۔ عابد صاحب نے سوچا اور کہا، کہاں آسمان و زمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی۔ بولا بس یہی پوچھنا تھا تشریف لے جائیے اور شیاطین سے کہا دیکھو اس کی راہ مار دی، اس کو اللہ کی قدرت پر ہی ایمان نہیں عبادت کس کام کی۔ طلوع آفتاب کے قریب عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے اس نے کہا السلام علیکم، وعلیکم السلام مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ انھوں نے فرمایا جلدی پوچھو نماز کا وقت کم ہے۔ اس نے وہی سوال کیا۔ ملعون تو ابلیس معلوم ہوتا ہے ارے وہ قادر ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی ہے ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے تو کروڑوں آسمان و زمین داخل کر دے۔ اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد شیاطین سے بولا، دیکھو یہ علم ہی کی برکت ہے۔

عرض - عورتوں کے لئے مسواک کیسی ہے۔

ارشاد ان کے لئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی سنت ہے۔ لیکن اگر وہ نہ کریں تو حرج نہیں۔ ان کے دانت اور مسوڑھے بہ نسبت مردوں کے کمزور ہوتے ہیں مسّی کافی ہے۔

عرض : بیعانہ کی نسبت کیا حکم ہے [ف]

ارشاد : بیعانہ آج کل تو یوں ہوتا ہے کہ اگر خریدار بعد بیعانہ دینے کے نہ لے، تو بیعانہ ضبط اور یہ قطعاً حرام ہے۔

عرض - مرنے کے بعد مصنوعی دانت نکالنا چاہئیں یا نہیں۔

ارشاد - نکال لینا چاہئیں اگر کوئی تکلیف نہ ہو اور اس کے ٹوٹے ہوئے دانت

ف - بیعانہ ضبط کر لینا حرام ہے۔

کفن میں رکھ دیئے جائیں۔

عرض۔ ایک صف فرض پڑھ رہی ہے درمیان میں ایک شخص بہ نیت نفل ہے ان کی نماز میں کوئی خرابی ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ کوئی حرج نہیں۔

عرض۔ کیا قطع صف نہیں۔

ارشاد۔ نہیں۔

عرض۔ حالانکہ اس کی نماز اور ہے اور ان کی اور۔

ارشاد۔ اس کی نماز اور نہیں فرض مشتمل ہے مطلق نماز کو اور مطلق نماز نفل بھی۔ نفل ہر نماز میں داخل ہے ہاں اگر وہ لوگ آج کی ظہر پڑھ رہے ہوں اور یہ کل کی ظہر کی نیت سے امام کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو اب اس کی نماز نہ ہوگی کہ اس کی نماز اور ہے اور امام کی اور۔ کل کی ظہر آج کی ظہر میں داخل نہیں۔

عرض۔ ایک شخص وضو کر رہا تھا اور دو آدمی باوضو تھے یہ خیال کر کے کہ وہ وضو کر کے شامل ہو جائے گا ایک شخص امام بن کر آگے کھڑا ہو گیا اور دوسرا تنہا پیچھے لیکن وہ شخص وضو کر کے شامل ہی نہ ہوا اب ان دونوں کی نماز ہوئی یا نہیں۔

ارشاد۔ نماز تو ہو گئی لیکن امام اور مقتدی دونوں نے غلطی کی اور خلافِ سنت کیا۔ چاہیئے تھا کہ امام اور مقتدی دونوں برابر کھڑے ہوتے جب وہ وضو کر کے آتا مقتدی پیچھے ہٹ آتا یا امام آگے بڑھ جاتا (پھر فرمایا) اس غلطی میں عوام تو عوام علماء مبتلا ہیں حالت موجودہ کا اعتبار ہے غیب کا کیا علم ممکن ہے وہ وضو کرتے ہی مر جائے اور کوئی عذر پیش آجائے۔

عرض۔ دو عورتوں کے بیچ میں سے نکلنے کی ممانعت کی کیا وجہ ہے۔

ارشاد۔ دو عورتوں کے بیچ میں سے نکلنے کو منع فرمایا۔ عورتوں کے پیچھے چلنے سے منع فرمایا (پھر فرمایا) ایک عورت تین مردوں کی نماز فاسد کرتی ہے ایک وہ جو داہنی طرف ہو ایک وہ جو بائیں طرف ہو اور ایک وہ جو پیچھے ہو۔ اور دو عورتیں کم سے کم

چار کی، دو دائیں بائیں اور دو وہ جو ان کے پیچھے ہیں۔ اور تین عورتیں دو دلہنے بائیں مردوں کی نماز فاسد کرتی ہیں اور اپنے پیچھے ہر صف میں سے تین تین آدمیوں کی جو ان کے محاذات میں ہوں اور اگر چار عورتیں ہیں تو دو مردوں کی تو دائیں بائیں نماز فاسد کریں گی۔ اور ان کے پیچھے اگر لاکھ صفیں ہوں تو سب کی نماز فاسد اگرچہ محاذات نہ ہوں۔ آخر کچھ تو اثر ہے جو اتنی نمازیں فاسد ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے دو عورتوں کے درمیان نکلنے سے منع فرمایا۔

عرض۔ کچھ مرد آگے ہیں ان کے پیچھے عورتیں۔ اور ان کے پیچھے ایک دیوار ہے اس دیوار کے پیچھے جو لوگ کھڑے ہوں ان کی نماز کا کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ اگر دیوار ف اتنی نیچی ہے کہ سینہ یا سر دکھائی دے جب بھی محاذات ہے اور مردوں کی نماز فاسد۔

عرض۔ اگرچہ عورتیں ضعیفہ ہوں۔

ارشاد۔ ضعیفہ ہوں یا قویہ۔ عورتوں کو مسجد میں جانا ہی منع ہے حدیث میں ارشاد فرمایا عورت کی نماز اپنے تہ خانہ میں بہتر ہے کوٹھری میں نماز پڑھنے سے اور اس کی کوٹھری میں نماز بہتر ہے دالان میں نماز پڑھنے سے اور اس کی نماز دالان میں بہتر ہے صحن میں نماز پڑھنے سے اور اس کی اپنے صحن میں نماز بہتر ہے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے (پھر فرمایا) مسجد اور جماعت کی حاضری عورتوں کو معاف ہے بلکہ ممنوع ہے۔

عرض۔ ایک صف مردوں کی پوری کھڑی ہے اور ان کے پیچھے عورتیں ہیں۔ اب اور مرد بعد میں آنے والے کہاں کھڑے ہوں۔

ارشاد۔ اگر یہاں جگہ نہیں تو نماز باطل ہوگی دوسری مسجد میں پڑھیں۔

عرض۔ اگر امام نے دو آیتیں پڑھیں اور بھول کر اور جگہ کی ایک آیت پڑھ

ف۔ اگر دیوار اتنی نیچی ہو کہ سینہ یا سر ہی دکھائی دے جب بھی محاذات ہی ہے۔

دی تو نماز ہوگئی یا نہیں۔

ارشاد۔ ہوگئی۔

عرض۔ رنڈیوں کا روپیہ مسجد کی خدمت میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں۔ مسجد کے لئے مال حلال طیب ہو۔

عرض۔ اگر دیوار اس قدر اونچی ہو کہ عورتوں کے سر دکھائی نہیں دیتے تو اب امام کا رکوع و سجود بھی ان لوگوں پر جو دیوار کے نیچے ہیں مخفی ہو جاتے گا تو اقتدار کیونکر صحیح ہوگی۔

ارشاد۔ آواز پہنچے گی۔

عرض۔ قرض[ف] وصول کرنے میں جو خرچ ہو وہ مقروض سے لے سکتا ہے یا نہیں

ارشاد۔ ایک حبہ نہیں لے سکتا۔

مؤلف: دوسری بار کی حاضری میں جو انعامات سرکار سے پائے ان کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا وہ خود اپنے مہمانوں کی مدد فرماتے ہیں اور حضور تو حضور ہی ہیں صلے اللہ تعالے علیہ وسلم حضور کی امت کے اولیائے کرام کی بھی یہی شان ہے۔ حضرت سیدی[ف۱] احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی مجلس میلاد مصر میں ہوتی ہے۔ مزار مبارک پر آپ کی ولادت کے دن ہر سال مجمع ہوتا ہے اور آپ کا میلاد پڑھا جاتا ہے۔ امام عبدالوہاب[ف۲] شعرانی قدس اللہ سرہ الربانی التزام کے ساتھ ہر سال حاضر ہوتے اپنی کتاب میں بھی بہت تعریف لکھی ہے۔ کئی ورقوں میں اس مجلس کے حالات بیان کئے ہیں۔ مجلس تین دن ہوتی ہے ایک دفعہ آپ کو تاخیر ہوگئی۔ یہ ہمیشہ ایک دن

ف۔ قرض وصول کرنے میں جو خرچ ہو مقروض سے لینا حرام ہے۔

ف۱۔ سید احمد بدوی کبیر کی مجلس میلاد مصر میں منعقد ہوتی ہے۔

ف۲۔ امام شعرانی التزام کے ساتھ ہر سال مجلس میلاد سید احمد بدوی کبیر میں حاضر ہوتے اپنی کتاب میں اس کی بہت تعریف فرماتے ہیں۔

پہلے ہی حاضر ہو جاتے تھے اس دفعہ آخر دن پہنچے جو اولیائے کرام[ف۳] مزار مبارک پر مراقب تھے انھوں نے فرمایا کہاں تھے دو روز سے حضرت[ف۴] مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر فرماتے ہیں عبدالوہاب آیا، عبدالوہاب آیا۔ انھوں نے فرمایا کیا حضور کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے۔ انھوں نے فرمایا اطلاع کیسی حضور تو فرماتے ہیں کہ کتنی ہی[ف۵] منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں اگر اس کا ایک ٹکڑا رسی کا جاتا رہے گا اللہ تعالٰے مجھ سے سوال کریگا (پھر فرمایا) ان پر خاص توجہ تھی اور ان کو بھی خاص نیازمندی تھی اسی وجہ سے حضرت کو ان سے خاص محبت تھی۔ حدیث میں ہے جو کوئی دریافت کرنا چاہے کہ اللہ کے یہاں اُس کی کس قدر، قدر و منزلت ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کی کسقدر، قدر و منزلت ہے اتنی ہی اس کی اللہ کے یہاں ہے۔ حضرت[ف۶] سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا۔ اس مجمع میں چلے آتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیرلی کہ حدیث میں ارشاد ہوا، اَلنَّظْرَةُ الْاُوْلٰى لَكَ وَالثَّانِيَةُ عَلَيْكَ — پہلی[ف۷] نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔ نیچی نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار[ف۸] شریف پر

ف۳ : حضرت سید احمد بدوی کبیر کے مزار پر اولیاء کرام کا مراقبہ۔

ف۴ : حضرت کا مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر امام شعرانی کو اولیاء حاضرہ سے دریافت کرنا۔

ف۵ : حضرت کا ارشاد کتنی ہی منزل سے کوئی میرے مزار کی حاضری کا ارادہ کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اسکی حفاظت کرتا ہوں اسکی رسی کا ٹکڑا جاتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کریگا۔

ف۶ : حضرت سیدی امام عبدالوہاب شعرانی اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔

ف۷ : پہلی نظر معاف ہے دوسری پر مواخذہ ہوگا۔

ف۸ : سید احمد بدوی کبیر کا غیب پر مطلع ہونا۔

حاضر ہوئے ارشاد فرمایا عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے عرض کی ہاں ف۱ اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیئے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔ ... کو اشارہ ہوا انھوں نے آپ کی نذر کر دی ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔

عرض۔ ... علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی حیات برزخیہ میں کیا فرق ہے۔

ارشاد۔ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کی آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا۔ ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ان کو حج کرتے ہوئے لبیک پکارتے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اولیاء علماء شہداء کی حیات برزخیہ اگرچہ حیات دنیویہ سے افضل اعلیٰ ہے مگر اس پر احکام دنیویہ جاری نہیں اور ان کا ترکہ تقسیم ہوگا۔ ان کی ازواج عدت کریں گی اور حیات برزخیہ کا ثبوت تو عوام کے لئے بھی ہے۔ حدیث میں ہے مثل مومن کی اس طائر کی طرح جو قفس میں ہے کہ جب تک وہ قفس میں ہے اس کی اڑان اسی تک ہے اور جب اس سے آزاد ہوا تو اس کی اڑان کتنی ہوگی۔ بعد مرنے کے سمع بصر ف۳ ادراک عام لوگوں کا یہاں تک کہ کفار کا زائد ہو جاتا

ف۱ : اپنے شیخ سے کوئی امر چھپانا نہیں چاہیئے۔

ف۲ : انبیاء کرام کی حیات برزخیہ اور اولیاء و علماء کی حیات برزخیہ کا فرق۔

ف۳ : بعد موت سمع و بصر و ادراک بڑھ جاتا ہے یہ عقیدہ اہلسنت کا اجماعیہ ہے مخالف گمراہ ہے۔

ہے اور یہ تمام اہل سنت وجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جو خلاف کرے گمراہ ہے۔ کہ جس کسی کی قبر پر آدمی جاتا ہے اگر صاحب قبر اس کو پہچانتا تھا تو اس کو پہچانتا ہے اور اس سے تسلی پاتا ہے۔ اس کی آواز بلکہ اس کی پہچل سنتا ہے اور اگر نہیں پہچانتا تھا تو اتنا ضرور جانتا ہے کہ ایک مسلمان میری قبر پر آیا ہے۔ اگر کسی زندہ شخص کو لتنے من مٹی میں دبادیا جائے تو اس کے اوپر اگر توپ بھی چھوڑی جائے جب بھی نہ سنے گا تو ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد سمع و بصر و ادراک بڑھ جاتا ہے۔

عرض - حضور بعض جگہ بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں فلاں جگہ پیدا ہوا تھا اور تمام نشانیاں ظاہر کرتا ہے۔

ارشاد - اَلشَّیْطَانُ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِہٖ۔ شیطان اُس کی زبان پر بولتا ہے اس کا شیطان اُس بچہ کے شیطان سے پوچھ رکھتا ہے وہی بیان کرتا ہے تاکہ لوگ گمراہ ہوں کہ او ہو یہ تو آواگون ہو گیا۔ مسلمان کا ہمزاد مقید کر لیا جاتا ہے اور کافر کا بھوت ہو جاتا ہے۔ جب کام کے واسطے لوگ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں اُن کے ساتھ کراماً کاتبین اور شیاطین ہوتے ہیں۔ جب انسان مر جاتا ہے کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں کہ اے رب ہمارا کام ختم ہو گیا۔ وہ شخص دار اعمال سے نکل گیا اجازت دے کہ ہم آسمان پر آئیں اور تیری عبادت کریں۔ رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ میرے آسمان بھرے ہیں عبادت کرنے والوں سے کچھ حاجت تمہاری نہیں۔ عرض کرتے ہیں الٰہی ہمیں زمین میں جگہ دے ارشاد ہوتا ہے میری زمینیں بھری ہیں عبادت کرنے والوں سے تمہاری کچھ حاجت نہیں۔ عرض کرتے ہیں الٰہی پھر ہم کیا کریں ارشاد ہوتا ہے میرے بندے کی قبر کے سرہانے قیامت تک کھڑے رہو اور تسبیح و تقدیس کرتے رہو، اس کا ثواب میرے بندے کو بخشتے رہو۔ (پھر فرمایا) اچھی باتیں مثلاً سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ــــ ان کا اُخروی نفع تو یہ ہے کہ ہر کلمہ سے ایک پیڑ جنت میں لگایا جاتا ہے۔ اسی کو فرمایا جاتا ہے وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ

خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ـــــــــــــ اور دوسری جگہ فرمایا ہے: وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ مَّرَدًّا اور فی الحال ان کا نفع یہ ہے کہ وہ کلمات منہ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں۔ قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل کے واسطے مغفرت مانگیں گے۔ اسی طرح کلمات کفر منہ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل پر لعنت کرتے رہیں گے۔

عرض۔ ایسی الماری جو چھت سے لگی ہوئی ہے اس کے اوپر کے درجے میں قرآن شریف رکھا ہے اب اس کی طرف پیر کر کے سو سکتا ہے یا نہیں

ارشاد۔ جب پاؤں کے محاذات سے بہت بلند ہے تو حرج نہیں۔

عرض۔ شراب بیچنے والے کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر شراب بیچنے والا مسلمان ہے اور اس کے پاس سوائے شراب کی آمدنی کے اور کچھ نہیں تو اس سے کوئی چیز بیچنا حرام ہے اور اگر کافر ہے یا اس کے پاس سوائے اس کے اور بھی آمدنی ہے تو جائز ہے۔ کفار کے لئے شراب اور خنزیر ایسے ہیں جیسے ہمارے لئے سرکہ اور بکری کا لُخِلِّ وَالشَّاةِ لَنَا

عرض۔ رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں، رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا عہ

ف سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ کے فوائد دنیوی و اخروی

ف کلمات کفر قیامت تک اپنے قائل پر لعنت کرتے رہیں گے۔

عہ یعنی جبکہ وہ قیمت اسی مال حرام سے دے اور اگر اس نے کسی سے مال حلال قرض لیا ہے اور مال حلال کے عوض اس سے کچھ خریدتا ہے تو بیچنے میں حرج نہ ہوگا۔ ۱۲ مؤلف غفرلہ

عہ یہاں بھی وہی ہے کہ اگر رنڈی کے پاس سوا اس ناپاک کمائی کے اور مال (بقیہ صفحہ ۲۷۹ پر)

عرض - علاج کرنا سنت ہے یا نہ کرنا۔

ارشاد - دونوں سنت ہیں یہ بھی ارشاد ہوا ہے: تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰہِ فَاِنَّ الَّذِیْ اَنْزَلَ الدَّاءَ اَنْزَلَ الدَّوَاءَ لِکُلِّ دَاءٍ۔ علاج کرواے اللہ کے بندو کہ جس نے مرض اُتارا ہے اس نے ہر مرض کی دوا بھی اتاری ہے۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی عادت کریمہ اکثر یہی رہی ہے کہ ان کی امت کے لئے سنت ہو اور اکابر صدیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت علاج نہ کرنا رہی ہے۔

عرض - انگریزی دوائیاں جائز ہیں یا نہیں۔

ارشاد - ان کے یہاں جسقدر رقیق دوائیں ہیں سب میں عموماً شراب ہوتی ہے سب نجس وحرام ہیں۔

عرض - اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور کے تیر مارا اور اس کے پاس پہنچنے سے پہلے بغیر ذبح کے مر گیا اب اس کا کھانا کیسا ہے۔

ارشاد - جائز ہے خواہ کہیں لگ جائے (پھر فرمایا) اگر تکبیر کہہ کر بندوق ماری اور ذبح کرنے سے پیشتر مر گیا تو حرام ہے اس واسطے بندوق میں توڑ ہے کاٹ نہیں اور تیر میں کاٹ ہے۔

عرض - سنا گیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلی اور اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتا جنت میں جائیں گے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بلی کے لئے ثابت نہیں۔ اور اصحاب کہف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا کتا بلعم باعور کی شکل بنکر جنت میں جائے گا۔ اور وہ اس کتے کی شکل ہو کر دوزخ میں پڑے گا۔ اسی کو فرمایا گیا ہے۔ ہم نے اس کو

(صفحہ ۲۷۸ سے آگے) نہیں جس سے کرایہ ادا کرے تو وہ مال زنا نہ لینا چاہیئے اور اگر اور ہو خواہ یوں کہ مال حلال قرض لیکر دے تو حرج نہیں ۱۲ مؤلف غفرلہ۔

ف تیر کا مارا بے ذبح کئے مر جائے حلال اور بندوق کا مارا بے ذبح کئے مر جائے تو حرام

اپنی آیتیں دیں تو وہ نکل گیا اُن سے اور گمراہوں میں سے ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو اُن آیتوں کے سبب بلند فرما لیتے لیکن وہ تو زمین پکڑ گیا۔ اور اس سے نہ اٹھا گیا اس نے اپنی خواہش کا اتباع کیا۔ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۔ تو اس کی مثل کتے کی مثل ہے۔ اگر تو اس پر بوجھ لادے تو ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو ہانپے۔ یہ ان لوگوں کی مثل ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی (پھر فرمایا) اس نے محبوبانِ خدا کا ساتھ دیا۔ اللہ نے اس کو انسان بنا کر جنت عطا فرمائی۔ اور اس نے محبوبانِ خدا سے عداوت کی بنی اسرائیل میں بہت بڑا عالم تھا۔ مستجاب الدعوات تھا۔ لوگوں نے اس کو بہت سامال دیا، کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بددعا کرے۔ خبیث لالچ میں آگیا اور بددعا کرنی چاہی جو الفاظ موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کہنا چاہتا تھا، اپنے لئے نکلتے تھے۔ اللہ نے اس کو ہلاک کر دیا اور استن حنانہ شریف میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک روایت آئی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے باغ کے اندر تجھے پھر لگا دیا جائے۔ تجھ میں پھل پھول آئیں یا جنت میں ایک پیڑ ہو جنت کے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں۔ اس نے عرض کیا دنیا دار الفنا ہے۔ میں نے دار الفنا پر دار البقا کو اختیار کیا۔ حضور نے اس کو ممبر کے نیچے دفن فرما دیا۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں تا چو مردم حشر یابد روز دیں

تا بدانی ہر کرا یزداں بخواند از ہمہ کار جہاں بیکار ماند

عرض۔ سریۃ[ع] میں جب امام الحمد شریف پڑھے تو تعوذ اور آمین کہے یا نہیں

ارشاد۔ تعوذ نہ کرے ہاں بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے اور ختم پر آمین کہے اور اگر مقتدیوں کے کانوں تک آواز پہنچ جاتے تو وہ بھی آمین کہیں۔

عرض۔ حضور بعض مرض متعدی بھی ہوتے ہیں

ع؎ فرض کی پچھلی وہ دو رکعتیں جن میں قرآت خفی ہوتی ہے ۱۲ مؤلف غفرلہٗ۔

ارشاد۔ نہیں حدیث میں ارشاد ہوا: لاعدویٰ

عرض۔ پھر جذامی سے بھاگنے کا کیوں حکم دیا گیا۔

ارشاد۔ وہ حکم ضعیف الایمان کے واسطے ہے کہ اگر وہ اس کے پاس بیٹھے اور تقدیر الٰہی سے کچھ ہو جائے تو شیطان بہکا دے گا کہ یہ اس کے پاس بیٹھنے سے ہو گیا ہے۔ اگر نہ بیٹھتا تو نہ ہوتا۔ تقدیر الٰہی کو بھول جائے گا۔

عرض۔ پھر طاعون سے بھاگنے کی ممانعت کیوں۔

ارشاد۔ اس کے لئے حدیث میں صاف ارشاد ہے۔ اَلْفَارُّ مِنَ الطَّاعُوْنِ کَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسا جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والا اس پر بھی یہ ارشاد ہوا کہ جہاں طاعون ہو وہاں بلا ضرورت نہ جاؤ۔ ف

سماعِ موتےٰ کی بحث

عرض۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار سماعِ موتےٰ سے رجوع ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں۔ وہ جو فرما رہی ہیں حق فرما رہی ہیں وہ مُردوں کے سننے کا انکار فرماتی ہیں مُردے کون ہیں جسم۔ روح مُردہ نہیں اور بے شک جسم نہیں سنتا سنتی روح ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ام المومنین کے حضور میں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی گئی کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْھُمْ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں۔ ام المومنین نے فرمایا اللہ رحم فرمائے امیر المومنین پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں ارشاد فرمایا بلکہ فرمایا اِنَّھُمْ لَیَعْلَمُوْنَ بے شک وہ جانتے ہیں امیر المومنین کو سہو ہوا۔ انھوں نے فرمایا مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْھُمْ تو خود ام المومنین مُردوں کے علم کا اقرار فرماتی ہیں۔ سماع سے بے شک انکار

ف۔ طاعون سے بھاگنا حرام ہے۔

ف۔ مُردوں کا سننا۔

فرماتی ہیں اور وہ بھی اس کے ان معنوں سے جو عرف میں شائع ہیں۔ سماع کے عرفی معنی ان آلات کے ذریعہ سے سننا اور یقیناً بعد مرنے کے روح کے لئے نہیں روح کو جسم مثالی دیا جاتا ہے اس۔ جسم کے کانوں سے سنتی ہے پھر ام المومنین کا ان آیتوں سے استدلال اور بھی اس کو ظاہر کر رہا ہے: اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى اور وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ۝ - موتے کون ہیں اجسام قبور میں کون ہیں۔ وہی اجسام تو پھر اجسام ہی کے سننے سے انکار ہوا اور وہ یقیناً حق ہے (پھر فرمایا) خود ام المومنین کا طرز عمل سماع موتیٰ کو ثابت کر رہا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے حجرہ میں دفن ہوتے میں بغیر چادر اوڑھے ہوئے بے حجابانہ حاضر ہوتی اور کہتی اِنَّمَا هُوَ زَوْجِىْ میرے شوہر ہی تو ہیں پھر میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دفن ہوتے جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی اِنَّمَا هُمَا زَوْجِىْ وَاَبِىْ میرے شوہر اور باپ ہی تو ہیں پھر جب حضرت عمر دفن ہوتے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپٹی ہوئی حاضر ہوتی اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہے حیاءً من عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "عمر کی شرم سے۔ تو اگر ارواح کا سمع بعد نہ مانتیں تو پھر حیا من عمر کے کیا معنی۔

(پھر فرمایا) تین باتوں میں ام المومنین کا خلاف مشہور ہے اور ان تینوں میں غلط فہمی (ف۱) ایک تو یہی سماع موتےٰ کہ وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں اور اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول کیا جاتا ہے۔

دوسرے (ف۲) معراج جسدی کے بارہ میں انکار مشہور ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں مَافَقَدْتُ جَسَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہ گیا۔ حالانکہ آپ معراج منامی کے بارہ میں فرما رہی ہیں جو مدینہ منورہ

ف سماع موتیٰ میں حضرت عائشہ کس سماع کا انکار فرماتی ہیں۔

ف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کس معراج سے انکار فرماتی ہیں۔

میں ہوئی اور وہ معراج تو مکہ معظمہ میں ہوئی اسوقت ام المومنین خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بلکہ نکاح سے بھی مشرف نہ ہوئی تھیں اسے اُس پر محمول کرنا سراسر غلط فہمی ہے۔

تیسرے ف۳ علم مافی الغد کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم مافی الغد تھا وہ جھوٹا ہے۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے علم جبکہ مطلق بولا جائے۔ خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔ اس کی تصریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔

عرض۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى میں عِنْدَ کس سے ظرف ہے۔

ارشاد۔ رَاٰہ کی ضمیر فاعل سے اور جن لوگوں نے اس سے مراد رویت جبریل لی ہے وہ رَاٰہ کی ضمیر مفعول سے مانتے ہیں (پھر فرمایا) بعض اس پوری صورت کو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مانتے ہیں اور اصح و ارجح اور نظم قرآنی سے اوفق وہی ہے جو جمہور صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمہ اعلام کا مذہب ہے کہ یہ تمام ضمیریں رب العزت جل جلالہ کی طرف راجع ارشاد ہوتا ہے: فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ———

ظاہر آیت چاہتی ہے اس بات کو کہ یہ ضمیریں اللہ کی طرف راجع ہوں ورنہ اختلاط ہو جائے گا کہ اَوْحٰی کی ضمیریں دونوں جگہ جبریل کی طرف راجع ہوں گی۔ اور عَبْدِہٖ کی ضمیر بیچ میں اللہ کی طرف پھر گئے معبودان باطل کا مقابلہ فرمایا جاتا ہے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ الی قولہ تعالیٰ اِنْ هِیَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ کیا تم نے دیکھا ہے لات و عزا و منات کو وہ تو

ف۔ علم مافی الغد کے بارے میں حضرت عائشہ کس علم کا انکار فرماتی ہیں۔

نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لئے اللہ نے اس پر کوئی دلیل نہ اتاری، وہم کی پیروی کرتے ہو تو فرمایا جاتا ہے کہ تم اپنے معبودوں کو بغیر دیکھے پوجتے ہو اور یہ اپنے رب کو دیکھ کر اس کی عبادت کرتے ہیں (پھر فرمایا) حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا کہ اس میں کیا کمال کہ جبریل کو دیکھ لیں۔ جبریل کا کمال ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں۔

امام احمد حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان ضمائر کو جبریل کی طرف پھیرا کرتے ایک مرتبہ خلوت میں لیٹے ہوئے تھے: ایک صاحب نے پوچھا: هَلْ رَأَىٰ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ: کیا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ یہ سنتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے راٰہ راٰہ راٰہ حتیٰ انقطع نفسہ۔ حضور نے اپنے رب کو دیکھا دیکھا دیکھا۔ فرماتے رہے، یہاں تک کہ سانس ختم ہوگئی۔ اس وقت کے عوام کے ذہن میں یہ مسئلہ نہیں آسکتا تھا۔ اس لیے عوام میں اس کے معنی وہ فرماتے تھے اور جب خلوت میں پوچھا تو چونکہ کوئی اندیشہ نہ تھا اس لیے صاف صاف فرما دیا۔

(پھر فرمایا) یہ واقعہ ایسا ہے کہ رب العزۃ جل جلالہٗ کو اس کی تصریح خود نہیں منظور۔ سورۂ والنجم شریف میں کوئی لفظ تصریح کا نہیں، خود حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے جس حدیث میں اس واقعہ کو بیان فرمایا وہ دونوں معنی کو متحمل فرماتے ہیں: نُوْرٌ اَنّٰى اَرَاهُ اَنّٰى کے معنی کیف کے بھی ہیں تو معنی یہ ہوں گے "نور ہے اس کو کیوں کر دیکھوں"، اور انّی اینما کا مرادف ہے تو معنی یہ ہیں: نور ہے جہاں دیکھوں اس کو۔

مؤلف۔ مولوی عبدالکریم صاحب رضوی چتوڑی نے عزلت نشینی کے متعلق کچھ عرض کیا، اس پر ارشاد فرمایا: آدمی تین قسم کے ہیں: مفید، مستفید منفرد۔ مفید وہ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے، مستفید وہ کہ جو دوسرے سے فائدہ حاصل کرے۔ منفرد وہ کہ دوسرے سے فائدہ لینے کی اسے حاجت نہ ہو

اور نہ دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہو۔ مفید اور مستفید کو عزلت گزینی حرام ہے اور منفرد کو جائز بلکہ واجب۔ امام ابن سیرینؒ کا واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو پہاڑ پر گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے تھے، وہ خود فائدہ حاصل کئے ہوئے تھے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی ان میں قابلیت نہ تھی۔ ان کو گوشہ نشینی جائز تھی اور امام ابن سیرینؒ پر عزلت حرام تھی۔

(پھر فرمایا) امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی، ان کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا: آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب بلکہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے۔ مانیں نہ مانیں، یہ ان کا کام سرکار نے فرمایا: بھونکے جاؤ۔ بس اس قدر نسبت کافی ہے۔ لاکھ ریاضتیں لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان جس کو یہ نسبت حاصل ہے اس کو کسی مجاہدے کسی ریاضت کی ضرورت نہیں (پھر فرمایا) اور اسی میں ریاضت کیا تھوڑی ہے) جو شخص عزلت نشین ہو گیا نہ اس کے قلب کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے نہ اسکی آنکھوں کو نہ اس کے کانوں کو۔ اس کو کہئے جس نے اوکھلی میں سر دیا ہے اور چاروں طرف سے موسل کی مار پڑ رہی ہے، کئی ہزار کی تعداد میں وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے نہ مجھ کو کبھی دیکھا نہ میں نے کبھی ان کو دیکھا، اور روزانہ صبح اٹھ کر پہلے مجھے کوستے ہوں گے اور پھر اور کام کرتے ہوں گے۔ اور بحمداللہ تعالےٰ لاکھوں کی تعداد میں وہ لوگ بھی نکلیں گے جنھوں نے نہ مجھ کو دیکھا، اور نہ میں نے ان کو دیکھا اور روزانہ صبح اٹھ کر نماز کے بعد میرے لیے دعا کرتے ہونگے۔

(پھر فرمایا) گالیاں جو چھاپتے ہیں اخباروں میں اور اشتہاروں میں" وہ اخبار و اشتہار تو ردی میں جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں لیکن وہ چٹکیاں جو اُن کے دلوں میں لی گئی ہیں، وہ قبروں میں ساتھ جائیں گی: اور انشاءاللہ تعالےٰ حشر میں رسوا کریں گی۔ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے وصال کو تیرہ سو برس سے

زائد ہوئے، اس وقت تک نمبر۳ سے انہیں نجات نہیں۔ یہ کیوں اس لئے کہ غاشیہ اٹھایا حق کا اپنے کندھوں پر اور دور مٹایا اہل باطل کا: رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ تَرَكَهُ الْحَقُّ مَالَهُ مِنْ صِدِّيْقٍ: اللہ رحمت کرے عمر پر کہ حق گوئی نے اسے ایسا کر دیا کہ اس کا کوئی دوست نہ رہا۔

عرض: یہ دعا کہ اللہ وہابیوں کو ہدایت کرے جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: وہابیہ کے لیے دعا فضول ہے: ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ ان کے لیے آچکا ہے۔ وہابی کبھی لوٹ کر نہ آئے گا اور جو ہدایت پا جائے وہ وہابی نہ تھا ہو چلا تھا۔ کفار وہاں جا کر کہیں گے ہمیں واپس دنیا میں بھیج کہ تجھ پر ایمان لائیں، فرماتا ہے:

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ: اگر انہیں پھر بھیجا جائے تو وہی کریں گے جس سے پہلے منع کیا گیا تھا۔"

مؤلف: پنجشنبہ کے دن بعد عصر حسب معمول خط بنانے کے واسطے حجام حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں بدبو تھی، ناپسند فرما کر دھونے کے لیے ارشاد فرمایا۔

(پھر فرمایا) یہ بھی بے صبری و ناشکری ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ لوگوں کے ساتھ تشریف لئے جا رہے تھے۔ راستہ میں نہایت لطیف خوشبو آئی، تمام لوگوں نے قصداً اسے سونگھا اور آپ نے ناک بند کر لی۔ آگے چل کر ایک نہایت تیز بدبو آئی، سب نے ناک بند کر لی مگر آپ کھولے رہے۔ لوگوں نے سبب پوچھا: ارشاد فرمایا: وہ نعمت تھی، میں نے خوف کیا کہ شاید میں اسکا شکریہ ادا نہ کر سکوں اور یہ بلا تھی اس پر میں نے صبر کیا۔

عرض: داڑھی چڑھانا کیسا ہے؟

ارشاد: نسائی شریف میں ہے: مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهٗ فَاَخْبِرُوْهُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْءٌ مِنْهُ: جو شخص اپنی داڑھی چڑھائے اسے خبر دے دو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔

بینائی زیادہ ہونے کے اعمال

عرض۔ حضور میری آنکھوں کی روشنی بہت کم ہے۔

ارشاد۔ ۱ آیۃ الکرسی شریف یاد کر لیجئے: ہر نماز کے بعد ایک بار پڑھیئے۔ نماز پنجگانہ کی پابندی رکھیے اور عورتیں کہ جن دنوں میں انہیں نماز کا حکم نہیں وہ بھی پانچوں وقت آیۃ الکرسی اس نیت سے کہ اللہ کی تعریف ہے، نہ اس نیت سے کہ کلام اللہ ہے پڑھ لیا کریں اور جب اس کلمہ پر پہنچیں: وَلَا یَئُودُہٗ حِفْظُهُمَا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آنکھوں پر رکھ کر اس کلمہ کو گیارہ بار کہیں پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نور نور نور نور نور

چینی کی سفید تشتری پر اسے اسی طرح لکھیں کہ واؤ اور میم کے سر کھلے رہیں — آب زمزم شریف اور نہ ملے تو آب باراں اور نہ ملے تو آب جاری اور نہ ملے تو آب تازہ سے دھو کر دو سو چھپن بار اس پر یا نور پڑھ کر دم کریں، اول و آخر تین تین بار یہ درود شریف اَللّٰهُمَّ یَا نُور یا نور النور صلی علیٰ نورك المنیر وآلہٖ و بارك وسلم۔ یہ پانی آنکھوں پر لگائیں اور باقی پی لیں۔

۳ مطلبا کے تعویذوں کا چلہ کریں (پھر فرمایا)، یہ عمل ایسے قوی التاثیر ہیں کہ اگر صدق اعتقاد ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ گئی ہوئی آنکھیں واپس آجائیں۔

مؤلف: ایک صاحب نے پانی پی کر بچا ہوا پھینک دیا۔ اس پر ارشاد فرمایا: پھینکنا نہ چاہیئے۔ کسی برتن میں ڈال دیتے۔ اس وقت تو پانی افراط سے ہے، اس ایک گھونٹ پانی کی قدر نہیں، جنگل میں جہاں پانی نہ ہو وہاں اس کی قدر معلوم ہو سکتی ہے۔ اگر ایک گھونٹ پانی مل جائے تو ایک انسان کی جان بچ جائے حضرت خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علما دوست تھے۔ دربار میں علماء کا

مجمع ہر وقت لگا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ پانی پینے کے واسطے منگایا۔ منہ تک لے گئے تھے پینا چاہتے تھے کہ ایک عالم صاحب نے فرمایا: امیر المومنین ٹھہریئے ذرا میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، فوراً خلیفہ نے ہاتھ روک لیا۔ انہوں نے فرمایا: اگر آپ جنگل میں ہوں اور پانی میسر نہ ہو اور پیاس کی شدت ہو تو اتنا پانی کس قدر قیمت دے کر خریدیں گے فرمایا واللہ آدھی سلطنت دے کر، فرمایا: بس پی لیجئے۔ جب خلیفہ نے پی لیا۔ انھوں نے فرمایا اب اگر یہ پانی نکلنا چاہیئے اور نہ نکل سکے تو کس قدر قیمت دے کر اس کا نکلنا مول لیں گے۔ کہا: واللہ پوری سلطنت دے کر۔ ارشاد فرمایا: بس آپ کی سلطنت کی یہ حقیقت ہے کہ ایک مرتبہ ایک چلو پانی پر آدھی بک جائے اور دوسری بار پوری اس پر جتنا چاہے تکبر کر لیجئے۔

عرض ۔ سبز جوتا پہننا کیسا ہے۔

ارشاد ۔ جائز ہے۔

عرض ۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شکل مبارک شکلِ اقدس سے ملتی تھی یا نہیں۔

ارشاد ۔ نہیں

عرض ۔ پھر اس شعر کا کیا مطلب ہے ؎

نقشۂ شاہِ مدینہ صاف آتا ہے نظر
جب تصور میں جماتے ہیں سراپا غوث کا

ارشاد ۔ اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ جمالِ غوثیت آئینہ ہے جمالِ اقدس کا۔ اس میں وہ شبیہہ مبارک دکھائی دے گی (پھر فرمایا) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک سر سے سینہ تک حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ تھی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سینے سے ناخن پا تک اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے پاؤں تک حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ ہوں گے۔ ایک صحابی حضرت عالبس ابن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شباہت کچھ کچھ سرکار سے ملتی تھی۔ جب وہ

تشریف لاتے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ تخت سے سروقد کھڑے ہو جاتے (پھر فرمایا) اور یہ تو ظاہری شباہت ہے ورنہ فی الحقیقت وہ ذات اقدس تو تشبیہ سے منزہ اور پاک بنائی گئی ہے کوئی ان کے فضائل میں شریک نہیں امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں ؎

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ فَجَوْہَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

عرض۔ اہل سنت کے نزدیک جوہر کی تعریف

ارشاد۔ حضور اپنے تمام فضائل و محاسن میں شریک سے پاک ہیں جوہر حسن آپ میں غیر منقسم ہے۔ اہلسنت کی اصطلاح میں جوھر اس جزو کو کہتے ہیں جس کی تقسیم محال ہو یعنی حضور کے حسن میں سے کسی کو حصہ نہیں ملا

عرض۔ جمعہ پڑھانا کس کا حق ہے۔

ارشاد۔ سلطان اسلام یا اس کے نائب یا اس کے ماذون (اجازت یافتہ) کا۔

عرض۔ جہاں سلطانِ[ف] اسلام نہ ہو وہاں کیا عالم دین اسکا قائم مقام مانا جائیگا۔

ارشاد۔ وہاں عالم دین ہی سلطان اسلام ہے وہ ہو یا اس کا نائب یا اسکا ماذون۔

عرض۔ بجائے التحیات کے الحمد شریف پڑھ گیا اب کیا کرے

ارشاد۔ سوائے قیام کے تلاوت قرآن نہ رکوع میں جائز ہے نہ سجود میں نہ قعدہ میں بھول کر پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرے۔

عرض۔ جس طرح ایمان کا تعلق قلب سے ہے کہ بغیر تصدیق قلبی زبانی کلمہ گوئی کارآمد نہیں، اسی طرح صرف کلمہ کفر بکنے سے بھی کفر نہ ہونا چاہیئے جب تک کہ دل سے اس کا اقرار نہ کرے۔

ارشاد۔ زبان سے بلا اکراہ (اسکا) کلمہ کفر بکنا صراحۃً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان نہیں — ایمان ہوتا تو بلا اکراہ ایسے لفظ نہ بکتا اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ۔ فرمایا گیا ہے۔ صرف صورت اکراہ کا استثناء ہے —

ف جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں عالم دین قائم مقام سلطان ہوگا۔

حدیث میں ایمان کی تعریف آئی ہے کہ دوبارہ کافر ہونے کو آگ میں ڈالے جانے سے بدتر جانے اگر ایسا جانتا ہرگز بلا اکراہ نہ بکتا۔

عرض۔ سجدۂ شکر کی نیت نماز کے سجدہ میں کر لی تو کچھ حرج تو نہیں۔

ارشاد۔ کوئی حرج نہیں اور بہتر یہ کہ نماز سے علیحٰدہ کرے۔

عرض۔ نورالایضاح میں ہے: سجدۃ الشکر مکروھۃ عند الامام

ارشاد۔ اس میں امام سے تین قول منقول ہیں، ایک تو یہی کہ مکروہ ہے اور ایک لیس بشی اور صحیح یہ کہ مستحب ہے:

عرض۔ جنازہ کی نماز طلوع یا غروب کے وقت پڑھ سکتا ہے؟

ارشاد۔ جنازہ اگر آیا خاص طلوع یا غروب کے وقت یا نماز عصر کے بعد تو پڑھ سکتا ہے اور اگر پہلے سے لایا ہوا رکھا ہے تو جب تک آفتاب بلند نہ ہو یا غروب نہ ہو لے نہ پڑھے۔

عرض۔ ایک مرتبہ ارشاد عالی ہوا تھا کہ مرنے کے لئے خوشی سے تیار رہے — حضور جو مجرم ہے وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے۔

ارشاد۔ گناہ چھوڑے توبہ کرے اور خوشی سے موت کے لیے تیار رہے یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرتا رہے اور موت کے لیے خوش رہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

(پھر فرمایا) اللہ کا بندہ جب توبہ لاتا ہے، رب کے حضور تو وہ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ شخص جس کی اونٹنی مع زادراہ کے گم گئی اس کے مل جانے پر خوش ہو۔

عرض۔ حضور اگر کوئی شخص ایسے مقام پر زنا کرے جہاں اقامت حدود نہ ہو — وہاں توبہ کرنے سے معافی ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد۔ جس گناہ میں صرف حق اللہ ہو حق العبد نہ ہو وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا اور بعض وہ ہیں جن میں حق العبد بھی شامل ہوتا ہے تو جب تک اس سے معاف نہ کرائے تو صرف توبہ سے معاف نہ ہوں گے۔

عرض ۔ زنا میں وہ کون کون ہیں جن کا حق شامل ہوتا ہے ۔
ارشاد ۔ بعض وقت عورت کا بھی حق ہوتا ہے جبکہ اس سے جبراً زنا کیا جائے، اور اس کا باپ بھائی شوہر جس جس کو اس خبر سے عار لاحق ہوگی ــ ان سب کا حق ہے ۔ علما میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ صاف لفظوں میں ان سے معافی مانگے کہ میں نے یہ کام کیا ہے معافی چاہتا ہوں اور بعض نے کہا یوں کہہ سکتا ہے کہ جو چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا تمہارا حق میرے ذمہ ہے معاف کر دو لیکن یہ قول مرجوع ہے اور مفتی کو جائز نہیں کہ قول مرجوع پر فتویٰ دے ۔ اور نہ قاضی حکم دے سکتا ہے ۔ فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں :

اَلْحُکْمُ وَالْفُتْيَا بِالْقَوْلِ الْمَرْجُوْعِ جَهْلٌ وَّخَرْقُ الْاِجْمَاعِ ۔

قول مرجوع پر فتویٰ اور حکم دینا جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے ۔ (پھر فرمایا)
اس بریلی میں غدر سے پہلے ایک صاحب نے عجیب شان سے توبہ کی کہ نہ ایسا کہیں دیکھا نہ سنا کسی عورت کے ساتھ ان سے گناہ سرزد ہوا ۔ بعد کو نادم ہوئے ۔ ایک گڑھا قد آدم اکیلے مکان میں آگر کھودا، اور اس عورت کے شوہر کو وہاں لاکر اس گڑھے میں کود کے تلوار اس کو دی، اس وقت کہا: یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے خواہ قتل کرکے مجھ کو اسی گڑھے میں دفن کر دے کسی کو خبر بھی نہ ہوگی یا اللہ کے واسطے معاف کر دے ۔ اس کی زبان سے کچھ نہ نکلا اور معاف ہی کرنا پڑا ۔
عرض ۔ اگر قرضدار ہے اور میعاد پوری ہو چکی ہے اور ڈر ہے کہ قرضخواہ قید کرا دے گا اور مکان کوئی لیتا نہیں ہے ۔ ایسی حالت میں دخلی رہن کرنا جائز ہے یا نہیں ۔
ارشاد ۔ اگر حاجت صحیح ہے اور سچے دل سے بیچنا چاہتا ہے اور کوئی نہیں لیتا تو اجازت ہے (پھر فرمایا) مگر ایسی صورت بہت کم ہوگی، دس کا مال نو میں فروخت کرے گا، ہر کوئی لے گا اور رہن میں یہ حالت ہوتی ہے کہ ہزار کا مال چار سو میں ۔

ف ۔ مفتی و قاضی قول مرجوع پر فتوے نہیں دے سکتا قضا نہیں کر سکتا ۔

عرض۔ خلال کرنا سنت ہے۔
ارشاد۔ ہاں تنکے سے کرنا سنت ہے۔
عرض۔ وضو کی حالت میں جھوٹ بولا یا غیبت کی یا فحش بکا تو وضو میں کوئی خرابی تو نہیں آئی۔
ارشاد۔ مستحب یہ ہے کہ پھر وضو کرلے اگر نماز اسی وضو سے پڑھ لی ۔ خلافِ مستحب کیا۔
عرض۔ اگر دوا میں افیون اس قدر پڑی ہو کہ نشہ نہ لائے تو جائز ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ اس کا کوئی اثر واقعی نہ ہوتا ہو اور اس کی عادت نہ پڑے اور آئندہ بھی کوئی بات ظاہر نہ ہو تو جائز ہے۔
عرض۔ حدیث شریف میں آیا ہے: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ كُلَّ مُسْكِرٍ وَّمُفَتِّرٍ اور افیون مفتر ہے تو چاہیئے کہ حرام ہو۔
ارشاد۔ ہاں اگر حدِ تفتیر کو پہنچے گی تو حرام ہے
عرض۔ تو حضور شراب کا بھی جب تک حدِ اسکار کو نہ پہنچے، یہی حکم ہونا چاہیئے
ارشاد۔ وہ حرام ہے، لعینہٖ ہے مثل پیشاب کے نجس ہے اپنی نجاست کے سبب حرام ہے نہ اسکار کے سبب۔ اگر ایک قطرہ کوئیں میں پڑ جائے سارا کنواں نجس ہو جائیگا۔
عرض۔ امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے، اس کی کوئی اصل ہے۔
ارشاد۔ کچھ نہیں۔
عرض۔ حضور یہ کسی صاحب کا لقب ہے۔
ارشاد۔ ہاں امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا۔
عرض۔ اگر مٹی آنکھ میں پڑ جائے اور پانی نکلے تو ناقضِ وضو ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ یہ وہ پانی نہیں جس سے وضو ٹوٹے، ہاں دکھتی[ف] آنکھ سے اگر پانی نکلے،

ف۔ دکھتی آنکھ کا پانی ناقض وضو ہے۔

ناقص وضو ہے۔

عرض - حضور یہ مشہور ہے اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ۔

ارشاد - یوں نہیں بلکہ یوں ہے وِلَایَۃُ النَّبِیِّ اَفْضَلُ مِنْ نُبُوَّتِہٖ : نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے کہ ولایت کی توجہ الی اللہ ہے اور نبوت کی توجہ الی الخلق ہے۔

عرض - حضور ولی کی ولایت بھی متوجہ الی اللہ ہوتی ہے۔

ارشاد - ہاں مگر اس کی توجہ الی اللہ نبی کی توجہ الی الخلق کے کروڑویں حصہ کو نہیں پہنچتی۔

عرض - حضور بزرگان دین کے اعراس کی تعیین میں بھی کوئی مصلحت ہے۔

ارشاد - ہاں اولیائے کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال شریف کے دن قبور کریمہ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے چنانچہ وہ وقت جو خاص وصال کا ہے اخذ برکات کے لیے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

عرض - حضور بزرگان دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں، ان سے ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے۔

ارشاد - بلاشبہ اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ہے — ورنہ پہلے جسقدر فیوض ہوتے تھے اب کہاں۔

عرض - یہ حکم جو فرمایا گیا ہے کہ مزار شریف پر پائنتی کی طرف سے حاضر ہو — ورنہ صاحب قبر کو سر اٹھا کر دیکھنا پڑے گا تو کیا عالم برزخ میں بھی اولیائے کرام کو سر اٹھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہاں عوام کو بلکہ عامہ اولیائے کرام کو بھی اس کی ضرورت ہے اور یہ تو شانِ نبوت میں سے ہے کہ آگے پیچھے یکساں دیکھنا۔ بعض صحابہ کرام نے جو نئے مسلمان ہوئے تھے، نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سبقت کی، بعد نماز کے حضور نے ارشاد فرمایا اَتَرَوْنَ اَنَّ قِبْلَتِیْ اَمَامِیْ اِنِّیْ اَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ

اَہَا مِیْ کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا منہ قبلہ کو ہے، میں ایسا ہی اپنے پیچھے دیکھتا ہوں جیسا آگے۔

مؤلف: حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تذکرہ پر فرمایا:

کہ حضرت خواجہ کے مزار سے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں، مولانا برکات احمد صاحب مرحوم جو میرے پیر بھائی اور میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ہندو جس کے سر سے پیر تک پھوڑے تھے اللہ ہی جانتا ہے کہ کس قدر تھے، ٹھیک دوپہر کو آتا اور درگاہ شریف کے سامنے گرم کنکروں اور پتھروں پر لوٹتا اور کہتا: "کھواجہ اگن لگی ہے۔"

تیسرے روز میں نے دیکھا کہ بالکل اچھا ہوگیا ہے۔ (پھر فرمایا) بھاگلپور سے ایک صاحب ہر سال اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے، ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی۔ اس نے کہا: میاں ہر سال کہاں جایا کرتے ہو، بیکار اتنا روپیہ صرف کرتے ہو انہوں نے کہا چلو اور انصاف کی آنکھ سے دیکھو، پھر تم کو اختیار ہے۔ خیر ایک سال وہ ساتھ میں آیا: دیکھا کہ ایک فقیر سونٹا لیے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا ہے: خواجہ پانچ روپے لوں گا اور ایک گھنٹے کے اندر لوں گا اور ایک ہی شخص سے لوں گا۔ جب اس وہابی کو خیال ہوا کہ اب بہت وقت گزر گیا، ایک گھنٹہ ہوگیا، اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا جیب سے پانچ روپے نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھے اور کہا لو میاں تم خواجہ سے مانگ رہے تھے بھلا خواجہ کیا دیں گے لو ہم دیتے ہیں۔ فقیر نے وہ تو جیب میں رکھے اور ایک چکر لگا کر زور سے کہا: "خواجہ تورے بلہاری جاؤں دلوائے بھی تو کیسے خبیث منکر سے!"

(پھر فرمایا) یمن میں حضرت سید احمد بن علوان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بھی مزار شریف ایسا ہی مشہور ہے۔

عرض۔ حضور قرب قیامت کے علامات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں؟

ارشاد۔ ان کے بارہ میں صحیح حدیثیں بھی آئی ہیں اور حسن و ضعیف و موضوع بھی مگر دجال کا خروج امام مہدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ظہور حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت ہے جس روز آفتاب مغرب سے نکلے گا، وہی وقت درتوبہ بند ہونے کا ہوگا — انہیں ایام میں دابۃ الارض کعبہ معظمہ کے قرب میں زمین سے نکلے گا اور گھوڑے کی طرح پھریری لے کر غائب ہو جائے گا۔ پھر دوبارہ نکلے گا اور اسی طرح پھریری لیکر غائب ہو جائے گا۔ تیسری مرتبہ جب نکلے گا تو دہنے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا ہو گا اور بائیں ہاتھ میں سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگشتری ہوگی جو علم الٰہی میں مسلمان ہوگا اس کی پیشانی پر عصا سے نورانی نشان کردے گا اور جو کافر ہوگا انگشتری سے کالا داغ لگادے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے: ایک دسترخوان پر چند آدمی بیٹھے ہوئے کھانا کھاتے ہوں گے یہ کہے گا کہ وہ کافر ہے وہ کہے گا یہ مسلمان پھر نہ کوئی مسلمان کافر ہو سکے گا اور نہ کافر مسلمان!

(پھر فرمایا) قیامت تین قسم کی ہے۔ قیامت صغریٰ: یہ موت ہے، مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ: جو مرگیا اسکی قیامت قائم ہو گئی، دوسری قیامت وسطیٰ وہ یہ کہ ایک قرن کے تمام لوگ فنا ہو جائیں اور دوسرے قرن کے نئے لوگ پیدا ہو جائیں گے تیسری قیامت کبریٰ وہ یہ کہ آسمان و زمین سب فنا ہو جائیں گے۔

عرض۔ قرآن شریف میں آیا ہے: وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا ۝ اور یہ بھی آیا ہے: وَاَلْقَیْنَا

ف: خروج دجال، ظہور امام مہدی، نزول حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام طلوع آفتاب از جانب مغرب احادیث متواترہ سے ثابت

ف: قیامت کی تین قسم ہے، ف: اس شبہ کا جواب کہ جب سب یہود و نصاریٰ قبل قیامت ایمان لے آئیں گے تو ان میں تاقیامت عداوت کیونکر رہے گی۔

ف: کتابی سب سیدنا مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

بَیۡنَهُمُ الۡعَدَاوَةَ وَالۡبَغۡضَآءَ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ ۔ جب سب یہود و نصاریٰ قبل قیامت ایمان لے آئیں گے تو عداوت کس طرح ہوگی۔ ف

کتابیوں ف۱ سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ان کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے پھر زمانہ بدلے گا، خیر سے شر کی طرف اسلام سے کفر کی طرف۔ یہود و نصاریٰ باقی نہ رہے ہوں گے سب مسلمان ہو گئے ہوں گے لیکن جو ان کی نسلیں ہوں گی، ان میں یہود بھی ہوں گے نصاریٰ بھی ہوں گے ہنود بھی ہونگے غرض سب طرح کے کافر ہوں گے ان کی آپس میں قیامت تک دشمنی و عداوت ہوگی

عرض۔ یہ آیہ کریمہ عام ہے یا خاص: ف۲ اِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ الخ

ارشاد۔ اس آیت کی دو تفسیریں ہیں، اگر موتہٖ کی ضمیر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھیری جائے تو یہ آیت ان سب کے واسطے ہوگی جو ان کے زمانہ میں ہوں گے اب پہلے جو ہیں۔ وہ کفر پر مرتے ہیں اسی طرح جو بعد میں ہوں گے وہ بھی کفر پر مرینگے ہاں آپ کے زمانہ میں جو کتابی ہوں گے ان میں سے وہ جو تلوار سے بچ رہے ہوں گے، کوئی ایسا نہ ہوگا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ موتہٖ کی ضمیر کتابی کی طرف پھرتی ہے۔ اب یہ آیت عام ہوگی کوئی کتابی نہیں مرتا۔ مگر مرتے وقت جب اس کو عذاب دکھایا جاتا ہے، پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں ایمان لایا اس عیسیٰ پر جس نے بشارت دی تھی احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ لیکن یہ ایسے وقت کا ایمان ہوگا جب کہ نفع نہ دے گا۔ ایمان یاس ف۳ بیکار ہے۔ جب نار سامنے ملائکہ عذاب سامنے اس وقت کا ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا بولا: اٰمَنۡتُ بِالَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ: (میں ایمان لایا

ف۔ ص ۲۱۵ پر

ف۱۔ کتابی سب سیدنا مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

ف۲۔ آیہ کریمہ وان من اھل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہٖ کی دو تفسیریں

ف۳۔ ایمان یاس کار آمد نہیں۔

اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے) فرمایا گیا آلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ (اب ایمان لاتا ہے اور اس کے پہلے نافرمان تھا)

عرض۔ حضور قرآن شریف میں آیا ہے: وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ۔

دسائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی، ختم ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا: وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ۔ (پھر فرمایا) مسلمان کی توبۂ یاس کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول ہےؔ اور کفار کی توبہ یاس یقیناً مردود و نامقبول ہے

عرض۔ وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہیئے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔ؔ

ارشاد۔ بے شک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کو زمین پر قرار ہے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے۔ زمین سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لیے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑیگا اور چاہیئے کہ سمندر پر چلناؑ محال ہو کہ اس وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ سمندر پر تھوڑی دیر کے واسطے چلا جانا زمین پر قرار ہونے کے منافی نہیں۔

عرض۔ لیکن عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کتنی صدیوں سے آسمان پر تشریف فرما

ف۔ مسلمان کی توبۂ یاس کا قبول مختلف فیہ ہے صحیح یہی ہے کہ مقبول ہے۔

ف۔ اس شبہ کا جواب کہ آیۂ ولکم فی الارض مستقرٌّ ومتاعٌ الی حین جب عام ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر کیونکر ہیں۔

ع۔ یونہی ہوائی جہاز پر اڑنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت کا ہوا پر جانا بعض اولیائے کرام کا اپنی کرامت سے ہوا پر چلنا۔ مؤلف غفرلہٗ

ہیں ان کا مستقر تو آسمان ہی پر ہوگیا۔

ارشاد۔ وہ ایسے عالم میں ہیں جہاں ہزار برس کا ایک دن ہے: وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ تو شاید ایک دن گزرا ہوگا دوسرے دن کے کچھ حصّے میں اتر آئیں گے۔

عرض۔ ایک مناجات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: ابن موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحییٰ ابن نوح

ارشاد۔ یہ نسبت جھوٹ ہے اور اس کا ورد بھی اچھا نہیں کوئی شخص صدیق تخلص رکھتا ہوگا جس کو عربی عبارت بھی لکھنا نہ آتی تھی۔

ردِ قادیانی

عرض۔ قرآن عظیم میں فرمایا: یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا توفی کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا: اللہ لے لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو جو نہیں مریں ان کے سونے کے وقت۔ ایک لفظ توفی کا دونوں کے واسطے فرمایا توفی منام کو بھی شامل ہے اور موت کو بھی، تو اب یہ معنی ہوں گے کہ اے عیسیٰ میں تم کو سلا دینے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تم کو کافروں سے، اور فرض کیا جائے توفی کے معنی اگر موت ہی کے ہیں تو یہ کہاں سے نکلا کہ تم کو وفات دینے والا ہوں تم کو پھر اٹھانے والا ہوں اپنی طرف ف نہیں ثم نہیں و ہے اور وہ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا صرف جمع کے لئے آتا ہے اور ک خطاب جو رافعك

ف۔ آیہ انی متوفیك الخ کے کیا معنی ہیں۔ ف۔ توفی منام کو بھی شامل ہے اور موت کو بھی۔

ف۔ واؤ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا، ف۔ رافعك روح اور جسم دونوں سے مراد ہے۔ اگر موت روح سے مراد ہوتی تو رافعك نہ فرمایا جاتا۔

میں ہے وہ نہ صرف روح سے خطاب ہے اور نہ صرف جسم سے بلکہ روح مع الجسد مخاطب ہے اگر صرف روح مراد ہوتی تو دافعک نہ فرمایا جاتا بلکہ دافع روحک۔ اسی طرح علمائے کرام نے معراج جسدی کو فرمایا ہے کہ فرمایا گیا ہے: اسریٰ بعبدہٖ۔ عبد روح مع الجسد کا نام ہے اگر معراج روحی ہوتی تو بروح عبدہٖ فرمایا جاتا۔

عرض۔ بغیر اجازت متولی کے مسجد میں وعظ کہہ سکتا ہے یا نہیں خصوصاً اس حالت میں جبکہ متولی کا حکم ہو کہ بغیر میری اجازت کے کوئی وعظ نہ کہے۔

ارشاد متولی اگر عالم دین ہے اور یہ روک اس وجہ سے ہے کہ پہلے وہ واعظ کے عقائد جانچ لے سنی صحیح العقیدہ پائے تو وعظ کی اجازت دے۔ ایسی حالت میں بغیر اس کی اجازت کے وعظ کہنا جائز نہیں اور اگر ایسا نہیں تو متولی روکنے کا مجاز نہیں۔

عرض۔ زید اپنی زندگی میں اپنے لیے ایصالِ ثواب کر سکتا ہے یا نہیں ف۔

ارشاد۔ ہاں کر سکتا ہے۔ محتاجوں کو چھپا کر دے۔ یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیا و برادری کی دعوت ہوتی ہے ایسا نہ کرنا چاہیے۔

(پھر فرمایا) چھپا کر دینا محتاجوں کو اعلیٰ و افضل ہے، حدیث میں ارشاد فرمایا: صَدَقَةُ السِّرِّ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ وَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ۔ چھپا کر صدقہ دینا بُری موت سے بچاتا ہے اور رب العزت جل جلالہٗ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

(پھر فرمایا) زندگی میں اپنے واسطے صدقہ کرنا بعد موت کے صدقہ سے افضل ہے حدیث میں ارشاد فرمایا: اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا اِلَّا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ تَاْمَلُ الْغِنٰى وَتَخْشَى الْفَقْرَ۔ افضل صدقہ یہ ہے کہ تو تصدق کرے اس حال

ف۔ اسریٰ بعبدہٖ سے معراج جسدی کا ثبوت، ف اپنی زندگی میں اپنے لیے ایصالِ ثواب کر سکتا ہے۔ یہ افضل ہے، ف چھپا کر دینا افضل ہے۔

میں کہ تو تندرست ہو اور مال پر حریص - دولت مندی کی تمنا رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو یہ نہ ہو جب دم گلے میں اٹکے اس وقت کہے کہ فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا کہ اب تو فلاں کے لیے ہو ہی چکا۔

عرض۔ حکم یہ ہے کہ قبر کی پائنتی سے حاضر ہو، قبرستان میں جب کہ قبور کا اختلاط ہے کیونکر ہوگا۔

ارشاد سب سے پہلے قبرستان کے پائنتی جانب سے آئے اور اسی پائنتی کنارے پر کھڑا ہو کر سلام کہے اور جو چاہے عام ایصال ثواب کرے کسی کو سر اٹھانے کی حاجت نہ ہو اور اگر کسی خاص کے پاس جاتا ہے تو ایسے راستہ سے جائے جو اس قبر کی پائنتی کی جانب کو آیا ہو بشرطیکہ کوئی قبر درمیان میں نہ پڑے ورنہ ناجائز ہوگا، فقہائے کرام فرماتے ہیں زیارت کے واسطے قبروں کو پھاند کر جانا حرام ہے۔

عرض حضور یہ حکم ہے کہ قبرستان میں اگر دفن کرنے جائے تو جوتے اتارے اور اہلِ قبور کے واسطے استغفار کرتا چلے - اگر راستہ میں ببول کے کانٹے وغیرہ پڑے ہوں تو کیا کرے۔

ارشاد۔ شریعتِ مطہرہ کا عام قاعدہ ہے کہ کسی کام کو منع فرماتی ہے کسی مصلحت سے اور جب بندہ کو ضرورت پیش آتی ہے فوراً اپنی ممانعت اٹھا لیتی ہے - خر و خنزیر سے بڑھ کر کون سی چیز حرام فرمائی گئی ہے مگر ساتھ ہی مضطر کا استثنا فرما دیا - جنگل میں ہے، پیاس کی شدت ہے - شراب موجود ہے، پانی کہیں نہیں ہے — نہ کوئی اور چیز ہے جس سے پیاس بجھا سکے، اب اگر شراب نہ پیئے تو پیاس کی وجہ سے مرجائیگا۔ یا نوالہ اٹکا اور سوائے شراب کے کوئی ایسی چیز نہیں جس سے نوالہ اُتر جائے - اگر نہ پیئے تو دم گھٹ کر مرجائے گا - ایسی حالت میں اگر اس نے شراب نہ پی اور مر گیا گنہگار ہوا حرام موت مرا یا مثلاً بھوک کی شدت ہے اب اگر کچھ نہ کھائے تو مرجائے گا، اور

ف - قبروں کو پامال کرنا حرام ہے۔

سوائے خنزیر کے گوشت کے کچھ موجود نہیں، اگر اس نے نہ کھایا اور مر گیا تو گناہگار ہوگا حرام موت مرے گا۔

عرض وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اس کے کیا معنی ہیں، شبیہ بنادی گئی ان کے واسطے یا شبہ ڈال دیا گیا۔ف

ارشاد عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ انہیں میں سے ایک کافر پر ڈال کر شبہ ڈال دیا گیا۔ جب اس خبیث پر سیدنا عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ آگئی۔ انہیں آسمان پر اٹھالیا گیا۔ اب وہ کہتا ہے: میں تمہارا وہی ہوں، سب کہتے ہیں ہم تجھ کو جانتے ہیں تو وہی مکار ہے جس نے لوگوں میں فتنہ ڈال دیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا، آگے فرمایا جاتا ہے:

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اور بیشک وہ لوگ جنھوں نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں اختلاف کیا ان کی طرف سے شک میں پڑے ہیں اور ان کو کوئی علم نہیں سوائے وہم کی پیروی کرنے کے اور انھوں نے عیسےٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

یہود و نصاریٰ جو اختلاف کرتے ہیں کوئی بات یقین سے نہیں کہتے، اپنے اوہام کے متبع ہیں۔ اس وقت کے نصاریٰ یہی کر رہے ہیں سوائے مہملات کے ان کے پاس اور کیا ہے اور انھیں پر کیا منحصر عام کفار کو یہی فرمایا: اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ۔ وہ سوائے اپنی خواہش نفسانی اور ظن کے کسی اور کا اتباع نہیں کرتے

ف۔ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کے معنی سے سوال اور اس کا جواب

بلکہ تمام کفار اسلام کی حقانیت پر یقین رکھتے چلے آئے ہیں عناداً اس کے منکر ہیں۔
عرض۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ؎ : اس کے معنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو کثیر امت والا پایا کہ شفاعت کا وعدہ فرما کر آپ کو بے پرواہ کر دیا۔
ارشاد۔ کہہ سکتے ہیں۔ تاویل کے درجے میں ہوگی۔
عرض۔ تاویل کہاں تک جائز ہے۔
ارشاد۔ جہاں تک لفظ متحمل ہو (پھر فرمایا) وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ؎ کی تفسیر ظاہر یہی ہے کہ آخرت آپ کے واسطے دنیا سے بہتر ہے اور میں ہمیشہ اس کی یہی تاویل کرتا ہوں : وَالسَّاعَةُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ السَّاعَةِ الْأُولَىٰ کہ جو ساعت آتی ہے وہ گزر جانے والی ساعت سے آپ کے لیے افضل ہے۔
عرض۔ کھڑاؤں پہننا کیسا ہے۔
ارشاد۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد وضو کھڑاویں پہنا کرتے۔
عرض۔ خطبہ میں ؎ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر زمانۂ اول میں نہ تھا۔
ارشاد۔ زمانہ اول میں ثابت ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ذکر خطبہ میں کیا۔ بعد آپ کے ذکر کے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا۔ اس کی خبر

ف : آیہ ووجدک عائلا فاغنیٰ کے متعلق۔ ف : آیہ وللآخرة خیرٌ لك من الاولیٰ کی تفسیر ظاہر، ف تاویل جہاں تک لفظ متحمل ہو جائز ہے، ف خطبہ میں ذکر خلفا عہد فاروقی سے ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے صدیق و فاروق کا ذکر کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
ف : حضرت فاروق اعظم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر اس لیے ناراض ہوئے تھے : کہ انھوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر حضرت عمر کے بعد کیوں کیا۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی سخت ناراض ہوئے کہ تم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر میرے بعد کیوں کیا، مجھ سے پہلے چاہیئے تھا۔ ذکر کرنے پر ناراضی نہ فرمائی۔

عرض ۔ رَغْمًا لِاُنُوْفِ الْوَهَّابِيَّةِ وَالرَّافِضِيَّةِ خطبہ میں سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیسا ہے۔

ارشاد ۔ جائز و مستحسن ہے اور میرے تو اکثر خطبوں میں حضور کا ذکر ہوتا ہے۔ ہاں التزام سے نہیں۔

عرض ۔ جبکہ عالم دین حقیقۃً سلطان اسلام ہے اور اولی الامر منکم سے علمائے دین ہی مراد ہیں تو جس جگہ بادشاہ اسلام نہ ہو وہاں خطبہ میں عالم دین کا نام لے کر اس کے واسطے دعا کرنا کیسا ہے۔

ارشاد ۔ جائز ہے۔ جس طرح سلطان اسلام دعا کا مستحق ہے اسی طرح عالم دین بھی

عرض ۔ سید کے لڑکے کو اس کا استاد تادیباً مار سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد قاضی جو حدود اللہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا، لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے۔ تا بہ معلم چہ رسد

عرض ۔ شعبان میں نکاح کرنا کیسا ہے۔

ارشاد ۔ کوئی حرج نہیں ہاں یہ آیا ہے لَا نکاح بین العیدین دو عیدوں

ف: حضور غوث اعظم کا ذکر خطبہ میں مستحسن ہے، ف عالم دین سلطانِ اسلام کی طرح مستحق دعا ہے۔ ف: اگر سید پر حد ثابت ہو تو قاضی حد لگائے مگر سزا دینے کی نیت نہ کرے۔ ف: نکاح بین العیدین کا مطلب۔

کے درمیان نکاح نہیں ہے ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن اگر عید پڑھے تو ظاہر ہے کہ جمعہ و عیدین کے درمیان فرصت کہاں ہو سکتی ہے ۔

عرض ۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکر اسلام لائے ۔

ارشاد ۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایمان لائے جب کل مرد و عورت ۳۹ مسلمان تھے ۔ آپ چالیسویں مسلمان ہیں اسی واسطے آپ کا نام متمم الاربعین ہے یعنی چالیس مسلمان کے پورا کرنے والے ۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی : یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؁ —— اے نبی تجھ کو کافی ہے اللہ اور اس قدر لوگ جو اب تک مسلمان ہو گئے ۔ کفار نے جب سُنا تو کہا آج ہم اور مسلمان آدھوں آدھ ہو گئے ۔ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوتے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو خوشخبری ہو کہ آج آسمانوں پر عمر کے اسلام لانے پر شادی رچائی گئی اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ کفار ہمیشہ سرکار کی ایذا رسانی کی فکر میں رہتے آیہ کریمہ نازل ہوئی : وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اللہ تمہارا حافظ و ناصر ہے کوئی تمہارا کچھ نہیں کر سکتا اس وقت تک یہ بھی مسلمان نہ ہوتے تھے ابو جہل لعین نے اعلان دیا کہ جو شخص .... اس کو اسقدر انعام دوں گا ۔ ان کو جوش آیا تلوار ننگی کر لی اور قسم کھائی اس کو نیام میں نہ کریں گے جب تک معاذ اللہ اپنے ارادے کو پورا نہ کر لیں گے ۔ معارج میں ہے کہ انھوں نے تو یہ قسم کھائی اور ادھر رب العزت جل جلالہٗ نے قسم یاد فرمائی کہ یہ تلوار نیام میں نہ ہو گی تاوقتیکہ کفار کو اسی سے قتل نہ کریں ، جا رہے تھے راستہ میں عبد اللہ بن نعیم صحابی ملے دیکھا نہایت غصہ کی حالت میں سُرخ آنکھیں ننگی تلوار لئے ہیں پوچھا کہاں جا رہے ہو ، انھوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا ۔ عبد اللہ بن نعیم نے کہا بنی ہاشم کے حملوں سے کیسے بچو گے ۔ انھوں نے کہا شاید تو بھی مسلمان ہو گیا ہے تجھی سے شروع کروں ۔ عبد اللہ بن نعیم

---

۵۷ ؎ د ابیہ پر قیامت کبریٰ اللہ فرماتا ہے اے نبی تجھ کو کافی ہے اللہ اور تیرے متبع مسلمان ۱۲ مؤلف

نے فرمایا میری کیا فکر کرتے ہو اپنے گھر میں تو جا کر دیکھو تمہارے بہن بہنوئی دونوں ہی مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان کو غیظ آیا سیدھے بہن کے مکان پر گئے، دروازہ اندر سے بند پایا اندر سے پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ ان کی بہن کو حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ طٰہٰ شریف سکھا رہے تھے۔ آواز اجنبی کلام اجنبی خیر آواز دی بہن نے صحیفہ کو کسی گوشہ میں چھپا دیا، اور حضرت خباب ایک کوٹھڑی میں چھپ گئے۔ دروازہ کھول گیا آتے ہی بہن سے پوچھا تو دین سے پھر گئی۔ اسلام میں رافضیوں کا سا تقیہ کہاں صاف کہدیا میں نے سچا دین اسلام قبول کیا خیر انھوں نے تلوار سے تو نہیں مارا مگر ہاتھ سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ خون بہنے لگا۔ جب آپکی بہن نے دیکھا کہ چھوڑتے ہی نہیں تو کہا اے عمر تم مار بھی ڈالو مگر دین اسلام ہم سے نہ چھوٹے گا۔ جب انھوں نے خون بہتا ہوا دیکھا غصہ فرو ہوا اپنی بہن کو چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ میں نے نئے کلام کی آواز سنی تھی وہ مجھے دکھاؤ۔ آپکی بہن نے کہا تم مشرک ہو اس کو چھو نہیں سکتے۔ انھوں نے زبردستی کر کے مانگ لیا دو تین آیتیں پڑھیں فوراً ان کے منہ سے نکلا واللہ ماھذا کلام البشر۔ خدا کی قسم یہ کلام بشر کا نہیں یہ سنکر حضرت خباب فوراً کوٹھری سے نکل آئے اور کہا اے عمر تمھیں خوش خبری ہو کل ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ الٰہی اسلام کو عزت دے ابوجہل یا عمر کے ذریعہ سے الحمد للہ کہ حضور کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی۔ انھوں نے فرمایا حضور کہاں تشریف فرما ہیں حضرت خباب نے فرمایا دار ارقم میں انھوں نے کہا مجھے لے چلو حضرت خباب در دولت پر لیکر حاضر ہوئے یہاں مسلمان بخوف کفار چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ دروازہ پر آواز دی، اندر سے آواز آئی " کون " انھوں نے کہا عمر ضعفائے مسلمین خائف ہوئے دو تین آوازیں دیں مگر جواب نہ دیا گیا جب انھوں نے سختی سے آواز دی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کواڑ کھول دیا جائے اگر خیر کے لئے آیا ہے فبہا اور اگر ارادۂ شر سے آیا ہے تو واللہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دونگا۔ دروازہ کھلا یہ اندر گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم کھڑے ہوگئے اور ان کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا عمر کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو مسلمان ہو۔ فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک عظیم الشان پہاڑ میرے اوپر رکھدیا گیا یہ عظمت نبوت تھی فوراً عرض کیا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ: یہ دیکھتے ہی مسلمانوں نے خوش ہو کر باآواز بلند تکبیریں کہیں جن سے پہاڑ گونج اٹھے۔ انھوں نے مسلمان ہوتے ہی عرض کیا یا رسول اللہ کفار علی الاعلان اپنے معبودان باطل کی پرستش کریں اور ہم مسلمان چھپ کر اپنے سچے خدا کی عبادت کریں۔ ہم علانیہ مسجد الحرام میں نماز پڑھیں گے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لیکر برآمد ہوئے۔ مسجد حرام شریف میں اذان کہی گئی دو صفیں ہوئیں ایک میں حضرت حمزہ ہوئے اور دوسری میں عمر رضی اللہ تعالے عنہ جس کافر نے دیکھا چپکا اپنے گھر گھس گیا۔ جب نعمت مسلمین نے ہجرت کی تو کفار سے چھپ چھپ کر چلے گئے انہوں نے جب ہجرت فرمائی ایک ایک مجمع کفار میں ننگی شمشیر لے جا کر فرمایا جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا ہو وہ اب جان لے کہ میں ہوں عمر جسے اپنی عورت بیوہ اور بچے یتیم کرنا ہوں وہ میرے سامنے آئے میں اب ہجرت کرتا ہوں پھر یہ نہ کہنا کہ عمر بھاگ گیا۔ تمام کفار سر جھکائے بیٹھے رہے کسی نے چوں بھی نہ کی۔ (پھر فرمایا) سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اسی واسطے ان کی شدت اور انکی رحمدلی درجۂ کمال پر تھی۔

عرض ۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس نبی کے زیر قدم تھے۔

ارشاد ۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی ہیں کس کس طرح کس کس کے زیر قدم بتاؤں نام بھی سب کے نہیں معلوم وہ صحابہ جن کے نام معلوم ہیں سات ہزار ہیں۔ حجۃ الوداع

ف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

ف صحابی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں ف سات ہزار صحابہ معلوم الاسم ہیں۔

میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔

عرض ۔ حضور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ علی میرا نظیر ہے۔

ارشاد ۔ ذال سے یا ظا سے اگر ذال سے نذیر مراد ہے تو تمام علماء حضور کی نیابت میں نذیر ہیں مگر یہ کوئی حدیث نہیں ہاں یہ آیا ہے : اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ : علماء انبیا کے وارث ہیں اور اگر ظا سے نظیر لیا ہے تو یہ صریح کلمہ کفر ہے حدیث میں کہاں آسکتا ہے ۔ وہ ذات تو اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے نظیر بنائی ۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نظیر محال بالذات ہے تحت قدرت ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا نہ اولین میں نہ آخرین میں نہ انبیاء میں نہ مرسلین میں ۔

عرض ۔ حضرت سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو یا زروق کہہ کر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا۔

ارشاد ۔ مگر میں نے کبھی اس قسم کی مدد نہ طلب کی جب کبھی میں نے استعانت کی "یا غوث" ہی کہا ایک دو گیر محکم گیر میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ میں حاضر ہوا احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا طبیعت منتشر ہوتی تھی میں نے عرض کیا حضور جب آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس شور وشغب سے مجھے نجات ملے جیسے ہی پہلا قدم روضۂ مبارک میں رکھا کہ معلوم ہوا کہ سب ایکدم چپ ہو گئے ہیں میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا پھر وہی شور وغل تھا ۔ پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے یہ بین کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے یا غوثاہ زبان سے نکلا وہیں میں نے اکسیر اعظم قصیدہ بھی تصنیف کیا (پھر ارشاد فرمایا) ارادت شرط اہم ہے

ف حضور کا نظیر محال بالذات ہے ف گم شدہ شے ملنے کا عمل

ف حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کرامت کا ذکر

ف ارادت شرط اہم بیعت ہے۔

بیعت میں بس مرشد کی ذراسی توجہ درکار ہے اور دوسری طرف اگر ارادت نہیں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایک صاحب حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں میں سے تھے انھوں نے واقعہ میں یعنی سوتے جاگتے میں دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر یاقوت کی کرسی بچھی ہے اس پر حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور نیچے ایک مخلوق جمع ہے ہر ایک اپنی چٹھی دیتا ہے حضرت اس کو بارگاہ رب العزت میں پیش کرتے ہیں۔ یہ چپکے کھڑے رہے جب حضرت نے بہت دیر تک انھیں دیکھا اور انھوں نے کچھ نہ کہا تو خود فرمایا: ھَاتِ اُعْرِضْ قِصَّتَكَ لاؤ میں تمہاری عرضی پیش کروں انھوں نے عرض کیا اَوَ شَیْخِیْ عُزِلَ کیا میرے شیخ کو معزول کردیا گیا وَاللّٰہِ مَا عَزَلُوْہُ وَلَنْ یَعْزِلُوْہُ خدا کی قسم ان کو معزول نہیں کیا گیا اور نہ کبھی ان کو معزول کریں گے انھوں نے عرض کی تو بس میرا شیخ کافی ہے آنکھ کھلی حاضر ہوئے دربار میں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ واقعہ عرض کریں قبل اس کے کہ کچھ عرض ہیں حضور نے ارشاد فرمایا: ھَاتِ اَعْرِضْ قِصَّتَكَ ...... لاؤ کہ تمہاری عرضی پیش کروں (فرمایا) ارادت یہ ہے۔ ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند۔ (پھر فرمایا) جب تک مرید یہ اعتقاد نہ رکھے گا کہ میرا شیخ تمام اولیائے زمانہ سے میرے لئے بہتر ہے نفع نہ پائے گا۔ علی بن ہیتی نے جو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلیفہ ہیں۔ ایک بار حضور کی دعوت کی ان کے خاص مرید تھے۔ حضرت علی جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کھانا لائے خیال کرتے ہیں کہ روٹیاں کس کے سامنے پہلے رکھوں اپنے شیخ کے سامنے رکھتا ہوں تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے خلاف ہے اور اگر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھتا ہوں تو ارادت تقاضا

ف: سرکار غوثیت کے ایک مرید کی پختہ ارادت کی نفیس حکایت۔ ف: سرکار غوثیت کا وقوف غیب

ف: علی بن ہیتی حضور غوث اعظم کے خلیفہ ہیں اور علی جوسقی علی بن ہیتی کے مرید خاص

ف: علی بن جوسقی کی پختہ ارادت کا ایک عجیب واقعہ

نہیں کرتی انھوں نے اس طرح روٹیاں گھمائیں کہ دونوں کے حضور ایک ساتھ جاکر گریں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ مرید تمہارا بہت باادب ہے۔ علی بن ہیتی نے عرض کیا بہت ترقیاں کر چکا ہے اب اس کو حضور اپنی خدمت میں لیں۔ علی جوسقی یہ سنتے ہی ایک کونہ میں گئے اور رونا شروع کیا۔ حضور نے فرمایا اس کو اپنے ہی پاس رہنے دو جس پستان کا پلا ہوا ہے اسی سے دودھ پئے گا۔ دوسرے کو نہیں چاہتا (پھر فرمایا) اپنے تمام حوائج میں اپنے شیخ ہی کی طرف رجوع کرے۔

عرض۔ اس حدیث کے کیا معنی ہیں: لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ

ارشاد۔ اگر موسیٰ تشریف لائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو گمراہ ہو جاؤ گے حالانکہ نبی نبی میں بحیثیت نبوت کے کچھ فرق نہیں وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناسخ جمیع ادیان سابقہ ہیں۔ بہت احکام شریعت موسوی اور شریعت عیسوی کے ہماری شریعت میں منسوخ ہوتے تو اگر ان احکام کو چھوڑ کر ان کی پیروی کی جاتے یقیناً گمراہی ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالے عنہ اور چند یہود مشرف باسلام ہوتے اور نماز میں توریت شریف بھی پڑھنے کی اجازت چاہی آیہ کریمہ نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

اے مسلمانو اگر مسلمان ہوتے ہو تو پورے مسلمان ہو جاؤ۔ شیطان کے فریب میں نہ پڑو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

عرض۔ شیخ کے حضور چپکا رہنا افضل ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ ف بیکار باتوں سے تو ہر وقت پرہیز چاہیئے اور شیخ کے حضور خاموش رہنا افضل ہے ضروری مسائل پوچھنے میں حرج نہیں اولیائے کرام فرماتے ہیں شیخ ف کے حضور

ف۔ حدیث لو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی کے معنی

ف۔ یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ الآیہ کا شانِ نزول

ف۔ بیکار باتوں سے ہر وقت پرہیز چاہیئے ف شیخ کے حضور خاموش بیٹھے یہاں تک کہ ذکر بھی نہ کرے

بیٹھ کر ذکر بھی نہ کرے کہ ذکر میں دوسری طرف مشغول ہوگا اور یہ حقیقۃً ممانعتِ ذکر نہیں بلکہ تکمیلِ ذکر ہے کہ وہ جو کریگا بلا توسل ہوگا اور شیخ کی توجہ سے جو ذکر ہوگا وہ بتوسط ہوگا۔ یہ اس سے بدرجہا افضل ہے (پھر فرمایا) اصل کار حسنِ عقیدت ہے یہ نہیں تو کچھ نفع نہیں اور صرف حسنِ عقیدت ہے تو خیر اتصال تو ہے (پھر فرمایا) پرنالہ کی مثل تم کو فیض پہنچے گا حسنِ عقیدت ہونا چاہیئے۔

عرض۔ حضور کیا یہ صحیح ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفاتِ اقدس کے وقت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا صبر بہتر ہے مگر آپ پر اور رونا بُرا ہے مگر آپ پر۔

ارشاد۔ یہ الفاظ نظر سے نہ گزرے بہت ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو۔

عرض۔ اگر اس کو صحیح مانا جائے تو اس کے کیا معنی ہوں گے۔

ارشاد۔ معنی ظاہر ہیں صبر ہوتا ہے متناہی رنج پر اور سرکارِ دوعالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی جدائی کا رنج ہر مسلمان کو غیر متناہی ہے تو غیر متناہی پر صبر کیونکر ہوگا۔

عرض۔ لیکن ہمارے علمائے کرام غم تازہ کرنے کو حرام فرماتے ہیں۔

ارشاد۔ غم تازہ کرنا اپنی طرف سے ہوتا ہے اور یہاں تو رنج ہے وہ اپنے اختیار میں نہیں۔

عرض۔ تو اگر بے اختیاری میں اپنے عزیز کی موت پر صبر نہ کرے تو جائز ہوگا۔

ارشاد۔ بے اختیاری بنالیتے ہیں ورنہ اگر طبیعت کو روکا جائے تو یقین ہے کہ صبر ہو سکتا ہے، حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لئے جارہے تھے، راہ میں ملاحظہ فرمایا کہ ایک عورت اپنے لڑکے کی موت پر نوحہ کر رہی ہے۔ حضورؐ نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا صبر کر، وہ اپنے حال میں ایسی بے خبر تھی کہ اس کو نہ معلوم ہوا کون فرما رہے ہیں جواب بیہودہ دیا کہ آپ تشریف لے جائیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ حضور تشریف لے گئے

ف : نوحہ ناجائز ہے۔

بعد کو لوگوں نے اس سے کہا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔ وہ گھبرائی اور فوراً دربار میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ حضور منع فرماتے ہیں اب میں صبر کرتی ہوں، ارشاد فرمایا: اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی صبر پہلی ہی بار کرتی تو ثواب ملتا پھر تو صبر آ ہی جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی صبر کرے تو ہو سکتا ہے۔ امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نفس بچہ کی مثل ہے کہ اگر اسکو دودھ پلاتے جاؤ جوان ہو جائیگا اور پیتا رہے گا اور اگر چھڑا دو چھوڑ دیگا میں نے خود دیکھا گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اسکی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی

عرض۔ حضور نفس اور روح میں فرق اعتباری معلوم ہوتا ہے۔

ارشاد۔ اصل میں تین چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ نفس۔ روح۔ قلب، روح ف بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور نفس و قلب اس کے دو وزیر ہیں۔ نفس اس کو ہمیشہ شر کی طرف لے جاتا ہے اور قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ کثرت ف معاصی اور خصوصاً کثرتِ بدعات سے اندھا کر دیا جاتا ہے۔ اب اس میں حق کے دیکھنے سمجھنے غور کرنیکی قابلیت نہیں رہتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے اور پھر ف معاذ اللہ اندھا کر دیا جاتا ہے۔ اب وہ نہ حق سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے بالکل چوپٹ ہو کر رہ جاتا ہے (پھر فرمایا) قلب حقیقتاً اس مضغہ گوشت کا نام نہیں بلکہ وہ ایک لطیفہ ف غیبیہ ہے جس کا مرکز یہ مضغہ گوشت ہے سینے کے بائیں جانب اور نفس ف کا مرکز زیر ناف ہے

ف: روح بادشاہ ہے اور نفس و قلب اس کے وزیر۔

ف: قلب کس طرح اندھا ہو جاتا ہے۔

ف: قلب کب ایسا ہو جاتا ہے کہ حق سن بھی نہ سکے۔

ف: قلب حقیقتاً ایک لطیفہ غیبیہ ہے۔

ف: نفس کا مرکز کہاں ہے۔

اسی واسطے شافعیہ سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں کہ نفس سے جو وساوس اٹھیں وہ قلب تک نہ پہنچنے پائیں اور حنفیہ زیر ناف باندھتے ہیں۔

کہ سرِ چشمہ باید گرفتن بہ میل چوں پُرشد نشاید گرفتن بہ پیل

یعنی گربہ کشتن روز اول باید اسی واسطے یہ تحریر کیا گیا ہے کہ اگر ہاتھ سختی سے باندھیں جائیں تو وساوس نہ پیدا ہوں گے۔

عرض ۔ کسی شخص کو ایسی بلا میں مبتلا دیکھے جو بظاہر انسان کی طرف سے پہنچتی ہے اس وقت بھی یہ دعا پڑھ سکتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔

ارشاد۔ ہر بلا میں مبتلا کو دیکھ کر پڑھ سکتا ہے خواہ وہ بلا انسانی ہو یا آسمانی (پھر فرمایا) میں تو کافر کا مردہ بھی دیکھ کر پڑھتا ہوں کہ جس بلا میں وہ مبتلا ہوا یعنی موت علی الکفر اس سے خدا نے ہم کو نجات دی اس پر شکر کرنا چاہیئے (پھر فرمایا) حدیث میں ہے کافر کے جنازہ کے آگے شیطان آگ کے شعلے اڑاتا ہوا شور مچاتا ناچتا ہوا چلتا ہے کہ آدمی کفر پر مرا (پھر فرمایا) ۔۔۔۔ کے جنازہ کے ساتھ شیطان کو تھوڑی دیر ناچنا پڑتا ہے کہ وہ دوڑتے ہوئے لے جاتے ہیں اور ۔۔۔۔۔ کے جنازہ کے ساتھ بہت دیر تک اسے ناچنا پڑتا ہے کہ وہ باجہ بجاتے جگہ جگہ ٹھہراتے بہت آہستہ آہستہ لے جاتے ہیں۔ اللہ اکبر ہمارے مذہب اسلام میں ہر بات میں توسط کو اختیار فرمایا یہاں بھی حکم ہے کہ میت کو نہ بہت آہستہ لے جاؤ نہ دوڑتے ہوئے۔

عرض ۔ حضور وسط کے معنی افضل کے بھی آتے ہیں جیسے وجعلنا کم اُمَّةً وَّسَطًا

ارشاد ۔ ہاں وسط کے لئے افضلیت لازم ہے آیت کے معنی یہ ہیں ہم نے تم کو

ف : شافعیہ سینے پر ہاتھ کیوں باندھتے ہیں ۔
ف : حنفیہ زیر ناف کیوں ہاتھ باندھتے ہیں ، ف : میت کو نہ دوڑتے ہوئے لے جانا چاہیئے نہ بہت آہستہ ف : وسط کو افضلیت لازم ہے ۔

بہترین امت بنایا حدیث میں ارشاد ہوا۔ اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِیْنَ اُمَّةً مِنْ قَبْلِکُمْ وَاَنْتُمْ اٰخِرُھُمْ تم سے پہلے ۶۹ امتیں گزریں اور تم سب سے پچھلے ہو۔ شبِ معراج رب العزۃ جل جلالہ نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا اَغَمَّكَ عَلَیْكَ اَنْ جَعَلْتُكَ اٰخِرَ الْاَنْبِیَاءِ کیا تمہیں اس بات کا غم ہوا کہ میں نے تمہیں سب سے پچھلا نبی کیا۔ عرض کی نہیں اے رب میرے۔ ارشاد فرمایا کہ تمہاری امت کو اس بات کا غم ہوا کہ میں نے انہیں سب سے پچھلی امت کیا۔ عرض کی نہیں اے میرے رب۔ ارشاد فرمایا میں نے انھیں اس لئے سب سے پچھلی امت کیا کہ سب امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں (پھر فرمایا) ایک آنکھ کے لئے کروڑوں آنکھوں کا اعزاز کیا جاتا ہے۔ روز قیامت تمام امتوں کو منادی پکارے گا جب اس امت کی باری آئیگی ندا کریگا کہاں ہیں امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دامنِ رحمت وسیع کیا جائے گا اس میں سب کو لے لیا جائے گا کسی کو ان کے حساب کا پتہ بھی نہ چلے گا۔ ایک حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی اے رب میری امت کا حساب مجھے دیدے۔ ارشاد فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیری امت میرے بندے ہیں خود حساب لوں گا اور خود بخش دوں گا۔ روز قیامت دامنِ رحمت میں تمام امت کو جمع فرمایا جائے گا اور ارشاد فرمایا جائے گا۔ میں نے اپنے حقوق معاف کئے تم آپس میں ایکدوسرے کے حقوق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ۔ یہ سب صدقہ ہے سرکار کا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (پھر فرمایا) بندگی ہونا چاہیئے مرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھ کر جان نکل جائے۔ پھر تو سب آسان ہے یہی ایک پہلی منزل ہے جو تمام منزلوں سے سخت تر ہے اللہ آسان فرمائے۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ عَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا پھر فرمایا قیامت کے دن باوجود ان رحمتوں اور مہربانیوں کے ہم میں بعض وہ لوگ ہوں گے جو اس وقت بھی بخل کریں گے۔ حدیث میں ہے ایک شخص کو جنت کا حکم ہوگا وہ جانا چاہے گا کہ اس کا حقدار کھڑا ہوگا، عرض کریگا اے رب میرا حق میرے اس بھائی سے دلا۔ حکم ہوگا اسکی نیکیاں لے کر اپنا حق پورا کر دو نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور اسکا حق باقی رہے گا (فرمایا) کہ تین پیسے جو کسی کے اپنے اوپر آتے ہونگے ان کے بدلے میں ۷۰۰ باجماعت نمازیں لی جائیں گی۔ حق دار پھر کھڑا ہوگا اور عرض کرے گا اے رب میرا حق اس بھائی سے دلوا۔ حکم ہوگا اس کی بدیاں اس پر رکھ کر حق پورا کرو اسکی بدیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور ابھی حق باقی ہے پھر وہ کھڑا ہوگا اور عرض کریگا اے رب میرا حق میرے اس بھائی سے دلوا۔ ارشاد ہوگا اس کی تمام نیکیاں

تجھے مل گئیں تیری تمام برائیاں اس پر رکھ دی گئیں : فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اب اس کے پاس کیا ہے جو دے گا - عرض کریگا اے رب میرے میرا حق ابھی باقی ہے وہ اس سے دلوا ر تب فرشتوں کو حکم ہو گا کہ جنت سے ایک مکان خوب آراستہ کر کے عرصات میں لایا جائے سب لوگ اس کو نہایت شوق سے دیکھنے لگیں گے - رب العزۃ جل جلالہ ارشاد فرمائے گا میں اس مکان کو بیچتا ہوں، کوئی ہے جو اس کو خریدے - حق دار عرض کریگا اے رب میرے اس کی قیمت کس کے پاس ہو گی - ارشاد فرمائے گا ولیکن تیرے پاس اس کی قیمت ہے - عرض کریگا اے رب میرے وہ کیا چیز ہے - ارشاد فرمائے گا اپنے بھائی کا حق معاف فرمادے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں چلا جا (پھر فرمایا)، خدا نے وعدہ فرمالیا ہے کہ حق العبد کو میں معاف نہ کرونگا ورنہ بندے کا بھی وہی مالک بندے کے حقوق کا بھی وہی مالک وہ چاہے تو تمام بندوں کے حقوق معاف کر دے مگر چونکہ اس نے وعدہ فرمالیا ہے اس لئے اس طور پر اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے حقوق العباد معاف کرائے گا۔

عرض - قواعد رویت ہلال یقینی ہیں یا تخمینی -

ارشاد - تخمینی ہیں سب میں پہلا فن ہیئت کا امام جو گنا جاتا ہے بطلیموس ہے اس نے مجسطی لکھی اس میں تمام افلاک کے احوال، ستاروں کا طلوع و غروب ان کا آپس میں نظری فاصلہ یہاں تک کہ ثوابت کا بھی طلوع و غروب لکھا ہے کہ فلاں ستارہ آفتاب سے اتنے بعد پر ہو گا تو نظر آئے گا اور کتنے بُعد پر ہو گا تو نہیں اور ہلال کو چھوڑ گیا وہ اس کے قابو کا نہ تھا - متاخرین نے اس کا قاعدہ ایجاد کیا ہے - آٹھ ورق کامل پر اس کے اعمال آتے ہیں اور اس کے بعد کبھی یقینی جواب آتا ہے اور کبھی اس قدر اعمال کثیرہ کے بعد مشکوک، سید ھا حساب جو ہمارے آقا و مولا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھایا ہے، وہ کبھی نہ ٹوٹ سکتا ہے نہ ٹوٹے گا: اِنَّا اُمَّۃٌ اُمِّیَّۃٌ لَا نَکْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ الشَّھْرُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَھٰکَذَا فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَعُدُّوْا ثَلٰثِیْنَ ...... ہم امت امیہ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں مہینا ۲۹ کا ہے یا ۳۰ کا تو اگر تمہیں شبہ پڑ جائے تو

۳۰ کی گنتی پوری کر لو۔

مؤلف - ولادت کی تاریخوں کا ذکر تھا اس پر ارشاد فرمایا بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس آیۂ کریمہ میں ہے۔ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ جس کا ترجمہ یہ ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی ہے اور اس کا صدر ہے
لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ۔

نہ پائیں گے آپ ان لوگوں کو جو اللہ و رسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ و رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کی اولاد یا ان کے بھائی یا اُن کے کنبے قبیلے ہی کے کیوں نہ ہوں اسی کے متصل فرمایا اولئك كتب فی قلوبهم الایمان بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور مجھے اور میرے بچوں کو بھی بفضل تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوگا اولئك كتب فی قلوبهم الایمان بحمد اللہ اگر قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا: لا الٰہ الا اللہ دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور بحمد اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح و ظفر حاصل ہوئی۔ رب العزت جل جلالہٗ نے روح القدس سے تائید فرمائی۔ اللہ پورا فرماتے:
وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پھر فرمایا)

یہ سب برکات ہیں حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن عظیم میں خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم بچے ایک مکان میں رہتے تھے اسکی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا اس واقعہ کو فرمایا جاتا ہے وکان ابوھما صالحا ان کا باپ صالح تھا اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی ہے۔ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وہ

باپ ان کی چودھویں پشت میں تھا - صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں تو یہاں ابھی تیسری ہی پشت ہے دیکھئے کب تک برکات اس سلسلے میں رہیں (پھر ارشاد فرمایا) حضرت جدامجد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بحمد اللہ تعالےٰ میرے ساتھ اس وقت تک وہی محبت ہے جو پہلے تھی - میرے جدامجد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک حقیقی بھتیجے تھے انھوں نے کوئی دقیقہ میری برائی میں اپنے نزدیک اٹھا نہ رکھا - ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پلنگ پر تشریف فرما ہیں اور وہ صاحب پائنتی بیٹھے ہیں، اور ہرچند بات کرنا چاہتے ہیں حضرت جواب نہیں دیتے اور متوجہ نہیں ہوتے اتنے میں میں حاضر ہوا حضرت مجھے دیکھ کر فوراً سروقد کھڑے ہوگئے اور فرمایا آئیے مولٰنا تشریف لائیے باوجودیکہ میں انکی پاؤں کی جوتی کی خاک مگر حضرت نے مجھ کو نہایت تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا اور جب تک میں بیٹھا رہا حضرت برابر میری طرف متوجہ رہے دو روز ہوئے تھے کہ لکھنؤ سے خمیرہ آیا تھا حضرت حقہ ملاحظہ فرما رہے تھے مجھے خواب میں خمیرہ یاد آیا - میں اُٹھا اور عرض کیا میں لکھنؤ کا خمیرہ بھرتا ہوں سنتے ہی گھبرا گئے اور فوراً کھڑے ہوگئے فرمانے لگے مولٰنا آپ تکلیف نہ فرمائیے مولٰنا آپ تکلیف نہ فرمائیے اور مجھے بٹھالیا - میری محبت کے سبب اپنے حقیقی بھتیجے سے کلام نہ فرمایا (پھر فرمایا) میں روتا ہوا دوپہر کو سوگیا دیکھا حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ایک صندوقچی عطا فرمائی اور فرمایا عنقریب آنے والا ہے وہ شخص جو تمہارے درد دل کی دوا کریگا" دوسرے یا تیسرے روز حضرت مولٰنا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایوں سے تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے گئے وہاں جاکر شرف بیعت حاصل کیا (پھر فرمایا) ایک مرتبہ جائیداد کا جھگڑا تھا اور وہ بھی ایسا کہ ظاہری رزق کے بند ہونے کے اسباب تھے اسی دوران میں خواب میں دیکھا کہ حضرت جدامجد رضی اللہ تعالےٰ عنہ عربی گھوڑے پر سوار تمام اعضاء نہایت روشن عربی لباس میں تشریف لائے میں اسی پھاٹک میں کھڑا تھا حضرت قریب آکر گھوڑے سے اترے اور فرمایا بشیر الدین وکیل کے یہاں جانا ہے - آنکھ کھلی - میں نے کہا اب مقدمہ فتح ہوگیا - چنانچہ صبح ہی کو مقدمہ میں کامیابی ہوگئی ۸ - ۱۰ برس ہوئے رجب کے

مہینے میں حضرتِ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں احمد رضا اب کی رمضان میں تمہیں بیماری ہوگی اور زیادہ ہوگی ۔ روزہ نہ چھوڑنا یہاں بحمد اللہ تعالےٰ جب سے روزے فرض ہوئے کبھی نہ سفر نہ مرض کسی حالت میں روزہ نہیں چھوڑا خیر رمضان شریف میں بیمار ہوا اور بہت بیمار ہوا مگر بحمد اللہ تعالیٰ روزے نہ چھوٹے

گاؤں میں ایک زمین میری زمین کے متصل ایک صاحب کی تھی وہ ایک سود خوار کے ہاتھ بیچنا چاہتے تھے اُن سے کہا گیا مخالفت کیوجہ سے انھوں نے نہ مانا والد ماجد خواب میں تشریف لائے اور فرمایا مجھے نہیں دیتے سود خوار کو دیتے ہیں اور ملے گی مجھی کو، چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ ایک بار بیمار ہوا اور شدت کا درد ہوا آنکھ لگ گئی خواب میں حضرت والد ماجد اور مولوی برکات احمد جو والد ماجد سے پڑھا کرتے تشریف لائے مولوی برکات احمد صاحب نے پوچھا مزاج کیسا ہے میں نے کہا درد کی شدت ہے دعا کیجئے کہ ایمان پر خاتمہ ہوجائے ۔ یہ کہا ہی تھا کہ والد ماجد کا چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمایا ابھی تو باون برس مدینہ طیبہ میں، اب اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں کہ باون برس کی عمر میں مدینہ طیبہ کی حاضری ہوگی چنانچہ دوسری حاضری میں میری عمر باون برس کی تھی یا یہ کہ اس وقت سے باون برس کے بعد مدینہ طیبہ کی حاضری ہو گی اور خدا سے اُمید ہے کہ ایسا ہی کرے آمین ۔ ایک مرتبہ کھانا نہ کھایا تھا کئی روز سے والدین کریمین کو خواب میں دیکھا والدہ ماجدہ نے کچھ نہ فرمایا والد ماجد نے فرمایا تھا تمہارے نہ کھانے سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے مجبوراً پھر صبح سے کھانا شروع کر دیا۔ ایک بار میں نے دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک سواری ہے بہت نفیس اور اونچی بھی تھی ۔ والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا آگے اللہ مالک ہے ۔ میرے خیال میں اس سے مراد غلامی ہے' سرکار غوثیت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی' ایک صاحب میرے چچا ہوتے تھے گاؤں کا کام وہی کرتے تھے ۔ ایک بار حضرت والد ماجد ان سے ناراض ہوگئے فرما دیا تھا کہ اب سے یہ گاؤں کا کام نہ کریں ۔ بعد میں مجھے فرصت نہ ہوئی اور گاؤں کے کام پر معتمد آدمی درکار تھا اور ان سے بڑھکر کون معتمد ہوسکتا تھا مگر حضرت والد ماجد کی ممانعت تھی سخت فکر تھی

ایک روز شب کو تشریف لائے اور ان کا ہاتھ لیکر میرے ہاتھ میں دے دیا میں سمجھ گیا کہ حضرت کی اجازت ہے کہ انھیں کو گاؤں کا کام دے دو ۔ چنانچہ صبح ہی کو میں نے اُنہیں گاؤں کو بھیجدیا ۔

عرض ۔ مرغی اگر پانی میں چونچ ڈال دے ناپاک ہو جائیگا

ارشاد ۔ ناپاک نہ ہوگا مکروہ ہے اُبال دیا جائے کراہت زائل ہو جائیگی ۔

عرض ۔ متشابہ لگا تین بار لوٹا مگر نہ نکلا تو سجدۂ سہو لازم ہے ۔

ارشاد ۔ کیوں اور اگر تین بار سبحان اللہ کے قدر رکا تو سجدہ سہو واجب ہوگا لوٹنے سے نہ ہوگا اگرچہ دس ہزار بار

عرض ۔ ناپاک پانی گرم کیا اتنا کہ اُبل گیا پاک ہوگا یا نہیں ۔

ارشاد ۔ نہیں کہ پاک پانی نے نہ ابالا ۔

عرض ۔ کتے کا رواں تو ناپاک نہیں

ارشاد ۔ صحیح ف یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے لیکن بلاضرورت ف پالنا نہ چاہیئے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا ۔ حدیث صحیح ہے کہ جبریل کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبریل حاضر نہ ہوئے ۔ سرکار باہر تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام در دولت پہ حاضر ہیں فرمایا کیوں عرض کیا : اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِيرُ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو ، اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا ۔ پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلا نکلا اُسے نکالا تو حاضر ہوئے ۔

عرض ۔ خلافتِ ف راشدہ کس کس کی خلافت تھی ۔

ف : صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے ف : کتا بے ضرورت پالنا نہ چاہیئے

ف : حدیث میں ہے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ۔

ف ، خلافت راشدہ کس کس کی ہوئی ۔

ارشاد - ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، مولا علی، امام حسن، امیر معاویہ، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت راشدہ تھی اور اب سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالے عنہ کی خلافت خلافت راشدہ ہوگی۔

عرض - بعض علیگڑھی کو سید صاحب کہتے ہیں۔

ارشاد - وہ تو ایک خبیث مرتد تھا حدیث میں ارشاد فرمایا: لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَیِّدًا فَاِنَّہٗ اِنْ یَّکُنْ سَیِّدَکُمْ فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّکُمْ منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہوا تو یقیناً تم نے اپنے رب کو غضب دلایا۔

عرض - حضور یہ صحیح ہے عالم کی زیارت ثواب ہے۔

ارشاد - ہاں صحیح حدیث میں وارد ہوا - اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ الْعَالِمِ عِبَادَۃٌ اَلنَّظْرُ اِلَی الْکَعْبَۃِ عِبَادَۃٌ اَلنَّظْرُ اِلَی الْمُصْحَفِ عِبَادَۃٌ ف عالم کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ معظمہ کو دیکھنا عبادت ہے قرآن عظیم کو دیکھنا عبادت ہے۔

عرض - دل میں اگر الفاظ طلاق بولے تو طلاق ہوگی یا نہیں۔

ارشاد - نہیں، جب تک اتنی آواز سے نہ کہے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو خود اُس کے کان سن لیں۔

عرض - کافرہ اگر اسلام لائے اور شوہر والی ہو تو کیا کرے۔

ارشاد - تین حیض تک انتظار کرے اگر اس کے اندر شوہر اسلام لے آیا یہ اس کے نکاح میں ہے ورنہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

مرگی کی حقیقت

عرض - حضور یہ صرع کیا کوئی بلا ہے

ارشاد - ہاں اور بہت خبیث بلا ہے اور اسی کو ام الصبیان کہتے ہیں۔ اگر بچوں کو ہو ورنہ صرع (مرگی)، تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر پچیس برس کے اندر اندر ہوگی تو

ف عالم کے چہرہ کی طرف نظر عبادت ہے کعبہ معظمہ کی طرف نظر عبادت ہے، قرآن عظیم میں نظر عبادت ہے

اُمید ہے کہ جاتی رہے اور اگر پچیس برس کے بعد یا پچیس برس والے کو ہوئی تو اب جائے گی۔ ہاں کسی ولی کی کرامت یا تعویذ سے جاتی رہے تو یہ امر آخر ہے، یہ فی الحقیقت ایک شیطان ہے جو انسان کو ستاتا ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں ایک عورت اپنی لڑکی کو لائیں عرض کی صبح وشام یہ مصروعہ ہو جاتی ہے حضور نے اس کو قریب کیا اور اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰہِ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ نکل اے خدا کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں اُسی وقت اُسنے قے آئی ایک سیاہ چیز جو چلتی تھی اس کے پیٹ سے نکلی اور غائب ہو گئی اور وہ عورت ہوش میں آگئی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص کو مرگی ہو گئی۔ حضور نے فرمایا، اس کے کان میں کہدو غوث اعظم کا حکم ہے کہ بغداد سے نکل جا چنانچہ اسی وقت وہ اچھا ہو گیا اور اب تک بغداد مقدس میں مرگی نہیں ہوتی (پھر فرمایا) بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا جائے کہ نہلا کر اذان واقامت بچہ کے کان میں کہدی جائے تو انشاء اللہ عمر بھر محفوظی ہے۔

عرض۔ گراموفون کا کیا حکم ہے

ارشاد۔ بعض باتوں میں اصل کا حکم ہے بعض میں نہیں۔ گراموفون میں اگر قرآن عظیم ہو اس کا سننا فرض نہیں بلکہ ناجائز اور آیت سجدہ اس سے اگر سُنی سجدہ واجب نہیں۔ حالانکہ یوں استماع قرآن مبین اور آیت سجدہ پر سجدہ واجب اور گانے میں اصل کا حکم ہے اگر اصل جائز یہ بھی جائز اگر اصل حرام یہ بھی حرام مثلاً عورت و مرد کی آواز نہ ہو مزامیر کی آواز نہ ہو اشعار خلاف شرع نہ ہوں تو جائز ہے ورنہ نہیں اور قرآن عظیم کا سننا تو حب ہے کہ عبادت ہے اور گراموفون سے سننا لہو ہے وہ موضوع

ف: غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرگی پر حکم، ف: بچہ کے کان میں اذان کا فائدہ اور اذان میں دیر سے ضرر، ف: اگر گراموفون سے قرآن عظیم سننا جائز نہیں اور اگر اس سے آیت سجدہ سنی سجدہ واجب نہیں، ف گراموفون کا حکم

ہی اس لئے ہے اگرچہ کوئی نیت لہو نہ کرے مگر اصل وضع کی تبدیل کوئی نہیں کر سکتا پھر جو مصالحہ اس میں بھرا ہوتا ہے اس میں اکثر اسپرٹ کا میل ہوتا ہے اور اسپرٹ شراب ہے اور شراب نجس ہے تو اس میں قرآن عظیم کا بھرنا ہی حرام ہے۔

عرض - جانوروں کو کھانے پلانے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں۔

ارشاد - ہاں حدیث میں ارشاد ہوا: فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَۃٍ اَجْرٌ ہر تر جگر میں اجر ہے یعنی ہر جاندار کو آرام پہنچانے میں ثواب ہے۔

عرض - تھانوی کو لوگ سید کہتے ہیں اور وہ مانع نہیں ہوتا حالانکہ وہ قوم کا جھوجہ ہے۔

ارشاد - حدیث میں ہے: مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا

جو شخص اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنائے اس پر اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کریگا نہ نفل۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا: فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ تیسری حدیث میں فرمایا فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ مُتَتَابِعَۃً اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اس پر اللہ کی پے درپے قیامت تک لعنت ہے

عرض - ایام بیض میں روزہ رکھنے سے مہینہ بھر کا ثواب ملتا ہے۔

ارشاد - ہاں پہلی دوسری تیسری یا تیرہ چودہ پندرہ یا ستائیس اٹھائیس اُنتیس ان میں سے جس میں روزہ رکھے گا سب کا ثواب برابر ہے، پہلی دوسری تیسری لیالی ہلال اور تیرہ چودہ پندرہ لیالی بیض (سفید راتیں) اور ستائیس اٹھائیس اُنتیس لیالی سود (سیاہ)

عرض - حضور ایک روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص دو سو برس تک فسق و فجور میں مبتلا رہا اور بعد انتقال اسکی مغفرت فرما دی گئی۔ اس وجہ

ف: تبدیل نیت سے، ف: تبدیل وضع نہیں ہوسکتی، ف: اسپرٹ شراب ہے، ف: اپنی قوم چھپانے اور دوسری قوم بتانے کا اور اس پر حدیث سے شدید وعیدیں، ف: ایام بیض کا روزہ

سے کہ اس نے توریت شریف میں نام پاک حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر چوم لیا تھا۔

ارشاد - ہاں صحیح ہے ان کا نام مسطح تھا پھر فرمایا اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں اس کی رحمت چاہے تو کروڑوں برس کے گناہ دھودے غلامی ہونا چاہیئے سرکار کی ایک نیکی سے معاف فرما دے بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے اور اگر عدل فرماتے تو کروڑوں برس کی نیکیاں ایک صغیرہ کے عوض رد فرمادے حدیث میں ارشاد ہوا کہ کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کیا: وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللہ، آپ بھی نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا: وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ بِرَحْمَتِہٖ اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے دنیا ہی کا قاعدہ ہے اگر اجیر ہے مزدوری کریگا اُجرت پائے گا اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا۔ ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں۔ اس کی رحمت ہی رحمت ہے آپ ہی بندوں کو توفیق دی آپ ہی اس کو اسباب دیئے، آپ ہی آسان فرمایا اور فرماتا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا۔ نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے۔ ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے عرصے تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا۔ جب اس سے نجات ملی عرض کیا الٰہی میں نے کیسا صبر کیا ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا۔ ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اڑائی عرض کیا بیشک اگر تو توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے لاتا۔

عرض - آدم ؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بھی تھے۔

ارشاد - ہاں۔

عرض - نوح ؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اول الرسل کہا جاتا ہے یہ کس وجہ سے

ف: آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بھی تھے۔

ف: نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اول الرسل کہنے کی وجہ،

ارشاد - کافروں کی طرف جو رسول بھیجے گئے ان میں سب سے اوّل حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ سے پہلے جو نبی تشریف لائے وہ مسلمانوں کی طرف بھیجے جاتے تھے

عرض - کلب علی کے کیا معنی ہیں -

ارشاد - علی کی سرکار کا کتا

عرض - اولیائے کرام میں بھی کسی کا نام کلب ہوا ہے -

ارشاد - سلف صالحین صحابہ تابعین میں کلب کلیب کلاب نام ہوئے

عرض - خاندان سلاریہ بھی کوئی خاندان بیعت ہے

ارشاد - نہیں - حضرت سیدی سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجاہد تھے شہید ہوئے ہیں تو کیا ہر شہید سے بیعت کا سلسلہ شروع ہو جائیگا پھر بتذکرہ حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا) کہ آپ اجلۂ اکابر اولیاء سے ہیں - حضرت کے ایک مرید بارگاہ غوثیت میں حاضر تھے عرض کی مجھے اپنے شیخ کی زیارت کا شوق ہے حضور نے ایک شیشہ سامنے رکھدیا - اس میں شیخ کی شکل نظر آئی کہ دانتوں میں انگلی دبائے فرما رہے ہیں جو بحر کے پاس ہو وہ جدول چاہے -

عرض - کیا حضرت مجدد الف ثانی نے کہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر اپنی تفضیل بھی لکھی ہے -

ارشاد - تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ پھر فرمایا مکتوبات کی اوّل دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو کیا گنتی تیسری جلد میں فرماتے ہیں ، جو کچھ

ف : حضرت نوح سب سے پہلے کافروں کی طرف مبعوث اور اس سے پہلے انبیاء مسلمانوں ہی کی طرف مبعوث ہوتے تھے ، ف : خاندان سلاریہ کوئی سلسلہ نہیں -

ف : حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی اجلہ اکابر کا سرکار غوثیت کے ساتھ ادب -

ف : مجدد صاحب کا سرکار غوثیت کے ساتھ ادب -

فیوض و برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں۔ نُورُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُورِ الشَّمْسِ۔ اسی میں لکھا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا صحو سے کہا نہیں بلکہ زیادہ سُکر ہے اب اگر کوئی مجددی ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے ہم تو ایسے شیخ کے غلام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا، خدا کے فرمانے سے کہا۔ تمام جہانوں کے شیوخ نے جو زبانی دعوے کئے ہیں، ظاہر کر دیا کہ ہمارا سکر ہے اور ایسی غلطیاں دو وجہوں سے ہوتی ہیں یا ناواقفی یا سُکر۔ سُکر تو یہی ہے اور ناواقفی یہ کہ مثلاً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک بزرگ سیدی عبدالرحمٰن طفسونجی نے ایک روز بر سر منبر فرمایا: اَنَا بَیْنَ الْاَوْلِیَاءِ کَالْکُرْکِیِّ اَطْوَلُ عُنُقًا؛ میں اولیاء میں ایسا ہوں جیسے کلنگ سب میں اونچی گردن " وہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مُرید حضرت سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ انہیں ناگوار ہوا کہ حضور پر اپنے آپ کو تفضیل دی۔ گدڑی پھینک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا پھر پیر سے سر تک دیکھا پھر سر سے پیر تک دیکھا۔ غرض اسی طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا، فرمایا میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں ہے۔ اور ان سے فرمایا گدڑی پہن لو، انھوں نے کہا فقیر جس کپڑے کو اتار پھینک دیتا ہے دوبارہ نہیں پہنتا بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا۔ اپنی زوجہ مقدسہ کو آواز دی فاطمہ میرے کپڑے دو۔ اُنھوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیئے اور انھوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لئے۔ حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے دریافت کیا کس کے مُرید ہو فرمایا میں غلام ہوں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، انھوں نے اپنے دو مُریدوں کو بغداد بھیجا کہ

ف: حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ فرمایا صحو سے فرمایا اللہ کے امر سے فرمایا۔

ف: حضرت عبدالرحمٰن طفسونجی اور حضور غوث اعظم کے ایک مرید کی دلچسپ حکایت۔

کہ حضور سے جاکر عرض کرو۔ بارہ برس سے قربِ الٰہی میں حاضر ہوتا ہوں آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے اِدھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں کہ ادھر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو مُریدوں سے ارشاد فرمایا، طفسونج جاؤ راستہ میں شیخ عبدالرحمٰن کے دو آدمی ملیں گے ان کو واپس لے جاؤ اور شیخ عبدالرحمٰن کو جواب دو کہ وہ جو صحن میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھری میں ہے اور وہ جو کوٹھری میں ہے اُسے کیونکر دیکھ سکتا ہے، جو نہانخانۂ خاص میں ہو۔ میں نہانخانۂ خاص میں ہوں اور علامت یہ ہے کہ فلاں شب بارہ ہزار اولیاء کو خلعت عطا ہوئے تھے یاد کرو کہ تم کو جو خلعت ملا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے قل ھو اللہ لکھی تھی۔ یہ سُنکر شیخ عبدالرحمٰن نے سر جھکالیا اور فرمایا: صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ وَھُوَ سُلْطَانُ الْوَقْتِ۔

عرض ۔ کانجی ہاؤس کی لاوارث گائے بکری وغیرہ کا نیلام خریدنا کیسا ہے۔

ارشاد ۔ حرام ہے۔

عرض ۔ جو شخص مہر قبول کرتے وقت یہ خیال کرے کہ کون ادا کرتا ہے، اس وقت تو قبول کرلو پھر دیکھا جائے گا ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے۔

ارشاد ۔ حدیث میں ارشاد فرمایا ایسے مرد و عورت قیامت کے روز زانی و زانیہ اٹھیں گے۔

عرض ۔ ایک جلسہ میں آریہ و عیسائی اور دیوبندی قادیانی وغیرہ جو اسلام کا نام لیتے ہیں وہ بھی ہوں وہاں دیوبندیوں کا رد نہ چاہیئے۔

ارشاد ۔ کیوں۔ کیا ان سے موافقت کیجائے گی۔ حاشا یہ محال ہے اسلام پر اس میں کوئی اعتراض نہیں۔

عرض ۔ آریہ وغیرہ یہ کہیں گے کہ اسلام ہی میں اختلاف ہوگیا

ف حضور غوثیت کی اطلاع بر غیب، ف: شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کی شہادت کہ حضور غوث اعظم سلطان الوقت ہیں

ارشاد - حاشا اسلام میں اختلاف نہیں اسلام واحد ہے۔ یہ لوگ اسلام سے نکل گئے مرتد ہو گئے مرتدین کی موافقت بدتر ہے کافر اصلی کی موافقت سے۔

وحی کی بحث

عرض - وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّكَ مَا یُوْحٰی اس وحی سے کیا مراد ہے

ارشاد - اس کا بیان آگے فرمادیا: اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ الخ

عرض - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر انبیاء پر بھی وحی آتی ہے۔

ارشاد - یہاں وحی سے مراد وحی الہام ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے: وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ: اس سے بھی الہام مراد ہے وحی شریعت وہ خاص ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطے غیر کو نہیں آسکتی (پھر فرمایا) وحی اشارہ سے بات بتانے کو بھی کہتے ہیں کہ فرماتا ہے، فَاَوْحٰی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارے سے فرمایا کہ خدا کی تسبیح صبح وشام کرو۔

عرض - کھانے میں برکت اور پانی وغیرہ میں اور انگشتان مبارک سے پانی کا جاری ہونا متواتر ہے۔

ارشاد - ہاں یہ اور اس قسم کے وقائع متواتر بالمعنی ہیں صدہا مرتبہ انگشتانِ مبارک سے پانی جاری ہوا تکثیر طعام کے صدہا وقائع ہیں جس سے یہ معجزے متواتر بالمعنی ہو گئے۔

عرض - استن حنانہ کا واقعہ بھی متواتر ہے۔

ف: مرتد کی موافقت کافر اصلی کی موافقت سے بدتر ہے، ف: وحی شریعت انبیاء کے ساتھ خاص ہے۔ ف: بعض جگہ وحی سے مراد الہام ہے۔

ف: وحی اشارہ سے بات کرنے کو بھی کہتے ہیں۔

ف: تکثیر طعام و آب جریان آب از انگشتان مبارک متواتر المعنی ہیں۔

ف: واقعہ استن حنانہ کا تواتر مختلف فیہ ہے۔

ارشاد۔ اس میں اختلاف ہے بعض نے متواتر لکھا ہے اور ہو تو کوئی عجب نہیں تتبع ایسی چیز ہے جس سے بہت پتہ چل جاتا ہے یہ مسئلہ کہ سجدہ غیر خدا کو حرام ہے۔ اس میں صرف دو حدیثیں مجھے یاد تھیں اجماع سے اس کی حرمت قطعیہ میں نے ثابت کی قرآن عظیم میں کہیں اس کا ذکر نہیں تتبع اس کا کیا تو ۴۰ حدیثیں نکلیں کہ متواتر کی حد سے بھی بڑھ گئیں۔

عرض۔ متواتر ہونے کے لئے کتنی تعداد درکار ہے۔

ارشاد۔ بعض نے تیرہ چودہ حدیثیں فرمائی ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ تیس اور یہاں چالیس ہو گئیں۔

عرض۔ اِنِّی اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا: یہ حدیث حنفیہ کے یہاں ہے یا نہیں

ارشاد۔ ہے اور اسی پر ان کا عمل ہے اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ وہاں (مکہ معظمہ) جزا لازم آتی ہے اور یہاں (مدینہ طیبہ) نہیں۔

عرض۔ فاسق اگر مصافحہ کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر وہ کرنا چاہے تو جائز ہے ابتدا نہ چاہیئے۔

عرض۔ حضور اگر فاسق معلن ہو۔

ارشاد۔ اگرچہ معلن ہو مبتدع سے نہ چاہیئے۔

عرض۔ زید نے ایک شخص کو پوشیدگی میں گناہ کرتے دیکھا اب اُس کے پیچھے اقتدا کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ کر سکتا ہے یہ اپنے کو دیکھے اگر اس نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا ہو تو نہ پڑھے حدیث میں ہے: تَرَی الْقَذَاةَ فِیْ عَیْنِ اَخِیْكَ وَلَا تَرَی الْجِذْعَ فِیْ عَیْنِكَ۔

(ہاں فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے)

ف: سجدہ تعظیمی حرام ہے اس کی حرمت اجماع سے ثابت ہے قرآن عظیم میں اس کا ذکر نہیں چالیس حدیثوں سے اس کی حرمت ثابت۔ ف: متواتر کتنی حدیثوں سے ہوتا ہے۔

عرض۔ قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے۔

ارشاد۔ خلافِ سنت ہے میرے والد ماجد میری والدہ ماجدہ میرے بھائی کی قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہونگی۔

عرض۔ اگر جیب میں کوئی لکھا ہوا کاغذ ہو تو بیت الخلا جاسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ چھپا ہوا ہے جاسکتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ علیحدہ کرے۔

عرض۔ تمغے جو اسکولوں میں ملتے ہیں۔ اُن پر چہرہ بنا ہوتا ہے اُس کو لگا کر نماز ہوسکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ ہوگی مگر مکروہ تحریمی ہے۔

<u>ابو حنیفہ کہنے کی وجہ</u>

عرض۔ حضور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کو ابو حنیفہ کیوں کہتے ہیں۔

ارشاد۔ حنیف اوراق کو کہتے ہیں۔ حضور کو ابتداء ہی سے لکھنے کا بہت شوق تھا

عرض۔ اگر بیچ دریا میں کشتی کھڑی ہو تو اس پر نماز ہوجائے گی۔

ارشاد۔ اگر اُتر نہیں سکتا تو ہوجائے گی ورنہ نہیں۔

عرض۔ حضور کشتی تو مستقر ہے

ارشاد۔ کشتی پانی پر ہے یا زمین پر۔ پانی پر بیشک مستقر ہے مگر پانی مستقر نہیں۔

عرض۔ کرامت اولیاء سے اگر تخت ہوا پر رُک جائے تو اس پر نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں کہ اس کے نیچے کی ہوا زمین پر مستقر نہیں ہاں اگر یہ ہو کہ تخت سے زمین تک جتنی ہوا ہے سب منجمد ہوجائے تو ہوجائے گی ارض شمالی میں برف کی کثرت سے دریا ایسے جم جاتے ہیں کہ پھاؤڑوں سے کھودے جائیں تب بھی نہ کھدیں اس پر نماز ہوجائیگی جائز ہے۔

عرض۔ زید کا عمرو سے لین دین ہے اس کا مال لیجاکر اپنی دکان پر بیچتا ہے اگر مال چوری ہوجائے تو عمرو اس کی قیمت زید سے لینے کا مستحق ہے یا نہیں

اگر وہ مضارب ہے اور اس کا لین دین مضاربت کے طور پر ہے یعنی یہ کہ اس کا مال لاتا ہے اور جو کچھ نفع ہوتا ہے آدھا یا تہائی اس کو دیتا ہے باقی اپنے آپ لے لیتا ہے تو قیمت نہیں لے سکتا ہاں اگر عمرو سے مول لاتا ہے تو لے سکتا ہے کہ خود اس کا مال چوری ہوا

زید نے عمرو کو گوٹے کا تار بنانے کے لئے دیا۔ اس نے بکر کو دیدیا اُس کے یہاں چوری ہو گیا تو زید عمرو سے لے سکتا ہے یا نہیں۔

عمرو تو بکر سے نہیں لے سکتا اور زید کو اگر یہ معلوم ہے کہ عمرو دوسرے سے بھی بنوایا کرتا ہے تو یہ بھی نہیں لے سکتا کہ اس کی رضامندی پائی جاتی ہے اور اگر معلوم نہ تھا یا اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ خاص تمہیں بنانا دوسرے کو نہ دینا تو ظاہر اس صورت میں زید کو لے لینے کا اختیار چاہیئے۔

نعت

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلمدان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولیٰ مرے آقا ترے قربان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنّا ہی رہی
ہائے وہ دل جو ترے در سے پر ارمان گیا

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

(اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

بعونہ تعالیٰ

ملفوظات

مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ

حصہ چہارم

از: اعلیحضرت امام اہلسنت مولینا محمد احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

مرتبہ

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب قادری برکاتی نوری

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

عرض۔ حدیث کے متواتر ہونے کے لئے چودہ یا تیس کی تعداد ہے تو چودہ یا تیس چاہیے حسن ہوں یا صحیح۔

ارشاد۔ حسن ہوں یا صحیح۔ حسن صحیح کا فرق محدثین کا کیا ہوا ہے۔ فقہا کے نزدیک دونوں ایک ہیں (پھر فرمایا) استن حنانہ کے معجزہ کو قیاس چاہتا ہے متواتر ہونے کو۔ مجمع کا وقت تھا۔ صحابہ کرام کا مجمع سب کے سامنے کا واقعہ اور واقعہ بھی ایسا عجیب۔ ہر ایک نے اس واقعہ کو بیان کیا ہوگا بخلاف شق القمر کے کہ وہ آدھی رات میں واقع ہوا تھا۔ صحابہ بھی حضور کے ساتھ کم تھے اس کی حدیث متواتر نہیں۔ قرآن عظیم سے استناد کیا جائے گا (اسی سلسلہ میں فرمایا) فلسفہ میں توغل کی وجہ سے قاضی بیضاوی نے ایک اور تاویل نکالی۔ انھوں نے لکھا: ای سینشق یعنی قیامت کے دن شق ہو جائے گا۔ چونکہ یقینی الوقوع ہے اس لئے بصیغۂ ماضی فرمایا گیا۔ لیکن اس تاویل کو خود آگے کی آیت رد فرماتی ہے وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ اور اگر وہ دیکھیں معجزہ کو اعتراض کریں گے یہ بڑا زبردست جادو ہے۔ قیامت کے دن کوئی اعتراض کرنے والا نہ ہوگا۔ اس دن کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ جادو ہے۔ شاہ ولی اللہ نے تفہیمات الٰہیہ

ف: تواتر کے لئے یہ ضروری نہیں کہ حدیثیں صحیح ہوں حسن سے بھی ہو جائے گا۔

ف: بیضاوی نے جو شق القمر کی تاویل کی، آیت سے اس کا جواب۔

ف: شاہ ولی اللہ صاحب نے معجزہ شق القمر سے انکار کیا ان کا رد احادیث سے،

میں لکھا کہ شق القمر کوئی معجزہ نہیں محض اس وجہ سے کہدیا جائے کہ حضور نے خبر دی تھی ، چاند شق ہو جائے گا اور یہ محض غلط ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثیں اس کو مردود کر رہی ہیں۔ حدیث سے مصرح ہے کہ حضور نے انگشتِ شہادت سے اشارہ فرمایا اور وہ شق ہوا اور ارشاد فرمایا : اَللّٰھُمَّ اشْھَد اے اللہ گواہ ہو جا۔ اس کی احادیث[ف۱] مشہورہ ہیں اور ان سے اجماع مسلمین لاحق ہو گیا۔

عرض ۔ تو اس وجہ سے آیت میں دوسری تاویل کا احتمال نہ رہا۔

ارشاد ۔ اصلاً نہ رہا اور نہ پہلے تھا۔ دوسری آیت اس تاویل باطل کو رد کر رہی ہے مگر ہے یہ کہ یابی اللہ العصمۃ الا لکلامہ و لکلام رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (پھر فرمایا) انسان سے غلطی ہوتی ہے۔ مگر رحمت ہے اُس پر جس کی خطا کسی امر مہم دینی پر زد نہ ڈالے۔ یہ بڑی رحمت ہے ایسی ہی باتوں کی نسبت شیخ محقق کو مدارج شریف میں غصہ آگیا۔ فلاسفہ کے اعتراض نقل کئے کہ وہ ایسا کہتے ہیں۔ پھر فرمایا، اُن سے کوئی تعجب نہیں ایں بدبخت متکلماں راچہ شدہ است (پھر فرمایا) فلاسفہ کے طور پر تو شق القمر محال ہے وہ فلکیات کو قابل خرق و التیام مانتے ہی نہیں۔

عرض ۔ حضور وہ تو فلک محدد الجہات کو قابلِ خرق و التیام نہیں مانتے ہیں۔

ارشاد ۔ دعویٰ[ف۲] تو ان کا تمام فلکیات کی نسبت ہے مگر دلیل ان کی سوائے محدد الجہات کے کہیں نہیں چلتی (پھر فرمایا) الٰہیات[ف۳] و نبوات و معاد کو جو میزانِ عقل سے تولنا چاہے گا وہ لغزش کرے گا۔ عقائد سمعیہ[ف۴] کے بارہ میں ان نصوص شرعیہ کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے جیسے غسال کے ہاتھ میں میت بس اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا یہ

ف۱ : شق القمر کی احادیث مشہورہ ہیں شق القمر پر اجماع مسلمین ۔

ف۲ : فلاسفہ کے فلکیات کو ناقابل خرق و التیام ماننے کا ذکر اور ان کی دلیل کی حالت کا بیان ۔

ف۳ : الٰہیات و نبوات و معاد کو میزانِ عقل سے تولنے والا لغزش کرے گا ۔

ف۴ : عقائد سمعیہ پر نصوص شرعیہ کے ہاتھوں ایسا ہونا چاہیئے جیسے مردہ نہلانیوالے کے ہاتھ میں

راستہ سیدھا ہے اور یہ عطا ہوتا ہے سلیم الطبع صحیح العقیدہ عوام کو اور خاصکر انکی عورتوں کو اور انکی لوڑھیوں کو اُن سے کتنا ہی کچھ کہو ہرگز نہ مانیں گی جو سن چکی ہیں۔ اسی پر عقیدہ رکھیں گی۔ اس واسطے ارشاد ہوا : عَلَیْکُمْ بِدِیْنِ الْعَجَائِزِ . لوڑھیوں کا دین اختیار کرو۔ امام[ف۱] رازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ان کا ایک شاگرد آیا۔ وہاں ایک جاہل ان پڑھ بیٹھا تھا۔ اس سے کہا تمہارا کیا مذہب ہے کہا سُنّی، پوچھا اپنے دل میں اس مذہب کی طرف سے کچھ خدشہ پاتے ہو۔ کہا حاشا اللہ جیسا مجھے دوپہر کے آفتاب پر یقین ہے ایسا ہی مجھے اپنے مذہب پر ہے۔ امام کا شاگرد یہ سنکر اتنا رویا کہ کپڑے بھیگ گئے اور کہا میں اس وقت تک نہیں جانتا کہ کونسا مذہب حق ہے (پھر فرمایا[ف۲]) اسی واسطے ناقص بلکہ کامل کو بھی بلا ضرورت بد مذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے کہ انسان ہے ممکن ہے کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے۔

امام حارث[ف۳] محاسبی نے بد مذہبوں کے رد میں ایک کتاب تصنیف کی، اور وہ بد مذہبوں کے رد میں پہلی[ف۴] تصنیف تھی۔ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے کلام کرنا چھوڑ دیا۔ کہا مجھ سے کیا خطا ہوئی میں نے اُن کا رد ہی تو کیا ہے، فرمایا کیا ممکن نہیں ہے کہ تم نے جو کلام بد مذہبوں کا نقل کیا ہے کسی کے دل میں جم جائے اور وہ گمراہ ہو جائے (پھر فرمایا) پہلے تلوار تھی رد کی حاجت نہ تھی تلوار کے ذریعہ سارا انتظام ہو سکتا تھا کہ اب ہمارے پاس سوائے رد کے کوئی علاج نہیں۔ رد[ف۵] کرنا فرض ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا : اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ الْبِدَعُ وَلَمْ يُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ

ف۱ : امام رازی کے تلمیذ کی ایک دلچسپ حکایت

ف۲ : جاہلوں بلکہ نیم پڑھے لکھوں کو بد مذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز بلکہ بے ضرورت علما کو بھی

ف۳ : امام حارث محاسبی و امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ

ف۴ : بد مذہبوں کے رد میں سب سے پہلے کس نے کتاب تصنیف کی۔

ف۵ : بد مذہبوں کا رد فرض۔

فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ - لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا۔ جب فتنے یا بد مذہبیاں ظاہر ہوں اور عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل (پھر فرمایا) امام سعید[1] ابن جبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ راستہ میں تشریف لئے جاتے تھے ایک بد مذہب ملا۔ امام سے کہا میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا میں سننا نہیں چاہتا اس نے کہا صرف ایک بات آپ نے چھنگلیا کے پہلے پورے پر انگوٹھا رکھ کر فرمایا: ولا نصف کلمۃ آدھی بات بھی نہیں سنوں گا۔ لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا از ایشاں منہم ہے (پھر فرمایا) اکابر کی تو یہ حالت اور اب یہ حالت ہے کہ جاہل ساجاہل چیٹا پڑتا ہے آریوں سے وہابیوں سے اور کچھ خوف نہیں کرتا، جو تمام فنون کا ماہر ہو تمام پیچ جانتا ہو پوری طاقت رکھتا ہو۔ تمام ہتھیار پاس ہوں اس وقت بھی کیا ضرور کہ خواہ مخواہ بھیڑیوں کے جنگل میں جاتے ہاں اگر ضرورت ہی آپڑے تو مجبوری ہے۔ اللہ پر توکل کرکے ان ہتھیاروں سے کام لے۔

مؤلف: ایک مرتبہ بعد عصر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا آج چوتھا روز ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا بین معجزہ ظاہر ہوا۔ گائے کا گوشت کھانے سے مجھے معاً ضرر ہوتا ہے۔ ایک صاحب نے میرے یہاں نیاز کا کھانا بھیجا، اور ساتھ ایک رقعہ میں لکھ دیا کہ اس میں سے تھوڑا سا چکھ لیں۔ شوربے میں مرچ زیادہ تھی اور میں مرچ کا عادی نہیں۔ میں نے ایک بوٹی صاف کرکے کھائی بہت اچھا پکا تھا۔ میں نے ایک بوٹی اور مانگی۔ اس وقت معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت ہے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی سید محمود علی صاحب کا خدا بھلا کرے زمزم شریف بہت سا انھوں نے بھیجدیا ہے۔ میں نے جس وقت ابتہال ہوا فوراً زمزم[2] شریف پیا صبح

ف۱: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بد مذہب سے کہا میں تیری آدھی بات سننا نہیں چاہتا۔

ف۲: زمزم شریف کے برکات۔

تک برابر پیتا رہا کچھ بھی نہ ہوا (پھر فرمایا) زمزم شریف میں یہ معجزہ ہے کہ دو مہینے کا زمزم شریف تھا اس سے یہ نفع ہوا حالانکہ باسی پانی سے فوراً مجھے نقصان ہوتا ہے۔ پہلی بار کی حاضری میں میری بائیس برس کی عمر تھی۔ میں نے دونوں وقت کی روٹی چھوڑ دی تھی۔ صرف گوشت پر اکتفا کرتا اور گوشت بھی دنبے کا جو سنا ہے چرے ہوئے ہوتے ہیں۔ کچھ روز کے بعد پیٹ میں خلش معلوم ہوئی۔ حرم شریف میں جا کر قدح بھر کر زمزم شریف پیا۔ فوراً خلش جاتی رہی (پھر فرمایا) کھانے پینے کی چیزوں میں مجھے زمزم شریف سے زیادہ کوئی چیز مرغوب نہیں۔ یہاں کیا ذریعہ وہاں صبح، دوپہر، شام ہر وقت پیتا۔ پانچوں نمازوں کے بعد پہلا کام یہی ہوتا تھا (پھر فرمایا) زمزم شریف کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ہر وقت مزہ بدلتا رہتا ہے کسی وقت کچھ کھاری کسی وقت نہایت شیریں اور رات کے دو بجے اگر پیا جائے تو تازہ دوہا ہوا گائے کا خالص دودھ معلوم ہوتا ہے۔ (پھر فرمایا) زمزم شریف جس کے پاس کافی مقدار سے ہو اُسے نہ کسی غذا کی ضرورت نہ دوا کی۔ حدیث شریف میں فرمایا زمزم کھانے کی جگہ کھانا ہے اور دوا کی جگہ دوا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ضعفِ اسلام تھا۔ صحابہ چالیس تک نہ پہنچے تھے اس زمانہ میں مکہ معظمہ آئے وہاں نہ کسی سے شناسائی نہ کسی سے ملاقات ایک مہینہ کامل وہی زمزم شریف پیا۔ حالت یہ ہوئی کہ پیٹ کی بٹیں اُلٹ پڑیں (اس قدر توانائی آگئی (پھر فرمایا) یہ جانچ ہے منافق کی اور مومن کی۔ منافق کبھی پیٹ بھر کر نہیں پی سکتا اور میں تو بحمداللہ اس قدر دودھ نہیں پی سکتا جس قدر زمزم شریف پی لیتا تھا۔ ایک بادیہ جس میں دو سیر پانی آتا تھا کبھی نصف اور کبھی نصف سے زیادہ پی لیتا تھا باقی بچتا مونھ اور سر پر ڈال لیتا۔

عرض۔ زمزم شریف بھی تین سانسوں میں پینا چاہیئے۔

ارشاد۔ ہاں ہر چیز کا یہی حکم ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا: مُصُّوْهُ مَصًّا وَلَا

ف۱: منافق اور مومن کی ایک جانچ

ف۲: ہر پینے کی چیز چوس چوس کر پی جائے بڑے بڑے گھونٹ نہ لئے جائیں۔

تَعُبُّوْهُ عَبًّا فَاِنَّ مِنْهُ الْکُبَادُ چوس چوس کر پیو غٹ غٹ کر کے بڑے بڑے گھونٹ نہ لگاؤ۔

عرض۔ حضور کن کن پانیوں کو کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔

ارشاد۔ زمزم ف۱ اور وضو کا پانی شرع میں کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔ اور لوگوں نے دو اور اپنی طرف سے لگا لئے ہیں۔ ایک سبیل کا اور دوسرا جھوٹا پانی اور دونوں جھوٹے، سبیل کا تو یوں لگا لیا کہ اکثر کیچڑ ہوتی ہے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ (پھر فرمایا) دوسری بار کی حاضری میں مجھے جیٹھ کا مہینہ تھا، پورا مدینہ طیبہ میں گذرا۔ دن میں تو کچھ خفیف گرمی ہوتی تھی رات کو اکثر نماز عشا پڑھ کر سوئے تو سولے مؤذن کی اذان کے کوئی جگاتے والا نہیں، نہ گرمی نہ پسو نہ کھٹمل نہ مچھر حدیث میں ارشاد ہوا : لَیْلُ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَّلَا بَرْدٌ وَّلَا خَوْفٌ وَّلَا سَآمَةٌ مدینہ کی رات ف۲ میں نہ گرمی ہے نہ سردی نہ خوف ہے نہ ملال۔ منٰی ف۳ میں تین دن کہ کروڑوں جانور ذبح ہوتے ہیں نہ مکھی نظر آتی ہے نہ کوّا نہ چیل۔ اگر کوئی کہے وہاں مکھی ہوتی ہی نہ ہو تو مکہ معظمہ میں شب کے وقت دیکھا گیا کہ اگر رات سوتے میں ہاتھ اٹھ گیا تو مکھیوں کا ڈنگارا اڑ گیا۔

عرض۔ زید مرتد ہو گیا تو عورت پر عدت ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر قربت ف۴ ہو چکی ہے تو عدت کرے گی ورنہ نہیں۔

عرض۔ عدت تو نکاح کے لئے ہے اور مرتد کا نکاح ہی نہیں۔

ارشاد۔ شبہہ ف۵ نکاح کی بھی عدت ہوتی ہے (اور سوال تو بعد نکاح ارتداد کی صورت سے تھا)

عرض۔ مرتد مسلمان ہو گیا تو اپنی بیوی سے جبراً نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

ف۱: ان پانیوں کا بیان جنھیں کھڑے ہو کر پینا چاہیے۔

ف۲: مدینہ کی رات۔ ف۳: منٰی کے دن

ف۴: مرتد کی عورت پر عدت ہو گی یا نہیں۔

ف۵: عدت شبہہ نکاح سے بھی ہوتی ہے۔

ارشاد۔ اُس[ف۱] کی رضامندی سے کر سکتا ہے۔

عرض۔ حضور کیا اس صورت میں حلالہ ہے۔

ارشاد۔ نہیں کہ حلالہ طلاق کے ساتھ خاص ہے۔

عرض۔ حالتِ اسلام میں دو طلاقیں دی تھیں پھر معاذاللہ مرتد ہو گیا اب پھر اسلام لایا اب کتنی طلاق کا مالک ہے۔

ارشاد۔ ایک[ف۲] طلاق کا

عرض۔ حضور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام اپنے ماقبل کو مٹا دیتا ہے۔

ارشاد۔ اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

عرض۔ نابالغی میں زید عالم ہو گیا وہ مکلف ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ ابھی سے مکلف نہ ہو گا علم سبب تکلیف نہیں جاہل محض ہے اور بالغ ہے مکلف ہے اور علامہ ہے بالغ نہیں تو مکلف نہ ہو گا۔

عرض۔ نوشیروان[ف۳] کو عادل کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں۔ اور اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہے کفر ہے ورنہ حرام

عرض۔ حضور میں آج کل بہت پریشان ہوں گزر اوقات مشکل سے ہوتی ہے قرضدار بہت ہو گیا ہوں۔

ارشاد۔ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔ ہر نماز کے بعد ۱۱-۱۱ بار اور صبح و شام سو سو بار روزانہ اوّل و آخر درود شریف اسی دعا کی نسبت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اگر تجھ پر مثل پہاڑ کے بھی قرض

ف۱: بعد ارتداد مسلمان ہو کر بی بی سے بجبر نکاح نہیں کر سکتا۔

ف۲: دو طلاقیں دیکر مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہو کر اس بی بی سے نکاح کیا ایک ہی طلاق کا مالک رہا۔

ف۳: نوشیرواں کو عادل کہنے کا حکم

ف۴: ادائے قرض کی وہ دعا جسکی نسبت مولا علی نے فرمایا کہ پہاڑ کے برابر ہو تو ادا ہو جائے گا۔

ہوگا تو اسے ادا کر دے گا۔

عرض۔ مدراس سے جو تار آتا ہے اُس کے آنے میں کچھ وقفہ نہیں لگتا۔

ارشاد۔ شاید ایک سیکنڈ دو سیکنڈ کا وقفہ لگتا ہو۔ اگر تار کا سلسلہ برابر متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو تو تیس سیکنڈ میں ساری زمین کا دورہ کر کے پھر وہیں آجائے گا۔ ایک سیکنڈ میں تقریباً ایک ہزار میل چلتا ہے اور نور[ف۱] ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ بانوے ہزار میل چلتا ہے اور روح[ف۲] باصرہ کی رفتار اس سے بھی کہیں زیادہ تیز ہے۔ اسکی رفتار خدا ہی جانتا ہے۔ ایک نگاہ اٹھائی اور فوراً فلک ثوابت تک پہنچی ایک سیکنڈ کا وقفہ نہیں لگتا۔

عرض۔ فلک ثوابت کا فاصلہ کتنا ہوگا۔

ارشاد۔ واللہ اعلم۔ سب سے قریب[ف۳] تر ثابتہ جو مانا گیا ہے نو ارب اونتیس کروڑ میل ہے (پھر فرمایا) زمین[ف۴] سے سدرۃ المنتہی تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے، اس سے آگے مستوی[ف۵]۔ اس کا بعد اللہ جانے اس سے آگے عرش کے ستر ہزار حجاب ہیں ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانسو برس کا فاصلہ اور اُس سے آگے عرش[ف۶]، اور ان تمام وسعتوں میں فرشتے بھرے ہیں۔ حدیث میں ہے آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں فرشتہ نے سجدے میں پیشانی نہ رکھی ہو، فرمایئے کسقدر فرشتے ہیں، وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ اور تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا اور کوئی نہیں

ف۱: نور کی رفتار فی سیکنڈ

ف۲: روح باصرہ کی تیز رفتاری

ف۳: سب سے قریب ثابتہ کا فاصلہ

ف۴: زمین سے سدرۃ المنتہی کا فاصلہ

ف۵: سدرۃ المنتہی سے آگے کیا ہے

ف۶: عرش کے نیچے ستر ہزار حجاب اور ہر حجاب کا دوسرے سے فاصلہ۔

جانتا۔ اسی سلسلہ میں فرمایا، جب فرمایا گیا: عَلَیۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ دوزخ پر انیس فرشتے موکل فرمائے اس پر کفار نے استہزا کیا۔ رب عزوجل نے فرمایا یہ اس واسطے تعداد فرمائی گئی تاکہ یقین کریں وہ لوگ جنہیں کتاب ملی اور زیادہ ہو ایمان والوں کا ایمان اور شکر کریں اہل کتاب اور مومنین (پھر فرمایا) ابوجہل لعین نے کہا تھا دوزخ میں صرف انیس فرشتے ہیں، دس سے میں نبٹ لوں گا نو سے تم نبٹ لینا۔ ایک اور خبیث نے کہا نو کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لوں گا اور آٹھ کو اپنی پیٹھ پر لاد لوں گا۔ دو رہ گئے ان سے تم نبٹ لینا معاذ اللہ۔

عرض: حضور[ف۱] کتنے فرشتوں پر ایمان لانا چاہیئے۔

ارشاد: جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ فرماتا ہے کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ کوئی تعداد مقرر نہ فرمائی۔ تمام فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے جس طرح وَكُتُبِهٖ فرمایا گیا۔ تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کتابوں میں چار نام معلوم ہیں اور ان کے سوا اور صحف نازل ہوئے یہی کہنا چاہیئے کہ ہم تمام کتابوں پر ایمان لائے اسی طرح فرمایا وَرُسُلِهٖ یہاں بھی تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لازم ہے۔

عرض: اگر کشتی[ف۲] بیچ دریا میں کھڑی ہو اور کنارے اترنا ممکن ہو لیکن کوئی اترنے نہ دے تو نماز ہو گی یا نہیں۔

ارشاد: پڑھ لے جب کنارے پر اُترے اعادہ کر لے۔

عرض: عورت[ف۳] سے اگر کلمۂ کفر نکل جاتے تو نکاح ٹوٹے گا یا نہیں بعد توبہ کے پھر تجدید نکاح کرے۔

ف۱: تمام ملائکہ اور تمام کتب اور تمام رسولوں پر ایمان ضروری ہے

ف۲: کشتی کنارے پر ہو اترنے سے کوئی مانع ہو تو نماز کا حکم

ف۳: عورت کلمۂ کفر بولے تو نکاح سے نکلتی ہے یا نہیں

ارشاد ۔ ہاں عملاً[عل] باصل المذہب یہی ہے کہ نکاح فی الحال فسخ ہو جاتا ہے۔

عرض ۔ کسی مسلمان کو کافر کہدیا کیا حکم ہے۔

ارشاد ۔ بطور[ف۱] سب وشتم کہا تو کافر نہ ہوا گنہگار ہوا اور اگر کافر جان کر کہا تو[ع۲] کافر ہوگیا

عرض ۔ حضور ایک[ف۲] صاحب پہلے محدث[ع۳] صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں مدرسہ میں پڑھتے تھے اب ان کی حالت یہ ہے کہ اکثر مخفی باتیں بتاتے ہیں لوگوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نماز وغیرہ کی پابندی نہیں ہے۔

ارشاد ۔ ایک صاحب[ف۳] اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے تھے، آپ کی خدمت میں بادشاہ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے۔ حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ۔ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں۔ آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی۔ اس وقت بادشاہ کے دل خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا، خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دیدیں گے تو جان لوں گا کہ یہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا۔ دیکھا ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھدی جاتی ہے۔ اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا

ف۱ : مسلمان کو بطور شتم کافر کہنا اور کافر جاننا دونوں کا حکم۔

ف۲ : محض کشف دلیل ولایت نہیں۔ ف۳ : ایک ولی اور بادشاہ کی حکایت

عل : اور فتویٰ اس پر ہے کہ ارتداد زن سے عورت نکاح سے نہیں نکلتی وہ توبہ اور شوہر اول کیطرف رجوع پر مجبور کیجائے گی ورنہ امان اٹھ جائیگی ۔ ۱۲ مؤلف عفی عنہ

ع۲ یہ حکم مسلمان کے کافر کہنے کا ہے اور جو شخص باوجود علائے ایمان واسلام کلمات کفر بولے افعال کفر کرے اسکو کافر ہی کہا جاے گا کہ یہاں مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے۔

ع۳ یعنی حضرت مولانا وصی احمد صاحب قدس سرہ العزیز ۱۲ مؤلف غفرلہٗ ۔

ہے۔ یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں۔ اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھکر کیا کمال دکھایا۔ یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا بس یہ سمجھ گئے کہ وہ صفت[1] جو غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے انسان کے لئے کمال نہیں اور جو غیر مسلم کے لئے ہو سکتی ہے مسلم کے لئے کمال نہیں[2]۔

عرض۔ مسمریزم[ف1] کی حقیقت کیا ہے۔

ارشاد۔ اصل اس کی تصحیح تصور ہے روح کی قوتوں کو ظاہر کرنا۔ روح[ف2] کی بہت قوتیں ہیں۔ سبع سنابل شریف میں ہے تین صاحب جا رہے تھے۔ دور سے ایک جنگل میں دیکھا کہ بہت آدمیوں کا مجمع ہے ایک راجہ گدی پر بیٹھا ہے حواری حاضر ہیں ایک فاحشہ ناچ رہی ہے شمع روشن ہے۔ یہ صاحب تیر اندازی میں بڑے مشاق تھے۔ آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلس میں فسق و فجور کو درہم برہم کرنا چاہیئے کیا تدبیر کی جائے ایک نے کہا کہ راجہ کو قتل کر دو کہ سب کچھ اسی نے کیا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اس ناچنے والی عورت کو قتل کرو۔ تیسرے صاحب نے کہا اسے بھی قتل نہ کرو کہ وہ خود نہیں آئی راجہ کے حکم سے آئی ہے اپنی غرض تو مجلس کا درہم برہم کرنا ہے اس شمع کو گل کرو۔ یہ رائے پسند ہوئی انھوں نے تاک کر شمع کی لو پر تیر مارا، شمع گل ہوئی اب نہ وہ راجہ رہا نہ فاحشہ نہ مجمع نہایت تعجب ہوا بقیہ رات وہیں گذاری جب صبح ہوئی دیکھا تو ایک الّو مرا پڑا ہے اور اس کی چونچ میں وہی تیر لگا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سب کام اسی الّو کی روح کر رہی تھی۔ (پھر فرمایا) نمرود[ف3] کے دروازہ پر ایک درخت تھا جس کا سایہ بالکل نہ تھا۔ جب ایک شخص اس کے نیچے آتا اس کے لائق سایہ ہو جاتا دوسرا آتا تو دو کے

---

۱ یعنی کشف ۲ یعنی جب وہ نماز کے پابند نہیں ولی نہیں کشف مسلم تو مسلم کبھی غیر مسلم کو بھی ہوتا ہے صاحب کشف ہونے سے ولی ہو جانا ضرور نہیں ۱۲

ف۱: مسمریزم کی حقیقت ۲: روح کی قوتوں کا ذکر

ف۳: نمرود کے دروازے کے درخت کی عجیب حکایت۔

لائق ہوجاتا۔ غرض ایک لاکھ تک آدمی اس کے سایہ میں رہ سکتے اور جہاں ایک لاکھ سے ایک بھی زیادہ ہوا سب دھوپ میں۔ اسی[فـ۱] کا ایک حوض تھا صبح کو لوگ آتے کوئی اس میں پیالہ بھر کر دودھ ڈالتا کوئی شربت کوئی شہد جس کو جو پسند آیا یہاں تک کہ وہ بھر جاتا۔ اور سب چیزیں خلط ہوجاتیں۔ اب جس کو حاجت ہوتی پیالہ ڈالتا جو شے جس نے ڈالی ہوتی وہی اس کے جام میں آجاتی۔ یہ کافر اور وہ بھی کیسے بڑے کافر کا استدراج تھا اسی واسطے اولیائے کرام فرماتے ہیں کشف و کرامت نہ دیکھ استقامت دیکھ کہ شریعت کے ساتھ کیسا ہے۔ حضرت خواجہ شیخ بہاء الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے امام ہیں۔ آپ سے کسی نے عرض کی کہ حضرت تمام اولیاء سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ حضور سے بھی کوئی کرامت دیکھیں۔ فرمایا اس سے بڑی اور کیا کرامت ہے کہ اتنا بڑا بھاری بوجھ گناہوں کا سر پر ہے اور زمین میں دھنس نہیں جاتا۔

عرض ۔ مکان[فـ۲] میں وضو کے لئے مسجد سے گرم پانی لے جانے کا کیا حکم ہے۔

ارشاد ۔ حرام ہے اگرچہ وضو کے لئے لیجائے۔

عرض ۔ حضور رجال الغیب ملائکہ سے ہیں۔

ارشاد ۔ نہیں، جنوں[فـ۳] یا انسانوں میں سے ہوتے ہیں، آپ نے رجال پر خیال نہیں کیا۔ ملائکہ[فـ۴] پاک ہیں رجال اور نساء ہونے سے۔

عرض ۔ بو دار پسینہ بغلوں سے نکلے وضو تازہ کرنا ہوگا یا نہیں۔

ارشاد ۔ پسینہ نکلنے سے وضو ضرور نہیں ہاں اگر گھن[فـ۵] آئے تو تازہ وضو کر لینا

فـ۱: نمرود کے ایک عجیب حوض کی حکایت فـ۲: مسجد سے گرم پانی لے جانے کا حکم۔

فـ۳: ملائکہ نہ مرد ہوتے ہیں نہ عورت وہ عورت و مرد ہونے سے پاک ہیں۔

فـ۴: رجال الغیب جنوں یا انسانوں سے ہوتے ہیں۔

فـ۵: بغل گھناجانے سے وضو تازہ مستحب ہے

مستحب ہے۔

عرض ۔ مجازیب بھی کسی سلسلے میں ہوتے ہیں۔

ارشاد ۔ ہاں وہ خود سلسلے میں ہوتے ہیں اُن کا کوئی سلسلہ نہیں ان سے آگے پھر نہیں چلتا۔ ف۱

عرض ۔ کسی کی کرامت کسبی بھی ہوتی ہے۔

ارشاد ۔ کرامت سب کی وہبی ہوتی ہے اور وہ جو کسب سے حاصل ہو بھانمتی کا تماشا ہے۔ لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔ ف۲

عرض ۔ رجال الغیب کیوں کہلاتے ہیں۔

ارشاد ۔ غائب رہتے ہیں اس وجہ سے

عرض ۔ رجال الغیب بھی سلسلے میں ہوتے ہیں۔

ارشاد ۔ ہاں یہ بھی سلسلے میں ہوتے ہیں۔ البتہ افراد سوائے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کسی اور کے ماتحت نہیں اسی واسطے فرد کہلاتے ہیں۔ سلسلے میں کسی کے نہیں لیکن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔ ف۳

عرض ۔ ان چاروں سلاسل کے علاوہ بھی کوئی اور خاندان ہے جو ان چاروں میں سے کسی کی شاخ نہ ہو۔

ارشاد ۔ ہاں تھے اب تو بہت سے منقطع ہوگئے۔ ایک سلسلہ امیر المومنین فاروق ف۴

ف۱ : مجازیب سے کوئی سلسلہ جاری نہیں ہوا

ف۲ : کرامت کسبی نہیں ہوتی۔

ف۳ : رجال الغیب سلسلہ میں ہوتے ہیں افراد سوائے سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی کے تحت نہیں مگر انھیں بھی حضور غوث اعظم کی جانب رجوع سے چارہ نہیں۔

ف۴ : ان چاروں سلاسل مشہورہ کے علاوہ بہت سلاسل کا ذکر

اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ سے، ایک عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے ایک عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ایک ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق[1] رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ایک سلسلہ علاوہ سلسلۂ نقشبندیہ کے حواریہ[2] تھا۔ اس کے امام حضرت سیدی ابوبکر حواری رضی اللہ تعالٰے عنہ تھے، آپ کے مرید حضرت ابومحمد شنبکی اور آپ کے مرید حضرت تاج العارفین ابوالوفا رضی اللہ تعالٰے عنہ تھے۔ (پھر فرمایا) اللہ کو ہدایت فرماتے دیر نہیں لگتی۔ یہ حضرت ابوبکر حوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے رہزن تھے قافلے کے قافلے تنہا لوٹا کرتے تھے۔ ایک بار ایک قافلہ اُترا وہاں آپ تشریف لے گئے اس خیمہ میں عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی شام قریب ہے اور اس جنگل میں ابوبکر حوار کا دخل ہے ایسا نہ ہو کہ وہ آجائیں۔ بس یہ کہنا ان کا ہادی ہوگیا۔ خود فرمایا ابوبکر تیری حالت یہ ہوگئی کہ خیموں میں عورتیں تک تجھ سے خوف کرتی ہیں اور تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ اسی وقت تائب ہوئے اور گھر کو لوٹ آئے۔ شب کو سوئے خواب میں زیارت اقدس سے مشرف ہوئے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ آپ نے عرض کیا بیعت لیجئے ارشاد فرمایا تجھ سے تیرا ہمنام بیعت لے گا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت لی اور اپنی کلاہ مبارک ان کے سر پر رکھی، آنکھ کھلی تو کلاہ اقدس موجود تھی یہ سلسلہ حواریہ آپ سے شروع ہوا۔

عرض: عرب کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم حدیث میں ہے

ارشاد: ہاں حدیث میں ہے: مَنْ اَحَبَّ الْعَرَبَ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ الْعَرَبَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ ـــــ دوسری حدیث میں ہے: حُبُّ الْعَرَبِ

ف[1]: نقشبندیہ سلسلہ حضرت صدیق اکبر سے ہے۔

ف[2]: سلسلہ حواریہ کے امام حضرت ابوبکر حوار ہیں۔

اِیْمَانٌ وَبُغْضُھُمْ نِفَاقٌ ایک اور حدیث میں ہے۔ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِاَنِّیْ عَرَبِیٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَلِسَانُ اَھْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیَّةٌ۔

عرض۔ عربی زبان مرنے کے وقت سے ہو جاتی ہے۔

ارشاد۔ اس کی بابت تو کچھ حدیث میں ارشاد نہیں ہوا۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالےٰ عنہ صاحبِ کتاب ابریز کے شیخ فرماتے ہیں منکر نکیر[ف۲] کا سوال سریانی میں ہوگا اور کچھ لفظ بھی بتاتے ہیں۔

عرض۔ عبرانی اور سریانی ایک ہی ہیں۔

ارشاد۔ عبرانی اور ہے اور سریانی اور۔ عبرانی میں انجیل[ف۱] نازل ہوئی اور سریانی[ف۳] میں توراۃ ہے۔

عرض۔ حضور متکلمین جو زمان و مکان کو بعد امتداد موہوم کہتے ہیں اسکے کیا معنی

ارشاد۔ خارج[ف۴] میں ان کا وجود نہیں وہم حکم کرتا ہے لیکن ان کا وجود انیاب اغوال کے مثل نہیں اصلیت ہے۔

عرض۔ حضور خلا ممکن ہے۔

ارشاد۔ خلا[ف۵] بمعنی فضا تو واقع ہے اور خلا بمعنی فضا خالی عن جمیع الاشیاء موجود تو نہیں لیکن ممکن ہے۔ فلاسفہ[ف۶] جتنی دلیلیں بیان کرتے ہیں جزء لا یتجزی اور خلا وغیرہ کے استحالہ میں وہ سب مردود ہیں۔ کوئی دلیل فلاسفہ کی ایسی نہیں جو ٹوٹ نہ سکے فلاسفہ نے جتنی دلیلیں قائم کی ہیں وہ سب اتصال اجزا کو باطل کرتی ہیں۔ وجود جزء کو باطل

ف۱: انجیل کس زبان میں نازل ہوئی۔ ف۲: منکر نکیر کا سوال کس زبان میں ہوگا۔

ف۳: توریت کس زبان میں نازل ہوئی۔

ف۴: زمان و مکان کا وجود خارجی نہیں۔

ف۵: خلا بمعنی فضا واقع اور بمعنی خالی از اشیاء ممکن

ف۶: فلاسفہ کے دلائل ابطال جزء لا یتجزی و استحالۂ خلا کا رد

نہیں کرتیں۔ اور ترکیب جسم کے لئے اتصال ضروری نہیں، دیوار جسم مرکب ہے اور اس کے اجزاء متصل نہیں۔

عرض۔ حضور مقابلہ تو نکلے گا اور ایک وہ سطح نکلے گی جو مقابل ہوگی اور ایک وہ جو مقابل نہ ہوگی پھر تقسیم ہوجائے گی۔

ارشاد۔ مقابلہ کل سے ہوگا۔ اسکی صورت یہ ہے کہ اصول موضوعہ میں لکھا ہے کہ سطح اور خط اور نقطہ موجود خارجی ہیں۔ اب ہم ایک نقطہ سے تین خط ایک جانب کو ایک حد تک کھینچیں۔ ہر خط کی انتہا پر ایک نقطہ ہوگا۔ ہم پوچھتے ہیں یہ تینوں نقطے ہر ایک آپس میں کل سے مقابل ہیں یا جزء سے۔ اگر جزء سے مانا جائے تو نقطے کے اجزاء ہوجائیں گے۔ حالانکہ نقطہ متجزی نہیں تو ثابت ہوگیا کہ کل سے مقابلہ ہوسکتا ہے (پھر فرمایا) میں نے تو جزء لا یتجزی کا قرآن عظیم سے اثبات کیا ہے فرماتا ہے: وَمَزَّقْنٰھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ اور ہم نے ان کو پارہ پارہ کر دیا ہے پارہ پارہ کرنا ممزق بمعنی اسم مفعول نہیں کہ اس صورت میں تحصیل حاصل ہوگی بلکہ بمعنی مصدر ہے۔

عرض۔ کھانا کھانے وقت بولنا کیسا ہے

ارشاد۔ کھانا کھاتے[ف۱] وقت التزام کرلینا نہ بولنے کا یہ عادت ہے مجوس کی۔ اور مکروہ ہے اور لغو باتیں کرنا یہ ہر وقت مکروہ اور ذکر خیر کرنا یہ جائز ہے۔

عرض۔ نوکر نماز نہ پڑھے تو آقا پر مواخذہ ہے یا نہیں

ارشاد۔ جتنی[ف۲] تاکید کرسکتا ہے اتنی نہ کرے تو مواخذہ ہے ورنہ نہیں۔

عرض۔ مسجد میں کرسی بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ کہنا جائز ہے۔

ارشاد۔ جائز ہے۔ خود حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں کرسی بچھا کر اس پر وعظ فرمایا ہے۔

ف۱: کھانا کھاتے میں نہ بولنے کا التزام مجوس کی عادت و مکروہ ہے۔

ف۲: نوکر اگر فرائض ترک کرے تو آقا جتنی تاکید کرسکتا ہو اتنی کرنا لازم

عرض۔ کیا اولیا[ف۱] سے بھی احیاء موتیٰ کا ثابت ہے۔

ارشاد۔ ہاں۔ حضرت[ف۲] سیدی احمد جام زندہ پیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تشریف لئے جاتے تھے۔ راہ میں ایک ہاتھی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا، آپ تشریف لے گئے فرمایا کیا ہے۔ عرض کیا ہاتھی مرگیا ہے، فرمایا اس کی سونڈ ویسی ہے آنکھیں بھی ویسی ہیں ہاتھ بھی ویسے ہی ہیں۔ غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر کیسے گیا۔ یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہوگیا جب سے آپ کا لقب زندہ پیل ہوگیا۔

عرض۔ اگر لڑکی نابالغ ہو تو اس کا ولی نکاح میں کون ہوتا ہے۔

ارشاد۔ باپ اور باپ کے بعد دادا اور دادا نہ ہو تو بھائی، بھائی نہ ہو تو بھتیجا بھتیجا نہ ہو تو چچا، پھر چچا کا بیٹا الخ

عرض۔ نابالغ لڑکے کا باپ طلاق دے تو ہوگی یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں ہوسکتی۔

عرض۔ حضور جب اس کو نکاح کا اختیار ہے تو طلاق کا بھی ہونا چاہیئے۔

ارشاد۔ نکاح کرا دینے کا مالک ہے کہ وہ نفع ہے طلاق کا نہیں کہ وہ ضرر ہے۔

عرض۔ بددعا میں یہ کہنا کہ تجھے خدا سمجھے۔

ارشاد۔ تجھے خدا سمجھے کہہ سکتا ہے یہاں سمجھنے کے معنی انتقام لینے کے ہیں۔

عرض۔ کسی کو زانی کہہ کر پکارنا کیسا ہے۔

ارشاد۔ اگر[ف۳] چار گواہ شرعی نہ لاسکے تو قاذف ہے (پھر فرمایا) اس طرح سے تو لوگ کم بولتے ہیں، آجکل جو عوام میں جاری ہے اور اس کو معیوب نہیں سمجھتے کسی کو بیٹی کے

ف۱: اولیاء نے مردے زندہ کئے ہیں۔

ف۲: حضرت سیدی احمد جام زندہ پیل کی مردہ ہاتھی زندہ کرنیکی حکایت۔

ف۳: کسی کو زانی کہنا یا مادر...... بہن...... بیٹی...... بڑ...... یوں گالی دینا یوں ہیں لڑکے کو حرامی لڑکی کو حرامزادی کہنا موجب حد قذف ہے۔

ساتھ کسی کو بہن کے ساتھ کسی کو لفظ بڑ کے ساتھ بڑا ہی فحش لفظ ملاتے ہیں - یہ بھی موجب حد قذف ہے - ایسے ہی کسی کو حرامی کہنا لڑکی کو حرامزادی کہنا -

عرض - حضور مرد کو حرامزادہ کہنا -

ارشاد - یہ حد قذف[ف۱] کا موجب نہیں حرامزادہ کے معنی شریر کے آتے ہیں -

عرض - اگر کوئی حرامزادی کے معنی شریر لے تو حد قذف کا موجب ہوگا -

ارشاد - ہوگا کیونکہ یہاں عرف کا اعتبار ہے -

عرض - اور اگر استہزاءً کہدیا -

ارشاد - جب بھی موجب حد قذف ہوگا (پھر فرمایا) بلکہ جو بڑ کے ساتھ ہے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں سے کہتے ہیں - حدیث میں ہے ایک وہ زمانہ آنے والا ہے کہ لوگوں میں ان کی تحیت کی جگہ گالی ہوگی - میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا سلام کی جگہ گالی بکتے ہوئے -

عرض - حضور اگر کسی کو یہ الفاظ کہدیئے ہیں ان کی تلافی کیونکر ہوگی -

ارشاد - اگر اس کے منہ پر کہے ہیں یا اس کو خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگے، اور اللہ سے توبہ کرے اور اگر منہ پر نہ کہا اور نہ خبر ہوئی تو صرف توبہ کافی ہے -

عرض - حضور یہ بھی کوئی حدیث ہے لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَامُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ -

ارشاد - یہ حدیث نہیں بلکہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے -

عرض - اس کے کیا معنی ہیں -

ارشاد - وعظ نہ کہے گا مگر امیر یا جس کو امیر نے حکم دیا یا اترانے والا -

عرض - حضور علماء مامور کی شق میں داخل ہونگے -

ارشاد - حاشا علماء خود امیر ہیں[ف۲] اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ سے علماء ہی مراد ہیں -

---

ف۱ : لڑکے کو حرامزادہ کہنا موجب حد قذف نہیں -

ف۲ : علماء امیر ہیں ان کی اطاعت سلاطین پر لازم اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ سے علماء مراد ہیں -

علماء نائب ہیں نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے حقیقۃً علماء ہی حاکم ہیں۔ علماء کی اطاعت فرض ہے سلاطین پر بشرطیکہ علماء ہوں۔

عرض۔ باخدا داریم کار و با خلائق کار نیست[ف۱] کا کیا مطلب ہے واقعات السنان میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب جو ہم اہل سنت کے نزدیک ہے وہ تم کو کیوں پسند ہوگا۔ اور جو تمہارا مطلب ہے وہ یقیناً کفر ہے۔

ارشاد۔ مسلمانوں کا کام مثلاً اگر عالم دین سے ہے تو اس لئے نہیں کہ وہ زید بن عمرو ہے بلکہ اس لئے کہ وہ عالم دین ہے تو یہ کام اس سے نہیں اللہ سے ہے اسی طرح صلحاء سے لیکر اولیاء انبیاء اور پھر سید الانبیاء صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم تک جو کچھ کسی سے کام ہوگا حقیقۃً اللہ ہی سے ہوگا۔ وہابیہ اگر اس مطلب کو لیتے تو مدد مانگنے اور پکارنے اور ان کے سوا اور مسائل میں مسلمانوں کو کافر مشرک نہ کہتے، اور جب یہ مطلب نہیں تو جو اس سے ظاہر ہے اس میں انبیاء اولیاء سب داخل اور ان سے کام نہ رکھنا یقیناً کفر ہے

عرض۔ حضور یہ مشہور ہے کہ جس مباح کو کفار منع کریں واجب ہو جاتا ہے۔

ارشاد۔ جس[ف۲] مباح کے ترک میں مسلمانوں کے لئے ذلت ہو وہ واجب ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ذلت پہنچانا حرام تو جس امر میں مسلمانوں کو ذلت پہنچے اس کا ترک واجب ہے۔

عرض۔ فتاوٰی[ف۳] عالمگیریہ کس کی تصنیف ہے۔

ارشاد۔ مولینا نظام الدین صاحب جو مجمع علماء کے سردار تھے۔ انکی تصنیف ہے۔

عرض۔ حضور پھر اس کو عالمگیریہ کیوں کہتے ہیں۔

ارشاد۔ سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کو جمع کر کے تصنیف کرائی، اور

ف۱: باخدا داریم کار و با خلائق کار نیست کا مطلب اور وہابیہ پر رد واشد

ف۲: جس مباح کے ترک میں مسلمانوں کی ذلت ہو واجب ہو جاتا ہے۔

ف۳: فتاوٰی عالمگیریہ کے مصنف،

اس میں کئی لاکھ روپیہ صرف کیا، کثیر کتب خانہ جمع کیا تمام کتابوں میں دیکھ دیکھ کر یہ فتاویٰ تصنیف ہوا۔

عرض۔ مناظرہ[ف۱] میں یہ شرط کرنا کہ جو مغلوب ہو غالب کا مذہب اختیار کرلے کیسا ہے۔

ارشاد۔ حرام ہے اور اگر دل میں ہے کہ دوسرا شخص غالب ہوگا تو وہ شخص اپنے مذہب کو چھوڑ دے گا تو یہ کفر ہے۔ ائمہ کرام کی تصریح ہے کہ جو شخص[ف۲] کفر کا ارادہ کرے مضافاً یا معلقاً ابھی کافر ہوگیا۔ مضافاً یہ کہ مثلاً ارادہ کرے کہ بیس برس بعد کفر کرے گا تو ابھی کافر ہوگیا کہ کفر پر راضی ہوا۔ اور معلق کی شکل یہ ہے کہ اگر وہ کام ہو جائے یا نہ ہو تو وہ شخص کفر کرے گا۔ ہاں اگر دل میں یہ ہے کہ یقیناً میں ہی غالب آؤں گا تو کفر نہیں۔

عرض۔ حضور اگر وہابیہ یہ کہیں کہ باری تعالےٰ کے لئے ظلم اس وجہ سے محال ہے کہ غیر مالک مستقل ہے ہی نہیں تو بالذات محال نہیں اس کا جواب کیا ہے۔

ارشاد۔ یوں[ف۳] تو کوئی شے محال بالذات نہ رہے مخالف پوچھے گا یہ کیوں محال ہے جب اس کی جگہ استحالہ بتائے گا وہ کہدے گا اس وجہ سے محال ہے نفس ذات میں استحالہ نہیں محال بالذات وہ ہے جس کی نفس ذات ابا کرے وجود سے اور وہ عرض بھی محال بالذات ہوتا ہے۔ جو اپنے وجود کے وقت ایسی شے سے متعلق ہوتا ہے جسکی نفس ذات ابا کرتی ہے وجود سے اور اگرچہ وہ شے مستقل نہیں تو جس کے ساتھ اس کا تعلق ہے اس کی نفس ذات ابا کرے اس کے وجود سے تو وہ بھی محال بالذات ہے وجہ استحالہ بیان کرنے سے شے محال بالغیر نہیں ہو جاتی۔ اللہ نے خبر دی

ف۱: مناظرہ میں یہ شرط کرنا کہ جو مغلوب ہو غالب کا مذہب اختیار کرے گا کیسا ہے۔

ف۲: جو کفر کا ارادہ کرے کہ فلاں دن کفر کریگا یا یہ کام ہو جائے گا یا نہ ہوگا تو کفر کریگا۔ محض اس ارادہ ہی سے فی الحال کافر ہو جائے گا۔

ف۳: محال بالذات اور بالغیر کا فرق اور وہابیہ کا رد

کہ خلاف بات ہو گی یا نہ ہوگی۔ اب اس کا خلاف ممکن ہے یا محال۔ ممکن تو ہے نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے تو محال بالغیر ہو گا۔ اب وہ غیر کیا ہے جس کے سبب سے یہ محال ہے وہ کذب الٰہی ہے۔ لازم آئے گا کہ کذب الٰہی محال بالذات ہو ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے اور ممکن بالذات پر کوئی شے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی (پھر فرمایا) کذب[ف۱] الٰہی کا امکان مان کر عقائد، ایمان، شرائع، ادیان کچھ بھی نہ رہے گا۔ ایمان کہتے ہیں اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کو۔ ہمارا ایمان ہے کہ قیامت آئے گی۔ پھر کیا سبب ہے کہ کوئی دلیل عقلی اس پر قائم نہیں سمعیات محضہ میں سے ہے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اخبار الٰہی ہیں اور جب اخبار الٰہی میں کذب ممکن ہوا تو اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کہاں سے آئے گا۔ پھر تو ہر بات میں یہ رہے گا کہ ممکن ہے جھوٹ کہہ دیا ہو تو نہ دین رہا نہ قرآن نہ اسلام رہا نہ ایمان۔

عرض۔ حضور اگر کلام لفظی میں کذب ممکن مانا جائے اور کلام نفسی کو اس سے پاک مانا جائے تو کیا خرابی ہے۔

ارشاد۔ کلام[ف۲] لفظی تعبیر کس سے ہے کسی معنی سے ہے یا یہ معنی سے علیحدہ الفاظ ہیں۔ ضرور ہے کہ معنی سے تعبیر ہے اور معنی کلام نفسی اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ صدق و کذب اولاً معنے کو عارض ہوا یا الفاظ کو ضرور ہے کہ معنی ہی کو عارض ہے اس کے ذریعہ سے الفاظ پر تو کذب کلام نفسی پر ہوا یا صرف کلام لفظی پر۔ معنے اگر مطابق واقع ہیں تو صادق ورنہ کاذب۔ الفاظ اگر اس کے موافق نہیں تو یہ صادق ہو گا تو وہ بھی صادق اور یہ کاذب تو وہ بھی کاذب اور اگر موافق نہیں تو تعبیر ہی نہ ہوئی۔ بشر کا کلام لیجئے۔ زید کے ذہن میں ایک معنی ہیں زیدٌ قائمٌ اب

ف۱: امکان کذب کا رو باز ع۔

ف۲: کلام لفظی میں کذب مانا جائے اور نفسی کو پاک جانا تو کیا خرابی ہے۔

اگر الفاظ میں زید لیس بقائم ہیں تو سرے سے اس کی تعبیر ہی نہ ہوئی۔ اور اگر زید قائم ہے تو معنی صادق ہوں گے تو یہ بھی صادق ہوگا اور وہ کاذب تو یہ بھی کاذب (پھر فرمایا) فا ہم تو کلام باری عزوجل میں لفظی و نفسی کا تفرقہ مانتے ہی نہیں۔ ہمارے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں۔ یہ متاخرین متکلمین کی غلطی ہے۔

عرض۔ متصلب سنی کو اعتراض کی نظر سے خبثاء کی کتابیں دیکھنا جائز ہیں یا نہیں۔

ارشاد۔ فقط متصلب ہونا کافی نہیں بلکہ عالم ہو پورا ماہر ہو وسیع نظر ہو اس کے ساتھ متصلب سنی بھی ہو کیا اعتماد رکھتا ہے اپنے نفس پر اور فا جو اپنے نفس پر اعتماد کرے اس نے بڑے کذاب پر اعتماد کیا۔ حدیث میں ہے: "اَلْقُلُوْبُ فِیْ اِصْبَعَیِ الرَّحْمٰنِ یُصَرِّفُھَا کَیْفَ یَشَاءُ" انسانوں کے دل رحمٰن کے دست قدرت کی دو انگلیوں میں ہیں پھیرتا ہے ان کو جسطرف چاہتا ہے۔ اس کے بعد مغرب کی نماز کا وقت آگیا۔ خود اعلیحضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالٰے عنہ نے قیام فا فرمانے سے پہلے حسب معمول یہ دعا پڑھی: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ایک خادم نے عرض کیا حضور اس کی فضیلت کیا ہے۔ ارشاد فرمایا حدیث میں ہے جو شخص جلسہ سے اٹھتے وقت اس دعا کو پڑھے گا جسقدر نیک باتیں اس جلسے میں کی ہونگی ان پر مہر لگا دی جائے گی کہ ثابت رہیں۔ اور جتنی بُری کی ہونگی وہ محو کر دی جائینگی۔

عرض۔ مخلوقات خالق تبارک و تعالٰے میں ہژدہ ہزار عالم کہ مشہور ہیں اس طرح ہوتے ہیں۔ اوّل عالم عقول دوم ارواح نو عالم افلاک چار عالم عناصر تین عالم موالید، مجموع اٹھارہ ہوتے اور خداوند عالم کے ہزار نام ہیں۔ ہر نام ان میں ایک تصرف مخصوص رکھتا

فا: کلام باری عزوجل میں تفرقہ کلام نفسی و لفظی متاخرین متکلمین کی غلطی ہے۔

فا: اپنے نفس پر اعتماد بڑے کذاب پر اعتماد ہے۔

فا: بیٹھے سے اٹھتے وقت کی دعا اور اس کا عظیم الشان فائدہ۔

ہے - جب اٹھارہ کو ایک ہزار میں ضرب دی جائے گی اٹھارہ ہزار ہونگے - بعض روایات سے سی صد و شست ہزار یعنی تریسٹھ ہزار تین سو پائے جاتے ہیں - بعض ستر ہزار بتاتے ہیں - بعض کے نزدیک اٹھارہ عالم ہیں عقلیہ، روحیہ، نفسیہ، طبعیہ، عنصریہ، مثالیہ، خیالیہ، برزخیہ، حشریہ، جنائیہ، جہنمیہ، اعرافیہ، رویتیہ، صوریہ، جمالیہ، جلالیہ یہ سترہ ہوتے ہیں - یقیناً ایک رہ گیا ہے وہ ارشاد ہو -

ارشاد - یہ کسی کا تخیل ہے اور غیر صحیح - اس کی تکمیل کیا ہو -

عرض - برزخ کی تعریف تو یہ ہے کہ وہ شے جو متوسط ہو درمیان دو شے کے، جسے دونوں سے علاقہ ہو سکے - جب ف۱ برزخ کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس کا مفہوم قبر ہوتا ہے سوال یہ ہے کہ برزخ سے مراد قبر ہے یا وہ زمانہ جو بعد مرنے سے قیامت یا حشر تک ہے -

ارشاد - نہ قبر نہ وہ زمانہ بلکہ وہ مقامات جن میں ارواح بعد موت حشر تک حسب مراتب رہتی ہے -

عرض - قیامت اور حشر کا فرق - قیامت وہ ہے جس میں سب موجودات فنا کئے جائیں گے اور حشر میں پھر از سرِ نو پیدا کئے جائیں گے - اگر برزخ کا زمانہ قیامت ہے تو بعد قیامت حشر تک کے زمانہ کا کوئی نام ہے یا نہیں اور قیامت کے کتنے عرصہ کے بعد حشر ہوگا -

ارشاد - وہ ساعت ف۲ ہے کبھی اسے قیامت بھی کہتے ہیں ورنہ قیامت و حشر ایک ہیں - ساعت و حشر کے درمیان جو زمانہ ہے اسے ما بین النفختین کہتے ہیں - حشر ف۳ چالیس برس بعد ہوگا -

---

ف۱ : برزخ سے کیا مراد -

ف۲ : ساعت و حشر کا فرق کبھی ساعت کو قیامت کہتے ہیں - قیامت و حشر ایک ہیں -

ف۳ : حشر ساعت سے کتنے زمانہ کے بعد ہوگا -

عرض ۔ درجات برزخ علیین اور سجین اوران کے سوا جو ہوں ارشاد ہوں۔

ارشاد ۔ علیین اور سجین برزخ ہی کے مقامات ہیں اور ہر ایک میں حسب مراتب تفاوت بے شمار۔

عرض ۔ درجات فقر ترتیب وار ارشاد ہوں کہ جب طالب سلوک کی راہ چلتا ہے تو اوّل کونسا درجہ حاصل ہوتا ہے پھر کونسا۔

ارشاد ۔ صلحا، سالکین، قانتین، واصلین۔ اب ان واصلوں کے مراتب ہیں نجبا نقبا۔ ابدال۔ بدلا۔ اوتاد۔ امامین، غوث۔ صدیق۔ نبی۔ رسول۔ تین پہلے سیر الی اللہ کے ہیں باقی سیر فی اللہ کے اور ولی ان سب کو شامل۔[1]

عرض ۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فضلات شریفہ پاک ہیں۔

ارشاد ۔ پاک[2] ہیں اور ان کے والدین کریمین کے وہ نطفے بھی پاک ہیں جن سے یہ حضرات پیدا ہوئے (پھر فرمایا) حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضور کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ دو متفرق پیڑ الگ الگ کھڑے تھے اور کچھ پتھر اِدھر اُدھر پڑے تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے جابر ان پیڑوں اور پتھروں سے جاکر کہدو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تم آپس میں مل جاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاکر فرمایا دونوں پیڑوں نے جنبش کی اور اپنے تمام رگ و ریشہ زمین سے نکالے، ایک ادھر سے چلا اور دوسرا ادھر سے اور دونوں مل گئے اور پتھروں نے ایک دیوار کی مثل ہوکر اڑنا شروع کیا اور درختوں کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضور وہاں تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی جب فارغ ہوکر تشریف لائے میں گیا اس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا ہو اسکو کھاؤں وہاں کچھ نہ تھا البتہ اس جگہ مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ فرمایا ان پیڑوں اور پتھروں

ف[1]: اولیاء کے درجے اور یہ کہ سیر الی اللہ صلحاء، سالکین، قانتین کی ہے باقی سیر سیر فی اللہ

ف[2]: انبیاء کے فضلات اور وہ نطفے جن سے انبیاء کی تخلیق ہوتی پاک ہیں۔

سے کہو اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں اس نیت سے گیا تھا کہ جو کچھ ملے اس کو تبرکاً کھاؤں۔ لیکن سوائے مشک کی خوشبو کے اور کچھ نہ پایا۔ فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین نگل لیتی ہے جو انبیاء سے خارج ہوتا ہے۔[1] (پھر مسکرا کر فرمایا) جو اچھی چیز ہوتی ہے اس کو زمین ہی نہیں چھوڑتی (پھر فرمایا)

سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام طاہر محض ہیں اور جو شے ان سے علاقہ رکھنے والی ہے سب طاہر ہاں اُن کے فضلات خود انکے حق میں ایسے ہی نجس ہیں جیسے فضلات ہمارے نزدیک نجس ہیں اور اگر ان سے کوئی فضلہ خارج ہو جو ہمارے لئے ناقض وضو ہے تو بیشک ان کا وضو بھی ٹوٹ جائیگا (پھر فرمایا) میری نظر میں امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی وقعت ابتداً امام بدر الدین محمود عینی شارح صحیح بخاری سے زیادہ تھی۔ فضلات شریفہ کی طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے امام ابن حجر نے ابحاث محدثانہ لکھی ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے اخیر میں لکھا ہے کہ فضلات شریفہ کی طہارت ان کے نزدیک ثابت نہیں۔ امام عینی نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں یہ سب ابحاث ہیں جو شخص طہارت کا قائل ہو اس کو میں مانتا ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لئے میرے کان بہرے ہیں۔ میں سنتا نہیں۔ یہ لفظ ان کی کمال محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ اُن کی وقعت بہت ہو گئی۔

عرض۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اعضائے شریفہ مثلاً موئے مبارک اور دندان مبارک اور ناخن شریف کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ یہ ناجائز و حرام ہے۔ ابتذال و توہین ہے جو چیز حرام کی گئی اس کی حلت کی کوئی وجہ نہیں وہ مباح نہیں ہو سکتی اگر تبرک چاہتا ہے پانی میں دھو کر پیئے۔

عرض۔ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلٰلًا طَيِّبًا میں طَيِّبًا کی قید کیسی ہے

ف۱: انبیاء علیہم السلام کے موئے مبارک یا دندان مبارک یا دنداں شریف کا کھانا حلال نہیں۔

ف۲: آیہ کریمہ ... کے معنی،

کیونکہ ہر حلال طیب ہے۔

ارشاد۔ جو چیز حلال ہو اور طیب ہو اسے کھاؤ یہ معنی ہیں (پھر فرمایا) ہر طیب حلال ہے اور ہر حلال فـ۱ طیب نہیں جو چیزیں مکروہ ہیں وہ طیبات سے خارج ہیں۔

عرض۔ آدمیوں کی ہڈی طیب ہے اور حلال نہیں۔

ارشاد۔ طاهر فـ۲ ہے طیب نہیں۔ طاہر کے معنی پاک کے ہیں اگر نماز میں پاس ہو تو حرج نہیں اور طیب کے معنی پاک جائز الاستعمال جس میں کسی جہت سے نقصان نہ ہو ناقص چیز کو خبیث کہا جاتا ہے طاہر عام ہے حلال اس سے خاص ہے طیب اس سے بھی خاص ہے

عرض۔ قیدی لوگ قید خانہ میں جو اشیاء بناتے ہیں گورنمنٹ ان کو فروخت کرتی ہے ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ ظلماً فـ۳ بنوائی گئی ہیں ناجائز ہے۔

عرض۔ پاگل خانہ کی اشیاء کا بھی کیا یہی حکم ہے۔

ارشاد۔ جو واقع میں پاگل فـ۴ ہیں ان کو ایک جگہ پر رکھنا ظلم نہیں بلکہ خلائق کو فائدہ پہنچانا ہے اور کام جو ان سے لیتے ہیں یہ روٹی کپڑے کے عوض۔

عرض۔ اوجھڑی کھانا کیسا ہے۔

ارشاد۔ مکروہ ہے۔

عرض۔ تفریحاً جھولا جھولنا کیسا ہے۔

ارشاد۔ شارع فـ۵ عام پر نہ ہو، مکان میں ہو کچھ حرج نہیں۔ یہ تو بدن کی ریاضت ہے

فـ۱: ہر حلال طیب نہیں

فـ۲: آدمی کی ہڈی طاہر ہے طیب نہیں۔ طاہر و طیب کا فرق۔

فـ۳: قیدیوں کی بنائی ہوئی چیزوں کا حکم۔ فـ۵: جھولا جھولنے کا حکم

فـ۴: پاگلوں کو پاگل خانہ میں رکھنے کا حکم اور ان کے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزوں کا۔

بعض امراض میں اطبا مفید بتاتے ہیں۔

عرض۔ حضور عورتوں کو بھی جائز ہے۔

ارشاد۔ کوئی نامحرم نہ ہو اور گھر کے اندر ہوں اور گانا نہ گائیں تو ان کے واسطے بھی جائز ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے اپنے نکاح کی کوئی خبر نہ تھی میں اپنے مکان میں جھولا[ف۱] جھول رہی تھی۔ کہ میری ماں مجھ کو اٹھا کر لے گئیں۔

عرض۔ کفار کے جنازے کے ساتھ جانا کیسا ہے۔

ارشاد۔ اگر اس[ف۲] اعتقاد سے جائے گا کہ اس کا جنازہ شرکت کے لائق ہے تو کافر ہو جائے گا۔ اور اگر یہ نہیں تو حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا اگر کافر کا جنازہ آتا ہو تو ہٹ کر چلنا چاہئے کہ شیطان آگے آگے آگ کا شعلہ ہاتھ میں لئے اچھلتا کودتا خوش ہوتا ہوا چلتا ہے کہ میری محنت ایک آدمی پر وصول ہوئی۔

عرض۔ ہندؤوں کے رام لیلا وغیرہ دیکھنے جانا کیسا ہے۔

ارشاد۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ مسلمان ہوتے ہو تو پورے مسلمان ہو جاؤ۔ شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے استدعا کی کہ اگر اجازت ہو تو نماز میں کچھ آیتیں توریت شریف کی بھی ہم لوگ پڑھ لیا کریں۔ اس پر یہ آیۂ کریمہ ارشاد فرمائی۔ توریت شریف پڑھنے کے واسطے تو یہ حکم ہوا، رام لیلا کے واسطے کیا کچھ حکم نہ ہوگا۔

عرض لگروے کھانے کا کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ جائز ہے مگر حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا اس وجہ سے کہ پیشاب ان ہی سے ہو کر مثانہ میں جاتا ہے۔

ف۱: ام المومنین عائشہ صدیقہ کا جھولا جھولنا۔ ف۲: کافر کے جنازے کے ساتھ جانے کا حکم۔ ف۳: کفار کے میلوں میں شرکت کا حکم

عرض۔ حضور یہ مانا ہوا ہے نجاست اپنے محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں جو فضلہ ہے وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ۔

ارشاد۔ اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا۔ اگر نجاست کو اس کے محل میں نجس مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہو جاتی۔

عرض۔ لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کوئی کافر کسی مسلمان پر غالب نہ ہوگا۔ حالانکہ واقع میں اس کے خلاف ہے

ارشاد۔ اس کے معنی ہیں کہ ہم نے کوئی ولایت نہیں رکھی کافروں کے واسطے مسلمانوں پر۔ ولایت کہتے ہیں حکم نافذ التصرف کو شاء او ابی چاہے مانے یا نہ مانے اور شریعت بھی اس کو قبول کرے۔ یہ بات کبھی حاصل نہ ہوگی کسی کافر کو کسی مسلم پر۔ والد اپنی نابالغ اولاد پر ولایت رکھتا ہے۔ یہ ان کا نکاح کر دے اور وہ چلاتے رہے ہمیں منظور نہیں۔ نکاح نافذ ہو گیا۔ بعد بالغ ہونے کے بھی کچھ اختیار نہیں۔ یا دو عادل مسلمان کسی پر گواہی دیں وہ کہہ رہا ہے یہ جھوٹے ہیں میں نے ایسا نہیں کیا وہ کہدیں کہ اس نے ایسا کیا گواہی نافذ ہو گئی۔

عرض۔ حضور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے آیا ہے: یَضَعُ الْجِزْیَۃَ اور ہماری شریعت میں جزیہ ہے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری شریعت کے ناسخ ہوئے۔

ارشاد۔ یہ حکم کس میں ہے انجیل میں ہے یا توریت میں ظاہر ہے کہ ان میں نہیں بلکہ حدیث میں ہے یہ خود حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا حکم ہوا۔ اگر حضور یہ فرماتے کہ جزیہ ہمیشہ ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آکر اتار دیتے تو البتہ نسخ ہوتا۔

ف۱: لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً کے معنی۔

ف۲: عیسیٰ علیہ السلام کے جزیہ اٹھا دینے نسخ شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیہ پر شبہہ اور اس کا جواب۔

عرض۔ حضور قرآن مجید میں ہے کہ مسلمانوں نے یہ دعا کی۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً ف۱ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس طرح سے کافروں کے ہاتھ میں بے دست وپا نہ کر دیئے جائیں گے کہ ان کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اگر اسلام سچا ہوتا تو ایسا کیوں ہوتا۔

ارشاد۔ یہ دعا کی تھی کہ کسی مسلمان کو فتنہ نہ کر یا ہم کو فتنہ نہ کر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا ہے: رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا ف۲ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہ قبول ہوئی اگر اس کے معنی یہ لئے جائیں کہ کبھی کوئی مسلمان کسی کافر کے فتنے میں نہ پھنسیگا تو پھر اس کے کیا معنی ہوں گے جو اصحاب الاخدود کے لئے فرمایا گیا: إِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ۔

عرض۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ف۳ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِيْ تو بعض انبیا شہید کیوں ہوئے۔

ارشاد۔ رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا انبیاء البتہ شہید کئے گئے رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيِّيْنَ فرمایا گیا نہ کہ يَقْتُلُوْنَ الرُّسُلَ عہ

عرض۔ حضور ف۳ مسلمان کتنا ہی بڑا گنہگار ہو لیکن کلمۂ اسلام پڑھتا ہے مسلمان پھر مسلمان ہے کافر سے بدتر تو کیا برابر بھی نہیں ہو سکتا قطع نظر یفعل ما یشاء کے کوئی وجہ کافر کو مسلمانوں پر مسلط ہونیکی نہیں معلوم ہوتی۔

ارشاد۔ اس کا جواب حدیث دے گی: كما تكونوا يولى عليكم جیسے تم ہوگے ویسا ہی حاکم تم پر بھیجا جائے گا۔

ف۱: آیۂ کریمہ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا الآیہ پر شبہ اور اس کا جواب

ف۲: و ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا پر شبہ اور اس کا جواب۔

عہ اور شہید ہو جانا مغلوبی نہیں غلبہ سے مراد غلبۂ حجت ہے کما سیاتی ۱۲ مولف غفرلہٗ

ف۳: کافر مسلمان پر کیونکر مسلط ہو سکتا ہے۔

عرض - حضورؐ کچھ بھی ہو آخر مسلمان تو ہیں ان کا غلبہ اسلام کا غلبہ اور ان کی مغلوبیت سے اسلام کی مغلوبیت حالانکہ یہ ثابت ہے : اَلْاِسْلَامُ يَعْلُوْا وَلَا يُعْلٰى : تو چاہیئے کہ مسلمان کبھی مغلوب نہ ہوں۔

ارشاد - اسلام کبھی مغلوب نہ ہوگا - مسلمان مغلوب ہو جائیں مسلمانوں کے مغلوب ہونے سے اسلام کی مغلوبیت نہیں - اسلام جب مغلوب ہوتا کہ کفار کی حجت مسلمانوں کی حجت پر غالب آجاتی : حجتهم داحضة ان کی حجت مغلوب ہے (پھر فرمایا) حدیث میں ہے اگر دنیا کی قدر اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو ایک گھونٹ اس میں سے کافر کو نہ دیتا - ذلیل ہے ذلیلوں کو دی گئی جب سے اسے بنایا ہے کبھی اس کی طرف نظر نہ اٹھائی - دنیا کی روحانیت آسمان و زمین کے درمیان جو میں معلق ہے - فریاد و زاری کرتی ہے اور کہتی ہے اے میرے رب تو مجھ سے کیوں ناراض ہے مدتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے "چپ خبیثہ" سورۂ زخرف شریف میں تو یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اندھے کہیں گے یہ کفر ہی حق ہے ورنہ ہم کافروں کے واسطے ان کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کی بنا دیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت سونے کے وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ۝ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ صرف اس بات پر کہ کفار کو دنیا بہت دی ہے اور ہم کو تھوڑی اس پر تو آپ جیسے عالم یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر سب دنیا انھیں دیدی جاتی اور ہم کو بالکل نہ ملتی تو نہ معلوم کیا حال ہوتا (پھر فرمایا) سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں - وہ لوگ جو دنیا میں سونے چاندی

ف: الاسلام یعلوا ولا یعلی ثابت ہے تو چاہیئے کہ مسلمان کبھی مغلوب نہ ہوں اس شبہ کا جواب

ف: دنیا عند اللہ سخت ذلیل ہے اگر مچھر کے پر کے برابر عزت ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ نہ دیتا۔

ف: سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں۔

سے محبت رکھتے ہیں قیامت کے دن پکارے جائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دور فرماتا ہے جیسے بلاتشبیہ بیمار بچے کو اس سے مضر چیزوں سے ماں دور رکھتی ہے۔ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝ آدمی اپنے منہ برائی مانگتا ہے جس طرح کہ اپنے لئے بھلائی مانگتا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ اس میں کتنا ضرر ہے یہ دعا مانگتا ہے اور وہ نہیں دیتا (پھر فرمایا) ارشاد ہوتا ہے: لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے کافروں کا اہلے گہلے شہروں میں پھرنا یہ تھوڑی پونجی ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بُرا ٹھکانہ ہے۔

عرض۔ احلیل میں اگر پچکاری لگائی جائے تو پانی جو پچکاری کا واپس آئے گا، وہ پاک ہے یا نہیں؟

ارشاد۔ ناپاک ہے اور ناقض وضو ہے۔

مولف۔ اعلیحضرت قبلہ کی حدت مزاج کا تذکرہ تھا: ایک صاحب نے عرض کیا: ایک تو مزاج گرم دوسرے علم کی گرمی، اس پر ارشاد فرمایا: حدیث میں ہے

إِنَّ الْحِدَّةَ تَعْتَرِي قُرَّاءَ أُمَّتِي لِعِزَّةِ الْقُرْآنِ فِي أَجْوَافِهِمْ

قراء محاورہ حدیث میں علماء کو کہتے ہیں یعنی میری امت کے علما کو گرمی آئے گی قرآن کی عزت کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے۔

عرض۔ حضور کشتی کرنا جائز ہے یا نہیں۔

ف۱: دنیا محبوبانِ خدا سے دور رکھی جاتی ہے۔

ف۲: قراء امتی کے معنی علماء امتی ف۲: کشتی لڑنے کا حکم

ف۳: حضرت خواجہ بہاء الحق مرید حضرت امیر کلال ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت کی بیعت کا دلچسپ واقعہ۔

ارشاد: کشتی جس طور پر آج کل لڑی جاتی ہے محمود نہیں، اس میں تن دری ہونی سے مجمع عام ہوتا ہے اور اس کے سبب نماز کی پابندی نہ کرے یا ستر کھولے تو حرام ہے۔ ہاں اگر خاص مجمع ہے اپنے ہی لوگ ہیں بند مکان میں نماز کی پابندی کے ساتھ بغیر ستر کھولے ہوئے لڑیں تو مضائقہ نہیں۔

حضرت بہاء الحق والدین خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالٰی عنہ بخارا میں حضرت امیر کلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کو دیکھا کہ مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے، اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے۔ حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کشتی میں شریک ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند عالم جلیل پابند شریعت، ان کے قلب نے کچھ پسند نہیں کیا۔ حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ یہ خطرہ آتے ہی غنودگی آگئی، دیکھا کہ معرکہ حشر بپا ہے ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے۔ یہ اس پار جانا چاہتے تھے، دریا میں اترے جتنا زور کرتے دھنستے جاتے، یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے، اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے نکال کر دریا کے اس پار کر دیا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ قبل اس کے کہ یہ کچھ عرض کریں، حضرت امیر کلال نے فرمایا: ہم اگر کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے۔ یہ سنکر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت کی۔

(پھر بتذکرۂ نفسی کشتی ارشاد فرمایا):

امام داؤد طائی[ف۱] امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے شاگردوں میں سے تھے امام نے جب دیکھا کہ ان کی دنیا کی طرف توجہ نہیں ان کو سب سے الگ کر کے پڑھانا شروع کیا، ایک دن تنہائی میں فرمایا: اے داؤد! آلہ طیار کر لیا مقصود کس دن حاصل کرو گے۔ ایک سال درس میں حاضر رہے پر رہا تھے کہ طلباء آپس میں مذاکرہ کرتے

ف۱: امام داؤد طائی تلمیذ امام اعظم کی نفس کشی

ان کو آفتاب سے زیادہ وجہیں روشن معلوم ہوتیں۔ نفس بولنا چاہتا مگر یہ چپ رہتے غرض ایک سال کامل سکوت فرمایا۔ جب ان کے والد ماجد کا انتقال ہوا، اسّی درہم اور ایک مکان ورثہ میں ملا۔ وہ درہم عمر بھر کے لیے کافی ہوئے اور مکان کے ایک درجے میں بیٹھا کرتے جب وہ گر گیا، دوسرے میں بیٹھنا شروع کیا۔ جب وہ اس قابل نہ رہا تو اور درجے میں! ادھر ان کی روح نے پرواز کیا۔ ادھر بعض صالحین نے خواب میں دیکھا کہ داؤد طائی نہایت خوشی کے ساتھ ہشاش بشاش دوڑتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ انھوں نے کبھی آپ کو اس حالت میں نہ دیکھا تھا۔ پوچھا کیا ہے، کیوں دوڑے جاتے ہو! فرمایا ابھی جیل خانہ سے چھوٹا ہوں۔ خبر پائی کہ وہی وقت انتقال کا تھا۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ۔

(پھر فرمایا) مسلمان عمر بھر کتنی ہی تنگی و مصائب میں رہے۔ ایک ہوا جنت کی دیں گے اور پوچھیں گے تم نے دنیا میں کیا تکلیف اٹھائی! کہیگا واللہ کوئی تکلیف نہ اٹھائی اور کافر کو ہزار برس تک ناز و نعم میں رکھا جائے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی جائے گرم ہوا بھی نہ لگنے پائے: قبر میں ایک جھونکا اسے جہنم کا دیں گے کہے گا واللہ مجھے دنیا میں کوئی آرام نہ ملا۔

(پھر فرمایا) وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا ؀ نعیم اور ملک کبیر دیتے ہیں دنیا کی ایک ذراسی تکلیف پر عقل تو گوارا نہیں کرتی کہ ملک کبیر آرام دنیا کی متاع قلیل کے بدلے چھوڑ دیا جائے مگر نفس اس کے عکس کو گوارا نہیں کرتا

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔ انسان اپنے قدموں کے نیچے دیکھتا ہے آگے نظر نہیں کرتا۔ یہاں کے آرام کو آرام سمجھتا ہے اور یہاں کی تکلیف کو تکلیف حالانکہ بہت سے آرام یہاں کے وہاں کی تکلیف ہیں اور بہت سی یہاں کی تکلیف وہاں کے آرام ہیں (پھر فرمایا) میرے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کے خالہ زاد بھائی

ف۱: مسلمان کے مصائب دنیا اور کافر کی راحتیں ہیچ ہیں۔

الف کا نام ب نہ جانتے تھے۔ یہاں ایک شخص صوفی بنے ہوئے تھے ان کے پاس آمدورفت زیادہ تھی۔ انھوں نے مذہب تفضیلیہ اختیار کر لیا۔ میرا پندرہ سولہ برس کا سن تھا میں انھیں حدیثیں سناتا اور سمجھاتا کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تفضیل باطل ہے وہ نہ مانتے افیون کے عادی تھے جب حج کو گئے اور تین منزل مدینہ طیبہ رہ گیا۔ افیون کی ڈبیہ نکالی کھانا چاہی فوراً بدن میں ایک جھرجھری پیدا ہوئی اور کہا کیا حضور کے سامنے بھی کھاؤں گا۔ اور ہاتھ سے پھینک دی۔ وہاں سے واپس آنے پر چند روز زندہ رہے۔ راہ میں افیون کھانا چھوڑ دیا تھا یہ (یعنی افیون کا کھانا) تھی بد عملی مگر وہ تھی عقیدے کی برائی اور عقیدہ کی برائی بدتر ہے بد عملی سے۔ مرتے وقت بیوی کو بلا کر کہا۔ میرا بھتیجا مجھے سمجھایا کرتا تھا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اب میں سمجھا کہ وہی حق تھا۔ اب تم شاہد رہو کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو احمد رضا کا ہے۔ میں نے ایک روز خواب میں دیکھا......عہ...... کہنے لگے تم نے وہ حدیث مجھ سے بیان نہیں کی تھی کہ جو دنیا میں ہنستے وہ وہاں روتے ہیں اور جو دنیا میں روتے ہیں وہ وہاں ہنستے ہیں (پھر فرمایا) تین چیزیں ضروری ہیں ایک لقمہ جس سے جان باقی رہے اور ایک پارچہ جس سے اپنا ستر ڈھانک لے اور ایک سوراخ جس میں گھس کر بیٹھ رہے۔ اس کے لئے حلال مال بہت مل سکتا ہے (پھر فرمایا) جب ف۱ نفس کمزور ہو جائے گا روح اور قلب قوی ہو جائے گا کھانا نہ کھائیے آٹھ دن کامل بیٹھتے رہیئے کچھ اثر نہ ہوگا۔

عرض۔ حضور یہ شعر کیسا ہے ؎

ارے یہ وہ ہیں عبد القادر محبوب سبحانی
کہ نابینا کو بینا چور کو ابدال کرتے ہیں

ارشاد۔ کوئی حرج نہیں۔ حضور ف۲ نے تو کافروں کو اوتاد و ابدال بنایا ہے (پھر فرمایا)۔

عہ: یہاں الفاظ کریمہ ساقط ہو گئے۔ مؤلف عفی عنہ

ف۱: نفس ضعیف ہوتا ہے تو روح و قلب قوت پاتے ہیں۔

ف۲: حضور غوث اعظم نے کافروں کو بعد ہدایت اوتاد و ابدال کر دیا۔

ایک صاحب پیر کامل کی تلاش میں تھے بہت کوشش کی مگر پیر کامل نہ ملا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ـــــ وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ضرور ہم انھیں اپنی راہ دکھائیں گے۔ یہ نٹو جو لوگ کہتے ہیں، ہم نے اسقدر مجاہدات کئے ہیں کچھ نہ ہوا۔ جھوٹے ہیں تاکید کے ساتھ فرمایا جاتا ہے لَنَهْدِیَنَّهُمْ حقیقتہً مجاہدہ ہی نہیں کرتے۔ خیر انکی طلب صادق تھی جب کوئی نہ ملا تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا اے رب تیری عزت کی قسم آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کر لوں گا۔ صبح کی نماز پڑھنے جا رہے تھے سب سے پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کئے آرہا تھا انھوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت بیعت لیجئے وہ حیران ہوا۔ بہت انکار کیا نہ مانے آخر اُس نے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ حضرت میں چور ہوں۔ یہ دیکھئے چوری کا مال میرے پاس موجود ہے۔ آپ نے فرمایا میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا بیعت کر لوں گا اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے اور اس چور کو مراتب دیئے۔ تمام مقامات فوراً طے کراتے ولی کیا اور اس سے بیعت لی اور انھوں نے اس سے بیعت لی (پھر فرمایا) طلب صادق کبھی خالی نہیں جاتی۔ دنیا میں جن چیزوں کو طلب کرتے ہیں وہ دو قسم ہیں ایک وہ کہ آپ طلب کریں اور وہ بھاگیں اور دوسری وہ جو اپنی جگہ پر رہیں کہیں بھاگ کر نہ جاتیں نہ آپ کی طرف آئیں اور یہاں فرمایا جاتا ہے جو میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اس کی طرف ایک گز آتا ہوں اور جو میری طرف دو گز آتا ہے اس کی طرف چار گز آتا ہوں اور جو میری طرف آہستہ آتا ہے میں اس کی طرف لپک کر آتا ہوں اور جو میری طرف لپک کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں (پھر فرمایا) حضرت سیدنا شاہ آل محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ مارہرہ شریف میں تشریف فرما ہیں۔ ایک صاحب سب سجادوں میں گھومے ہوتے مجاہدے ریاضتیں کئے ہوئے

فٹ: ایک طالب علم اور سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہ کا دلچسپ واقعہ۔

حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے یہی شکایت کی کہ اتنے برسوں سے طلب میں پھرتا ہوں مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ فرمایا ٹھہرو۔ ایک حجرہ میں خانقاہ شریف کے ٹھہرایا خادم کو حکم دیا انھیں مچھلی کھانے کو دی جائے اور پانی کا ایک قطرہ نہ دیا جائے اور بعد کھانے کے فوراً حجرہ باہر سے بند کر دیا جائے۔ خادم نے مچھلی دی جب وہ کھا چکے فوراً زنجیر بند کر دی اب یہ اندر سے چلاتے ہیں کہ مجھے پانی دیا جائے مگر کون سنتا ہے۔ صبح کو حضور نماز کے واسطے تشریف لائے خادم نے حجرہ کھولا کھلتے ہی پانی پر جا گرے اور جس قدر پیا گیا خوب پیا۔ نماز کے بعد حضرت نے فرمایا خیریت ہے عرض کیا حضور رات تو خادموں نے مار ہی ڈالا تھا کہ مجھے ایسی گرمی میں اول تو مچھلی کھانے کو دی۔ دوسرے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور پیاسا ہی حجرہ میں بند کر دیا۔ فرمایا پھر رات کیسی گذری۔ عرض کیا جب تک جاگتا رہا پانی کا خیال جب سویا سوائے پانی کے اور کچھ نہ دیکھا۔ فرمایا طلب صادق اس کا نام ہے کبھی ایسی طلب بھی کی تھی جس کی شکایت کرتے ہو وہ مجاہدات کئے ہوئے قلب صاف تھا۔ نفس کا جو دھوکا تھا فوراً کھل گیا اور مقصود حاصل ہو گیا۔ اپنے نام لینے والے کو وہ ضائع نہیں چھوڑتا (اسی سلسلہ میں فرمایا) سلطان[ف۱] عالمگیر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو ایک بہروپیئے نے صوفی بنکر دھوکا دیدیا۔ آپ نے حسب وعدہ انعام دینا چاہا۔ اس نے کہا خدا کا جھوٹا نام لینے سے تو تم جیسا بادشاہ میرے پاس حاضر ہوا سچا نام لوں گا تو کیوں نہ مجھ پر رحم فرمائے گا (پھر فرمایا)، یہی معنی ہیں حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے اس شعر[ف۲] کے

متاب از عشق رو گرچہ مجازیست
کہ آں بحر حقیقت کارسازیست

جو[ف۳] کسی کا تشبہ کرتا ہے اللہ اس کو بھی اسی گروہ میں شامل کر دیتا ہے مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ

ف۱: سلطان عالمگیر کو بہروپیے کا جواب

ف۲: حضرت جامی قدس سرہ السامی کے ایک شعر کے معنی

ف۳: صالحین سے تشبہ کا فائدہ فاسقین و کافرین سے تشبہ کا فرق

تشبہ کا یہ فائدہ ہوتا ہے (پھر فرمایا) یہ حاصل ہے ہماری نماز و روزہ کا صرف اصلی نمازیوں کا تشبہ ہے اور مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهُمْ ۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے لکھا ہے تو اجد[ف۱] سے وجد پیدا ہوتا ہے۔ تشبہ کی صورت یہ ہے کہ بہ تکلف وجد بنائے ہوتے ہوتے ہو جائے گا۔ ہاں یہ نیت نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں۔ یہ ریا ہے اور حرام ہے۔ حدیث میں ہے لَا تَمَارَضُوْا[ف۲] فَتَمْرَضُوْا بہ تکلف بیمار نہ بنو کہ حقیقۃً بیمار ہو جاؤ گے۔ دوسری حدیث سخت تر ہے: لَا تَمَارَضُوْا فَتَمْرَضُوْا فَتَمُوْتُوْا فَتُدْخَلُوا النَّارَ جھوٹے بیمار مت بنو کہ سچے بیمار ہو جاؤ گے اور مر جاؤ گے تو جہنم میں داخل ہو گے۔

عرض۔ تو حضور بہ تکلف بیمار بننا گناہ کبیرہ ہے۔

ارشاد۔ ہاں اگر یہ حدیث صحیح ہو تو کبیرہ ہو جائے گا کہ ایک[ف۳] تعریف کبیرہ کی یہ ہے کہ جس پر حدیث صحیح میں لعنت آئی یا وعید وارد ہوئی۔

عرض۔ صغیرہ کا استخفاف کبیرہ[ف۴] ہے۔

ارشاد۔ بعض وقت صغیرہ کا استخفاف کفر ہو جائے گا جبکہ اس کا گناہ ہونا ضروریاتِ دین سے ہو۔ علماء فرماتے ہیں کسی نے کوئی گناہ کیا اس سے لوگوں نے کہا تو بولا جواب دیا چہ کردہ ام کہ توبہ کنم۔ کفر، بہت[ف۵] سے صغائر ایسے ہیں جن کا معصیت ہونا ضروریات دین سے ہے مثلاً اجنبیہ سے مس[ف۶] و تقبیل صغیرہ ہے اِلَّا اللَّمَمَ میں داخل ہے مگر حلال جانے کافر ہے

ف۱: تواجد سے وجد حاصل ہوتا ہے۔

ف۲: بیمار بننے والے پر سخت وعید

ف۳: گناہ کبیرہ کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ جس پر حدیث صحیح میں لعنت یا وعید وارد ہے

ف۴: صغیرہ کا استخفاف کبیرہ بلکہ بعض وقت کفر تک لے جاتا ہے۔

ف۵ - بہت صغائر کا معصیت ہونا ضروریات دین میں داخل

ف۶ - اجنبیہ کو بشہوت مس کرنا یا اس کا بوسہ صغیرہ ہیں مگر حلال جاننے والا کافر

(پھر فرمایا) جس کو سمجھا کہ یہ ہلکا گناہ ہے فوراً صغیرہ سے کبیرہ ہو گیا۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں اس گناہ کو دوسرے گناہ سے نسبت دیتا ہے کہ اس سے چھوٹا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ گناہ کس کا کر رہا ہے۔ اگر دیکھتا تو یہ فرق نہ کرتا۔

عرض:۔ حضور چاند دیکھنے کے وقت ایک دعا آئی ہے: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا اس کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد:۔ دنیا میں ایمان خیر محض ہے اور کفر شر محض ان دونوں کے سوا کوئی چیز شرِ محض ہے نہ خیر محض آفتاب کے غروب ہونے کے بعد جب چاند روشن ہوتا ہے اس وقت سرکش و متمرد جن زمین پر منتشر ہوتے ہیں۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے اپنے بچوں کو روکے رہو مغرب[ف۱] سے عشا تک۔ بہت لوگ اس بات کو بہادری سمجھتے کہ جب لوگوں کی پہچل موقوف ہو اس وقت چلیں پھریں۔ یہ جہالت ہے حدیث میں ہے جب[ف۲] پہچل موقوف ہو باہر نہ نکلو اور اکیلے[ف۳] مکان میں تنہا سونے کو بھی لوگ فخر سمجھتے ہیں حالانکہ اس کو بھی منع فرمایا ہے۔ اس کے بعد کچھ واقعات مار گزیدہ اشخاص کے ذکر ہوئے اس پر ارشاد فرمایا حدیث میں ہے: أَعُوْذُ[ف۴] بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: جو صبح کو پڑھ لے گا تمام دن زہریلے جانوروں سے محفوظ رہے گا۔ اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک

عرض:۔ حضور[ف۵] گیند کھیلنا کیسا ہے۔

ارشاد:۔ عبث ہے اگرچہ صاحب ہدایہ نے ہر عبث کو حرام لکھا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ عبث باطل ہے حدیث میں ہے: كُلُّ لَهْوِ الْمُؤْمِنِ بَاطِلٌ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ مسلمان

ف۱: مغرب سے عشا تک بچوں کو باہر نکالنے کی حدیث میں کیوں ممانعت ہے۔

ف۲: جب رات کو پہچل موقوف ہو اس وقت تنہا باہر نکلنے کی حدیث میں کیوں ممانعت ہے۔

ف۳: اکیلے مکان میں تنہا نہ سونا چاہئے۔ ف۴: زہریلے جانور سانپ بچھو وغیرہ سے محفوظ رہنے کی دعا ف۵۔ گیند بلے کا حکم۔

کا ہر لہو باطل ہے - مگر تین باتوں میں اول گھوڑا پھرانا، دوسرے تیر اندازی تیسرے اپنی عورت سے ملاعبت - یہ ان تینوں باتوں میں داخل نہیں اس لئے باطل ہے -

(حضور ایک صاحب کی طرف متوجہ ہو کر حکم مسئلہ ارشاد فرما رہے تھے - ایک اور صاحب نے یہ موقع قدمبوسی سے فیضیاب ہونے کا اچھا سمجھا، قدمبوس ہوئے[ف۱] فوراً چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر[عہ] ہو گیا اور ارشاد فرمایا اس طرح میرے قلب کو سخت اذیت ہوتی ہے - یوں تو ہر وقت قدمبوسی ناگوار ہوتی ہے مگر دو صورتوں میں سخت تکلیف ہوتی ہے ایک تو اس وقت کہ میں وظیفہ میں ہوں، دوسرے جب میں مشغول ہوں اور غفلت میں کوئی قدمبوس ہو کہ اس وقت میں بول سکتا نہیں (پھر فرمایا) کہ میں ڈرتا ہوں خدا وہ دن نہ لائے کہ لوگوں کی قدمبوسی سے مجھے راحت ہو اور جو قدمبوس نہ ہو تو تکلیف ہو کہ یہ ہلاکت ہے - (پھر فرمایا) تعظیم[ف۲] اسی میں ہے کہ جس بات کو منع کیا جائے وہ پھر نہ کی جائے - اگرچہ دل نہ مانے - کون مسلمان ہے کہ جب حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنے تو سجدہ کرنے اور سر جھکا دینے کو اس کا دل نہ چاہے - واللہ العظیم اگر سجدہ کیا جائے تو مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں گے راضی نہ ہوں گے ورنہ ہم سے تو سجدہ بھی ان کی عظمت کے لائق نہیں ہو سکتا - ان کو فرشتوں نے سجدہ کیا ان کو جبرئیل[ف۳] نے سجدہ کیا -

عرض - حضور جبریل علیہ السلام نے بھی کسی وقت سجدہ کیا تھا -

ارشاد - تمام فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم تھا اور ایسا قطعی حکم کہ ایک جوان میں ملا ہوا تھا اس نے نہ مانا ملعون ابدی کر دیا گیا - اور ان میں سے جو نہ مانتا یہی حال ہوتا - مگر ملائکہ تو معصوم ہیں ائمہ دین فرماتے ہیں ملائکہ کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سجدہ کا جو

ف۱: قدمبوسی کی۔ ف۲: تعظیم یہی ہے کہ جس سے نہی کی جائے اسے نہ کیا جائے -

ف۳: نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل و ملائکہ نے سجدہ کیا -

عہ حضرت قدس سرہ کو اپنی قدمبوسی نہایت ناگوار ہوتی بارہا لوگوں کو اس سے سختی سے منع فرمایا ۱۲ مؤلف غفرلہ

حکم ہوا تھا وہ حقیقۃً سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تھا۔ آدم[ف۱] علیہ الصلوٰۃ والسلام قبلہ تھے جیسے کعبہ قبلہ ہے اور سجدہ اللہ کو۔ (پھر فرمایا) وہ فضائل[ف۲] جو عطا کئے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جیسے مردوں کو زندہ کرنا اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور ان کے سوا۔ ان کا اثر تو یہ ہوا کہ ان کے امتی بننے والے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ کس کے فضائل ہیں جو اس سرکار صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک پہنچ سکیں فرمایا گیا تمہارا دین یہ ہے، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، عبدہ پہلے ہے رسولہ بعد کو کہ عبد کے درجے سے نہ بڑھا دینا۔ احادیث میں کس قدر تاکید کے ساتھ سجدہ کی ممانعت فرمائی گئی کہیں فرمایا سجدہ بغیر اللہ حرام ہے کہیں فرمایا سجدہ اللہ کے لئے خاص ہے کہیں فرمایا سجدہ غیر اللہ کو نہ کرو اتنی احتیاطوں کے ساتھ سجدہ حرام کیا گیا ورنہ کیا جانئے کیا ہوتا (پھر اُن صاحب سے فرمایا)، اللہ آپ کو شر سے بچاتے اور امن وامان میں رکھے معاف فرمایئے غصّے میں ایسے الفاظ نکل گئے میں سچ کہتا ہوں کہ اس سے مجھے ایسی ناگواری ہوتی ہے گویا تیر سینہ سے پیٹھ کو نکل گیا۔

عرض۔ حضور[ف۳] اکثر دوکاندار جب کسی کو سودا قرض دیتے ہیں تو قیمت سے زیادہ لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ کوئی حرج نہیں غایت یہ کہ خلاف اولیٰ ہے۔

عرض۔ حضور عقد انامل بھی حدیث میں آیا ہے۔

ارشاد۔ کوئی خاص[ف۴] طریقہ اس کا حدیث میں مذکور نہیں البتہ ایک حدیث میں ہے: اُعْقُدْنَ الْاَنَامِلَ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُّسْتَنْطَقَاتٌ پوروں پر ذکر الٰہی کا شمار کرو کہ ان سے سوال ہوتا ہے یہ بولیں گے۔

عرض۔ حضور سحر میں قلب حقیقت ہو جاتا ہے یا نہیں۔

ف۱: سجدہ کے وقت آدم علیہ السلام قبلہ تھے اور سجدہ اللہ کو۔ ف۲: سجدہ تحیتاً حرام ہے

ف۳: قرض نقد سے زائد قیمت پر دینا جائز ہے۔

ف۴: حدیث میں عقد انامل کا کوئی خاص طریقہ تو نہیں ہاں حکم ہے۔

ارشاد سحر میں اصل شے بالکل متغیر نہیں ہوتی سحرۂ فرعون کے بارے میں فرمایا جاتا ہے سَحَرُوا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں ڈرا دیا۔ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کے خیال میں ان کے جادو سے یہ بات پیدا ہوگئی کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہیں۔ سلطان جہانگیر مرحوم جد سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے دربار میں ایک بازی گر آیا اور چند تماشے دکھاتے پھر عرض کی حضرت مجھے آسمان پر جانے کی ضرورت ہے ایک میرا دشمن آسمان پر ہے عورت کو حفاظت کے لئے محلات شاہی میں بھجوا دیجئے۔ خیر عورت بھجدی گئی اس نے پیچک نکال آسمان کی طرف پھینکی۔ اب یہ اس کچے ڈورے پر چڑھتا ہوا آسمان کی طرف چلا یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد شور و غل کی آوازیں آنے لگیں اور ایک ہاتھ آکر گرا پھر دوسرا پھر ایک پاؤں پھر دوسرا پھر سر اور دھڑ بھی جدا ہوکر گرا جس سے معلوم ہوا کہ دشمن غالب اور یہ مغلوب ہوا۔ عورت نے جب یہ خبر سنی محل سے نکل کر آئی تمام اعضاء جمع کئے پھر خوب آگ روشن کر کے مع ان اعضاء کے جل کر خاکستر ہوگئی۔ تھوڑی دیر میں دیکھا تو وہی بازی گر اسی ڈورے پر سے اترا چلا آتا ہے۔ اس نے حاضر ہوکر بادشاہ سے کہا کہ حضور کی توجہ سے میں اپنے دشمن پر غالب آیا۔ اب حضور میری بیوی کو محل سے بلوا دیں۔ یہاں حضور خود ہی حیران تھے کہ کون بازیگر اور کس کی بیوی ابھی ابھی تو دونوں آگ میں جل گئے جب اس نے تقاضا کیا تو بادشاہ نے ساری کیفیت بیان کی یہ راکھ جلی ہوئی پڑی ہے۔ اُس نے کہا حضور ہم غریبوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے گا۔ میری بیوی تو محل میں ہے میں تو حضور کے سپرد کر گیا تھا۔ اب بادشاہ اور تمام حاضرین حیران کہ اس کو کیا جواب دیں اس نے کہا اگر حضور اجازت دیں تو میں آواز دیکر محل سے بلا لوں بادشاہ کی اجازت پر اس نے آواز دی فوراً وہ عورت محل سے نکل آئی۔

عرض ۔ حضور والا اگر اس میں اعمال بد جیسے شیاطین سے استعانت وغیرہ نہ ہول

تو جائز ہے یا نہیں

ارشاد - اعمال جس میں کچھ نہ ہوں جیسے آج کل کے بھانمتی تماشے کرتے ہیں اس میں محض ہتھ پھیری ہوتی ہے - علمائے کرام فرماتے ہیں یہ بھی حرام ہے کہ اس میں دھوکا دینا ہے اور دھوکا دینا شریعت پسند نہیں فرماتی - حدیث میں ہے : مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا وہ ہم میں سے نہیں جو دھوکا دے - ہاں کافر حربی سے ایسا کرسکتا ہے ذمی سے نہیں کہ وہ ہماری امان میں ہے - لَھُمْ مَالَنَا وَعَلَیْھِمْ مَاعَلَیْنَا ایسے ہی مستامن ہے کہ اس کے لئے ایک سال تک ذمی کے احکام ہیں - غدر ہماری شریعت میں جائز نہیں -

عرض - معجزہ میں قلب ماہیت ہوتا ہے یا نہیں -

ارشاد - اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ قلب ماہیت محال ہے یا ممکن جو کہتے ہیں کہ محال ہے ان کے نزدیک پہلی حقیقت فنا ہو جاتی ہے - اور دوسری حقیقت رب العزت پیدا فرما دیتا ہے تو معجزہ میں تبدیلی حقیقت نہ ہوئی بلکہ تجدد ماہیت اور جو ممکن مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ معجزہ میں قلب حقیقت ہوتا ہے لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ معجزہ واقعی ہوتا ہے : قلنا لَھُمْ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خَاسِئِیْنَ وہ سب بندر ہو گئے اس میں کوئی شبہ نہیں یہ تاویل کہ ان کی عقلیں بندر کی سی ہو گئیں وہی لوگ کرتے ہیں جن کی عقلیں بندر کی سی ہیں - ان کے دل میں نصوص قرآنیہ کی عظمت نہیں - جتنے گمراہ ہوئے سب اسی دروازہ سے کہ انھوں نے نصوص میں تاویلیں کرنا شروع کر دیں جو نص اپنی اوندھی عقل کے موافق ہوئی خیر اور جہاں ذرا ورا ہوئی فوراً تاویل گھڑی - (پھر فرمایا) ان کی عقلیں بندر کی عقل سے بھی بدتر ہیں - بندر کے قلب میں عظمت ہے قرآن عظیم کی - ایک مرتبہ ننھے میاں (برادر خورد اعلحضرت قبلہ قدس سرہ العزیز) اپنی چھت پر قرآن عظیم پڑھ رہے تھے - سامنے دیوار پر ایک بندر بیٹھا تھا - یہ کسی کام کو اٹھکر گئے بندر دوڑتا ہوا سامنے دیوار پر گذرا اور اس پار جانا چاہتا تھا جیسے ہی قرآن عظیم کے محاذات پر آیا - قرآن عظیم کو سجدہ کیا اور اپنی راہ چلا گیا (پھر فرمایا) میں نے

بندر کو قیام کرتے دیکھا میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا۔ ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مؤدب بیٹھا سن رہا تھا جب قیام کا وقت آیا مؤدب کھڑا ہو گیا پھر جب بیٹھے وہ بھی بیٹھ گیا^ع^ وہ بندر تھا وہابی نہ تھا۔ حدیث میں ہے: مَا مِنْ شَیْئٍ اِلَّا وَیَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا مَرَدَۃُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ کوئی شے ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوائے سرکش جن اور آدمیوں کے (پھر فرمایا) وہ تو وہ ہیں اُن کے غلاموں کا کہنا ایسا مانتے ہیں کہ مطیع غلام ایسا نہ مانے گا۔ حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر اولیاء سے ہیں: فنفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم فی الدنیا والآخرۃ ..... آپ جنگل میں رہتے تھے۔ ایک شخص نے ایک بیل نذر مانا جب وہ خوب موٹا تازہ ہو گیا تو اس کو لے کر حضرت کی خدمت میں چلا طیار بہت تھا راستہ میں چھوٹ گیا۔ ہر چند تلاش کیا نہ ملا آخر مایوس ہو کر لوٹ آیا۔ ایک اور شخص کہ اس کے پاس ایک ہی بیل تھا تمام کھیتی وغیرہ کا کام اسی سے لیتا نہایت لاغر و نحیف ہو گیا تھا لیکر حاضر ہوا عرض کیا حضرت میرے رزق کا ذریعہ یہی بیل ہے دعا فرمائیے یہ دبلا بہت ہے اس میں طاقت آجائے۔ آپ کے پاس چند شیر بیٹھے تھے ایک کو اشارہ فرمایا وہ گیا اور اس بیل کا شکار کیا اور کچھ کھایا۔ پھر دوسرے کو اشارہ فرمایا وہ گیا اور کچھ کھایا اسی طرح سب نے کھایا اور وہ بیل ختم ہو گیا۔ یہ شخص اپنے دل میں کہنے لگا میں اچھی دعا کرانے آیا تھا کہ میرا دبلا بیل بھی ہاتھ سے گیا۔ تھوڑی دیر

ع جناب مرزا بیگ صاحب نے مجھ سے اس قسم کے سانپ کا واقعہ بیان کیا کہ انھوں نے مجلس میلاد شریف کی تھی جب خوب مجمع ہو گیا ایک سانپ تیزی سے آیا اور منبر کے نیچے بیٹھ گیا جب تک مجلس شریف ہوتی رہی بیٹھا سنتا رہا بعد ختم چلا گیا نہ آتے کسی کو آزار پہنچایا نہ جاتے۔ لوگوں نے بہت چاہا کہ اسے مار دیں مرزا صاحب فرماتے ہیں میں نے سب کو باز رکھا کہ یہ سرکاری مہمان کی حیثیت سے ہے میں ہرگز نہ مارنے دوں گا۔ ۱۲ مؤلف غفرلہٗ

میں اچھا موٹا تازہ بیل آیا جو اس آدمی سے چھوٹ گیا تھا اور سامنے آکر مودب کھڑا ہو گیا۔ فرمایا اسے اس کے بدلے میں لے لے اس نے لے تو لیا لیکن دل میں یہ خطرہ گذرا یہ شیر حضرت کی خدمت میں بیٹھے ہیں حضرت کے سامنے تک تو کچھ نہیں بولتے یہاں سے پھر مجھے اور اس بیل کو کھا لیں گے۔ آپ کو فوراً اس خطرہ پر اطلاع ہو گئی، اور کیوں نہ ہو جو اس کو جانتا ہے اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں فرمایا شیروں سے ڈرتے ہو۔ اب ان کے دل میں یہ خطرہ آیا کہ نہ معلوم کس کا بیل ہے کوئی پوچھے تو کیا کہوں گا خود ہی فرمایا تم سے کوئی نہ بولے گا۔ ایک شیر کو اشارہ فرمایا وہ ان کے ساتھ کتے کی طرح ہو لیا اور ان کی اور ان کے بیل کی حفاظت کی۔ آبادی کے قریب آکر وہ شیر واپس چلا گیا۔ (اسی سلسلہ میں فرمایا) ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے ان کی خدمت میں دو عالم حاضر ہوتے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تجوید کے بعض قواعد مستحبہ ادا نہ ہوئے۔ ان کے دل میں خطرہ گذرا کہ اچھے ولی ہیں جن کو تجوید بھی نہیں آتی۔ اس وقت تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا۔ مکان کے سامنے ایک نہر جاری تھی یہ دونوں صاحب نہانے کے واسطے وہاں گئے کپڑے اتار کر کنارے پر رکھدیئے اور نہانے لگے اتنے میں ایک نہایت مہیب شیر آیا اور سب کپڑے جمع کر کے ان پر بیٹھ گیا۔ یہ دونوں صاحب ذرا ذرا سی لنگوٹیاں باندھے اب نکلیں تو کیسے۔ علماء کی شان کے بالکل خلاف جب بہت دیر ہو گئی حضرت نے فرمایا کہ بھائیو ہمارے دو مہمان سویرے آئے تھے وہ کہاں گئے کسی نے کہا حضور وہ تو اس شکل میں ہیں تشریف لے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر ایک طمانچہ مارا اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا آپ نے اس طرف مارا اس نے اس طرف منہ پھیر لیا فرمایا ہم نے نہیں کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا چلا جا شیر اٹھ کر چلا گیا۔ پھر ان صاحبوں سے فرمایا تم نے زبانیں سیدھی کی ہیں اور ہم نے قلب سیدھا کیا۔ یہ ان کے خطرہ کا جواب تھا۔

ف: اولیاء کی خطرات قلب پر اطلاع کی حکایات

عرض - مندر میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد - اگر [ف۱] وہ کفار کے قبضہ میں ہے تو مکروہ و ممنوع ہے کہ وہ ماوائے شیاطین ہے اور اول تو مندروں میں جانا ہی کب جائز ہے۔

ایک روز بعد نماز ظہر باہر تشریف فرما ہوتے عالی جناب فاضل اکتساب مولوی چودہری عبد الحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف کنز الآخرۃ بھی حاضر تھے - ان سے ارشاد فرمایا کہ اس بار مجھے ۴۲ دن کامل بخار رہا کسی وقت کم نہ ہوا - انھوں نے عرض کیا جاڑا بھی آتا تھا - اس پر ارشاد ہوا جاڑا، طاعون اور وباقی امراض جس قدر ہیں اور نابینائی و یک چشمی برص - جذام وغیرہ وغیرہ کا مجھ سے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ یہ امراض تجھے نہ ہوں گے جس پر میرا ایمان ہے (پھر [ف۲] فرمایا) اس میں بھی خوف ہے کہ کوئی مرض نہ ہو بفضلہ تعالے بخار و دردسر و درد کمر تو اکثر رہتا ہے - ایک مرتبہ کمر میں بہت شدت سے درد ہوا اور اس کا اثر اعصاب پر پڑا کہ ہاتھ سیدھا [عہ] نہ ہوتا تھا (پھر فرمایا) بخار و [ف۳] دردسر تو مبارک امراض ہیں کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہوا کرتے ایک صاحب حضرات اولیائے کرام میں سے تھے ان کو دردسر لاحق ہوا تمام رات نوافل میں گزار دی اس شکریہ میں کہ مجھے وہ مرض دیا جو حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مرض ہے - اور یہاں یہ حالت ہے کہ جب کبھی دردسر ہوا تو یہی کوشش کی جاتی ہے کہ اول وقت نماز عشاء سے فارغ ہو جائیں - ایک صاحب کے رخسارہ پر لقوہ کا اثر ہو گیا تھا انھوں نے حاضر ہو کر حضور والا سے دعائے خیر چاہی ارشاد فرمایا لوہے کے

ف۱ : مندر میں نماز کا حکم

ف۲ : کوئی مرض نہ ہونا بھی خوف کی بات ہے ،

ف۳ : بخار اور دردسر مبارک امراض ہیں کہ انبیاء کے مرض ہیں -

عہ : اللہ اکبر کام اس حالت علالت میں بھی نہ چھوٹتا اسی مرتبہ کا واقعہ ہے کہ دوات سینہ اقدس پر رکھوالی اور لیٹے لیٹے ہی تحریر فرمایا ۱۲ [illegible]

پتھر پر سورۂ زلزال شریف کندہ کرا لیجئے اور اسے دیکھتے رہا کیجئے۔ف۱

عرض۔ حضور بسم اللہ کرانے کی کوئی عمر شرعاً مقرر ہے۔

ارشاد۔ شرعاً کچھ مقرر نہیں ہاں مشائخ کرام کے یہاں چار برس چار مہینے چار دن مقرر ہیں۔ف۲ حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عمر جس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی تقریب بسم اللہ مقرر ہوئی لوگ بلائے گئے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی تشریف فرما ہوئے بسم اللہ پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہرو حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ پڑھائے گا۔ ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا میرے ایک بندے کو بسم اللہ پڑھا قاضی صاحب فوراً تشریف لائے اور آپ سے فرمایا صاحبزادے پڑھئے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ نے پڑھا؛ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اور شروع سے لیکر پندرہ پارے حفظ سنا دیئے۔ف۳ حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب نے فرمایا صاحبزادے آگے پڑھئے فرمایا میں نے اپنی ماں کے شکم میں اتنے ہی سُنے تھے اور اسی قدر ان کو یاد تھے وہ مجھے بھی یاد ہو گئے۔

عرض۔ حضورف۴ کے کاکی ہونے کی کیا وجہ ہے

ارشاد۔ کاک کلچے کو کہتے ہیں حضرت کو ایک مرتبہ چند فاقے ہوتے تھے اور گھر بھر میں کسی کے پاس کچھ کھانے کو نہ تھا۔ اس وقت آسمان سے آپ کے واسطے کاکیں آئی تھی یوں کاکی مشہور ہو گئے (پھر فرمایا) حضرت شیخ ف۵ فرید الحق والدین گنجشکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ایک مرتبہ ۸۰ فاقے ہو چکے تھے۔ نفس بھوکا تھا الجوع الجوع پکار رہا تھا اس کے بہلانے کیلئے کچھ سنگریزے اُٹھا کر منہ میں ڈالے۔ ڈالتے ہی شکر ہو گئے جو

ف۱: لقوہ کا بہتر علاج ف۲: بسم اللہ کس عمر میں ہو

ف۳: حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت۔

ف۴: حضور کے کاکی کہے جانے کی وجہ ف۵: گنج شکر کہنے کی وجہ

کنکر منہ میں ڈالتے شکر ہو جاتا اسی وجہ سے آپ گنج شکر مشہور ہیں حضرت[ف۱] محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا لقب زر بخش ہے حضرت[ف۲] کی بخشش کی یہ حالت تھی کہ بادشاہ کے یہاں سے خوان بڑے بڑے قیمتی جواہرات کے لاکر رکھے گئے ایک صاحب حاضر تھے انھوں نے عرض کی: اَلْھَدَایَا[ف۳] مُشْتَرَکَۃٌ ارشاد فرمایا اما تنہا خوشتر یہ فرما کر سب ان کو دیدیتے.

حضرت سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس ہارون رشید نے روپے اشرفیوں کے خوان بھیجے ایک صاحب نے عرض کی: اَلْھَدَایَا مُشْتَرَکَۃٌ ارشاد فرمایا یہ امثال فواکہ کے لئے ہے کہ جو ہدیہ پیش کیا جاتے وہ تمام حاضرین میں مشترک ہوتا ہے ان کے سوا اور چیزوں کا یہ حکم نہیں۔ ان دونوں واقعوں کو لکھ کر ملا علی[ف۴] قاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اعتراض کیا کہ دونوں کا جواب آپس میں موافق نہیں اور میں نے اس کے حاشیے پر یہ جواب لکھا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ مقام تشریع میں تھے ان کے افعال و اقوال و احوال یہاں تک کہ انکی ایک ایک وضع سے استدلال کیا جاتا ہے اور یہ تھے مقام تبتل میں۔ ان کا مرتبہ اُن کے مرتبہ سے علیحدہ ہے یہاں غیر سے بالکل انقطاع ہے بخلاف اس کے ان کا ایک ایک فعل بلکہ ان کی پوشش تک حجت ہوتی ہے۔ ان کے تمام حالات منقول ہوتے ہیں کتب فقہ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ یوم الشک میں یعنی جس روز شبہ ہو کہ وہ رمضان کی پہلی ہے یا شعبان کی تیس آپ بعد ضحوۂ کبریٰ کے بازار میں تشریف لائے اور فرمایا روزہ کھولدو۔ اس وقت کی وضع منقول ہے کہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھے سیاہ لباس پہنے تھے سیاہ عمامہ باندھے تھے غرض کہ سوائے ریش مبارک کے کوئی چیز سفید نہ تھی اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا کہ سواد[ف۵] (سیاہ رنگ،

ف۱: حضرت محبوب الٰہی کا لقب زر بخش کیوں' ف۲: حضرت کے جود و کرم کی کیفیت ف۳: الہدایا مشترکۃ کا ایک جواب حضرت محبوب الٰہی کا اور اس کے خلاف امام ابو یوسف کا اور خلاف کی وجہ۔

ف۴: ملا علی قاری کے اعتراض کا جواب ف۵: سیاہ رنگ پہننے کے جواز کا حکم کہاں سے مستنبط ہے۔

کا پہنتا جائز ہے ۔ ایک صاحب نے سوال کیا آپ کا روزہ ہے یا نہیں چپکے سے کان میں فرمایا انا صائم میں روزے سے ہوں اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ مفتی[ف۱] خود یوم الشک میں روزہ رکھے اور عوام کو نہ رکھنے کا حکم دے غرض کہ حاصل جواب یہ ہے کہ آپ نے ان دونوں صاحبوں کے مراتب میں فرق نہیں کیا انھوں نے یہ کہا دونوں قولوں میں کتنا فرق ہے لیکن دونوں مرتبوں میں بھی تو کتنا فرق ہے ۔

عرض ۔ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں ۔

ارشاد ۔ جمہور کا مذہب[ف۲] یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں زندہ ہیں خدمت بحر انھیں سے متعلق ہے اور الیاس علیہ السلام بر (خشکی) میں ہیں پھر فرمایا، چار نبی[ف۳] زندہ ہیں کہ اُن کو وعدہ الٰہیہ ابھی آیا ہی نہیں یوں تو ہر نبی[ف۴] زندہ ہے : اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَے الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ بیشک اللہ نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کو خراب کرے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں ۔ انبیاء[ف۵] علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایک آن کو محض تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے موت طاری ہوتی ہے بعد اس کے پھر ان کو حیات حقیقی حسی دنیوی عطا ہوتی ہے غرض ان چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں اور دو زمین پر ۔ خضر و الیاس علیہما السلام زمین پر ہیں اور ادریس و عیسٰی آسمان پر (علیہما السلام)

عرض ۔ حضور ان پر موت طاری ہوگی ۔

ارشاد ۔ ضرور کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ (پھر فرمایا) جب یہ آیت نازل ہوئی کُلُّ مَنْ

ف۱ : یوم الشک میں مفتی روزہ رکھے عوام کو نہ رکھنے کا حکم دے ۔

ف۲ : خضر علیہ السلام نبی ہیں صحیح ہے ف۳ : چار انبیاء ایسے زندہ ہیں کہ ابھی ان پر وعدہ الٰہیہ آیا ہی نہیں ف۴ : ہر نبی زندہ ہے اس کا حدیث سے ثبوت

ف۵ : انبیاء پر ایک آن کو محض تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے موت طاری ہوتی ہے پھر انھیں حیات حقیقی حسی دنیاوی عطا ہوتی ہے ۔

علیہا فان جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونگے فرشتے خوش ہوئے کہ ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں جب دوسری آیت نازل ہوئی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ملائکہ نے کہا اب ہم بھی گئے۔

عرض ۔ حضور ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ کیا ہے ۔

ارشاد ۔ آپؑ[1] کے واقعہ میں علما کو اختلاف ہے اتنا تو ایمان ہے کہ آپ آسمان پر تشریف فرما ہیں ۔ قرآن عظیم میں ہے : وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا ۔ ہم نے ان کو بلند مکان پر اٹھالیا ۔ بعض روایات[2] میں یہ بھی ہے کہ بعد موت آپ آسمان پر تشریف لے گئے ۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک بار آپ دھوپ کی شدت میں تشریف لئے جاتے تھے دوپہر کا وقت تھا آپ کو سخت تکلیف ہوئی خیال فرمایا کہ جو فرشتہ آفتاب پر موکل ہے اس کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی عرض کی اے اللہ اس فرشتہ پر تخفیف فرما فوراً دعا قبول ہوئی اور اس پر تخفیف ہوگئی اس فرشتہ نے عرض کیا یا اللہ مجھ پر تخفیف کس طرف سے آئی ارشاد ہوا میرے بندے ادریس نے تیری تخفیف کے واسطے دعا کی میں نے اسکی دعا قبول ہوئی ۔ عرض کی مجھے اجازت دے کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں ۔ اجازت ملنے پر حاضر ہوا تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ حضرت کا کوئی مطلب ہو تو ارشاد فرمائیں ۔ فرمایا ایک مرتبہ جنت میں لے چلو عرض کی یہ تو میرے قبضے سے باہر ہے لیکن عزرائیل ملک الموت سے میرا دوستانہ ہے ان کو لاتا ہوں شاید کوئی تدبیر چل جائے ۔ غرض عزرائیل علیہ السلام آئے آپ نے ان سے فرمایا انھوں نے عرض کیا حضور بغیر موت کے تو جنت میں جانا نہیں ہو سکتا فرمایا روح قبض کر لو انھوں نے بحکم خدا ایک آن کے لئے روح قبض کی اور فوراً جسم میں ڈال دی آپ نے فرمایا مجھکو دوزخ و جنت کی سیر کراؤ حضرت عزرائیل علیہ السلام دوزخ پر لائے طبقات جہنم کھلواتے آپ دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے عزرائیل علیہ السلام وہاں سے لے آئے جب ہوش ہوا تو عرض کیا یہ تکلیف آپ نے اپنے ہاتھوں سے اٹھائی پھر جنت میں لے گئے

ف[1] : ادریس علیہ السلام کا آسمان پر ہونا ہمارا ایمان ہے جانیکا واقعہ علما میں مختلف فیہا ہے ۔

ف[2] : ادریس علیہ السلام کے آسمان پر جانے کی چند روایات ۔

وہاں کی سیر کرتے کے بعد عزرائیل علیہ السلام نے چلنے کے واسطے عرض کیا آپ نے التفات نہ فرمایا پھر دوبارہ عرض کیا آپ نے جواب نہ دیا پھر جب انھوں نے عرض کیا تو فرمایا اب چلنا کیسا جنت میں آکر بھی کوئی واپس جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایک فرشتہ کو ان دونوں میں فیصلہ کرنے کے واسطے بھیجا اس نے آکر پہلے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے سارا واقعہ سُنا پھر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کیوں نہیں تشریف لے جاتے ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ اور میں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں اور فرماتا ہے: وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا تم میں سے ہر ایک جہنم کی سیر کرے گا اور میں جہنم کی سیر بھی کر آیا ہوں اور فرماتا ہے، وَمَا ھُمْ مِّنْھَا بِمُخْرَجِیْنَ اور وہ لوگ جنت سے کبھی نہ نکالے جائیں گے اب میں جنت میں آگیا کیوں جاؤں حکم ہوا میرا بندہ ادریس سچا ہے اسکو چھوڑ دے

عرض - حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام کی لقا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد - لقا[ف۱] ثابت ہے (پھر فرمایا) کس نبی کو حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے لقا نہ ہوئی۔ سب[ف۲] اولین وآخرین وانبیاء ومرسلین نے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

در آں مسجد امام انبیا شُد
صف پیشیناں را پیشوا شُد

نماز اسرا میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

ف۱: حضرت خضر علیہ السلام کا حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لقا ثابت ہے۔

ف۲: سب اولین وآخرین نے بیت المقدس میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔

(پھر فرمایا) یہاں تمام انبیاء اور مرسلین کے ساتھ نماز پڑھی اور بیت المعمور ف۱ میں سب انبیاء اور امت مرحومہ نے بھی۔ کچھ لوگ پہلی صف میں تھے کچھ دوسری کچھ تیسری اور کچھ ان صفوں میں تھے جو بیت المعمور کے باہر تھیں فرق مراتب میں تھا ان میں کچھ کے کپڑے سپید تھے اور کچھ کے میلے۔ سپید والے صالحین ہیں اور میلے ہم جیسے گنہکار، پڑھی سب نے بیت المعمور میں۔

عرض۔ حضور ف۲ بعض لوگ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیتے ہیں پھر نیت باندھتے ہیں۔

ارشاد۔ نہیں چاہیئے بلکہ بعض لوگ تو پہلوانوں کی طرح جھٹکا بھی دیتے ہیں۔

عرض۔ حضور مسجد میں بدبو کے ساتھ نہ جانا چاہیئے اگر کوئی دوا بدبودار لگائی ہو تو کیا کرے۔

ارشاد۔ کھجلی وغیرہ میں اگر گندھک وغیرہ لگائی ہو تو مسجد کی حاضری معاف ہے

ایک صاحب فرائض کا ایک استفتا لائے کہ سوتیلی ماں کی اولاد کو ترکہ پہنچتا ہے یا نہیں اس پر ارشاد فرمایا یہ عجیب سوال ہے ایسا سوال اب تک نہیں آیا مستفتی یہ چاہتا ہے کہ دھوکے سے اس کے موافق لکھدیا جاتے اسوقت ضرورت اس بات کی ہے کہ جواب کے سوچنے سے پہلے سوال کو سمجھے کہ اس میں دھوکا تو نہیں ہے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب میرے پاس استفتا لائے کہ زوجہ نے ایک مکان اپنے شوہر کے ہاتھ بیع ف۳ بلا بدل کیا اب زوجہ کے مرنے کے بعد وہ مکان اس کے ترکہ میں ہوگا یا نہیں۔ میں نے کہا میں اس وقت تک فتویٰ نہیں دے سکتا جب تک بیعنامہ کی نقل نہ لاؤ۔ فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ بیع بلا بدل کے یہ معنی ہیں کہ بیع تو ہوتی لیکن اس کا معاوضہ قرض ہے ادا نہیں باطل ہے یعنی لا معاوضہ بیع کرنا اور ہمارے یہاں عرف میں بیع بلا بدل۔

ف۱: بیت المعمور میں سارے انبیاء اور امت مرحومہ نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔

ف۲: تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا پھر چھوڑ کر باندھنے کا حکم۔

ف۳: بیع بلا بدل کا حکم اور یہ کہ ہمارے عرف میں بیع بدل کسے کہتے ہیں۔

ہوا میں نے ان سائل سے کہا اگر بیع بلا بدل کی صورت ہوگی تو یہی ہوگی اسکے سوا نہیں ہوسکتی۔ غرض بیعنامہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہی صورت تھی وہ اسی مسئلہ کو شاہجہاں پور لے گئے اور لکھا لائے کہ بیع بلا بدل باطل ہے اور وہ مکان اس عورت کا ترکہ ہے مجھے لاکر دکھایا چھ سات مہریں بھی تھیں (پھر فرمایا) مجھے چاہیئے تھا کہ اسی وقت اس پر جواب لکھ دیتا۔ پھر فرمایا حضورؐ[ف۱] اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا خواہ حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر لیکن اکثر احکام ظاہر ہی پر فرماتے اور بعض دفعہ باطن پر بھی حکم فرمایا ایک شخص حاضر لایا گیا جس نے چوری کی تھی فرمایا: اقتلوہ: اس کو قتل کرو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے تو چوری کی ہے فرمایا: فاقطعوہ۔ اچھا ہاتھ کاٹا جاتے دہنا ہاتھ کاٹ لیا گیا۔ اس نے پھر چوری کی، بایاں پیر کاٹ لیا گیا اس نے پھر چوری کی بایاں ہاتھ کاٹ لیا گیا چوتھی بار پھر چوری کی، اور داہنا پیر کاٹ لیا گیا۔ پانچویں مرتبہ اس نے منہ میں کوئی شے چھپا کر رکھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا اقتلوہ یہ اسی کا نتیجہ تھا۔ بتذکرۂ اعداء و حاسدین ارشاد فرمایا میری اتنی عمر گذری لوگ میری مخالفت ہی کرتے ہیں۔ ایک طرف کفار کا نرغہ دوسری طرف حاسدین کا مجمع مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کہ مجموعۂ اعمال بھرا ہوا ہے سیفیاں بھری پڑی ہیں کوئی عمل کر لیجئے میں نے کہا جنہوں نے یہ تلواریں مجھے دی ہیں انھیں کا یہ حکم ہے کہ تلوار ہاتھ میں کبھی نہ لینا ہمیشہ ڈھال ہی سے کام لینا۔ چنانچہ کبھی کسی پر حربہ نہ کیا۔ سوائے ایک دفعہ کے کہ میں نے کرنا چاہا اور نہ ہوا۔ جس سے ثابت کر دیا گیا کہ تیرے کئے کچھ نہیں ہو سکتا ہم کرتے ہیں (پھر فرمایا[ف۳]) وہ خود ایسی مدد کرتا ہے کہ اپنے آپ

ف۱: حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم مختار ہیں چاہیں حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر مگر اکثر حکم ظاہر ہی پر فرمایا۔ ف۲: ایک شخص جس نے چوری کی تھی حضورؐ نے اس کے قتل کا حکم کیوں دیا۔ ف۳: بعض اپنی غیبی امدادوں کا ذکر۔

انتظام کرنیکی ضرورت نہیں - میری عمر ۱۹ سال کی تھی - اسوقت رامپور کو ریل نہ تھی - بیل گاڑی پر سوار ہو کر گیا - ساتھ میں عورتیں بھی تھیں - راستہ میں دریا پڑا گاڑی والے نے غلطی سے بیلوں کو اس میں ہانک دیا اس میں دلدل تھی بیل پہنچتے ہی گھٹنوں تک دھنس گئے اور نصف پہیہ گاڑی کا جتنا بیل زور کرتے اندر دھنستے چلے جاتے تھے اب میں نہایت حیران کہ ساتھ میں عورتیں ہیں اتر سکتا نہیں کہ دلدل میں خود دھنس جانے کا اندیشہ اسی پریشانی میں تھا کہ ایک بوڑھے آدمی جن کی صورت نورانی اور سفید ڈاڑھی تھی نہ اس سے پہلے انھیں دیکھا تھا نہ جب سے اب تک دیکھا تشریف لائے اور فرمایا کیا ہے میں نے تمام واقعہ عرض کیا فرمایا یہ تو کوئی بات نہیں گاڑی والے سے فرمایا ہانک اس نے کہا کدھر ہانکوں آپ دیکھتے ہیں دلدل میں گاڑی پھنسی ہے فرمایا ارے تجھے ہانکنا نہیں آتا ادھر کو ہانک یہ کہکر پہیہ کو ہاتھ لگایا فوراً گاڑی دلدل سے نکل گئی (پھر فرمایا) ایسی معونتیں تو الحمد اللہ بہت زائد ہوتیں - پہلی بار کی حاضری میں منیٰ شریف کی مسجد میں مغرب کے وقت حاضر تھا اُس وقت میں وظیفہ بہت پڑھا کرتا تھا اب تو بہت کم کر دیا ہے بحمد اللہ تعالےٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں - نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں خیر جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے تو مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبلہ رو وظیفہ میں مصروف ہیں میں صحن مسجد میں دروازہ کے پاس تھا اور کوئی تیسرا مسجد میں نہ تھا یکایک ایک آواز گنگناہٹ کی سی اندر مسجد کے معلوم ہوئی جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے فوراً میرے قلب میں یہ حدیث آئی اہل اللہ کے قلب سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے - میں وظیفہ چھوڑ کر ان کی طرف چلا کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں کبھی میں کسی بزرگ کے پاس بحمد اللہ تعالےٰ دنیاوی حاجت لیکر نہ گیا جب گیا اسی خیال سے کہ ان سے دعائے مغفرت

فا : بعض اپنی غیبی امدادوں کا ذکر فا۲ : اولیاء کی قلوب پر اطلاع

کراؤں گا۔ غرض دو ہی قدم ان کی طرف چلا تھا کہ ان بزرگ نے میری طرف منہ کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَخِیْ ھٰذَا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَخِیْ ھٰذَا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَخِیْ ھٰذَا میں نے سمجھ لیا کہ فرماتے ہیں ہم نے تیرا کام کر دیا اب تو ہمارے کام میں مخل نہ ہو میں ویسے ہی لوٹ آیا۔

(پھر فرمایا) بریلی[ف] میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوند زادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سُناتے مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا میرے والد ماجد قدس سرہٗ کی ممانعت کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لئے نہ جانا ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا ان کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا۔ وہ حجرہ میں چارپائی پر بیٹھے تھے مجھکو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے آخر مجھ سے پوچھا صاحبزادہ تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو۔ میں نے کہا میں ان کا پوتا ہوں فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے اور چارپائی کی طرف اشارہ فرمایا آپ یہاں تشریف رکھئے پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو۔ میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اس لئے نہیں آیا ہوں میں صرف دعائے مغفرت کے واسطے حاضر ہوا ہوں قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے اللہ کرم کرے اللہ کرم کرے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوتے ان سے خود ہی پوچھا کیا مقدمہ کیلئے آئے ہو۔ انھوں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا مولوی صاحب سے کہنا قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے: نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہو گیا۔

عرض۔ امام[ف] کو دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میں بے وضو ہوں اس نے بے وضو ہی نماز ختم کی تو کافر ہو گیا یا نہیں۔

ف: بریلی کے بعض مجاذیب کا ذکر   ف: بے وضو نماز پڑھنے کا حکم

ارشاد ۔ اگر لوگوں کی شرم کی وجہ سے اس نے وضو نہ کیا تو کفر نہ ہوگا حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا اور اگر معاذ اللہ استحقاراً ایسا کیا اور مسلمان سے ایسا متصور نہیں تو البتہ کفر ہو جائے گا۔

عرض ۔ نصاب کا مالک اگر نابالغ کو کر دے تو زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

ارشاد ۔ نہیں ہوگی کہ نابالغ مکلّف نہیں۔

عرض ۔ تملیک کس طرح ہوگی

ارشاد ۔ یا تو کچھ دے اور زبان سے کہے کہ میں نے تم کو یہ دے دیا یا دلالۃً تملیک پائی جائے جیسے کچھ دیا اور نیت ہبہ کی کی اور سمجھا گیا کہ مالک کر دیا تو ہبہ صحیح ہو جائے گا تعاطی[ف۱] سے بیع ہو جاتی ہے ہبہ تو دوسری چیز ہے پھر فرمایا، عورتوں[ف۲] کو زیور بنا دیتے ہیں اگر عرف عام میں وہاں مالک کر دینا سمجھا جاتا ہو تو عورت مالک ہو گئی۔ اگر عرف عام اس کا نہ ہو یا مختلف ہو تو نہیں۔

عرض ۔ نابالغ اگر مال فروخت کرے تو بیع ہوگی یا نہیں

ارشاد ۔ ولی[ف۳] کی اجازت پر موقوف ہے بشرطیکہ ثمن مثل (نرخ بازار) پر بیچے اور ثمن قلیل بقدر مَا یَتَغَابَنُ فِیْہِ النَّاسُ کا اعتبار نہیں۔

مؤلف ۔ چند علمائے کرام حاضر تھے حضور والا نے ان سے استفسار فرمایا وہ کونسا[ف۴] ہبہ ہے جو نابالغ کرے اور ولی کی اجازت نہیں بلکہ ممانعت ہے اور ہبہ صحیح ہو حالانکہ ولی کی اجازت پر بھی نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں سب نے سکوت کیا اور عرض کیا حضور ہی ارشاد فرمائیں فرمایا وہ ہبہ

ف۱ ، تعاطی سے بیع ، ہبہ دونوں ہو جاتے ہیں ف۲ ، زیور بنا کر عورت کو دیدیا تو کس صورت میں وہ اس کی مالک ہوگی اور کس میں نہیں ۔ ف۳ ، نابالغ کی بیع کا حکم ف۴ ، وہ کونسا ہبہ ہے کہ نابالغ کرے اور اس میں ولی کی اجازت نہ ہو بلکہ ممانعت ہو جب بھی صحیح ہے ۔

ثواب کا سبب کہ گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔

عرض۔ حضور اس ثواب کے ہبہ کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

ارشاد۔ ہاں[ف۱] اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں اختلاف[ف۲] اس میں ہے کہ وہ ثواب اگر چند آدمیوں کو ہبہ کیا جائے تو وہ تقسیم ہو کر پہنچے گا یا اتنا ہی سب کو ملے گا اور صحیح یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے اتنا ہی اتنا سب کو ملے گا۔ اور وہابیہ[ف۳] نے لکھا ہے کہ یہ نیابت ہوتی یعنی اس ہبہ کرنے والے نے اس کی طرف سے یہ عمل کیا اب اس کے لئے کوئی ثواب نہیں اور معتزلہ[ف۴] مطلقاً پہنچنے کا انکار کرتے ہیں۔

عرض۔ علم[ف۵] منطق سے علم بیان افضل ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ ہاں فلاسفہ کی بنائی ہوئی منطق سے تو افضل ہی ہے۔

عرض۔ حضور شریعت کی منطق

ارشاد۔ ہاں شریعت[ف۶] کی منطق بے شک علم بیان سے افضل ہے۔

عرض۔ اس کی کیا تعریف ہے۔

ارشاد۔ وہ[ف۷] ایک ایسا قانون ہے جس کی مراعات خطائے کفر سے بچاتی ہے۔

عرض۔ حضور اس کے جاننے والے بھی ہوتے ہیں

ارشاد۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں کیا تھا جس سے وہ خطائے کفر سے بچتے تھے حالانکہ فلاسفہ کی منطق اس وقت تھی بھی نہیں اور پھر ائمہ

ف۱: ثواب بخشنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے   ف۲: یہ مختلف فیہ ہے کہ چند آدمیوں کو جو ثواب پہنچایا وہ سب کو اتنا ملے گا یا تقسیم ہو کر حصہ رسدی۔

ف۳: وہابیہ کہتے ہیں کہ ثواب بخشنے والے کو کچھ ثواب نہیں ملتا۔

ف۴: معتزلہ سرے سے ثواب پہنچنے ہی کے منکر ہیں   ف۵: علم بیان افضل ہے یا علم منطق

ف۶: افضل ہے شریعت کی منطق   ف۷: شرعی منطق کی تعریف

مجتہدین کونسی منطق جانتے تھے۔

عرض۔ علمائے ظاہر میں کوئی ایسا گزرا یا نہیں۔

ارشاد۔ میں جس کو بتاؤں گا آپ کہیں گے یہ علمائے باطن میں سے تھے۔ شریعت کی منطق ایک نور کا نام ہے جس کو خدا عطا فرمائے آپ چاہیں کہ ظلمت والوں میں کوئی ایسا ہو میں ظلمت والوں سے کس کو لاؤں جو نور والا ہو۔

عرض۔ علم ظاہری میں وہ کونسا علم ہے۔

ارشاد۔ وہ علم اصول فقہ و حدیث ہے اور باقی یہ سب منطق و فلسفہ تو فضول ہے حضرت مولٰنا فرماتے ہیں ؎

چند خوانی حکمت یونانیاں ۔۔۔ حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

پائے استدلالیاں چوبیں بود ۔۔۔ پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

گر باستدلال کار دیں بُدے ۔۔۔ فخر رازی راز دار دیں بدے

(پھر فرمایا) استدلال پر دار و مدار دو باتوں کی طرف لے جاتا ہے یا حیرت یا ضلالت امام فخر الدینؒ رازی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نزع کا جب وقت آیا شیطان آیا کہ اس وقت شیطان پوری جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے اگر اس وقت پھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹے گا۔ اس نے ان سے پوچھا کہ تم نے عمر بھر مناظروں بحثوں میں گزاری۔ خدا کو بھی پہچانا آپ نے فرمایا بے شک خدا ایک ہے۔ اس نے کہا اس پر کیا دلیل۔ آپ نے ایک دلیل قائم فرمائی وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے اس نے وہ دلیل توڑ دی۔ انھوں نے دوسری دلیل قائم کی اُس نے وہ بھی توڑ دی۔ یہاں تک کہ ۳۶۰ دلیلیں حضرت نے قائم کیں اور اس نے سب توڑ دیں۔ اب یہ سخت پریشانی میں اور نہایت مایوس۔ آپ کے پیر حضرت نجم الدین کبریٰ رضی اللہ

ف: امام فخر الدین رازی کا وقت نزع شیطان لعین سے مباحثہ اور بالآخر پیر کی امداد سے نجات۔

تعالےٰ عنہ کہیں دور دراز مقام پر وضو فرما رہے تھے وہاں سے آپ نے آواز دی کہ کیوں نہیں دیتا کہ میں نے خدا کو بے دلیل ایک مانا ہے

آفتاب آمد دلیل آفتاب
گر دلیلے خواہی از وے رو متاب

عرض ، حضور دوربین سے آسمان نظر آتا ہے یا نہیں ۔

ارشاد ۔ ہم اپنی آنکھوں سے تو آسمان دیکھ رہے ہیں ۔ کیا دوربین لگانے سے اندھا ہو جاتا ہے کہ بغیر دوربین کے دیکھتے ہیں اور دوربین سے سوجھائی نہ دے ۔ ہمارا ایمان ہے کہ جس کو ہم دیکھ رہے ہیں یہی آسمان ہے : اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۔ وَزَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ ۔ وَاِلَی السَّمَآءِ كَیْفَ رُفِعَتْ : کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان[ف۱] کو نہیں دیکھا ہم نے اس کو کیسا بنایا اور ہم نے اسکو کیسی زینت دی اور اس میں کوئی شگاف نہیں ہم نے اسے خوبصورت بنایا دیکھنے والوں کے واسطے کیا وہ آسمان کو نہیں دیکھتے کیسا بلند بنایا گیا ۔ فلاسفہ بھی یہی کہتے ہیں کہ جو نظر آتا ہے یہ آسمان نہیں آسمان شفاف بے لون ہے ۔ (پھر فرمایا) اس میں اکذب کون جسکی تکذیب کرے قرآن (پھر فرمایا) نجات[ف۲] منحصر ہے اس بات پر کہ ایک ایک عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ایسا پختہ ہو کہ آسمان و زمین ٹل جائیں اور وہ نہ ٹلے پھر اس کے ساتھ ہر وقت خوف لگا ہو علمائے[ف۳] کرام فرماتے ہیں جس کو سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کا ایمان سلب ہو جائے گا ۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں اگر آسمان سے ندا کی جائے کہ تمام روئے زمین کے آدمی بخشدیئے گئے مگر ایک شخص تو میں

ف۱ : جو نظر آتا ہے یہی آسمان ہے یہ ایمان ہے ف۲ : نجات کا کاہے پر انحصار ہے

ف۳ : جسے سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کے سلب ایمان کا اندیشہ ہے ۔

خوف کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں اور اگر ندا کی جاتے روئے زمین کے تمام آدمی دوزخی ہیں سوائے ایک شخص کے تو میں امید کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں۔ خوف و رجا کا مرتبہ ایسا معتدل ہونا چاہیئے (پھر فرمایا) خیر یہ تو حضرت عمر کا تھا رضی اللہ تعالےٰ عنہ، لیکن کم سے کم ہر مسلمان کو اتنا تو ہونا ہی چاہیئے کہ صحت و تندرستی کے وقت خوف غالب ہو اور مرتے وقت رجا۔ حدیث میں ہے ہر جھٹکا موت کا ہزار ضرب تلوار سے سخت تر ہے ملائکہ ڈبوچے بیٹھے رہتے ہیں ورنہ آدمی تڑپ کر نہ معلوم کہاں جاتے اس وقت اگر معاذ اللہ کچھ اس طرف سے ناگواری آئی تو سلب ایمان ہو گیا اس لئے اس وقت بتایا جاتے کہ کس کے پاس جا رہا ہے۔

عرض ۔ اگر خدائے تعالےٰ کے سمیع و بصیر ہونے پر ایمان ہے تو کبیرہ تو درکنار صغیرہ بھی نہیں ہو سکتا۔

ارشاد ۔ ایمان اور ہے اور شہود اور ۔ ایمان ارتکاب سیئات کے منافی نہیں ہاں اگر شہود ہو گا تو بے شک کبیرہ تو درکنار صغیرہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اکابر اولیاء پر بھی اکل و شرب و نوم کے وقت ایک گونہ غفلت دی جاتی ہے ورنہ کھانے پینے پر قادر نہ ہوں (پھر فرمایا) غفلت مطلقہ کفر ہے اور غفلت غالبہ فسق اور تذکر غالب ولایت اور تذکر مطلق نبوت پھر تذکر غالب میں بھی مراتب ہیں۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ

یہ وہی تذکر غالب ہے اور غفلت مطلقہ یہ ہے جسے حضرت مولانا فرماتے ہیں ؎

ف۱: موت کے جھٹکے کی تکلیف کا بیان۔

ف۲: ایمان اور ہے اور شہود اور ایمان منافی ارتکاب معاصی نہیں شہود ہو تو صغیرہ نہ ہو گا۔

ف۳: اللہ عزوجل سے غفلت مطلقہ کفر اور غفلت غالبہ فسق تذکر غالب ولایت تذکر مطلق نبوت۔

اہلِ دنیا کافران مطلق اند — روز و شب در زقزق و در بق بق اند
اہلِ دنیا چہ کہیں وچہ مہیں — لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ اجمعین
چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

عرض :حضور بچہ سے محبت تو بچہ ہونے کی بناء پر ہوتی ہے اللہ کے واسطے کون کرتا ہے۔

ارشاد :الحمد للہ کہ میں نے مال من حیث ہو مال سے کبھی محبت نہ رکھی صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے اسی طرح اولاد من حیث ہو اولاد سے بھی محبت نہیں صرف اس سبب سے کہ صلۂ رحم عمل نیک ہے اس کا سبب اولاد ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں میری طبیعت کا تقاضا ہے۔

عرض :حضور بیوی بچہ کے سبب سے اکثر اوقات انسان گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ارشاد :پھر اس کا کیا علاج اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : یاایھا الذین اٰمنوا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لکم فاحذروھم اور فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ اور فرمایا ہے : یاایھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فاولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ اے ایمان والو تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں تم ان سے بچو اور تمہارے مال و اولاد فتنہ ہیں اور اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو خدا کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ میں ہیں۔ ایک بار امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما در اقدس میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے سینے سے لگا لیا اور فرمایا : اِنَّكُمْ لَتُجَبِّنُوْنَ وَلَتُبَخِّلُوْنَ تم لوگوں کو نامرد کر دیتے ہو اور بخیل بنا دیتے ہو۔

ف : مولانا کے ارشاد اہل دنیا کافران مطلق اند الخ کے معنی

چونکہ ازواج واولاد کو دشمن بتایا گیا تھا ممکن تھا کہ کوئی سمجھ لیتا ان کو تکلیف دینا چاہیئے لہذا اسی جگہ فرما دیا: وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ اور اگر تم معاف کر دو اور درگذر کر دو اور بخشدو تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

عرض - کامدار جوتہ کا کیا حکم ہے -

ارشاد - اگر جھوٹا کام ہے تو مطلقاً مکروہ ہے حتی کہ عورتوں کو بھی اور اگر سچا ہے تو تو چار انگل سے کم مردوں کو جائز ہے اس سے زیادہ نہیں اور عورتوں کو مطلقاً جائز ہے [ف۱]

مؤلف - ایک مسئلہ طلاق پیش ہوا - جس میں لکھا تھا کہ زید نے کہا میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا - اس پر ارشاد فرمایا کیا خوب اب اگر لکھنے والے کی غلطی کہی جائے تو اور حکم ہوتا ہے اور اگر انہی الفاظ کو صحیح مانا جائے تو حکم بدل جائے گا یوں کہنا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا اسکے معنی یہ ہوں گے کہ اس نے اپنی بی بی کو طلاق دلوانے کے لیے دوسرے کے حوالے کر دیا اور اس میں طلاق نہیں پڑے گی اور اگر یوں کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا تو طلاق ہو جائے گی اس قدر دھوکے دے کر سوال کرتے ہیں۔ [ف۲]

عرض - شیخ سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلافِ [ف۳] سنت ہے تو اس سے پھرنا کیسا -

ارشاد محرومی اور انتہائی گمراہی ہے -

عرض - اگر زید نے ایک وقت شیخ پر اعتراض کیا اور دوسرے وقت نادم ہوا تو کیا اب بھی اس پر کوئی الزام ہے -

ارشاد - اس پر کوئی الزام نہیں ، اَلنَّدَمُ [ف۴] تَوْبَةٌ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ -

---

ف۳ : جامع الشروط شیخ سے پھر جانے کا حکم -

ف۴ : ندامت توبہ ہے اور تائب ایسا ہے جیسا وہ جس نے گناہ کیا ہی نہیں -

ف۱ : کامدار جوتے کا حکم ف۲ : "میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا" اس سے طلاق ہوگی یا نہیں

عرض۔ درمختار کبیری صغیری میں لکھا ہے کہ رکوع میں دونوں ٹخنوں کو ملانا سنت ہے۔

ارشاد۔ ف۱ یہ کہیں ثابت نہیں۔ دس بارہ کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے اور سب کا منتہیٰ زاہدی ہے۔

عرض۔ ایک مریض کا گلا پھول گیا ہے اس کے لیے کوئی دعا ارشاد ہو۔

ارشاد۔ ف۲ اَمْرًا اَبْرَمُوْا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ لکھ کر گلے میں ڈال لیا جائے۔

عرض۔ حضور نئی روشنی والے کہتے ہیں کہ خطبہ سے مقصود عوام کو ترغیب و ترہیب و تذکیر ہے اگر اردو میں نہ پڑھا جائے تو یہ فائدہ نہ ہوگا تو خطبہ معاذاللہ بیکار ہو جائے گا۔

ارشاد۔ ف۳ صحابہ کرام کے زمانہ میں عجم کے کتنے ہی شہر فتح ہوئے کئی ہزار منبر نصب ہوئے کئی ہزار مسجدیں بنائی گئیں کہیں منقول نہیں کہ صحابہ نے ان کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو اس واسطے کہ وہ جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقف ہیں تمام ماکان وما یکون سے تمام وقائع گزشتہ وآئندہ کی آپ کو خبر ہے۔ حضور کو یہ معلوم تھا کہ ہندی، حبشی، رومی، عجمی ہر زبان والے مسلمان ہوں گے۔ عربی نہ سمجھیں گے اور کبھی اجازت نہ دی کہ ان کی زبان میں خطبہ پڑھا جائے۔ خود دربار اقدس میں رومی، حبشی، عجمی ابھی تازہ حاضر آئے ہیں۔ عربی ایک حرف نہیں سمجھتے مگر کہیں ثابت نہیں کہ حضور نے ان کی زبان میں خطبہ ارشاد فرمایا ہو یا کچھ خطبہ عربی میں اور کچھ انکی زبان میں فرمایا ہو ایک حرف بھی انکی زبان کا خطبہ میں منقول نہیں: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

اب رہا یہ اعتراض کہ پھر تذکیر سے فائدہ کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ دو دو پیسے

ف۱۔ رکوع میں ٹخنوں کا ملانا ثابت نہیں ف۲۔ گلا پھولنے کا علاج

ف۳۔ اردو میں خطبہ پڑھنا خلاف سنت متواتر ہے

ف۴۔ اس شبہ کا جواب کہ اردو میں خطبہ نہ ہوگا تو تذکیر کا کیا فائدہ ہوگا۔

کی نوکری کے واسطے عمریں انگریزی میں گنواتے ہیں اور عربی زبان جو ایسی متبرک اسی میں ان کا قرآن ان کا نبی عربی ان کی جنت کی زبان عربی اس کے لئے اتنی کوشش بھی نہ کریں کہ خطبہ سمجھ سکیں۔ یہ اعتراض تو انھیں پر پڑے گا نہ کہ خطیب پر۔

عرض : وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ کی تفسیر میں عَنْ وِلَایَةِ عَلِیٍّ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ روافض کے نزدیک یہ تفسیر ہے۔

عرض۔ قُلْ فا لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی کے کیا معنی ہیں

ارشاد۔ اس کی دو تفسیریں ہیں : ایک تو یہ کہ کوئی قبیلہ کفار مکہ کا ایسا نہ تھا جو سرکار سے قرابت نہ رکھتا ہو اور قبیلہ والے کے ساتھ کرم اہل عرب کی طینت میں رکھا گیا تھا تو وہ جو تکلیفیں پہنچاتے تھے ان کی بابت ارشاد فرمایا گیا کہ اور کسی بات کا خیال نہ کرو، قرابت داری ہی کا پاس کر کے حضور کو تکلیفیں پہنچانے سے باز رہو دوسری تفسیر یہ ہے کہ قربیٰ سے مراد سادات کرام و اہل بیت عظام ہیں اور استثناء بہرصورت منقطع ہے لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا سالبہ کلیہ ہے۔

عرض۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ کیا حدیث ہے

ارشاد۔ امام طحاوی نے معانی الآثار میں ایسے بطور حدیث کے بلا سند ذکر کیا ہے

عرض۔ ایک قبر کچی ہے ہر بار پانی بھر جاتا ہے اس میں پکی ڈاٹ لگا دیں۔

ارشاد۔ قبر پر ڈاٹ لگانے میں حرج نہیں ہاں کھولی نہ جائے۔ میت کو دفن کر کے جب مٹی دے دی گئی تو وہ امانت ہو جاتا ہے اللہ کی، اس کا کشف جائز نہیں۔ دو حال سے خالی نہیں۔ معذب ہے یا منعم علیہ۔ اگر معذب ہے تو دیکھنے والا دیکھے گا اسے

ف۱ : قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا الآیہ کی دو تفسیریں :

ف۲ : لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بحضور القلب حدیث ہے یا نہیں

ف۳ : قبر پر کچی ڈاٹ لگانے کا حکم اور قبر کے کھولنے کا حکم

جس سے اسے رنج پہنچے گا اور کر کچھ نہیں سکتا اور اگر منعم علیہ ہے تو اس میں اس کی ناگواری ہے[عہ] ۔ علامہ[ف۱] طاش کبری زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث دیکھی کہ علمائے دین[ف۲] کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی ۔ بدن ان کا سلامت رہتا ہے ۔ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ ہمارے استاد بہت بڑے عالم ہیں ان کی قبر کھول کر دیکھوں کہ ان کا بدن کس حال پر ہے ۔ اس وسوسہ نے ان پر ایسا غلبہ کیا کہ ایک شب میں جا کر قبر کھولی ، دیکھا کفن بھی میلا نہ تھا ۔ جب دیکھ چکے قبر سے آواز آئی : دیکھ چکا اللہ تجھے اندھا کرے اسی وقت دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں ۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور میں لکھا ہے ۔ کہ ایک عورت کا انتقال ہوا ۔ دفن کر دی گئی ۔ اس کے شوہر کو بہت محبت تھی ۔ محبت نے مجبور کیا کہ اس کی قبر کھول کر دیکھے کیا حال ہے ۔ ایک عالم سے یہ ارادہ ظاہر کیا ۔ انہوں نے منع کیا ، نہ مانا اور ان کو قبرستان تک ساتھ لے گیا ۔ عالم نے ہر چند منع کیا لیکن اس نے قبر

عہ فقیر کہتا ہے کہ اگر صورت معاذ اللہ صورت اولیٰ ہے تو ناگواری اور زیادہ ہونی چاہیئے اور بے وجہ ناحق ایذائے مسلم حرام خصوصاً ایذائے میت نیز حدیث کے ارشاد سے ثابت ہو آہے کہ مردے کو قبر سے تکیہ لگانے سے اذیت ہوتی ہے تو معاذ اللہ محض اپنی خواہش کے لیے نہ ضرورت و حاجت کے لیے اس پر کدال چلانا اور قبر کو کھود ڈالنا کسقدر سخت ایذا کا باعث ہوگا ۔ آہ مسلمانوں کے قبرستانوں کی آج جو ردی حالت ہے اس پر جسقدر بھی رو یا جائے کم ہے ۔ قبر پہ لوگ بیٹھ کر حقے پیتے خرافات کرتے لغو باتیں بناتے ، گالیاں بکتے قہقہے اڑاتے ہیں غیر قوم ہی کے لوگوں پر بس نہیں خود مسلمان بھی یہ ناشائستہ بیہودہ حرکتیں کرتے ہیں ۔ بچے قبور پر کھیلتے کودتے پھرتے بلکہ گدھے ان پر لوٹتے لید کرتے ہیں ، بکریاں مینگنیاں کرتی ہیں ۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔ مسلمانو ! خدا کے لیے آنکھیں کھولو ایک دن تمہیں بھی جانا ہے ۔ ان مردوں کی خاطر کچھ انتظام نہیں کرتے اپنے ہی لئے کرو ۱۲ مولف غفرلہ

ف۱ ۔ علامہ طاش کبری کی عبرتناک حکایت ف۲ ۔ علمائے دین کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی ۔

ف۳ ۔ ایک شخص نے عورت کی قبر کھول کر دیکھا اور اس کا کتنا بد نتیجہ برآمد ہوا

کھولی۔ عالم صاحب قبر کے کنارے بیٹھے رہے۔ وہ نیچے اترا دیکھا کہ اسی عورت کے دونوں پاؤں پیچھے سے لے جاکر اس کی چوٹی سے باندھ دیئے گئے ہیں اس نے چاہا کہ کھول دوں ہر چند طاقت کی مگر نہ کھول سکا۔ اللہ کی لگائی ہوئی گرہ کون کھول سکے۔ ان عالم صاحب نے منع فرمایا، نہ مانا۔ دوبارہ پھر زور کیا۔ عالم صاحب نے پھر منع کیا کہ دیکھ اسی میں خیریت ہے اسے ایسے ہی۔ رہنے دے، اس نے کہا ایک بار تو اور زور کر لوں، پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ زور کر ہی رہا تھا، بالآخر زمین دھنسی اور وہ مرد و عورت دونوں زمین میں چلے گئے والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

عرض وہ کون کون ہیں جن کے بدن کو زمین نہیں کھاتی۔[۱]

ارشاد حافظ۔ بشرطیکہ عمل کرتا ہو قرآن پر بہتیرے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت کرتا ہے۔ رُبَّ تَالِی الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ اور عالم دین اور شہید فی سبیل اللہ اور ولی اور وہ کہ درود شریف بکثرت پڑھا کرتا ہو اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہ کی ہو اور وہ مؤذن جو بلا اجرت اذان دیا کرتا ہو، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بلا اجرت سات برس اللہ کی رضا کے لیے اذان دے وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

عرض۔ یہ حدیث ہے[۲]: وَلَوْکَانَ موسٰی وعیسٰی حَیَّیْنِ مَا وَسِعَہُمَا اِلَّا اِتِّبَاعِیْ۔

ارشاد۔ یہ قادیانی ملعونوں کا حدیث پر افترا اور زیادت ہے حدیث میں اتنا ہے: وَلَوْکَانَ مُوْسٰی حَیًّا وَاَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اِتِّبَاعِیْ اگر موسےٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو انھیں کچھ گنجائش نہ ہوتی سوا میری اطاعت کے۔ افترا بھی کیا اور کال نہ کٹا ان[۳] کا مقصود اس افترا سے وفات مسیح ثابت کرنا

ف۱۔ وہ کون کون ہیں جن کے بدن سلامت رہتے ہیں زمین انھیں خراب نہیں کرتی۔

ف۲۔ قادیانیوں نے یہ حدیث گھڑی ولو کان موسی وعیسٰی حیین الخ اور کال پھر بھی نہ کٹا۔

ف۳۔ قادیانیوں کا رد بازغ۔

ہے اور جب وفات ثابت ہو جائے گی تو ان کے نزدیک نزول نہ ہو گا تو ایک مثل کا نزول ماننا پڑے گا۔ حالانکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات[ف۱] حقیقی حسی دنیوی ہے صحیح حدیث میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ

"بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کھانا حرام فرما دیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں"

دوسری حدیث میں ہے:

"اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ": "انبیاء سب زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں"

اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے صرف آنی ہے ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ ضروریات مذہب اہل سنت سے ہے اس کا منکر نہ ہو گا مگر بد مذہب[ف۲] گمراہ۔ تو پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہی ہیں ان کا نزول ممتنع کیونکر ہو گیا (پھر فرمایا) چار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جن پر ابھی ایک آن کے لیے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔ دو آسمان پر سیدنا ادریس[ع] علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور دو زمین پر سیدنا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ہر سال حج میں یہ دونوں حضرات جمع ہوتے ہیں حج کرتے ہیں۔ ختم حج پر زمزم شریف کا پانی پیتے ہیں کہ وہ پانی ان کو کفایت کرتا ہے سال بھر کے طعام و شراب سے۔

ف۱ حیات انبیاء علیہم السلام کے ثبوت کی متعدد احادیث کریمہ۔

ف۲ حیات انبیاء کا منکر گمراہ ہے۔

ع علیٰ احد القولین کما سبق ۱۲ مؤلف غفرلہ

عرض۔ صوم[ف۱] وصال تو غیر حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لیے ناجائز ہے۔ پھر جب یہ سال بھر کچھ نوش نہیں فرماتے ہیں تو سال کا صوم متصل ہوا۔

ارشاد۔ صوم[ف۲] میں نیت ضروری ہے یعنی بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوتا۔

عرض۔ ایام تشریق وعید الفطر میں کچھ نہ کچھ کھانا ضروری ہے۔

ارشاد۔ ان ایام میں روزہ حرام ہے کھانا ضروری نہیں۔ روزہ ایک ماہ کا فرض ہے اور کھانا کسی روز کا فرض نہیں۔

عرض۔ روزہ کے لیے تو افطار رکن ہے بغیر افطار کے روزہ نہیں ہوسکتا۔

ارشاد۔ روزے کے لیے افطار رکن کیا معنی۔ ضروری بھی نہیں روزہ ہو جائے گا۔ اگرچہ کبھی افطار نہ کرے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيۡلِ رات آئی اور روزہ پورا ہو گیا بخلاف نماز کے کہ اس میں خروج[ف۳] بصنعہٖ ایک فعل ضروری ہے۔ نماز ہے فعل اس کے لیے ایک فعل ایسا کرنا ضروری ہے جس سے معلوم ہو کہ نماز ختم ہو گئی اور روزہ ہے ترک یا کف باختلاف قولین اور کف فعل ہے قلب کا۔ نماز صرف نیت سے بغیر افعال جوارح کے ادا نہیں ہو سکتی اور روزہ میں کوئی فعل نہیں صرف نیت ہے کسی فعل کی ضرورت نہیں۔ قلب نے جیسے سمجھا تھا کہ میرا روزہ ہے اب سمجھ لے کہ میرا روزہ ختم ہو گیا۔ (پھر فرمایا) مسئلہ ہے کہ تاخیر[ف۴] افطار مکروہ ہے مگر کسی کے پاس اگر کھانے کو نہ ہو تو کیا کھائے افطار ان کے واسطے رکھا گیا ہے جو بشریت میں پھنسے ہوئے ہیں قوت ملکیہ ان میں نہیں اور خضر و الیاس علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اعلیٰ درجے کی ملکوتی قوت حاصل ہے۔

ف۱۔ صوم وصال غیر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز نہیں۔

ف۲۔ روزے میں نیت ضروری ہے بے نیت روزہ نہیں ہوتا۔

عہ۔ یعنی علی التعیین ۱۲ مؤلف غفرلہ ف۳ روزے کے لیے افطار ضروری نہیں ف۴ نماز میں خروج بصنعہ ضروری ہے ف۵۔ تاخیر افطار مکروہ ہے۔

عرض۔ اولیائے الٰہی کی کیا پہچان ہے؟

ارشاد۔ حدیث میں ارشاد فرمایا (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ : اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کے دیکھنےؑ سے خدا یاد آئے۔

عرض۔ دائرہ دنیا کہاں تک ہے۔

ارشاد۔ ساتوں[ف۱] آسمان ساتوں زمین دنیا ہے اور ان سے ورا سدرۃ المنتہیٰ عرش[ف۲] و کرسی دار آخرت ہے۔ (پھر فرمایا) دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب۔ غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں: قرآنِ عظیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَعِنْدَہٗ[ف۳] مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ : اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی مفاتیح (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذاتِ خود) نہیں جانتا اور دوسری جگہ فرمایا ہے : لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، خدا ہی کیلیے ہیں مقالید (کنجیاں) آسمان اور زمین کی اور[ف۴] مفاتیح کا حرف اول (م) و حرف آخر (ح)، اور مقالید کا حرف اول (م) و حرف آخر (د) انہیں مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب وشہادت کی کنجیاں سب دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو، کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

ؑ جو مصنف کبھی آستانہ قدسیہ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہوکر زیارت سے مشرف ہوا، اسے بے شک ضرور خدا یاد آیا۔ ۱۲ فقیر عبید الرضا غفرلہٗ ف۱ دنیا کہاں تک ہے

ف۲۔ عرش و کرسی دار آخرت ہے ف۳۔ مفاتیح اور مقالید کا فرق۔

ف۴۔ مفاتیح اور مقالید سے نام اقدس کا استخراج اور ان سے اس طرف اشارہ کہ خدا نے دنیاو آخرت کے خزانوں کی کنجیاں حضور کے حوالہ فرمادیں اور اس طرف اشارہ ہے کہ حضور ہی وہ کنجی ہیں جن سے غیب وشہادت کی کنجیاں جس جگہ بند تھیں اس کا قفل کھل گیا۔

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل وجاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

اور یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے مفاتیح و مقالید غیب و شہادت سب حجرۂ خفا یا عدم میں مقفل تھیں وہ مفتاح و مقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی کہ اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرۂ عدم یا خفا میں رہتے ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

عرض :۔ حضور والا کرسی[ف۱] کی کیا صورت ہے؟

ارشاد:۔ کرسی کی صورت اہلِ شرع و حدیث نے کچھ ارشاد نہ فرمائی فلاسفہ کہتے ہیں کہ وہ آٹھواں آسمان ہے۔ ساتوں آسمانوں کو محیط ہے۔ تمام کواکب ثابتہ اسی میں ہیں مگر شرع نے یہ نہ فرمایا۔ اسی طرح عرش کو جہلائے[ف۲] فلاسفہ کہتے ہیں کہ نواں آسمان ہے اور اس کو فلک اطلس کہتے ہیں کہ اس میں کوئی کوکب نہیں۔ مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام آسمان و زمین کو محیط ہے اور اس میں پائے ہیں یاقوت کے۔ اس وقت تو چار فرشتے اس کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہیں اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے اور یہ تو قرآن عظیم سے ثابت ہے:

وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَةٌ۔ "اور اٹھائیں گے تیرے رب کے عرش کو اپنے اوپر اس دن آٹھ (فرشتے)"۔

ان فرشتوں کے پاؤں سے زانوؤں تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔ آیۃ الکرسی کو اسی وجہ سے آیۃ الکرسی کہتے ہیں کہ اس میں کرسی کا ذکر ہے: وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ

ف۱۔ کرسی کی صورت

ف۲۔ کرسی کی وسعت

وَالْاَرْضَ: اس کی کرسی زمین و آسمان کی وسعت رکھتی ہے۔

(پھر فرمایا) آسمان ہی کی وسعت خیال میں نہیں آتی۔ بیچ کا آسمان جس میں آفتاب ہے اس کا نصف قطر[ف ا] نو کروڑ تیس لاکھ میل ہے اور پانچواں اس سے بڑا۔ پانچویں کا ایک چھوٹا پرزہ جسے تدویر کہتے ہیں وہ آفتاب کے آسمان سے بھی بڑا ہے پھر بھی نسبت پانچویں کو چھٹے کے ساتھ ہے اور اسکو ساتویں کے ساتھ اور صحیح حدیث میں آیا کہ یہ سب کرسی کے سامنے ایسا ہے کہ ایک لق و دق میدان میں جس کا کنارا نظر نہیں آتا ایک چھلا پڑا ہو ''

مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ ، الْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ مَعَ الْكُرْسِیِّ اِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِیْ اَرْضٍ فَلَاةٍ اور یہ سب زمین و آسمان کرسی کے آگے ایسے ہیں کہ ایک لق و دق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو اور ان سب عرش و کرسی و زمین و آسمان کی وسعت ایسی ہی ہے عظمت قلب مبارک سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سامنے اور قلب مبارک کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ عظمت رب العزة جل جلالہ تو غیر متناہی وہ متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال۔[1]

(پھر فرمایا) اولیائے کرام فرماتے ہیں: مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ فِیْ نَظْرِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ اِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِیْ فَلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ سیدی شریف عبد العزیز رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں جیسے کسی لق و دق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔ اللہ اکبر! جب غلاموں کی یہ شان ہے تو عظمت شان اعظم کو کون خیال کر سکے۔

ف ا۔ بیچ کے آسمان کا نصف قطر نو کروڑ تیس لاکھ میل،

[1] ۔ افتراآت وہابیہ پر خدا کی لعنت، یہ توحید تو کبھی ان کے باوادا نے بھی نہ سنی ہوگی ذرا دکھائیں تو اس تفصیل کے ساتھ کسی نے توحید کو بیان کیا ہو مگر سچ ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم، چشمۂ آفتاب را چہ گناہ اپنے موافق ناواقفوں کے سامنے مکر کرتے ہیں کہ بندگان اعلیٰ حضرت تو علم خدا و رسول مساوی مانتے ہیں: لعنة اللہ علی الکاذبین؛ فقیر عبید الرضا غفرلہٗ

عرض۔ صحابہ کرام کو بھی کشف ہوتا تھا۔

ارشاد۔ لا الٰہ الا اللہ ان کے غلاموں اور اولیائے[ف۱] کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا تھا۔ پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا: کَیْفَ اَصْبَحْتَ: تم نے کیونکر صبح کی عرض کی — اَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا: میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا۔ ارشاد فرمایا: ہر دعوے کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعوے کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعوے کی کیا دلیل ہے۔ عرض کی[ف۲]: میں نے صبح کی اس حال میں کہ عرش سے تحت الثرٰے تک تمام موجودات عالم میری پیشِ نظر ہے۔ جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تم پہنچ گئے ہو اطمینان رکھو (پھر فرمایا) ماضی[ف۳] تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیشِ نظر ہوتا ہے — اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتا سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔

عرض۔ حضور جو اشیا اب تک وجود میں نہ آئیں۔ ان کا وجود سوا زمانے کے اور کسی چیز میں تو ہے نہیں اور زمانے ہی میں وہ حضرات ملاحظہ فرماتے ہیں تو زمانہ کا وجود ثابت ہوگیا۔

ارشاد۔ زمانہ کو پہلے موجود مان لوگے جب تو اشیاء کا ظرف اسے مانوگے اور وہ[ف۴] ہے موہوم اس کا وجود ہی نہیں۔ وجود اشیا کا ظرف کیا ہے۔ جو صورتیں ان اشیا کی ہوں گی، وہی پیشِ نظر ہوتی ہیں۔

ف۱۔ اولیائے کرام کے پیش نظر از عرش تا تحت الثرٰے ہوتا ہے پھر صحابہ کا کیا پوچھنا۔

ف۲۔ صحابی کی حضورؐ میں عرض کہ عرش سے تحت الثرٰے تک تمام موجوداتِ عالم میری پیشِ نظر ہے جنت و دوزخ کے احوال دیکھ رہا ہوں۔

ف۳۔ اولیاء کی نظر میں ماضی تو ماضی مستقبل بھی ہوتا ہے۔

ف۴۔ زمانہ موہوم ہے موجود نہیں رکھتا۔

عرض۔ جس وقت پیش نظر ہیں اس وقت ان اشیاء کا وجود نہیں تو ان کی صورتیں کہاں سے آئیں گی لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اپنے وقت موجود میں ان کی صورتیں موجود ہیں وہی پیش نظر ہوتی ہیں۔

ارشاد۔ وقت کس چیز کا نام ہے وقت ہے ہی نہیں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے ہم کو زمانے اور جہت میں گھیر دیا کسی چیز کو بغیر زمانے کے نہیں سمجھ سکتے۔ رب العزت [ف۱] زمانے سے پاک۔ ہے مگر بولتے ہیں۔ وہ ازل میں بھی ایسا ہی تھا جیسا اب ہے اور ابد تک ایسا ہی رہیگا۔ تھا اور ہے اور رہے گا۔ یہ سب زمانے پر دلالت کرتے ہیں اور وہ زمانے سے پاک [عہ] اور حوادث جو ہیں فی الحقیقۃ وہ بھی زمانہ سے جدا ہیں مگر ان کا زمانے سے جدا ہونا عقل بتائے گی اور کسی ذریعہ سے نہ معلوم ہوگا۔

عرض۔ مشبہہ کہتے ہیں یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ یہ اور اسکے سوا جو آیات تشبیہ پر دلالت کرتی ہیں محکم ہیں اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وغیرہ آیات تنزیہ متشابہ اس طرح وہابیہ کہہ دیں کہ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ محکم اور آیات مثبتہ علم غیب متشابہ قدریہ کہتے ہیں وَمَا ظَلَمْنٰھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ محکم اور وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ متشابہ اور جبریہ اس کا عکس کہتے ہیں اس کا معیار کیا ہے جس سے محکم اور متشابہ کا امتیاز ہو جائے۔

ارشاد۔ [ف۲] جس آیت کو اس کے ظاہر معنی پر حمل کرنے سے کوئی عقلی استحالہ لازم آتا ہو وہ متشابہ ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کے معنی ظاہر اگر لیں تو اس کا ہاتھ ماننا [ف۳] اور جب ہاتھ ہوا تو جسم بھی ہوا اور ہر جسم مرکب اور مرکب اپنے وجود میں اپنے ان

ف۱۔ رب العزت زمانہ سے پاک ہے۔ عہ یہاں کچھ اور عبارت معلوم ہوتی ہے اصل باقی نہیں۔ ناقل صاحب نے جو نقل کی ہے اس میں کچھ چھوڑ دیا اصل دیمک نے ختم کر دی

ف۲۔ مشبہہ وہابیہ قدریہ وجبریہ پر روف متشابہ ومحکم کا فرق

ف۳۔ مجسمہ کا رد۔

اجزا کا محتاج ہے جن سے وہ مرکب ہے۔ جب تک وہ موجود نہ ہولیں یہ موجود نہیں ہو سکتا تو خدا کا محتاج ہونا لازم آیا اور ہر محتاج حادث اور کوئی حادث قدیم نہیں۔ اور جو قدیم نہ ہو خدا نہیں ہو سکتا تو سرے سے الوہیت ہی کا انکار ہو گیا اس لئے ثابت ہوا کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِم محکم نہیں متشابہ ہے اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ محکم ہے اسی طرح ف لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ کسی طرح کا علم غیب کسی کو نہیں سوا رب عزو جل کے حالانکہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے صدہا علوم غیب جنت و نار و ملائکہ و جن حساب ثواب عذاب، عقاب میزان۔ صراط اعراف کے متعلق بیان فرمائے ہیں تو معاذاللہ کذب الٰہی لازم آیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے عموم ظاہر پر نہیں بلکہ آیات مثبتہ نے علم عطائی کی تخصیص کر دی ہے، اور جب اس آیت میں بالعطا و بالذات دونوں کو عام ٹھہرایا تو معنی یہ ہو جائیں گے کہ ذاتی علم غیب بھی سوا خدا کے کسی کو نہیں اور عطائی علم غیب بھی کسی کو سوا خدا کے نہیں معاذاللہ کیسا بڑا استحالہ لازم آیا کہ خدا کو کسی دوسرے نے علم عطا کیا تو جاہل ہوا، اور جہل نقصان ہے اور جس میں نقصان ہو خدا نہیں ہو سکتا تو الوہیت سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہوا! تو اپنے عموم ظاہری پر محکم نہیں ہو سکتی۔ ہاں اپنے معنی میں ضرور محکم ہے۔

اسی طرح وَمَا ظَلَمْنٰھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ کو اگر اس کے ظاہر پر رکھو تو یہ معنی ہوں گے کہ بندے خود ان افعال کا خلق کرتے ہوں تو قرآن عظیم میں سوال فرمایا گیا ہے ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ کیا خدا کے سوا کوئی اور خالق ہے ہر عاقل کے نزدیک اس کا جواب نفی میں ہوگا اور اس کا جواب معاذاللہ اثبات میں ہوگا کہ

ف: آیہ کریمہ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ سے علم ذاتی کی نفی مراد ہے رو سے عطائی کا نافی ٹھہرانا اللہ عزوجل کو عیب لگانا اور الوہیت سے انکار ہے۔

ہزاروں سے زائد خالق خدا کے سوا موجود ہیں جو اپنے افعال کے خود خالق ہیں معاذ اللہ: تو ظاہر ہوا کہ یہ بھی محکم نہیں بس یہ محکم ہے:

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ۔ وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ

بندے کچھ ارادہ بھی نہیں کر سکتے جب تک مشیت الٰہی نہ ہو پھر بھی جو خدا چاہے کرے

کوئی اس سے یہ سوال کرنے والا نہیں کہ تو نے ایسا کیوں کیا وہ فاعل مختار ہے:
يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ۔

اور بندے جو کچھ بھی کریں ان سے سوال ہوگا

باوجود اس کے وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ٥ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ۔

تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا

عرض۔ تشبیہ صحیح ہے یا تنزیہ۔

ارشاد۔ تشبیہ[ف۱] محض کفر ہے اور تنزیہ محض گمراہی اور تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ عقیدۂ حقہ اہل سنت ہے۔

عرض۔ تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ کا کیا مطلب ہے۔

ارشاد۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ یہ تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے۔ تشبیہ محض تو یہ ہوئی کہ وہ ہماری ہی طرح ایک جسم من الاجسام ہے۔ اس کے کان آنکھ ہماری ہی طرح گوشت پوست سے مرکب

عہ تناقض ہوا اور تناقض عیب اور اللہ عزوجل ہر عیب سے پاک تو غالباً یہاں یہ اور عبارت ہو جو ناقل سے رہ گئی اصل باقی نہ رہی ۱۲۔

ف۱: تشبیہ محض کفر ہے تنزیہ محض گمراہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ عقیدۂ اہل سنت اور اس کا مطلب۔

ہیں وہ انھیں سے دیکھتا سنتا ہے اور یہ کفر ہے اور تنزیہ محض یہ کہ دیکھنے سننے میں اس کو بندوں سے مشابہت ہوتی ہے لہذا اس سے بھی انکار کر دیا جائے کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ خدا دیکھتا ہے سنتا ہے یہ کچھ اور صفات ہیں جن کو دیکھنے سننے سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ گمراہی ہے اصل صحیح عقیدہ یہ ہے کہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ یہ تنزیہ ہوئی کہ اس کی مثل کوئی شے نہیں اور اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ تشبیہ ہوئی اور جب سننے دیکھنے کو بیان کیا کہ اس کا دیکھنا آنکھ کا سننا کان کا محتاج نہیں وہ بے آلات کے سنتا ہے یہ نفی تشبیہ ہے کہ بندوں سے جو وہم مشابہت ہوتا اس کو مٹا دیا تو ماحصل وہی نکلا تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ (پھر فرمایا) تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ سے تو قرآن عظیم پُر ہے۔ علم وکلام یقیناً اس کی صفات ہیں یہ تشبیہ ہوئی مگر اس کا علم دل ودماغ وعقل کا اور کلام زبان کا محتاج نہیں یہ نفی تشبیہ اور وہی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہر ایک کے ساتھ مل کر پھر وہی حاصل ہوا تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ حیات اس کی صفت ہے۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ وہ زندہ ہے تو اس میں اسی طرح روح ہے ہماری ہی طرح اسکی رگ و پے میں خون دوڑتا پھرتا ہے جیسا مشبہ ملاعنہ کہتے ہیں تو یہ کفر ہے اور اگر اس سے انکار کر دیا جائے جیسے ملاحدہ[1] باطنیہ بکا کرتے ہیں کہ وہ حَیٌّ لَا حَیٌّ نُوْرٌ لَا نُوْرٌ ہے تو کھلی ضلالت ہے حق یہ ہے کہ وہ حَیٌّ[2] ہے خود زندہ ہے اور تمام کی حیات اس سے وابستہ ہے مگر نہ روح سے کہ روح خود اس کی مخلوق ہے نہ وہ گوشت پوست وخون استخوان سے مرکب ہے نہ وہ جسم ہے جسم وجسمانیت وزمان وجہت سے پاک[3] ہے۔ یہ وہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے (پھر فرمایا)

ف۱: ملاحدہ باطنیہ کا رد

ف۲: اللہ بیشک حی ہے مگر روح سے نہیں روح اسکی مخلوق ہے۔

ف۳: اللہ تعالٰی زمان وجہت سے پاک ہے۔

اصل یہ ہے کہ الفاظ اس کے لئے وضع ہی نہیں گئے الفاظ تو مخلوق نے مخلوق کے لئے بناتے ہیں، خدا کو عالم قادر محیی ممیت رازق متکلم مومن مہیمن خالق باری مصور وغیرہا صفات سے موصوف کرتے ہیں اور یہ سب ہیں اسم فاعل اور اسم فاعل دلالت کرتا ہے حدوث اور زمانۂ حال یا زمانۂ مستقبل پر اور وہ حدوث و زمانے سے پاک ہے قال اللہ تعالیٰ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ اور اس کے سوا صدہا صیغے قرآن پاک نے فرمائے ہیں جو ماضی یا حال یا مستقبل سے خالی نہیں اور وہ زمانوں سے منزہ اور قرآن میں آتا ہے بِاللّٰہِ ۔ لِلّٰہِ عَلَى اللّٰہِ فِی اللّٰہِ مِنَ اللّٰہِ اور بے آتی ہے الصاق کے لئے اور اللہ اس سے پاک ہے کہ کوئی شے اس سے ملتصق ہو سکے۔ لام آتا ہے نفع کے لئے اور وہ اس سے پاک ہے کہ کسی شے سے اس کو نفع پہنچ سکے علی آتا ہے ضرر یا استعلا کے لئے اور وہ اس سے برتر ہے کہ کسی شے سے اسکو ضرر پہنچ سکے۔ وہ اس سے متعالی ہے کہ کوئی اس سے بلند ہو سکے فی آتا ہے ظرفیت کیلئے اور وہ اس سے پاک ہے کہ کسی شے کا ظرف بن سکے من آتا ہے ابتداء غایت کے لئے اور وہ اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا ابتدائی کنارہ یا حد ابتدائی بن سکے الی آتا ہے انتہائے غایت کیلئے اور اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا انتہائی کنارہ بن سکے فی الحقیقت یہ سب افعال و اسماء و حروف اپنے معانی حقیقیہ سے معدول ہیں (پھر فرمایا) یہ سب وہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے۔

مؤلف۔ مولوی حشمت علی صاحب قادری رضوی لکھنوی سلمہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ قرآن عظیم میں يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ ہے یعنی سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جن ان کی حسب منشا محرابیں اور تصویریں بناتے تھے اور یہ ثابت ہے کہ اگلی شریعتوں کو جب رب عزوجل بغیر انکار کے بیان فرمائے تو وہ احکام ہمارے لئے بھی ہوتے ہیں۔ اور تصویروں پر قرآن عظیم نے انکار نہ فرمایا اور جن احادیث سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ سب احاد ہیں تو قرآن عظیم کو منسوخ نہیں کر سکتیں یہ شبہ دل میں لئے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا حضور والا حرمت تصاویر متواتر ہے۔

ارشاد۔ ہاں حرمت تصاویر متواتر ہے مگر وہ احادیث جن سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ سب فرداً فرداً احاد ہیں مگر مجموعہ سے حرمت متواتر ہوتی ہے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ حرمت[ف۱] تصاویر کی حدیث متواتر المعنی ہے اور حدیث[ف۲] متواتر المعنی قرآن عظیم کو منسوخ کرسکتی ہے جیسے ایسی احادیث نے یَعۡمَلُوۡنَ لَہٗ مَا یَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِیۡبَ وَتَمَاثِیۡلَ کو منسوخ کردیا[عہ]۔

عرض۔ اللہ[ف۳] کا لفظ مرکب ہے یا مفرد۔

ارشاد۔ مشہور ہے کہ ال تعریف اور الٰہ سے مرکب ہے ہمزہ کی حرکت لام کو دیکر اس کو حذف کردیا اور لام کو لام میں ادغام کردیا لفظ اللہ ہوگیا مگر مجھے دوسرا قول پسند ہے کہ لفظ اللہ مرکب نہیں بلکہ بحیثیت کذائیہ علم ہے ذات باری کا کہ جس طرح اس کی ذات غیر مرکب ہے۔ اسی طرح اس کا نام بھی غیر مرکب ہونا چاہیے۔ اور ان کا مؤید اس کا طرز استعمال بھی ہے کہ وقت ندا اس کا الف نہیں گرتا یا اللہ میں ایسا نہیں ہوتا کہ ہمزہ اور الف گر کر یا لام میں مل جائے۔ اگر لام[ف۴] تعریف ہوتا تو ضرور ایسا ہوتا کہ اس کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے اور منادیٰ یا معرف باللام کے پہلے ایہا زیادہ کرتے ہیں یہاں حرام ہے اور اگر معنی کا تصور کرکے ہو تو کفر ہے ایہا کے معنی ہوتے ہیں ایک مبہم ذات جس کا بیان آگے ہے وہاں ابہام کیسا وہ تو اعرف المعارف[ف۵] ہے ہر شے کو تعیین تو وہیں سے عطا ہوتی ہے (پھر فرمایا) وہ تو اس قدر ظاہر ہے کہ اس کا بے[تمام] ظہور وہی سبب ہوگیا اس کے بے نہایت بطون کا قاعدہ ہے کہ شے جب تک ایک حد معتاد تک ظاہر رہتی ہے مرئی ہے اور جب اس حد سے گزرتی ہے نظر نہیں آتی آفتاب طلوع کے بعد کچھ بخارات سحابات وغیرہ میں ہوتا ہے پوری طرح نظر آتا ہے خوب اچھی طرح اس پر نگاہ جم سکتی ہے اور جتنا بلند ہوتا جاتا ہے نگاہ میں خیرگی آتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جب

ف۱ حرمت تصاویر کی حدیث متواتر المعنی کہی جاسکتی ہے، ف۲ حدیث متواتر المعنی ناسخ کتاب ہوسکتی ہے
ف۳ لفظ اللہ مفرد ہے یا مرکب، ف لام تعریف پر ہمزہ وصلی ہوتا ہے ف۵ اللہ عزوجل اعرف المعارف ہے
یا اللہ جائز اور یا ایہا کے بعد اللہ کہنا حرام اور اسکی وجہ

عہ یہ حضرت کی کرامت کہیے تو بجا ہے اور یہ اسی بار نہیں اکثر ایسا ہوا ہے کہ شبہ بیان نہیں ہوا اور جواب فرمادیا۔ ۱۲ مؤلف۔

بالکل نصف النہار پر آجاتا ہے نگاہ کی مجال نہیں کہ اس پر جم سکے۔ مگر پھر بھی اس کا ظہور ایک حد ہی تک ہے اس لئے اگرچہ ہم اس کو نہیں دیکھ سکتے پھر بھی اس کی روشنی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ چودھویں شب کو جب آفتاب ہم سے بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے کسی کی طاقت نہیں آفتاب سے روشنی لے سکے اس وقت ماہتاب آفتاب اور اہل زمین کے درمیان متوسط ہو کر آفتاب سے نور لیتا ہے اور اہل زمین کو نور پہنچاتا ہے جو چاہے کہ اس ماہتاب سے نور نہ لوں گا بلکہ آفتاب ہی سے لوں گا ہرگز نہیں لے سکتا بلا تشبیہ ذات باری تعالیٰ بحد ظاہر تھی اور اسی سبب سے بحد باطن تھی تمام موجودات میں اس سے مستفید ہونے کی استعداد بھی نہ تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ماہتاب نبوت بنایا کہ آفتاب الوہیت سے منور ہو کر تمام مخلوقات کو منور کر دے ؎

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض   یوں چمکتے ہیں چمکنے والے

جو چاہے کہ بغیر وسیلے اس ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ حاصل کر لوں وہ خدا کے گھر میں نقب لگانا چاہتا ہے بغیر اس توسل کے کوئی نعمت کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں مل سکتی کون ہے جس سے تمام عالم منور و موجود ہے وہ نہ ہو تو تمام عالم پر تاریکی عدم چھا جائے وہ قمر برج رسالت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں هُوَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِزَانَةُ السِّرِّ وَمَوْضِعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ جَعَلَ خَزَائِنَ كَرَمِهٖ وَمَوَائِدَ نِعَمِهٖ طَوْعَ يَدَيْهِ يُعْطِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَيَمْنَعُ مَنْ يَّشَآءُ لَا يَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْهُ وَلَا يَنْقُلُ خَيْرٌ اِلَّا عَنْهُ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانۂ سر الٰہی

ف ۱ بے وسیلۂ ماہتاب رسالت مآب آفتاب الوہیت سے کسی کو کچھ نہیں ملتا۔

ف ۲ حضور خزانۂ سر الٰہی اور جائے نفوذ امر خداوندی ہیں حضور کے قبضہ میں الٰہی نعمتوں کے خزانے ہیں جسے چاہیں دیں جسے چاہیں منع فرما دیں۔

اور جائے نفاذ حکم خدا ہیں۔ رب العزت جل جلالہ نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے قبضے میں کر دیئے جس کو چاہیں دیں جس کو چاہیں نہ دیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے کوئی نعمت کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ علیہ وسلم یہی معنی ہیں اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِیْ جز این نیست کہ میں ہی بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے ؎

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بُن ہے بُن سے ہی بار ہے

عرض۔ یہ حدیث ہے لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃَ [فا]

ارشاد۔ میں نے حدیث میں نہیں دیکھا ہاں صوفیہ کی کتاب میں آیا ہے۔ لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ رُبُوْبِیَّتِیْ باینہمہ معنی صحیح اور صحیح حدیث کے موافق ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے خَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعَرِّفَهُمْ کَرَامَتَکَ وَمَنْزِلَتَکَ عِنْدِیْ وَلَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا اے میرے حبیب میں نے خلق کو اس لئے پیدا کیا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے یہاں ہے میں ان کو پہچنوا دوں اور اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا یعنی اور نہ آخرت کو کہ دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزا ہے جب دار العمل نہ ہوتا دار الجزا کہاں سے آتا۔ یہ تو اس پر متفرع ہے تو جب نہ دنیا ہوتی نہ آخرت تو خدا کا خدا ہونا کس پر ظاہر ہوتا یہی معنی ہیں اس کے کہ اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنا خدا ہونا اپنی الوہیت نہ ظاہر کرتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرض۔ موت وجودی ہے یا عدمی۔

ارشاد۔ موت [ف۲] اور حیات دونوں وجودی ہیں قرآن عظیم فرماتا ہے خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اس نے موت و حیات کو پیدا کیا تاکہ دیکھے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔ موت ایک مینڈھے کی شکل پر ہے عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضے میں

ف۱ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ حدیث ہے یا نہیں

ف۲ موت و حیات دونوں وجودی ہیں۔

جس کے پاس سے وہ ہو کر نکلتی ہے وہ مر جاتا ہے اور حیات ایک گھوڑی کی شکل پر ہے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری میں جس بے جان کے پاس سے ہو کر نکلتی ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے (پھر فرمایا) اللہ اکبر یہ موت ایسی چیز ہے کہ سوا ذات باری عز جلالہٗ کے کوئی اس سے نہ بچے گا جب آیت نازل ہوئی کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ o وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا وجہ کریم رب العزت جل جلالہٗ کا فرشتے بولے ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں پھر آیت نازل ہوئی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر جاندار موت کو چکھنے والا ہے۔ فرشتوں نے کہا اب ہم بھی گئے۔ جب آسمان و زمین سب فنا ہو جائیں گے اور صرف ملائکہ مقربین میں جبرئیل میکائیل اسرافیل عزرائیل اور چار فرشتے حملۂ عرش (عرش کے اٹھانے والے) رہ جائیں گے ارشاد فرمائے گا اور وہ خوب جاننے والا ہے عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے کہ باقی ہیں تیرے بندے جبریل میکائیل اسرافیل عزرائیل اور چار فرشتے عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہو جائیں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ رہیگا۔ ارشاد فرمائے گا جبریل کی روح قبض کر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح قبض کریں گے وہ ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں رب العزت کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے۔ پھر فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے میکائیل اسرافیل عزرائیل اور عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ کبھی فنا نہ ہوگا۔ فرمائے گا میکائیل کی روح قبض کر میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند سجدہ میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے۔ باقی ہیں تیرے بندے اسرافیل عزرائیل اور حملۂ عرش اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ ارشاد فرمائے گا اسرافیل کی روح قبض کر اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور پھر فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے حملۂ عرش اور باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ فرمائے گا حملۂ عرش کی روح قبض کر وہ سب بھی اسی طرح مر جائیں گے۔ پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل

اور یہ بھی فنا ہو گا اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور کبھی فنا نہ ہو گا۔ ارشاد فرمائے گا مُت مر جا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند رب العزت کے حضور سجدے میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور روح نکل جائیگی اس وقت سوا رب العزت جل جلالہٗ کے کوئی نہ ہو گا اس وقت ارشاد ہو گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج کس کے لئے بادشاہت ہے کوئی ہو تو جواب دے۔ خود رب العزت جل جلالہٗ جواب فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ اللہ واحد قہار کے لئے ہے جب تک چاہے گا یہی حالت رہیگی پھر جب چاہے گا اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ فرمائیگا وہ صور پھونکیں گے قیامت قائم ہو گی حساب ہو گا جنتی جنت میں اور ابدی دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور گنہگار مسلمان جہنم سے نجات پا جائیں گے کہ منادی جنت و دوزخ کے درمیان جنت و دوزخ والوں کو ندا کریگا۔ جہنمی نہایت خوشی سے جھانکنے لگیں گے کہ شاید نجات کے لئے ہم کو ندا دی گئی اور جنت والے نہایت خوف کے ساتھ جھکتے ڈرتے غرفات جنت سے جھانکیں گے کہ کہیں پھر ہم سے کوئی خطا ہو گئی ہے جس سے دوزخ میں بھیج دیئے جائیں پھر موت کا مینڈھا لایا جائے گا جنتیوں سے پوچھا جائیگا تم اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں یہ موت ہے پھر جہنمیوں کی طرف منہ کر کے پوچھا جائیگا تم اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں ہم پہچانتے ہیں یہ موت ہے پھر جنت و دوزخ کے درمیان یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح فرمائیں گے پھر جہنمیوں سے کہا جائیگا اب تم ہمیشہ جہنم میں رہو۔ کبھی مرنا نہیں بالکل مایوس ہو کر پلٹیں گے ایسا رنج ان کو کبھی نہ ہوا ہو گا پھر جنتیوں سے کہا جائے گا اب تم جنت میں ہمیشہ رہو اب کبھی مرنا نہیں وہ نہایت خوش ہو کر پلٹیں گے ایسی خوشی ان کو کبھی نہ ہوئی ہو گی۔

عرض۔ تراویح میں ختم کے روز مفلحون تک پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد۔ سنت ہے حدیث میں ایسا کرنے کو حال مرتحل فرمایا ہے یعنی منزل پر پہنچ کر کوچ کر دینے والا۔ جب ایک پارہ پڑھ چکتا ہے شیطان کہتا ہے اب شاید رک جائے نہ پڑھے جب

ف قیامت اور بعد قیامت کے بعض احوال

دوسرا پارہ ختم کرتا ہے کہتا ہے اب شاید نہ پڑھے اسی طرح ہر پارہ پر کہتا ہے یہاں تک کہ جب تیسوں پارے ختم ہو جاتے ہیں کہتا ہے اب نہ پڑھے گا اب ختم کر چکا پھر مفلحون تک پڑھتا ہے کہتا ہے یہ نہ مانے گا پڑھتا ہی رہیگا مایوس ہو جاتا ہے اسکی امید ٹوٹ جاتی ہے۔

عرض - جن دو رکعتوں میں اوّل میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور دوسری میں الم مفلحون تک پڑھا جائیگا ان میں خلاف ترتیب لازم آئے گا۔

ارشاد - کیوں لازم آئے گا۔ اولیائے کرام نے ایک ایک رکعت میں دس دس ختم کئے ہیں۔ آخر ان میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے بعد الم پڑھا ہی ہوگا۔

عرض - سورۂ اخلاص کا تراویح میں تین بار پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد - مستحب ہے صحیح حدیث میں آیا کہ سورۂ اخلاص ثلث قرآن ہے [ف۲] تو تین بار پڑھنے میں پورے قرآن عظیم کے ثواب کے ملنے کی امید ہے۔

عرض - یہ بھی آیا ہے کہ سورۂ کافرون ربع قرآن ہے تو اس کو اگر چار مرتبہ پڑھے۔

ارشاد - خیر مسلمانوں میں رائج یوں ہے اور سورۂ اخلاص [ف۳] کا ثلث قرآن ہونا متواتر حدیث میں ہے اور سورۂ کافرون کا ربع ہونا متواتر نہیں۔

عرض - بعض لوگ قل ہو اللہ شریف تین بار پڑھتے ہیں اور ہر بار بسم اللہ بآواز پڑھتے ہیں۔

ارشاد - ایک بار بآواز تسمیہ ہونا چاہیئے خواہ کہیں ہو الم کے اول ہو یا سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے اول ہو یا سورۂ اخلاص شریف کے اول ہو اور باقی آہستہ ہو۔

عرض - وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِىْ سے کیا مراد ہے۔

ارشاد - سبع [ف۴] مثانی کی تفسیر کی گئی ہے سورۂ فاتحہ شریف کے ساتھ۔

ف۱ ختم کے دن مفلحون تک پڑھنے کا حکم

ف۲ سورۂ اخلاص ثلث قرآن ہے تین بار پڑھے تو پورے قرآن عظیم کا ثواب ملے۔

ف۳ سورۂ اخلاص کا ثلث قرآن ہونا احادیث متواترۃ المعنی سے ثابت سورۂ کافرون کا ربع قرآن ہونا ایسا نہیں ف۴ سبع مثانی سے کیا مراد

عرض۔ قبرستان میں[ف۱] باآواز قرآن عظیم پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد۔ ایسی آواز سے پڑھنا مستحسن ہے کہ اموات سنیں اور ان کا دل بہلے نہ اتنی کہ جیہ ... سے کہ مردے کو بھی پریشان کرے۔

عرض۔ وقت دفن[ف۲] اذان کیوں کہی جاتی ہے۔

ارشاد۔ دفع شیطان کے لئے۔ حدیث میں ہے اذان جب ہوتی ہے شیطان ۳۶ میل بھاگ جاتا ہے۔ الفاظ حدیث میں یہ ہیں کہ روحا تک بھاگتا ہے اور روحا مدینۂ طیبہ سے ۳۶ میل دور ہے اور وہ وقت ہوتا ہے دخل شیطان کا جس وقت منکر نکیر سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے یہ لعین دور سے کھڑا اشارہ کرتا ہے اپنی طرف کہ مجھ کو کہہ دے جب اذان ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے وسوسہ نہیں ہوتا پھر سوال کرتے ہیں ما دینك تیرا دین کیا ہے۔ اس کے بعد سوال کرتے ہیں مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ ان کے بارے میں کیا کہتا ہے اب معلوم کہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضۂ مقدسہ سے پردہ اٹھایا جاتا ہے شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی اور چونکہ امتحان کا وقت ہے اس لئے هٰذا النبی[ص] نہ کہیں گے هٰذا الرجل کہیں گے۔

عرض۔ یہ زمین قیامت کے روز دوسری زمین سے بدل دی جائیگی۔

ارشاد۔ ہاں[ف۴] ان زمین و آسمان کا دوسرے زمین و آسمان سے بدلا جانا تو قرآن عظیم سے ثابت ہوتا ہے ارشاد ہوتا ہے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ جس دن بدل جائیگی یہ زمین دوسری زمین سے اور آسمان بھی اور نکل جائیں گے قبروں سے لوگ اللہ واحد قہار کے لئے مگر آسمان کے لئے یہ نہیں معلوم کہ وہ آسمان کاہے کا ہوگا ہاں[ف۵] زمین کے بارہ میں

ف۱ قبرستان میں باآواز قرآن عظیم کی تلاوت

ف۲ دفن کے بعد اذان کیوں کہی جاتی ہے۔

ف مردے سے سوال میں هذا الرجل کیوں کہتے ہیں

ف قیامت کے بعض احوال

ف روز قیامت زمین و آسمان بدل جائیں گے زمین لوہے کی ہوگی اور آسمان اللہ جانے

یہ حدیث آئی ہے جس میں ہے کہ آفتاب قیامت کے دن سوا میل پر آجائیگا صحابی جو اس کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میل سے مراد میل مسافت ہے یا میل سرمہ پھر فرمایا اگر میل مسافت ہی مراد ہے تو بھی کتنا فاصلہ ہے آفتاب ف۱ چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور پھر اس طرف کو پیٹھ کئے ہے اس روز کہ سوا میل پر اور اس طرف کو منہ کئے ہوگا اس روز کی گرمی کا کیا پوچھنا اسی حدیث میں ہے کہ زمین لوہے کی کر دی جائیگی (پھر فرمایا اور جنت ف۲ میں چاندی کی زمین ہوجائیگی اور یہ زمین وسعت کیا رکھتی ہے ان تمام انسانوں جانوروں کے لئے جو روز ازل سے روز آخر تک پیدا ہوتے ہوں گے حدیث میں ہے کہ رحمٰن بڑھائے گا زمین کو جس طرح روٹی بڑھائی جاتی ہے اس وقت کروی شکل ف۳ پر ہے اس لئے اس کی گولائی ادھر کی اشیاء کو حائل ہے اور اس وقت ایسی ہموار کر دی جائیگی کہ اگر ایک دانہ خشخاش کا اس کنارہ پر پڑا ہو اس کنارہ زمین سے دکھائی دے گا۔ حدیث میں ہے يُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي دیکھنے والا ان سب کو دیکھے گا اور سنانے والا ان سب کو سنائے گا۔

عرض - حضور یہ صحیح ہے کہ یہ زمین جنت کی شکر ف۴ بنا دی جائیگی۔

ارشاد - میں نے نہ دیکھا ہاں یہ تو ہے کہ محشر کے عرصات میں گرمی شدت کی ہوگی۔ پیاس بہت ہوگی اور دن طویل ہے بھوک کی تکلیف بھی ہوگی اسلئے مسلمانوں کیلئے زمین ف۵ مثل روٹی کے ہوجائیگی کہ اپنے پاؤں کے نیچے سے توڑے گا اور کھائیگا۔

عرض - یہ صحیح ہے کہ یہ زمین جنت کی شکر بنا دی جائے گی۔

ارشاد - میں نے نہ دیکھا ہاں یہ تو ہے کہ محشر کے عرصات میں گرمی شدت کی ہوگی پیاس بہت ہوگی اور دن طویل ہے بھوک کی تکلیف بھی ہوگی اسلئے مسلمان کے لئے زمین مثل روٹی کے ہوجائیگی کہ اپنے پاؤں کے نیچے سے توڑے گا اور کھائے گا۔

عرض - حضور والا یہ صحیح ہے کہ کعبۂ معظمہ جنت میں جائیگا۔

ارشاد - ہاں کعبہ معظمہ اور تمام مساجد

ف۱ آفتاب اب چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور قیامت میں سوا میل پر ہوگا۔ میل سے ممکن ہے کہ میل شرمرا د ہو

ف۲ جنت کی زمین چاندی کی ہوگی۔

ف۳ زمین اب کروی شکل کی ہے قیامت کے دن ہموار کی جائے گی۔ کیسی ہموار

ف۴ اس زمین کے جنت کی شکر بنا دیئے جانے کی نسبت

ف۵ قیامت میں مسلمانوں کے لئے یہ زمین روٹی کی طرح ہوگی۔

ف۶ کعبہ معظمہ اور تمام مساجد داخل جنت ہوں گے۔

عرض۔ اور حضور روضۂ اقدس

ارشاد۔ روضۂ اقدس[ف۱] افضل ہے یا کعبہ معظمہ

عرض۔ روضۂ اقدس

ارشاد۔ پھر جب مفضول جائیگا تو افضل کے جانے میں کیا شبہ۔ صرف روضۂ اقدس ہی نہیں بلکہ تمام[ف۲] تربتیں انبیائے کرام علیہم السلام کی۔

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

ارشاد۔ نہیں

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانا جائز ہے۔

ارشاد۔ نہیں

عرض۔ کیوں۔ کیا بے ادبی ہے

ارشاد۔ ہاں

عرض۔ سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا میں دیمک لگ جانا صحیح ہے۔

ارشاد۔ ہاں سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام جنوں سے بیت[ف۳] المقدس بنوا رہے تھے اور آپ کا قاعدہ یہ تھا کہ خود کھڑے ہو کر کام لیتے تھے۔ اگر آپ وہاں تشریف فرمانہ ہوتے تو وہ معمار شرارت کرتے تھے ابھی ایک سال کا کام باقی تھا کہ آپ کے انتقال کا وقت آگیا۔ آپ نے غسل فرمایا کپڑے نئے پہنے خوشبو لگائی اور اسی طرح تشریف لائے عصا پر تکیہ فرما کر کھڑے ہو گئے۔ عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی روح قبض[ف۴] کر لی آپ اسی طرح عصا پر ٹیک لگائے رہے پہلے تو جنوں کو رات کی فرصت مل بھی جاتی تھی اب دن رات برابر کام کرنا پڑتا تھا۔ حضرت ہر وقت کھڑے ہی رہتے تھے اور

ف۱ روضہ اقدس کعبہ سے افضل ہے۔

ف۲ انبیاء علیہم السلام کی تربتیں داخل جنت ہوں گی۔

ف۳ بیت المقدس کی تعمیر کا کام حضرت سید سلیمان علیہ السلام نے خود اپنے سامنے کھڑے ہو کر جنوں سے لیا۔

ف۴ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام عصا پر تکیہ لگائے قیام فرماتے تھے اسی حالت میں قبض روح ہوا۔

اجازت مانگنے کی کسی میں ہمت نہ تھی ناچار سال بھر تک یکلخت دن رات برابر کام کیا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام بعینہا ویسے ہی رہتے ہیں۔ ان میں کوئی تغیر نہیں آتا، سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک بھی اسی طرح رہا جب کام پورا ہو چکا، دیمک کو حکم ہوا اس نے آپ کے عصا کو کھانا شروع کیا جب عصا کمزور ہوا آپ نیچے تشریف لائے، جن پہلے غیب کے علم کا ادعا رکھتے تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ کھل گیا، جنوں کا حال اگر غیب جانتے کیوں رہتے ایک سال سخت عذاب میں۔

عرض ۔ کیا حضور حیوانات[ف۱] بھی ناطق ہیں۔

ارشاد ۔ بلاشبہ

عرض ۔ انسان کو حیوانات سے تمیز ناطق ہی تھی، ناطق ہی فصل ہے۔ اور فصل کا دو جنسوں میں اشتراک محال۔

ارشاد ۔ یہ تمیز کس کے نزدیک ہے جاہل فلاسفہ حمقا کے نزدیک ہر شے ناطق ہے، شجر، حجر، دیوار و در سب ناطق ہیں نص ہے قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ اعضا کہیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے ناطق کیا۔ جس نے ہر شے کو ناطق کر دیا اور نصوص[ف۳] کا ان کے ظواہر پر حمل واجب بلا ضرورت ان میں تاویل باطل ومامموع اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ کوئی شے ایسی نہیں کہ اللہ کی تسبیح و تحمید نہ کرتی ہو۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ ہر شے مکلف[ف۲] ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور خدا کی تسبیح کی ساتھ۔

ف۱ ۔ حیوانات بھی ناطق ہیں۔

ف۲ ۔ فلاسفہ کے صرف انسان کو ناطق بنانے کا رد بازغ۔

ف۳ ۔ نصوص کا ظواہر پر حمل واجب بے ضرورت تاویل باطل۔

عرض - کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ ط سے ان کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔

ارشاد - اوّل تو یہ آیت خاص پرندوں اور ذوی العقول کے باب میں ہے۔ سباقِ آیت ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ط کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ، کیا نہیں دیکھتے جو لوگ زمین وآسمان میں ہیں اور پرندے صف باندھے ہوئے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ہر ایک نے اپنی نماز اور تسبیح کو پہچان لیا دوسرے یہ کہ اس آیت میں لف ونشر مرتب مانا جائے کہ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نے اپنی نماز کو جان لیا اور پرندوں نے اپنی تسبیح کو تیسرے یہ کہ اگر اس آیت کو عام رکھا جائے تو از قبیل عطف عام علی الخاص ہو جائے گا، جمادات نباتات کی نماز وہی ان کا ایمان وتسبیح ہے (پھر فرمایا) ان میں مادہ ۳ معصیت بھی ہے ان کے لائق جو سزا ہوتی ہے وہ ان کو دی جاتی ہے، اہل کشف فرماتے ہیں تمام جانور تسبیح کرتے ہیں، جب تسبیح چھوڑ دیتے ہیں اسی وقت ان کو موت آتی ہے ہر پتا تسبیح کرتا ہے۔ جس وقت تسبیح سے غفلت کرتا ہے اسی وقت درخت سے جدا ہو کر گر پڑتا ہے، جب مجمع ہوا کفار کا مدینہ طیبہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کر دیں غزوۂ احزاب کا واقعہ ہے۔ رب عزوجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب کی شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست ونابود کر دے۔ اس نے کہا اَلْحَلَائِلُ لَا یَخْرُجْنَ بِاللَّیْلِ بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں فَاَعْقَمَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی تو اللہ نے اس کو بانجھ کر دیا۔ اسی وجہ سے شمالی ف۲ ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا، پھر صبا (یعنی پروائی) سے فرمایا فقالت سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا تو اس نے عرض کیا ہم نے سنا اور اطاعت کی رہ گئی اور کفار کو برباد کرنا شروع کیا صرف ایک خندق درمیان میں

ف۱ - ہر شے حضور کی تصدیق اور اللہ عزوجل کی تسبیح کے ساتھ مکلف ہے۔

ف۲ - شمالی ہوا سے پانی کیوں نہیں برستا پروائی سے کیوں برستا ہے۔

ف۳ - حیوانات نباتات جمادات معصیت کرتے ہیں اور جس سزا کے لائق ہیں سزا بھی پاتے ہیں۔

تھی۔ اس پار مسلمان تھے اس پار کفار ادھر صبح تک چراغ جلتے رہے اور دوسری طرف اونٹ بارہ بارہ کوس پر گرے تو پروائی[ف۲] کو یہ نعمت دی کہ بارش اسی کے ساتھ ہوتی ہے (پھر فرمایا) ایک ایک روحانیت تو ہر ہر نبات ہر ہر جماد سے متعلق ہے اُسے خواہ اس کی روح کہا جائے یا اور کچھ وہی مکلف ہے، ایمان و تسبیح کے ساتھ حدیث[ف۳] میں ہے۔ مَامِنْ شَیْءٍ اِلَّا وَیَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا مَرَدَۃُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ کوئی شے ایسی نہیں جو مجھ کو خدا کا رسول نہ جانتی ہو سوا سرکش جن اور انسانوں کے۔

عرض۔ پھر انسان اور دیگر حیوانات میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔

ارشاد۔ عقل[ف۴] ہے اور وہ تکالیف شرعیہ جو رکھی گئی ہیں اس پر اور وہ امانت ہے۔ جس کو اٹھا لیا انسان نے انا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَہُوْلًا ہ بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اُٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

عرض۔ حضور والا وہ امانت کیا تھی۔

ارشاد۔ اس[ف۱] میں اختلاف ہے علماء فرماتے ہیں وہ عشق الٰہی ہے (پھر بیان سابق کی طرف توجہ فرمائی فرمایا) علماء[ف۲] فرماتے ہیں جو ان کے سمع و ادراک پر ایمان نہ لائے اس کے ایمان میں نقص ہے، یہ سب ایمان لائے ہیں، حضور پر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کوئی ایسی چیز نہیں۔ یہاں تک کہ مصنوعات انسانیہ جیسے (اپنی گھڑی اور ڈبیہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) یہ گھڑی یہ ڈبیہ کہ ان کو انسان نے

ف۱۔ شمالی ہوا سے پانی کیوں نہیں برستا۔ ف۲۔ پروائی سے کیوں برستا ہے۔

ف۳۔ ہر شے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی جانتی ہے سوا سرکش انسانوں اور جنوں کے۔

ف۴۔ انسان و حیوان میں امتیاز کی شے عقل ہے۔

بنایا ہے، مگر روزِ ازل سب سے عہد لیا گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تو اگر فہم وادراک نہ تھا تو یہ عہد کیسا قرآنِ عظیم میں ہے۔ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ط قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ ہ فرمایا آؤ تم خوشی سے یا مجبوراً (کہ چاہتے نہ تھے مگر مجبور ہو کر چلے آئے) تو انہوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آئے جس طرح تمہارا بدن نہیں سمجھتا وہ روح سمجھتی ہے۔ جو اس بدن سے متعلق ہے اسی طرح وہ اجسام بھی سننے سمجھنے والے نہیں بلکہ وہ روحانیتیں جو ان سے متعلق ہیں۔

عرض۔ تو پھر یہ تقسیم موجودات دنیا کی حیوانات نباتات جمادات کی طرف غلط ٹھہرے گی۔

ارشاد۔ ہاں یہ ظاہر بینوں کی تقسیم ہے اور ظاہر نظر میں یہ تقسیم صحیح بھی ہے۔ مگر نظرِ دقیق میں نہیں ابتدائے اسلام میں کفار دشمن سخت تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لئے جا رہے تھے راہ میں ایک پہاڑ پر تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا پہاڑ سے آواز آئی (فٓ) حضور مجھ پر نہ تشریف لائیں کہ مجھ پر کوئی جگہ امن کی نہیں مجھے خوف ہے کہ اگر کفار نے حضور کو مجھ پر پا لیا اور ایذا دی۔ تو اللہ مجھ پر وہ سخت عذاب نازل کرے گا کہ کبھی نہ نازل کیا ہوگا، سامنے دوسرا پہاڑ تھا اس نے آواز دی اِلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یا رسول اللہ حضور میری طرف تشریف لائیں۔ سرکار اس پر تشریف لے گئے تو اگر علم (فٓ) وادراک ونطق نہ تھا تو کیونکر ایسا ہوا جب آیۂ کریمہ نازل ہوئی وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ط

فٓ - وہ امانت جس کے تحمل سے آسمانوں زمین اور پہاڑ نے انکار کیا اور انسان نے اُسے اٹھا لیا کیا ہے۔

فٓ - ہر شے سمع وادراک رکھتی ہے جو اس پر ایمان نہ لائے وہ کامل الایمان نہیں۔

فٓ - پہاڑوں کا علم ادراک ونطق۔

جہنم کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ پہاڑوں نے رونا شروع کیا یہ آنسو ہیں دریا جو بہہ گئے ہیں (پھر فرمایا) رجوع[ف۲] وخشوع وخضوع عام ہے۔ تمام حیوانات و نباتات وجمادات کو یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے لوہے کا نرم ہوجانا اسی کے حکم سے تھا۔ محض ارادۃ اللہ سے موم ہوجاتا تھا۔ جیسے ٹھنڈا ہوجانا آگ کا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرمایا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ ط اے[ف۳] آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا ابراہیم پر یا نار عام فرمایا تھا جتنی آگیں تھیں دنیا کی سب ٹھنڈی ہوگئیں روئے زمین پر کہیں آگ کا نام ونشان نہ رہا اور یہ آگ تو ایسی ٹھنڈی ہوگئی کہ علماء فرماتے ہیں اگر سلامًا نہ فرماتا اتنی ٹھنڈی ہوجاتی کہ اس کی ٹھنڈک ایذا دیتی کئی کوس کے گرد میں وہ آگ تھی۔ کوئی اس کے قریب بھی نہ جاسکتا تھا۔ اب فکر ہوئی کہ ان کو ڈالیں گے۔ کیونکہ شیطان ملعون آیا اور گوپھن بنانا سکھایا کہ اس طرح کا بنا کر اس میں ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بٹھا کر پھینک دو جب آپ کو گوپھن میں بٹھا کر پھینکا آپ آگ کی محاذات پر آئے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے۔ عرض کی اَلَکَ حَاجَۃٌ یَا اِبْرٰهِیْمُ کوئی حاجت ہے فرمایا اَمَّا مِنْکَ فَلَا ہے تو مگر تم سے عرض کی تو جس سے ہے اُسی سے کہئے فرمایا۔ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ کَفَانِیْ عَنْ سُؤَالِیْ وہ خود جانتا ہے۔ عرض کی ضرورت نہیں۔ قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ۔

عرض - یہ صحیح ہے کہ حیوانات مٹی ہوجائیں گے تو ان کی ارواح کہاں

ف - دریا پہاڑوں کے آنسو ہیں۔

ف۲ - رجوع وخشوع وخضوع حیوانات جمادات ونباتات سب کو عام ہے۔

ف۳ - حضرت سیدنا ابراہیم خلیل جلیل پر نار نمرود کے برد وسلام ہونے کا ذکر۔

جائیں گی۔

ارشاد۔ مٹ کر ہو جائیں گی یہ تو ثابت ہے آگے کچھ نہ فرمایا شرح نے بتایا کہ جو حیوانات موذی ہیں وہ دوزخ میں کافروں کو عذاب دینے کے لئے جائیں گے۔ اِن کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی، جس طرح فرشتگان عذاب کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی اور اصحاب کہف کا کتا بلعم باعور کی شکل میں جنت میں جائیگا اور بلعم اِس کتے کی شکل ہو کر جہنم میں جائے گا اور ناقۂ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ناقۂ عضباء جنت میں جائیں گے۔ باقی حیوانات مٹی کر دیئے جائیں گے ان کو مٹی ہوتا دیکھ کر کفار کہیں گے یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا ۔ کاش میں بھی (انہیں کی مانند) مٹی ہو جاتا۔

عرض۔ کیا حضور جنت میں جنات نہ جائیں گے۔

ارشاد۔ ایک قول[۲] یہ بھی ہے کہ جنت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے۔ جنت میں سیر کو آیا کریں گے (پھر فرمایا) جنت تو جاگیر ہے، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُن کی اولاد میں تقسیم ہوگی۔

ف۔ حیوانات قیامت کے بعد مٹی ہو جائیں گے اور کون کون سے جنت میں کون سے دوزخ میں جائیں گے۔

ف۲۔ جن جنت میں جائیں گے یا نہیں۔

نعت

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے روحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاکِ رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ رحیم ہیں تیری عطا کی قسم

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیِ طبع رضا کی قسم

(اعلیحضرت بریلویؒ)